من بکی او ابکی او تباکی علی الحسین وجبت له الجنة

ذخیرۂ شیعون و شین جامع مصائب ابی عبد اللہ الحسین المسمٰی بہ

# سانحۂ کربلا

فی ذکر

# سید الشہداء

از تالیف لطیف مقبول بارگاہ لم یزلی جناب مولانا محمد وارث علی صاحب

وقد طبع فی المطبع المعروف بکلب الانوار آگرہ محلہ گلاب خانہ

یا مغیث

# سانحہ کربلا
فی ذکر
# سید الشہدا

جامع مصائب امام مظلوم سید معصوم لخت دل فاطمہ زہرا رضہ
جگر بند علی مرتضی رضہ امام المومنین خلیفۃ المسلمین
شاہزادہ کونین ابی عبد اللہ الحسین رضی اللہ تعالے عنہ

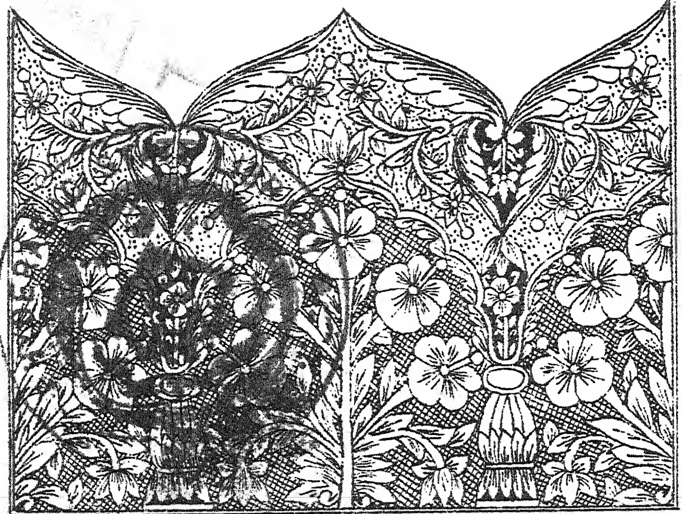
در مطبع لامع النور محلہ گلاب خانہ آگرہ باہتمام نصیر الدین احمد طبع شد

سنہ ۱۳۲۱ ہجری نبوی

طبع ثانی



قیمت عہ



بسم اللہ الرحمن الرحیم

اے خدا اے نور جان عاشقان
ہے عیان تجھپر جو ہے دل مین نہان

ہے دلون کے بھید سے آگاہ تو
ہے دکھاتا سبکو سیدھی راہ تو

تو ہے وہ قادر کہ جو چاہے کرے
تیری ہی قدرت مین ہے ہر ایک شے

آدم خاکی بناکر خاک سے
پھر شرف بخشا اوسے ادراک سے

یہ خرد یہ ہوش یہ فہم و ذکا
ایک پتلہ خاک کو کیا کیا دیا

پاک ہے تو تجھکو ہے پرواہ کیا
جو کہ چاہا ایک کن مین کردیا

ایک پل مین چاہے تو کردے غنی
نام کو چھوڑے نہ دنیا مین دنی

جو بنایا تو نے ہے اوسپر یقین
تیرے پیمبر کے ہین فرمان گزین

وہ پیمبر پاک ختم المرسلین
پیشواے اولین و آخرین

وہ پیمبر شافع روز جزا
شان مین لولاک ہے جنکی لکھا

وہ نبی جنکا سفر معراج ہے — جن سے ملک کفر سب تاراج ہے
نام ہے پیارا محمدؐ آپ کا — ہر مرض ہر درد کی ہے وہ شفا

## رباعی

شاہ است حسینؓ و بادشاہ است حسینؓ — دین است حسینؓ و دین پناہ است حسینؓ
سر داد و نہ داد دست در دست یزید — واللہ کہ بنائے لا الہ است حسینؓ

مورخان صدق مقال فرماتے ہین کہ سنہ ۵۶ھ مین جب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے دشمنون کی طرف سے اطمینان کلی ہوگیا اور عمر کے زیادہ ہوجانے سے زندگی سے مایوس ہونے لگے تو ارادہ کیا کہ روم و عجم کی طرح سلطنت میرے خاندان کیواسطے موروثی ہوجاے اور میرا بیٹا یزید میرا جانشین ہو۔

یزید اچھا شاعر تھا اور سمجھہ قوی رکھتا تھا۔ سرو قد۔ چھریرہ بدن۔ چہرہ پر چیچک کے داغ تھے اور وحشت برستی تھی۔ کالی آنکھین۔ بال گھونگروالے اور ڈاڑہی سیدہی تھی۔ چونکہ اہل شام مین پرورش پائی تھی اس لئے ریشمی پوشاک اور گانے بجانے کا شوقین تھا۔ کہتے ہین کہ وہ شراب خوار۔ پست حوصلہ کینہ خوا اور بد مزاج بھی تھا اس لئے اسلامی حیثیت سے کسی طرح قابل سلطنت نہ تھا اسپر بھی حضرت معاویہؓ بیٹے کو اپنا ولیعہد کرنے پر اڑے ہوئے تھے اکثر مورخین نے اس جگہہ بیان کیا ہے کہ حضرت معاویہؓ نے اپنے حین حیات جانشین مابعد کی جو فکر کی اسمین کوئی عیب نہ تھا کیونکہ بادشاہ کے سامنے یا کم سے کم اوسکے مرنے سے پہلے جانشین مابعد کا مقرر ہوجانا اچھا ہوتا ہے۔ دیکھو حضرت صدیق اکبرؓ نے حضرت عمر فاروقؓ کو جو نامزد کردیا اوسکے نتیجے کیسے اچھے ہوئے۔ فاروق اعظمؓ نے گو کسی کو نامزد نہین کیا تھا مگر اتنا ضرور فرمایا تھا کہ فلان فلان چہہ شخصون مین سے جسکو چاہنا میرا جانشین کرلینا یہی اونہون

تھا۔ بالکل نامزد نہ کرنے سے تو بد رجہا بہتر تھا حضرت عثمان بن عفان اور جناب مرتضوی
مجبوری کے باعث یہ بات نہ ہو سکی اوسکی خرابیاں ملاحظہ ہون کہ کیا کیا فتور برپا ہوئے ہین
باہمی جھگڑون سے سلطنت کو محفوظ رکھنے کے لئے حضرت معاویہ یہ کام کرنا چاہتے
۔ ہماری راے مین اس کاوش سے بھی ہمارے معظم و مکرم پر اعتراض قائم رہتا۔
ایسا شخص مقرر کرنا مناسب تھا جو مسلمانون پر حاکم ہونے کے لائق ہوتا نہ کہ درشت خو
بدمزاج اور آوارہ۔ اسی لئے لوگ گلا پھاڑ پھاڑ کے بھی لکھے چلے جاتے ہین کہ اولاد علی اور
فاطمہ کا حق مٹنے کے لئے اور سلطنت اپنی اولاد کو ترکہ مین دینے کیواسطے ناقابل بیٹا ہی
کیا جاتا تھا اور آنکھون کے سامنے کی نامردگی سے مسلمانون کے سر سے بلا ٹالنی منظور
اور جب اسکا نتیجہ بھی بڑا مضرت رسان اور رنج خیز ہوا تو ہم کسی طرح اونہین بری نہین کر سکتے۔
غرضکہ حضرت معاویہؓ نے بیرونجات کو فرمان جاری کردئے کہ ہر صوبہ سے نائب اور سرآوردہ
آئین اور یزید سے بیعت کرین۔ مگر سب لوگ یزید سے نفرت رکھتے تھے اور نہین چاہتے
کہ ایسا شخص ہمارا حاکم ہو تو بھی خدا بخشے جناب معاویہ نے لوگون کو مجبور کیا اور یزید سے
بیعت کرائی۔ چنانچہ حضرت سعید بن عثمان بن عفان نے جب یزید سے بیعت کر لی اور اوسکے
سنا کہ جناب امام حسین ابن علی مرتضیٰ۔ عبد اللہ ابن عباس۔ محمد بن ابو بکر صدیق اور عبد اللہ
بن زبیر رضی اللہ تعالےٰ عنہم اجمعین نے بیعت یزید سے قطعی انکار کر دیا ہے تو حضرت سعید
بیعت پشیمان ہوئے۔ مگر حضرت معاویہؓ نے حکومت خراسان دیکر راضی کر لیا اور یہ محض حکمت
عملی ہی تھی کیونکہ چند روز اونہین سبز باغ دکھا کے پھر خراسان عبد اللہ کو دیدیا۔

بنی امیہ کی سلطنت سو نبرس تک رہی اور اونکے چودہ بادشاہ ہوئے اس خاندان
میں سلطنت کی بنیاد حضرت معاویہ نے ہی ڈالی تھی۔ آپ کے زمانہ مین خلافت کی سادگی

اور تقدس سے ہاتھ دہو کے حکومت نے بادشاہت کا رنگ پکڑ لیا تھا انتخاب کا ع
اوٹھا دیا گیا اور شخصی سلطنت قائم ہوگئی جسکا بانی مبانی ہم نہایت افسوس کے ساتھ ح
کی ذات والاصفات کو سمجھتے ہین - نمایش ظاہری کا رواج ہوگیا - دمشق کی زرخیزی
اثر نے عرب کی ساری سادگی کو خاک مین ملا دیا - شام کی آسایشون نے آنحضرت
صدیق اکبر اور فاروق اعظم کی طرح دنیا کے لات مار دینے کو ہوا بتا دی اور سب سے ز
یہ غضب ڈہایا گیا کہ حضرت معاویہؓ نے دمشق کو وہ بزرگی اور فضیلت دینا چاہی جو اسوقت تک
مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کو حاصل ہو چکی تہی - اسلیئے حضور نبوی کا عصا اور مدینہ کی مسجد نبوی
منبر دمشق مین لانا چاہا حیلہ یہ بنایا گیا کہ ایسی متبرک چیزین قاتلان عثمانؓ بن عفان کے
نہ رہنا چاہئین - عصا بڑی تلاش و جستجو کے بعد ملگیا مگر جب منبر مسجد نبوی کو اوسکی جگہہ
سرکانے لگے تو نہایت سخت گہن سورج پر پڑا - دن دہاڑے ہاتھہ کو ہاتھہ نہین سوجہتا تھا
تارے بخوبی نظر آنے لگے لہذا منبر کا لیجانا مرضی الٰہی کے خلاف سمجھا گیا اور مجبوراً او
جہان کا تہان چہوڑ دیا -

حضرت معاویہؓ جب اسّی برس کے سن مین رجب سنہ ۶۰ ہجری مطابق سنہ ۶۷۹ عیس
انتقال فرمانے لگے تو اپنے بیٹے یزید کو طلب کیا اور اوسکو عقلمندانہ اور تجربہ کارون کی سی
نصیحتین کین کہ اے بیٹا! اہل عرب پر بہروسا رکہنا وہی تمہاری قوت کی جڑ ہین - شامی اگرچہ
اپنے ملک سے باہر جا کے اپنے تئین ذلیل و خوار کر دیتے ہین مگر نمک حلال ہین اونکی عزت
کرتے رہنا - عراقی بیچین اور تکلیف دینے والے ہین جسکو چاہین اوسیکو کر دینا کیونکہ ذرا سی اشتعال
مین وہ لاکہون شمشیر زن مجتمع کر لیتے ہین - اے بیٹا مین نے بیس برس سلطنت کی میرے
بعد تیرے چار زبردست مخالف باقی ہین -

۱- حسینؓ ابن علیؓ جنکو اہل عراق بہت مانتے ہین وہ راستباز اور حق شناس اور
ارے چچازاد بھائی ہین اگر وہ تمہارے قبضہ مین آجائین تو اونکے ساتھہ سلوک کرنا۔
۲- عبداللہ بن عمر عابد اور عالم ہین امید ہے کہ وہ تم سے موافقت کرینگے۔
۳- عبدالرحمٰن بن ابی بکر جو دماغی قوت نہین رکھتے دوسرون کے سکھاے پڑھا
رہند ہوجاتے ہین۔ اون سے تمکو کچہہ خوف نہین۔
۴- عبداللہ ابن زبیر مین لومڑی کی سی چالین اور شیر کی سی شجاعت ہے وہ تم سے
ن تو بہادری کے ساتھہ اون سے لڑنا اور ہمسایون کے خون سے بچے رہنا اور اگر
سے صلح کرلینا چاہین تو غنیمت جاننا اور پیام صلح قبول کرلینا اور جب موقع ملے تو اونکو مار ڈالنا۔
ے راوی نے عبداللہ بن عمر کی جگہہ عبداللہ بن عباس اور عبدالرحمٰن بن ابی بکر کی جگہہ
ن ابی بکر لکھا ہے۔ ان چارون صاحبون کا یزید سے بیعت نکرنا فرط اتقا کی وجہ سے تھا۔
ہین چاہتے تھے کہ ہم ایسے فاسق و فاجر اور گمراہ سے بیعت کرین اور سمجھتے تھے کہ اوسکی
ت ہمارے لئے باعث ننگ ہے مگر ابی اسحاق اسفرانی نے لکھا ہے کہ حضرت معاویہؓ
زید کو اپنے انتقال کیوقت یہ وصیت کی کہ رعیت کے حق مین عدل کرنا کیونکہ قیامت کے
پل جنت اور دوزخ کے درمیان قائم کیا جائیگا اور سب بادشاہون کو اوسپر سے
ے کا حکم ہوگا۔ رعیت پرور اور عادل بادشاہ بلا خوف وخطر اوس پل پر سے گذر کے بہشت
یا داخل ہونگے اور ظالم حاکم کٹ کٹ کے جہنم مین گر پڑینگے۔ دوسری بات یہ ہے کہ حسینؓ
نکی اولاد اور بھائی بہنون اور بیویون کی عزت حد سے زیادہ کرنا اور کوئی کام بغیر اونکے مشورہ
نہ کرنا۔ ہم اونکے غلام ہین۔ اہل بیت رسول اللہ سے زیادہ اپنے رشتہ کنبہ والون پر
نہ کرنا۔ بیٹا تم اونکے غصہ سے ڈرتے رہنا حسین کی ناراضی سے خدا و رسول خفا

ہو جاتے ہین اور جس سے حسین راضی ہین اوس سے خدا و رسول بھی خوش رہتے ہیں
پس اے بیٹا حسین اور اونکی اولاد اور اونکے رشتہ دارون اور بنی ہاشم کی ہمیشہ رعایت
کرنا اور اونہین راضی رکھنا ورنہ جہنم کی دہکتی آگ مین ڈالے جاؤگے۔ یزید نے باپ کی
باتین سن کے کہا سمعنا وطاعۃ لک یعنی مین نے آپکی نصیحتین سنلین اونکی تعمیل کرونگا۔
غرضکہ رجب ۶۰ھ ہجری مطابق ۷۔ اپریل ۶۸۰ء کو چونتیس برس کی عمر مین یزید تخت
نشین ہوگیا جسوقت ماتمی کپڑے اوتار کے شاہانہ لباس اوس نے پہنا ہے اوسی وقت
شراب کی صراحیان طلب کین۔ خود بھی پی اور اہل دربار کو بھی پلائی۔ تمام لشکر مین شراب
تقسیم کی گئی اور خود دریاے فسق وفجور مین غوطہ زن ہوگیا۔
باوجود ان باتون کے سواے مکہ و مدینہ اور بعض شہر بابلستان کے اکثر ممالک
نے اوسے بے چون وچرا خلیفہ وقت مان لیا۔ بادشاہ ہوتے ہی اوسکے دماغ مین۔
سمایا کہ سلطنت کو بے خلش کرلینا چاہیئے اور جناب امام حسینؓ اور عبداللہ بن زبیر رضی
کو ٹھکانے لگادینا ضرور ہے تاکہ سب کھٹکے مٹجائین۔ یہ دونون صاحب اوس زمانہ میں
افزاے مدینہ تھے۔ اسلیئے ولید بن عتبہ یا عقبہ حاکم مدینہ کو حکم بھیجا کہ اون سے ہمارے
بیعت طلب کرو۔ مروان بن الحکم سے ولید نے مشورہ لیا۔ مروان نہایت چالاک اور قابل
سمجھا جاتا تھا۔ اوسی نے وہ جعلی خط حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی طرف سے لکھا
جو اونکی شہادت کا باعث ہوا۔ مروان نے ولید کو یہ صلاح دی قبل اسکے کہ دونون بزرگ
موصوفہ بالا کو حضرت معاویہؓ کے انتقال کی خبر ہو اونہین اپنے پاس بلالو اور یزید کی بیعت
طلب کرو اگر کرین تو فبہا ورنہ فوراً قتل کرڈالو۔ ادہر اس مشورہ کی خبر اودہر ہی اودہر جناب ا
اور حضرت عبداللہ بن زبیر کو پہونچی دونوں صاحب اپنے عیال واطفال کو ہمراہ لیکر مدینہ

حلقہ بگوش ہو چکے - خلافت آپکی موروثی ہے اوسکے لئے یزید ساخائن - فاسق
دمی ہرگز مناسب نہین - اسکے جواب مین جناب امام حسینؑ نے ارشاد فرمایا کہ اے جان
اللہ بن زبیر واللہ و باللہ مین طالب دولت و جاہ و ثروت دنیا نہین نہ یہ چاہتا ہون کہ باہمی
پیدا ہو صرف میری غرض یہ ہے کہ مین اور میرے متعلقین امن کے ساتھہ مکہ مین رہکے
مین مشغول رہین اور کسی قسم کی مزاحمت ہم سے نہ کی جائے جسطرح میرے نانا جان یہان
رہتے تھے اوسی طرح مین بہی تین وقت بہوکا رہکے اور چوتھے وقت روکھی سوکھی جو کی روٹی
کے اللہ اللہ کیا کرون اور اونکی یاد مین جان دیدون - تمام مکہ والون نے عرض کی کہ حضور
کی پتلی کی طرح یہان رہین - زہے قسمت زہے نصیب - پس جناب امام ہمام نے مکہ مین رہنا
یا اور اہل مکہ اوس سے زیادہ عزت و توقیر آپکی کرتے تھے جیسا کہ اونہون نے وعدہ
رفتہ رفتہ یہ خبر یزید کو پہونچی کہ تمام مکہ والے امام حسین کے شمع جمال کے پروانے ہین
آتش رشک و حسد سے کباب ہو گیا اور یا تھا کھٹکا کہ کہین اونکی طرف اجتماع کثیر ہو تے
میرے ہاتھہ سے سلطنت نہ جاتی رہے -

پہر خدا کی قدرت نے اپنا ظہور یون فرمایا کہ کوفہ والے یزید کے ظلم و ستم اور فسق و فجور او رناجائز
سے تنگ آگئے - جناب امام حسین سے خط و کتابت شروع کی اور انواع و اقسام کے حیلون
مین اپنے ہان بلایا - مگر اونکا دلی ارادہ یہ تھا کہ اگر حضور کوفہ آجائینگے تو ہم آپکو اپنا خلیفہ
لینگے اور بیعت یزید سے بالکل پہر جائینگے ہم اوس ظالم کی حکومت پسند نہین کرتے نہ وہ
ل ہے کہ مسلمانون کا خلیفہ کہلائے - بہت سے خطوط اہل کوفہ کے حضور مین آئے
نے کسی کی طرف التفات نہ کی - آپ ہرگز ہرگز کوفہ جانا پسند نہین کرتے تھے نہ کسی تحریر کا
دیتے تھے - جب کوفی لکہتے لکہتے ہار گئے اور کچہہ بہی جواب نملا تو اخیر مین ایک عرضی بارگاہ

عالی مین اس مضمون کی ارسال کی۔ اُسے ابن رسول اللہ آپ بیٹھے ہوے دیکھہ رہے
کہ یزید ہم پر ناحق ظلم کر رہا ہے۔ ہمارا مال لوٹتا ہے۔ بہت بری طرح ہم سے پیش آتا ہے ہمارے
آدمی ہمارے بے گناہ اوس نے قتل کرا دیے اور عبید اللہ بن زیاد بن مرجانہ کو ہمپر حاکم کر
بھیجا ہے جو بذات خود ظالم جبار شرابخوار اور فاسق و فاجر ہے۔ امر بالمعروف سے ہمکو
اور نہی عن المنکر کے کرنے کی اجازت دیتا ہے اور رعایا کو طرح طرح کے عذاب مین گرفتار
کر رکھا ہے۔ ہم کوفیون کا ناک مین دم ہے۔ ہم اپنی مصیبتون کے اظہار مین ہزار عرضیان
اقدس مین ارسال کر چکے مگر شومی قسمت سے کسیکا بھی جواب نہ پایا۔ حضور ہمارے اوپر رحم نہ
فرماتے۔ ہمارے گلے کٹتے ہوے یون دیکھتے ہین اور عذاب سے نجات نہین دلاتے بڑے
افسوس کی بات ہے۔ لہذا یہ ہماری پچھلی عرض ہے کہ للہ اور بحق خیر الوری حضور یہان تشریف
لائین اور ہمین اس ظالم کے پنجہ سے چھڑائین ورنہ قیامت کے دن ہم لوگ بارگاہ خدا مین کھڑے
ہوکے یون التماس کرینگے کہ بار الہا حسین نے ہمارے گلون پر چھری چلتے دیکھی اور رحم
نہ کیا۔ ہمارا خون بہا حسین سے دلوا۔ نہ معلوم آپ ہمارے اس استغاثہ کی جواب دہی
رب الارباب کی عدالت مین کیا کرینگے؟ جب یہ اخیر عرضی حضور نے ملاحظہ فرمائی تو زار زار
رونے لگے اور رخسار مبارک سے اشکون کی جھڑی لگ گئی۔ رحمتہ للعالمین کے نواسے
اونہین کی گود مین پلے ہوے تھے بھلا کس طرح نانا کی امت کی فریاد پر رقت نہوتی۔
خوف سے لرزہ جسم اطہر پر طاری ہوا اور بندگان خدا کی تکلیف سے بےچین ہو گئے۔ فوراً قلم
دوات لیکر کوفہ والون کی عرضی کے جواب مین یون تحریر فرمایا۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
مِنْ عَبْدِ الْحُسَیْنِ بْنِ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ اِلٰی اَہْلِ الْکُوْفَۃِ وَالْعِرَاقِ اِعْلَمُوْا اَنَّکُمْ اَرْسَلْتُمْ اِلَیَّ
اَلْفَ کِتَابٍ وَنَحْنُ کَمَا نَلْتَفِتُ اِلَیْہَا وَاَنَا مَامُوْرٌ اَدْعِی الْاَ الْجِوَارُ بِکَعْبَۃِ اللّٰہِ نُقِیْمُ فِیْہَا اِ...

جلي والآن لهم منكم الشكوى من ظلم اليزيد وغيره واني حاضر اليكم عنقريب والواصل لكم مسلم بن عقيل بكتابي وهو يصلي في مسجد الكوفة ويقضي النعمان ويحكم بينكم الى ان احضر لكم۔

۔ حسین ابن علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی ے اہل کوفہ و عراق کو معلوم ہو۔ ہم خوب جانتے ہین کہ تم لوگون نے ہمارے بلانے ایک ہزار خط ہمارے پاس بھیجے مگر ہمنے کسی کی طرف توجہ نہ کی کیونکہ ہم اپنی زندگی مین ن تحریر نہ اللہ سے دور ہونا نہین چاہتے اور اسی لئے یہان مقیم ہین ۔۔۔ گ

بب یزیدہ کے ظلم کی شکایت کرتے ہو تو ہم انشاء اللہ عنقریب تمہارے پاس پہونچنے والے ہر دوست برادر بجان برابر مسلم بن عقیل ہمارا دستخطی فرمان لیکر تمہارے پاس کوفہ مین آتے ے آنے تک یہ مسجد کوفہ مین تمہین نماز پڑھائینگے اور فتوی لکھینگے اور نعمان بن بشیر ت کریگا۔

ن جناب امام ہمام کا یہ خط کوفیون اور اہل عراق کو تحریر فرمانا غضب ہوگیا۔ اسی نے ے مخاصمت مستحکم کردی اور عداوت کی ا۔۔۔ بنیاد پڑگئی۔ یزید سمجھا کہ حضرت امام حسین رض لفت مین کہین لشکر کشی کر کے مجھ۔۔۔ ق محروسہ نہ چھین لین سب سے پہلے جناب ممدوح بیعت کے لئے مجبور کرنا چاہتے۔ ادہر جناب امام کو یزید سے قطعی نفرت ہو گئی تھی۔ چاہتے تھے کہ فاسق و فاجر و شرابی و کبابی اور ظالم کو اپنی زبان فیض ترجمان سے سلیم فرمائین۔ خاندان نبوی اور جگر گوشہ مرتضوی سے ایسا ہو ہی نہین سکتا تھا۔ ایت ہے کہ جب سنہ ۶۰ھ مین یزید نے تخت پر بیٹھکے سب اقالیم و صوبجات کو بیعت ے احکام روانہ کئے اسی مضمون کا حکم ولید بن عقبہ حاکم مدینہ کے پاس بھی آیا مگر جناب امام

نے یزید سے بیعت کرنا خلاف حکم خدا تصور فرمایا اور جب ولید کی مرضی مدینہ مین نہ رہنے کی دیکھی تو حضور چوتھی شعبان کو مدینہ سے مکہ روانہ ہوگئے۔ وہان ڈیڑھ سو کے قریب خطوط اہل کوفہ کے آپکے پاس آئے جنمین آپکے بلانیکے لئے بہت کچھ مبالغہ کیا گیا تھا۔

۱۷۔ رمضان ۴۰ھ روز جمعہ کو علی الصباح ابن ملجم خارجی نے جناب علی مرتضی رضی اللہ تعالی عنہ کو شہید کیا اونکے بعد چھ مہینہ تک سیدنا حضرت امام حسن رض بھی خلافت کی مسند پر جلوہ افروز رہے اسکے بعد حضرت معاویہ رض بن ابی سفیان رض نے سپاہ کثیر کے ساتھ [illegible] مقابلہ کرنیکا ارادہ کیا حالانکہ ہمارے امام صادق و مصدوق کے جلو مین بھی اوس سے [illegible] نہ تھی لیکن نانا کی امت کی تباہی پر دل کے ٹکڑے ٹکڑے ہوگئے اور آہ سرد دل پر [illegible] سے کھینچکر فرمایا کہ افسوس۔ دونون لشکرون کے مسلمانون کی تعداد لاکھ ڈیڑھ لاکھ سے زیادہ ہوجائیگی اور دونون طرف سے مسلمان ہی مارے جائینگے جو سب ناکردہ گناہ ہی ہونگے پس مجھے ایسی خونریزی سے خلافت چھوڑ دینا بہتر معلوم ہوتا ہے لہذا آپنے خود اپنی طرف سے صلح کا پیام ہمارے معظم و مکرم کے پاس بھیجا اوسکے جواب مین حضرت معاویہ رض نے لکھا کہ سلطنت و حکومت مجھے سپرد کردو [illegible] جو ممکن ہے جناب امام پاک نے اونکا کہنا منظور فرمالیا مگر حکم دیا کہ مدینہ اور حجاز اور عراق والون [illegible] سے حبہ بھی بطور خراج یا عشر کے نہ لیا جائے اور میرا قرض برابر ادا کرتے رہنا۔ جناب معاویہ رض نے یہ شرائط مانلین تو حضرت امام حسن رض نے

۱۵۔ جمادی الاول ۴۱ھ کو خلافت حضرت معاویہ کے سپرد کردی اور اس [illegible] اونکے نام جاری کیا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ آج حسن ابن علی اور معاویہ بن ابی سفیان مین صلح ہو [illegible] حکومت معاویہ کے سپرد کرتا ہون۔ اونہین چاہئے کہ مسلمانون پر اس طرح حکومت کرین

ام خلاف حکم خدا اور رسول و خلفاے راشدین اون سے سرزد نہو۔ وہ میرے بعد اپنی
سے جسے چاہے خلیفہ نہین کر سکتے بلکہ خلیفہ کا تقرر مسلمانون کی راے پر منحصر ہے
ین جسے چاہین اپنا خلیفہ بنا لینگے۔ اولاد علی کو اپنے جان و مال اور بال بچون کیلئے
ر کر لینے کا اختیار رہے معاویہؓ کو اس معاہدہ سے پھر جانے کا حق حاصل نہین ہے
ور میرے بھائی حسین اور دیگر اہل بیت اور عامہ مسلمین کو ظاہراً یا باطناً ہرگز ہرگز کوئی
ل نکرنا چاہیے جس سے مسلمانون مین جھگڑا و فساد پیدا ہو۔ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ شَهِيدًا
ں تحریر پر کئی لوگون کی گواہیان بھی کرادی گئین لیکن جناب امام حسینؓ اس صلح سے راضی نہ تھے
جب یہ تحریر حضرت معاویہ کے پاس پہونچی تو اونہون نے بھی اسے منظور کیا اور کہلا بھیجا
اسکا اعلان اپنی زبان مبارک سے کردین لہذا جناب امام حسنؓ نے منبر پر رونق افروز ہو کے
سلمانون کا خون ناحق بہانے سے صلح بہتر ہی اسلئے مین نے حکومت معاویہ کے سپرد کر دی
ں فیصلہ کے بعد حضرت معاویہؓ اہل بیت اور بنی ہاشم خصوصاً جناب امام حسینؓ سے بہت
رم کے ساتھ پیش آتے تھے یہانتک کہ پہلے اپنی طرف سے حضرت امام ممدوح کو مدینہ کا
کیا پھر چند روز کے بعد اپنا مشیر کرکے اونہین معہ اہل بیت اپنے ساتھ نہایت تزک
سے دمشق لے گئے وہان سے دمشق محروسہ مین پہونچا دیا تھا۔ کوئی فیصلہ امام حسین
کے خلاف نہین کرتے تھے۔ سب سے پہلے آپکے مصارف ادا کر دیتے تھے اور دامین
ہر سی بھیجا تے تھے اس روایت کے بموجب یہی صحیح معلوم ہوتا ہے کہ جناب امام حسینؓ
ے نشینی کیوقت معہ اہل بیت دمشق ہی مین تھے۔ یزید کی بے اعتنائی سے مدینہ
ے بعض روایتون سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ آپ اوس زمانہ مین رونق افزاے مدینہ
لے آیا۔ پھر اس جگہ تک دوسرا اختلاف راویون مین یہ ہے کہ عبداللہ بن زبیر

آپ کے ہمراہ مدینہ سے مکہ گئے اور کوئی کہتا ہے کہ مکہ پہونچکے حضرت عبداللہ بن زبیر امام حسینؓ کو ملے مگر یہ روایت ہے کہ مکہ پہونچکے حضرت عبداللہ بن زبیر نے حارث کو شہر بدر کر دیا جو یزید کیطرف سے حاکم مکہ تھا اور خود حاکم بن بیٹھے۔ حضرت امام حسینؓ وہان خانہ نشین رہے۔ یزید کیطرف سے عمر برادر عبداللہ بن زبیر بھائی کی سرکوبی کو آئے مگر عبداللہ بن زبیر نے بھائی کو شکست فاش دی۔ عمر بن زبیر اپنے تیسرے بھائی عبیدہ کے گھر مین جا چھپے۔ عبیدہ بن زبیر ملکی معاملات سے بالکل دست کش تھے۔ اسوقت عبداللہ بن زبیر کا پورا پورا تسلط مکہ مین ہو گیا اور سبھون نے اون سے بیعت کر لی لیکن خود اونکے عزیز و اقربا اور جناب امام حسینؓ اس بیعت سے الگ رہے حضرت عبداللہ نے اون سے اصرار بھی نہین کیا۔ یہ معاملہ ماہ ذی الحجہ سنہ ۶۰ھ کا ہے۔

ادہر عبیداللہ ابن زیاد سے کوفہ والون کا دم ناک مین تھا۔ بذات خود بھی وہ پرلے درجے کے شہرہ پشت اور سرکش و بیوفا تھے۔ پس جب کوفیون کو یہ اطلاع ہوئی کہ مکہ مین سب لوگون نے سوائے امام حسینؓ کے عبداللہ بن زبیر سے بیعت کر لی ہے تو دماغ پراگندہ ہو گئے اور حضرت امام ہمام کو لکھنا شروع کیا کہ آپ یہان تشریف لائین ہم آپ سے بیعت کر کے آپ کو اپنا امیر بنائینگے۔

حضرت معاویہؓ کی حکومت بہت زبردست اور قوی تھی اگر وہ زندہ ہوتے تو کوئی سر نہ اوٹھا سکتا تھا۔ یزید کو نالائق اور بیہودہ دیکھکے جابجا لوگون کے

## جناب مسلم بن عقیل کوفہ تشریف لے جاتے ہیں

جناب امام حسین رضی اللہ عنہ نے نامہ مذکورہ بالا تحریر فرماکے اپنے چچازاد بھائی مسلم بن عقیل کو طلب فرمایا اور حالات واقعی سے مطلع کر کے ارشاد کیا کہ اگر

کوفہ چلے جاؤ۔ حضرت مسلم نے نامہ کو سر اور آنکھون پر رکھکے عرض کی سمعاً و طاعۃً ۔ پھر سامان سفر درست کرکے اوسی قاصد کے ساتھ روانہ ہوگئے جو کوفیون کا آخری عریضہ جناب امام ہمام کے حضور مین لایا تہا۔ کوفہ والے قاصد کے انتظار مین بستی سے باہر آئے ہوئے تھے کہ جناب مسلم داخل کوفہ ہوئے لوگ اونہین دیکھتے ہی باغ باغ ہوگئے ور دریافت کیا۔ حضور کب تک ہمین معزز فرمائینگے۔ قاصد نے بڑھکے جواب دیا۔ عنقریب ...یق افروز ہونے والے ہین۔ فی الحال میرے ساتھ اپنے چچازاد بھائی کو معہ نامہ فیض ...ہ کے روانہ کیا ہے۔ اہل کوفہ نہایت ممنون و مشکور ہوئے۔ جناب مسلم کی نہایت خاطر ...رات کی اور عمدہ و نفیس مکان مین اوتارا۔ دوسرے دن علی الصباح آپ نعمان بن بشیر حاکم ...گہ سے ملاقات کرنے دار الخلافہ مین تشریف لیگئے اور جناب امام کا نامہ نامی اور صحیفہ ...می اونہین دیا۔ حضرت نعمان سرو قد کھڑے ہوگئے اور نوازشنامہ کو سر اور آنکھون پہ رکھکے عرض کی کہ تسلیم خم ہے۔ امام کے ارشاد کی تعمیل ہمارا فخر ہے۔ جناب امام حسین رضی اللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لخت جگر فاطمۃ الزہرا رض کے فرزند ارجمند اور ہمارے آقا و سردار ہین۔ زہے قسمت کہ ہم اونکی رعیت کہلائین۔ قسم ہے خدا کی کہ اون سے بہتر کوئی خلیفہ نہین ہوسکتا۔ پہر اہل کوفہ نے امام حسین رض کے نام سے حضرت مسلم رض کے ہاتھ پر بیعت کی اور اونہین کے پیچھے نماز پڑھنے لگے۔

حضرت مسلم کوفہ مین مختار بن عبید کے مکان پر فروکش ہوئے تھے۔ بارہ ۱۲ یا اٹھارہ ۱۸ یا تیس ۳۰ ...یس ہزار آدمیون نے آپ سے بیعت کی۔ حضرت مسلم نے جب یہ حال دیکھا تو جناب امام حسین رض ...لکھ بھیجا۔ اونکی تحریر دیکھتے ہی آپ نے روانگی کوفہ کی تیاری کر دی۔

نعمان بن بشیر اندر کے دل سے تو امام حسین رض کے خیرخواہ تھے مگر ظاہر مین یزید سے لگاؤ رکھتا

نہین چاہتے تھے اس لیے جب اونہون نے سنا کہ ایک جم غفیر نے حضرت مسلم سے بیعت کر لی ہے تو اونکے چھکے چھوٹ گئے اور دنیا سازی کے طور پر لوگون کو منع کرنا شروع کیا کہ خبردار ایسا نکرنا ورنہ یزید کے عتاب مین گرفتار ہوگے لیکن صرف زبانی ہی تن فن سے کام لیا کچھہ زیادہ تعرض نہین کیا۔ مسلم ابن یزید حضرمی اور عمارہ بن ولید بن عقبہ نے خفیہ طور سے دمشق مین یزید کو لکھہ بھیجا کہ سارے اہل کوفہ نے حضرت مسلم بن عقیل کے ہاتھہ پر امام حسینؑ کے نام سے بیعت کر لی ہے اور عنقریب جناب امام ہمام داخل کوفہ ہونے والے ہین۔ نعمان بن بشیر ہی کوفہ والون سے کچھہ نہین کہتے سنتے۔

یہ خبر پاتے ہی یزید نے اپنے ارکان دولت سے مشورہ کیا۔ مصاحبون نے صلاح دی کہ نعمان بن بشیر معزول کیے جائین اور عبید اللہ بن زیاد اونکی جگہہ مقرر ہو اور اوسے فرمان دیا جائے کہ حضرت مسلم معہ اپنے تابعین کے فوراً قتل کیے جائین۔ حضرت امام حسینؑ اگر اگر بیعت نہ قبول کرین تو شہید ہون۔ عبید اللہ نے یہ حکم پا کے بصرہ مین اپنے بھائی کو قائمقام کیا اور خود فوج ساتھہ لیکے کوفہ روانہ ہوا۔ فوج کو قادسیہ مین چھوڑ کر خود حجازیون کے لباس مین یا بین مغرب و عشا کوفہ پہونچا اور یزید کو لکھا کہ آپ مطمئن رہین تعمیل حکم مین سرمو فرق نہوگا۔ وہان جو لوگ جناب امام کی آمد کے منتظر تھے اوسے امام حسین سمجھکے استقبال کو دوڑے اور اندھیری رات مین دہوکھا کھا کے بولے۔ مرحبا بک یا ابن رسول اللہ قدمت خیر مقدم۔ اور سلام کر کے خوش خوش جلو مین ہولئے مگر عبید اللہ خاموش تھا کسیکو جواب نہ دیتا تھا اسی طرح بستی مین داخل ہوگیا۔

کوفہ مین سب سے پہلے عمرو باہلی نے عبید اللہ بن زیاد کو پہچانا اور جو لوگ اوسے امام حسین سمجھکے اوسکے ساتھہ خوشی خوشی بھاگے چلے آتے تھے اونسے کہا دیکھو ھذا عبید اللہ

یا عبید اللہ بن زیاد ہے۔
سے پہلے خچر سے اوتر کے نعمان بن بشیر کے پاس گیا اور مزاج پرسی کے بعد کہا
تم امام حسین کے طرفدار ہوگئے اور حضرت مسلم بن عقیل کے آنے کی اطلاع
نہ مجھے لکھا اب یہ فرمان یزید کا پڑھو۔ اس جرم مین تم معزول کئے گئے ہو نعمان
حکم پڑھکے جواب دیا کہ مین یزید کی رعیت ہون اور اوس سے بیعت کرتا ہون۔ مگر
نے سازش کے خیال سے اونہین اپنے ہی پاس نظر بند رکھا۔
ح ہوتے ہی ابن زیاد نے کوفیون کو جامع مسجد مین جمع کیا۔ اتنا ہجوم تھا کہ پاؤن رکھنے
نہ ہی اوسوقت ابن زیاد نے منبر پر جا کے لوگون کو بہت دھمکایا اور کہا۔ مین دیکھتا
تم لوگ حسین ابن علی کی آمد کی خوشی سے جامہ مین پھولے نہین سماتے اور یزید
ت مین تم نے مسلم بن عقیل سے بیعت کرلی ہے۔ امام حسین سے خط وکتابت
رکھتے ہو۔ یزید تمہاری ان سب حرکات سے واقف ہے کیا تمہارا یہ گمان ہے کہ یزید
عہدہ برآ ہوسکو گے۔ یاد رکھو کہ آج ہی کل شام سے لشکر آنیوالا ہے وہ تمہین کاٹ
ٹکڑے ڈالدیگا۔ تمہارے گھرون پر گدہون کے ہل پھیر دئے جائینگے اور جورو بچے
ی غلام بنا لئے جائینگے۔ خبردار اور ہوشیار ہوجاؤ اور تھوڑے کہے کو بہت سمجھو ابن زیاد
ملام سنکر اہل کوفہ کانپ گئے۔ ایک دوسرے کا منہ تکنے لگے اور باہم کہتے تھے کہ دو
شاہون کی لڑائی ہے ہمین اس سے کیا کام۔ ہم اسمین ہرگز دخل نہ دینگے۔ یزید جب تک
ہے ہم اوسکی رعیت ہین اگر امام حسین خلیفہ ہوجائینگے تو ہم اونکے تابعدار ہوجائینگے
کے بعد عبید اللہ نے ندا کی کہ تم مین سے جو اسوقت غیر حاضر ہو اوسے بھی اس امر کی اطلاع کردینا
عصر کے وقت حضرت مسلم بن عقیل مسجد مین تشریف لائے۔ اونکے ساتھ کسی نے ...

نماز نہ پڑہی بعد ادائے نماز جب آپ مسجد سے باہر نکلے تو ایک لڑکا مسجد
نظر آیا۔ آپ نے لڑکے سے دریافت فرمایا کہ بیٹا آج کوفہ کا کیا حال ہے لوگ نماز
شامل ہوے۔ لڑکے نے عرض کی کہ حضور کوفیون نے امام حسینؑ سے بیعت
یزید کی اطاعت قبول کرلی ہے۔ عبید اللہ بن زیاد نے یہان آکر سبکو آپکی طرف
کردیا ہے۔ جناب مسلم یہ سنکر دنگ رہگئے اور فرمایا لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی
افسوس مین نے امام حسینؓ کو کیون لکہہ بہیجا کہ آپ فوراً یہان رونق افروز ہون
اپنی جان کا ہراس نہین ہے خدا اونکا بال بیکا نکرے اب مجہے ایسی جاے پناہ
کرنی چاہیئے کہ جہان محفوظ رہکر مین اونہین اطلاع دون کہ آپ ادہر کی طرف ایک قدم
نہ بڑہائین یا خود بچکر اونکی خدمت مین پہونچون۔ چنانچہ اکابر کوفہ مین سے ہانی بن عروہ کے
پہونچے۔ یہ صاحب الفت اہل بیت اطہار مین چور تہے اور غلامی شاہ کربلا رضی اللہ عنہ کو اپنا
ادہر تو جناب مسلم حضرت ہانی بن عروہ رئیس کوفہ کے مکان پر پناہ گزین ہوے ان
مخبرون نے یہ خبر عبید اللہ کو پہونچادی۔ اوس نے محمد بن اشعث کو چند سوارون کے
حضرت ہانی کے مکان پر بہیجا۔ ان لوگون نے آتے ہی مکان کا محاصرہ کرلیا۔ حضرت ہانی
اور جملہ رؤسائے کوفہ گرفتار ہوکے قید کئے گئے جب اس حال سے جناب مسلم مطلع ہوے
تو آپنے با آواز بلند کوفیون کو پکارا اور فرمایا کہ لوگو۔ تم نے یہ کیا بے ایمانی کی۔ خود ہی یہ کہ
کرکے امام حسینؑ کو بلایا اور سینکڑون قاصد روانہ کئے جب اونہون مجہے یہان بہیجا تو
ہزارون نے ایک ساتہہ امام سے بیعت کرلی چنانچہ مین نے امام ہمام کو لکہہ بہیجا۔ یہ
لوگ ہم سے دغا کرتے ہو۔ یہ سنکر کوفیون کو شرم دامنگیر ہوئی اور چالیس ہزار آدمی حضرت
مسلم بن عقیل کی حمایت کے لئے اوس مکان کے گرد جمع ہوگئے عبید اللہ نے رؤسائے

کوفہ کو قید تو کر ہی لیا تھا اب سب کو بلا کے کہا کہ تم میرے بس مین ہو جو چاہون تمہارا کر سکتا ہون اگر اپنی خیر چاہتے ہو تو اس بلوۂ عام کو جا کے فرو کرو اور اپنے شہر کے آدمیون کو مسلم بن عقیل کی طرفداری سے باز رکھو ورنہ تم پہلو تہی کرنیکا مزہ چکھو گے ۔ تمہارا نام و نشان صفحۂ دنیا سے مٹا دونگا ۔ رؤسائے کوفہ یہ سنکر تھرا گئے اور لوگون کو جا کے سمجھایا بجھایا ۔ سب کائی کی طرح پھٹ پھٹ کے اپنے اپنے گھر چلدیئے شام کیوقت صرف پانچسو آدمی حضرت مسلم کے پاس باقی تھے مگر جب زیادہ رات ہو گئی اور اندھیرا بڑھا تو یہ بھی کافور ہو گئے ۔ واویلا و وامصیبتاہ ۔

منقول ہے کہ جب حضرت مسلم نے دیکھا کہ کوفی ابن زیاد کے ڈر سے منہ پھیر بیٹھے تو آپ نے گھبرا کے حضرت ہانی بن عروہ کے دروازہ کی زنجیر جا کھٹکھٹائی ۔ اندر سے لونڈی نے نکلکے پوچھا کہ کون ہو کہان سے آئے ہو کیا کام ہے ۔ آپ نے فرمایا ۔ اپنے سردار سے جا کے کہدو کہ مسلم بن عقیل ہاشمی تمہاری ملاقات کے مشتاق ہین ۔ اگر اجازت ہو تو اندر آئین ۔ لونڈی نے جا کے کہا حضرت ہانی نے اندر بلا لیا اور حضرت مسلم کی بڑی عزت و توقیر کی ۔ آپ نے اپنے میزبان سے کُل کچّا حال کہہ سنایا اور فرمایا کہ ابن زیاد میری جان کے درپے ہے ۔ حضرت ہانی نے عرض کی خیر ۔ خدا مالک ہے ۔ آپ کچھہ فکر نہ کرین مجھہ سے جہانتک ہو سکیگا آپکو بال بال بچاؤنگا ۔ علاوہ برین عبید اللہ بن زیاد میرا دوست ہے میری مزاج پرسی کے لئے جب آئیگا تو مین بڑی کوشش سے آپکی سفارش کرونگا ۔ آپ بے خوف و خطر میرے غریب خانہ پر رونق افروز رہین ۔ جسوقت وہ بدنہاد میرے پاس آکے بیٹھے اور مین اپنا عمامہ سر سے اوتار کے نیچے رکھدون تو سنبھل بیٹھنا مجھہ سے جہانتک ہو سکیگا اوس سے منت و سماجت کرونگا اور سمجھاؤنگا اگر وہ مان لیگا تو بہتر

ورنہ اپنا عمامہ زمین سے اوٹھا کے سر پر رکھلونگا اس سے تم سمجھ جانا کہ کام بگڑ گیا۔ شمشیر برہنہ ہاتھ مین لیئے ہوے باہر نکل آنا اور اوسے قتل کرڈالنا پھر جو کچھ خدا کریگا دیکھہ لیا جائیگا جناب مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ نے حضرت ہانی کی اس تدبیر کو پسند فرمایا۔ حضرت ہانی اوس زمانہ مین بیمار تھے پس عبید اللہ جب اونکی عیادت کو آیا اونہون نے جناب مسلم کو اچھی طرح مسلح کرکے ایسی جگہہ چھپا رکھا جہان سے وہ سبکو دیکھہ سکتے تھے اور اونکو کوئی نہین دیکھہ سکتا تھا اتنے مین عبید اللہ بن زیاد بھی آگیا اور حضرت ہانی بن عروہ کے پاس بیٹھکے مزاج پرسی کرنے لگا۔ تھوڑی دیر کے بعد حضرت ہانی نے عمامہ سر سے اوتار کے زمین پر رکھا اور عبید اللہ سے باتین کرتے رہے پھر اوٹھا کے سر پر رکھلیا اور اسی طرح کئی بار کیا مگر حضرت مسلم اندر سے نہ نکلنا تھے نہ نکلے۔ حضرت ہانی حیران تھے کہ آہی یہ کیا معاملہ ہے انہون نے تو میری راے کو پسند کرلیا تھا اب کیون تساہل کرتے ہین۔ شکار ہاتھ سے جاتا ہے اگر اسکا قلع و قمع ہوگیا تو سب جھگڑے بکھیڑے تمام ہین۔ آخرش جب حضرت مسلم برآمد نہین ہوئے تو وہ لاچار ہوکے اشعار ذیل پکار پکار کر پڑھنے لگے

| | |
|---|---|
| حَيِّيْ سَلْمٰى وَحَيِّيْ مَنْ يُحِبُّهَا | مَا الْاِنْتِظَارُ بِسَلْمٰى اِنْ تُحِيِّيْهَا |
| فَاخْرُجْ اِلَيْهَا وَلَا تَاْخُرْ فَضْيِّعْهَا | اِنْ كَانَ فِي الْكَاْسِ مَاءُ الْعَذْبِ فَاسْقِيْهَا |

یعنی معشوقہ سلمی آن پہونچی ہے اوسکے عاشق کو اب نکل آنا چاہیے اگر تو اوسے محبوب رکھتا ہے اور نہین نکلتا تو معلوم ہوا کہ تجھے اوسکا انتظار نہین ہے۔ پس نکل کے اوسکے پاس آجا اور اوس سے فیصلہ کرلینے مین تاخیر نہ کر۔ اور اگر تیرے پیالہ مین میٹھا پانی ہی تو اوسے آکے پلا دے حضرت مسلم کو اوکسانے کے لئے جناب ہانی نے بار بار یہ شعر پڑھے لیکن وہان خبر ہی نہین ہوئی۔ عبید اللہ بن زیاد نے پوچھا کہ نصیب دشمنان۔ اسوقت مزاج کی کیا کیفیت ہے

ہانی نے تو کچھ جواب نہیں دیا البتہ اونکے اہالی و موالی نے یہ کہکے باتکو ٹالدیا کہ ہر روز سہ پہر کو انکی یہی حالت ہوجاتی ہے خود بخود مدہوشی طاری ہو کے بے اختیار اسی طرح کے اشعار پڑھنے لگتے ہیں اب بڑی دیر مین خبردار ہونگے۔ عبید اللہ بن زیاد کف افسوس ملتا ہوا اوٹھہ بیٹھا اور سوار ہوکر اپنی فرودگاہ کو چلدیا۔

اوسکا باہر نکلنا تھا کہ حضرت مسلم بن عقیل بھی جناب ہانی کے پاس آبیٹھے حضرت ہانی نے کمال تعجب سے کہا کہ یہ آپنے کیا کیا۔ تمام بلائین اپنے اور آل نبی کے اوپر لے لین ورنہ اسی وقت بالکل فیصلہ تھا یزید کو بھی حقیقت معلوم ہوجاتی اور یہان سے مکہ اور مدینہ تک بندوبست کرلیا جاتا۔ بڑے خطرہ کی بات یہ ہے کہ آپ امام حسینؑ کو لکھہ چکے ہین وہ بیخبرانہ اگر یہان آگئے تو غضب ہی آجائیگا اور پھر ادہر سے بھی اونکے یہان بلانے کے لئے ہر طرح کی سازشین ہونگی۔ آج اگر اس بلائے بے درمان کا کام تمام ہوجاتا تو سب خیریت تھی۔ حضرت مسلم [illegible] باتین سنتے تھے اور [illegible] خاموش تھے۔ جب اون سے بہت پوچھا گیا تو فرمایا کہ [illegible] جب پہلی دفعہ جناب ہانی نے [illegible] عمامہ نیچے سے اوٹھا کے سر پر رکھا ہے تو مین بڑے جوش و خروش [illegible] اور باہر نکلنا [illegible] کیا تھا کہ کسی نے بڑے زور سے میری کمر تھام لی اور کہا خبردار۔ اپنی جگہہ سے نہ ہلیو۔ مین بیٹھہ گیا۔ پھر دوبارہ چلنے لگا دوسری بار بھی یہی بات ہوئی۔ تیسری دفعہ بھی یہی پیش آیا۔ آخر جب مین نہ مانا اور چوتھی دفعہ نکلنے کیلئے سر بھر اٹھایا تو ہاتف غیبی کی صدا کان مین آئی کہ اے شخص۔ تو نہین مانتا اور حکم خدا کے خلاف اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد الگ ہی بنانا چاہتا ہے۔ نادان۔ ابھی اسکی زندگی کے دن پورے نہین ہوے اور پیمانہ اعمال سیاہ لبریز نہین ہوا تو اسے کیسے مار سکتا ہے خاموش ہو کے بیٹھ رہ۔ یہ سنکر تمام رونگٹے بدن کے کھڑے ہوگئے۔ تاب و توان جاتی رہی۔

جسم تھرانے لگا۔ ہیبت طاری ہو گئی اور ہوش و حواس نے جواب دیدیا۔

یہ سنکر حضرت ہانی نے ایک دوہتڑ اپنے سینہ پر مارا اور آسمان کی طرف دیکھکے کہا۔ ع

تدبیر کند بندہ تقدیر زند خندہ۔ وہی ہوگا جو تیری مرضی ہے۔ پھر حضرت مسلم کی طرف مخاطب ہو کے عرض کی کہ خیر۔ آپ میرے غریب خانہ کو اپنا گھر تصور فرمائین۔ ہم آپکی خدمت مین موجود ہین جو ہو سکیگا کرینگے۔

جب ابن زیاد کو جستجو ہوئی کہ حضرت مسلم کا پتا لگانا چاہئے تو اوس نے چارون طرف بہت سے آدمی دوڑا دئے اور کوفہ کے ہر ناکے پر پہرے بٹھا دئے تاکہ نہ اندر سے کوئی باہر جانے پائے نہ باہر سے کوئی اندر آنے پائے۔ سوارون کے دستون نے شہر کو گھیر لیا کوئی پرندہ بھی پر نہین مار سکتا تھا۔ اوسکے آدمیون نے کوفہ کے ہر گلی کوچہ کی خاک چھان ڈالی ہر گھر سے پتا چلایا مگر ابن عقیل کا سُراغ نہ ملنا تھا نہ ملا۔ چار [illegible] طرف دور دور تک سوار دوڑائے کہ راستہ ڈھونڈھو لیکن حضرت مسلم ہرگز ہرگز [illegible] جب حضرت مسلم [illegible] [illegible] ہو کے معقل نامی ایک آدمی کو تین ہزار دینار دیکے کہا [illegible] [illegible] ہون اور حضرت امام حسینؑ کا بھیجا ہوا جہان مسلم کا [illegible] [illegible] ہون [illegible] بہت سا روپیہ بھی دیا گیا ہے جسے ابن زیاد کے معتمدون کو رشوت سے مالا مال کر کے مسلم کو صحیح و سالم نکال لیجاؤنگا۔ وہ جہان ہون مجھ سے نہ چھپین اور مجھے اپنا خالص خیر خواہ تصور فرمائین۔

جب اس فریب سے اونکا پتا لگ جائے تو اون سے گہرا دوستانہ گانٹھکے دینار دکھائے جائین کہ یہ مال آپ پر تصدق کرنے کو ہے آپکے دشمنون کے قتل اور ہلاک کرنے مین صرف کیا جائیگا۔ ایسی دلفریب باتون سے جب اونکا دل ہاتھ مین آجائے اور وہ بھی اپنے دل کی باتین کہنے لگین تو دہوکا دیکے مجھے اطلاع دینا مین اونہین گرفتار کرا لونگا۔ معقل

خود بھی بڑا عیار اور متفنّی تھا گرفتاری حضرت مسلم کا بیڑا اوٹھا چل نکلا اور اونکی جستجو مین کوفہ کی
سب مسجدین چھان ڈالین کہین وہ سونے کی چڑیا ہاتھہ نہ آئی - دن بھر دربدر خاک بسر پھرتا
ہر در و دیوار سے کان لگا کے سنتا - ہر ایک کا منہ حسرت سے تکتا - لوگون کے دلون کو
لطائف الحیل سے ہر چند پرچا پرچا کے ٹٹولتا مگر کچھہ نشان نہ ملتا تھا غرضکہ جاسوسی
اور سراغرسانی کا کوئی داونپیچ باقی نرکھا - دل مین کہتا تھا کہ جسوقت سے طوعہ کے گھر وہ نظر
آے ہین اوسی وقت سے ناکہ بندی اور تلاش شروع ہو گئی ہے - وہ اگر گئے تو کدھر گئے
کچھہ سمجھہ مین نہین آتا مگر جہانتک غور کرتا تھا دل بھی گواہی دیتا تھا کہ کوفہ سے باہر نہین ہین
یہ بات آس نہین ٹوٹنے دیتی تھی اور پھر پہلے سے زیادہ ہاتھہ پانوٗن مارتا تھا آخرش پھرتے
پھرتے ایک دن اوس مسجد مین گذر ہوا جو حضرت ہانی کے مکان کے پاس تھی - دیکھا کہ
حضرت مسلم بن عوسجہ الاسدی نماز مین مشغول ہین - معقل ٹھیر گیا یہانتک کہ ابن عوسجہ
نماز پڑھ چکے - اوس نے سلام کے بعد اون سے کہا - یا شیخ - مین ملک شام سے آیا ہون
محب اہل بیت اطہار ہون - مجھے یزید کے دربار سے صحیح خبر ملی ہے کہ خاندان مرتضوی
کے برباد کرنے کی پوری تدبیرین کر لی گئی ہین - یہ بھی سنا ہے کہ کوئی صاحب حضرت امام حسین
کے بھیجے ہوے یہان بھی بیعت لینے تشریف لاے ہین - مین اونکی تلاش مین حیران
و سرگردان ہون اگر آپکو اونکا کچھہ پتا معلوم ہو تو للہ مجھہ سے ملاقات کرادیجیے تین ہزار دینار
تو اسوقت میرے پاس ہین انکے علاوہ اور بھی بہت کچھہ مقدرت رکھتا ہون - اپنا سارا
مال بلکہ جان بھی اونکے اوپر قربان کر دونگا اور سبط رسول اور اونکے متعلقین پر سے یہ بلاے
ناگہانی ٹالونگا - حضرت براے خدا و رسول اس پرآشوب مقام مین میری دستگیری فرمائیے
خدا اسکا اجر نیک آپکو دیگا - غرضکہ اس شیرین کلامی اور چرب زبانی سے اونسنے گفتگو کی کہ

حضرت مسلم بن عوسجۃ الاسدی کے دل پر اوسکی تقریر کا اثر ہو گیا۔ حضرت مسلم نے اسپر بھی چونک کر فرمایا کہ تو مجھے جاسوس اور دغاباز معلوم ہوتا ہے۔ دور ہو۔ مین ان جھگڑون کو کیا جانون۔ وہ لسّان یہ سنتے ہی ابن عوسجہ کے قدمون پر گر پڑا اور رو رو کے اونکے پیرون کو تر بتر کر دیا۔ آخر اونہین اوسکے ہمدرد ہونے کا یقین آگیا مگر پھر بھی اوس سے آپنے حلف لیا۔ جب معقل نے سخت قسم اللہ تعالے کی کھائی تو ابن عوسجہ کو پورا پورا اعتبار ہو گیا چونکہ آپ حضرت ہانی کے رازدار اور گہرے دوست تھے معقل کو ہمراہ لئے ہوئے جناب ہانی کے مکان پر آئے اور حضرت مسلم بن عقیل سے ملاقات کرا دی۔ اونہون نے بھی خدا و رسول کو درمیان دیکے اوسے اپنا مرید کر لیا اور وہ مال اوس سے لیکے سامان حرب و ضرب خریدنے لگے۔ معقل ایک ایک بات کی خبر عبید اللہ بن زیاد کو دیتا تھا جب اوسے یقین واثق ہو گیا کہ معقل سچا ہے تو محمد بن اشعث کندی۔ اسماء بن خارجۃ الفرازی اور عمرو بن حجاج دیناری کو بلا کے حکم دیا کہ اسی وقت جا کے ہانی بن عروہ کو میرے پاس لے آؤ۔ ان تینون نے حضرت ہانی کو اپنے مکان کے دروازہ پر بیٹھا پایا اور کہا کہ ابن زیاد نے تمہین بلایا ہے۔ حضرت ہانی کا ماتھا ٹھنکا اور سمجھ گئے کہ دال مین کالا ہے یہ کمبخت مجھے قتل کریگا انا للہ وانا الیہ راجعون کہکے اندر چلے گئے اور حضرت مسلم بن عقیل کو اسکی اطلاع دی کہ مجھے اب خیر نہین معلوم ہوتی۔ مرضی مولیٰ از ہمہ اولیٰ۔ یہ کہکے نہائے دہوئے اور کپڑے بدلے۔ تلوار زیب کمر فرما کے عبید اللہ بن زیاد کو جا کر سلام کیا اوس نے تھوڑی دیر تک کچھ جواب نہ دیا۔ آخر کار دربان نے پکار کے کہا۔ یا امیر۔ ہانی بن عروہ مکہ اور کوفہ کے رئیس اعظم بڑی دیر سے کھڑے ہین انکے لئے کیا حکم ہے۔ یہ سنکر عبید اللہ بن زیاد مسکرایا اور کہنے لگا۔ ہانی۔ بڑے تعجب کی بات ہے کہ تم تو یزید کے دشمن مسلم بن عقیل کو اپنے

گھر چھپا یا اور میرے دلی دوست ہوکے مجھے خبر بھی نہ کی۔ اور مزید طرّہ یہ کہ سامان جنگ خرید خرید کے اوسے تقویت پہونچاتے ہو اور یہ سمجھتے ہو کہ مین بے خبر ہون"۔ ۵

| | | | |
|---|---|---|---|
| | ڈھب ہین یہ خاک مین ملانے کے | | اس تغافل کو ہم سمجھتے ہین |

حضرت ہانی نے جواب دیا۔ "سب جھوٹ ہے آپکو مجھ سے ایسی باتین کرنا زیبا نہین"۔ ابن زیاد نے معقل کو بلوا کے سامنے کھڑا کر دیا۔ جناب ہانی اوسے دیکھتے ہی آگ بگولا ہو گئے اور فرمایا کہ اے کافر فاجر۔ بے ایمان۔ دغا باز۔ بس معلوم ہو گیا کہ یہ سارا لبس تیرا ہی گھولا ہوا ہے۔ پھر ابن زیاد حضرت ہانی کی طرف مخاطب ہو کے بولا کہ اگر تمہین اپنی جان اور اپنے بال بچون کی خیر منانی ہے تو فوراً مسلم بن عقیل کو لا کے میرے سامنے حاضر کرو ورنہ ہمیشہ کے لئے مین تم سے دوستی ترک کر دونگا۔ اس کلام سے حضرت ہانی غصہ مین بھر گئے اور فرمایا۔ اگر تو ایسا کریگا تو سمجھے رہیو کہ مدینہ اور مکہ سے لگا کے کوفہ اور دمشق تک خون کے دریا رواں ہو جائینگے۔ یہ سنکر ابن زیاد جامہ سے باہر ہو گیا اور اپنا عصا جناب ہانی کے سر پر اس زور سے مارا کہ سر پھٹ گیا۔ خون بہنے لگا۔ تمام چہرہ اور ڈاڑھی لہولہان ہو گئی۔ حضرت ہانی نے بھی ایک ہاتھ تلوار کا عبید اللہ ابن زیاد کے ایسا مارا کہ وہ سخت مجروح ہوا ریشمی جبّہ جو وہ پہنے تھا صاف کٹ گیا۔ معقل نے دوڑ کے اوسکی حمایت کی حضرت ہانی نے ایک ہی ضرب مین اوسکا سر تن سے جدا کر دیا اور وہ مردہ بیجان ہو کے گر پڑا۔ ابن زیاد نے جناب ہانی کی یہ شجاعت اور دلیری دیکھکے حاضرین دربار پر بہت نفرین کی اور بولا کہ اے نامردو۔ تمپر کیا پتھر پڑ گئے ہین جو بت سے کھڑے دیکھتے ہو۔ تلوار کے خوف سے کچھ نہین ہو سکتا خدا تمہین غارت کرے۔ یہ سنکر بہت سے آدمی بر سر مقابلہ ہوے۔ جناب ہانی بھی زخمی شیر کی طرح بپھر پڑے اور بائیس ۲۲ آدمیون کو لگاتار قتل کیا۔ اب تمام کوفہ مین قیامت بپا ہو گئی

اور ابن زیاد نے چلاّ چلاّ کے سارا شہر سر پر اوٹھا لیا - آخر کو فوج اکھٹا ہوئی اور حضرت ہانی کو چارون طرف سے گھیر کے نہایت مشکل سے گرفتار کیا اور ابن زیاد کے سامنے لاے اوس نے کہا - ہانی - اب بھی مسلم بن عقیل کو ہمارے سپرد کردو - آپنے جواب دیا - اے مردود دشمنِ اہل بیت - مجھہ سے یہ نہین ہوسکتا کہ قتل ہونے کے لیے جگر گوشہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک نامعقول کو دیدون پس ابن زیاد نے اوسی وقت حضرت ہانی کو شہید کرادیا - افسوس صد ہزار افسوس -

عمرو بن الحجاج دیناری نے جب حضرت ہانی کی شہادت کی خبر پائی آٹھ چار ہزار سوار وپیادہ ساتھہ لیکر اوس مکان کو گھیر لیا جسمین ابن زیاد فروکش تھا - اوسوقت اوس نے قاضی شہر کو بلا کے کہا - تم باہر نکلکے ان لوگون کی تسکین کردو کہ ہانی زندہ ہین کسی نے اونکے مارے جانیکی خبر غلط مشہور کردی ہے بلکہ اصل بات یہ ہے کہ ہمنے ایک ضروری کام کے لئے ہانی کو اپنے پاس رکھہ چھوڑا ہے - قاضی شریح نے باہر آکے یہی کہدیا - عمرو بن حجاج نے قاضی کو معتبر سمجھہ کے جوابدیا کہ الحمد للہ اونکی صحت وسلامتی ہی سے ہمین غرض تھی جب یہ بات ہے تو ہمین کچھہ اعتراض نہین اور معہ اپنے ساتھیون کے اپنے گھر چلے گئے -

حضرت ہانی کے گھر والون نے اونکی شہادت کی خبر پاکے گریہ وبکا شروع کیا جب اونکے رونے پیٹنے کی آواز جناب مسلم بن عقیل رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے کان مین پہونچی تو اندر سے باہر آئے اور کوفہ کے ہر گلی کوچہ مین پھر کے آواز دردناک سے اپنے ساتھہ دینے والے تلاش کیے مگر کسی نے آپکی نہ سنی - ایک عورت طوعہ نامی اپنے دروازہ پر بیٹھی ہوئی تھی - اوس سے آپنے فرمایا کہ مین مسلم بن عقیل ہاشمی ہون اہل کوفہ نے بڑے اصرار سے

مجھے یہان بلایا تھا اب میرے خون کے پیاسے ہو گئے ہین یہ نیکبخت - آج ایکدن کے
لئے مجھے اپنے گھر مین چھپا لے رات کی اندہیری مین جدہر خدا مجھے لیجائیگا چلا جاؤنگا
وہ عورت بولی - مین بہی بنی ہاشم ہون تمہاری مدد کرنا میرا فرض ہے آپ میرے کلبہ احزان
کو مزین فرمائین - دل و جان سے آپکی خدمت کرونگی جناب مسلم نے اوسکے گھر مین پہونچکے
پانی تو پیا - کھانے کے لئے اوس نے بہت کچھہ کہا لیکن آپنے نہ کھایا - جب رات
کی تاریکی نے تمام روئے زمین کو سیاہ کردیا حضرت مسلم بسم اللہ مجریہا و مرسہا فرما کے
باہر چلے یہ گھر سے نکلتے تھے اور اوس عورت کا بیٹا گھر مین آتا تھا دروازہ پر دونون کی
مڈبھیڑ ہو گئی - اوسکا باپ ابن زیاد کے مصاحبون مین تھا - حضرت مسلم اندہیرے مین
اوسے سوجھے نہین صرف پانوئن کی آہٹ سنکے اولٹے واپس آئے - مان اوسکی سٹ پٹا
گئی بار بار حجرہ مین جاتی تہی اور واپس آتی تھی - لڑکے نے جو خلاف معمول مان کی بدحواسی
اور اندر آنا جانا دیکھا تو متحیر ہو کے پوچھا کہ امّان جان آج آپکو مین مضطرب پاتا ہون یہ کیا بات
ہے عورت نے جواب دیا کہ بیٹا - تجھے کیا - تو خاموش رہ - لڑکا نہ مانا ضد کرنے اور کہنے لگا
بیشک ہمارے گھر مین مسلم بن عقیل پناہ گزین ہین جنکی تلاش چارون طرف ہو رہی ہے
مان بولی ہان بیٹا وہی ہین - لڑکا بڑا مکار اور فریبی تھا بناوٹ سے کہنے لگا کہ تمنے بہت
اچھا کیا جو آل مصطفے کو پناہ دی مین آج رات بہر انکے حجرہ کے دروازہ پر پہرہ دونگا پس
وہ ظالم رات بہر نہ سویا پچھلی رات کو چپکے سے دروازہ کہولکے ابن زیاد کے مکان پر اپنے
باپ کو مطلع کردیا کہ حضرت مسلم ہمارے گھر مین - اوسنے فوراً عبید اللہ سے کہدیا - وہ
نہایت خوش ہوا اور اس کارگذاری کے صلہ مین لڑکے کو ایک طلائی چندن ہار دیا -
پہر اوسی وقت محمد بن اشعث کندی کو پانچسو سوارون کے ہمراہ حضرت مسلم کی گرفتاری کو بہیجا

جب یہ لوگ اوس مکان کے پاس پہونچے تو حضرت مسلم نے گھوڑون کی ٹاپون کی آواز سنکے
عورت سے پوچھا کہ نیکبخت یہ دستہ سوارون کا کدہر جاتا ہے۔ عورت بولی۔ آپ ہی کی
گرفتاری کو لوگ ہرطرف دوڑتے پھرتے ہین یہ سنکر حضرت مسلم بن عقیل کو شبہ ہوا اور اوس سے
فرمایا کہ وضو کیلئے مجھے پانی دے اوسنے پانی حاضر کیا۔ آپنے جلدی سے وضو کرکے دو رکعت
نماز ادا کی اور دعا کرکے مستعد ہو بیٹھے تمام سامان حرب وضرب بھی زیب تن فرمالیا۔ عورت نے عرض کی کیا
لڑنیکا ارادہ ہے۔ ارشاد ہوا۔ پھر اور کیا ہوسکتا ہے۔ یہ اشقیا سمجھانے سے توکسی طرح رو براہ
ہوتے نہین۔ وہ عورت آپکی بیکسی اور بے بسی پر بہت روئی۔ آخر جناب مسلم اوس سے
رخصت ہوکے باہر نکل آئے اور سوارون کو للکار کے تلوار چلانا شروع کی۔ ڈیڑہ سو آدمی
مارے۔ اور رہے سہے بھاگتے نظر آئے۔ محمد بن اشعث کندی نے تیغ ہاشمی کے
جوہر دیکھکے ابن زیاد کو لکھا کہ مسلم ایک آدمی نہین ہے بلکہ لیث ہمام یعنی شیر جری اور اسد
ضرغام یعنی پھاڑ کھانیوالا شیر اور سیف ملک العلام یعنی خدا کی تلوار ہے جسوقت اوسنے
قہر کے فرشتہ کی طرح للکار کے ضیغم نر کی مانند حملہ کیا ڈیڑہ سو آدمی ہمارے مارے اور
باقیون کو بھگادیا۔ اور آدمی میری کمک کو بھجوایئے جب کام چلے۔ اس تحریر کے بموجب
پانچسو آدمی اور آئے جناب مسلم بن عقیل نے اونمین سے بھی بہتون کو عدم کا راستہ
بتادیا جب لوگون نے دیکھا کہ اس ہیبت حقہ اور خدا کی تلوار کے منہ لگنا کچھ کھیل تماشا
نہین ہے چلو آگ پتھر اور تیر سے کام نکلے تو نکالین مگر آپکو ان گیدڑ بھبکیون کی بھی کچھ پروا
نہین ہوئی اور برابر حملہ کرتے رہے۔ اونمین پچاس سے بھی کم آدمی رہگئے۔ غرضکہ محمد بن اشعث
کندی کو پھر چاہتی طلب کرنے پڑے۔ اب اٹھہ سو سوار آئے۔ اونمین سے بھی پانچسو
حضرت مسلم نے نذر کردئے جب جماعت مخالفین نے دیکھا کہ یہ تو بھیڑون کو شیر ببر کے آگے

چھوڑ دیا ہے اس سے نتیجہ کچھ نہین نکلیگا تو چال چلے یعنی سرراہ ایک لمبا اور گہرا گڈھا کھود کے اوپر سے پتلی پتلی لکڑیان رکھکے مٹی سے ہموار زمین کردی اور بھاگ گیے۔ حضرت مسلم نے اونکا پیچھا کیا اور اوس غار مین گر پڑے۔ اب سبھون نے اوس ہنر پر میدان دغا کو چارون طرف سے کتون کی طرح آگھیرا اور بہو نکنے لگے۔ محمد بن اشعث نے آپکو گرفتار کر لیا چہرۂ انور پر تلوار کا قبضہ اس زور سے مارا کہ تمام ڈاڑہین ہل گئین۔ اور قید کرکے ابن زیاد کے پاس لے آیا۔ اوسکے مکان کے دروازہ پر دربان کے پاس دو کوزے ٹھنڈے پانی کے رکھے تھے آپنے اوس سے فرمایا کہ اے شخص مجھے پانی پلا دے اسکے بدلے مین خدا تجھے قیامت کے دن حوض کوثر کا پانی دیگا۔ اوس نے رحم کھا کے پلا دیا۔ سرد پانی کے اثر سے تمام خون منہ مین جم گیا اور دانت بیکار ہو گئے۔ آپنے ابن زیاد کے سامنے کھڑے ہو کے فرمایا السلام علی من اتبع الھدی یعنی اوسکو سلام ہے جو خدا و رسول کے حکم کی تابعداری کرے۔ عبید اللہ بولا تمنے مجھے امیر المومنین کیون نہین کہا اور سلام علیک کیون نہین کیا۔ اس سوال کے جواب مین جناب مسلم نے فرمایا کہ امیر المومنین میرا سردار ہے سردار کا فرزند ارجمند میرا چچا زاد بھائی حسین ابن علی ہے تجھے کیون امیر المومنین کہون۔ مین اللہ کے سوا کسی سے نہین ڈرتا۔ موت سے بزدل خوف کھاتے ہین یہ سنکر ابن زیاد جل بھنکے کباب ہو گیا اور اوٹھ بیٹھا اور کہنے لگا کہ اچھا جو وصیت کرنی ہو کر لو تمہاری موت کا وقت قریب ہے۔ جناب ابن عقیل نے یون ارشاد کیا۔

۱۔ اشھد ان لا الہ الا اللہ و اشھد ان محمد الرسول اللہ۔

۲۔ میری لاش کو مٹی کے نیچے پوشیدہ کر دینا۔

۳۔ فلان شخص کا مین مقروض ہون میری زرہ فروخت کرکے اوسکا قرض ادا کر دینا۔

۴۴۔ حضرت امام حسین رضؓ کو میری سرگذشت سے مطلع کردیا جاے اور لکھہ دیا جاے کہ یہان تشریف نہ لائین۔

یہ وصیتین سنکے ابن زیاد بولا کہ زرہ کے تو مالک ہم ہین جو چاہینگے کرینگے اور حسین ابن علی کا یہان آنا اور مقتول ہونا تو ہمارا عین مطلب ہی ہے۔

پھر عبید اللہ ابن سعد کی طرف مخاطب ہو کے بولا کہ مسلم بن عقیل نے پندرہ سو آدمی ہمارے مارے ہین انہین جلاد کے پاس ڈالو۔ جو کوٹھے پر لیجا کے انکو نیچے پھینکدے۔ پس جلاد آپکو دھر اوپر لے پہونچا۔ آپنے فرمایا اے شخص۔ ذرا توقف کر۔ مجھے دو رکعت نماز پڑہ لینے دے اوسنے جواب دیا کہ مین حاکم کے خلاف تمہین مہلت نہین دے سکتا۔ یہ سنکے آپنے واحُسینَا کہا اور زار وقطار رونے لگے اوس گھڑی نہ کوئی یار تھا نہ مددگار جلاد نے سر کے بل آپکو نیچے ڈالدیا۔ سر اطہر کے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے اور روح پاک سیدہی جنت کو سدہاری۔

بعد ازان ابن زیاد نے حضرت مسلم اور حضرت ہانی رضی اللہ عنہما کے سر لاشون سے جدا کرا کے ہانی بن حیلۃ الرداعی اور زبیر بن اروح کو معہ ایک خط کے دیکے اور یزید کے پاس دمشق روانہ کردیا دونون لاشون کو ہر بازار اور ہر گلی کوچہ مین بڑی بے عزتی کے ساتھہ گھسٹوایا۔

روایت ہے کہ عبید اللہ بن زیاد جناب امام حسین کا بہیس بھر کے تن تنہا اونٹ پر سوار کوفہ مین نعمان بن بشیر کے دروازہ پر رات کو آکھڑا ہوا۔ نعمان نے دروازہ کھولنے مین تامل کیا لوگ جو اوسکو امام حسین سمجھکے پیچھے پیچھے چلے آے تھے نعمان کا تامل دیکھکے غل وشور مچانے لگے کہ رسول اللہ کے نواسہ دروازہ پر کھڑے ہین اور تم کواڑ نہین کھولتے۔ یہ سنکر نعمان نے کہلا بھیجا۔ امام حسین رضؓ کو چاہیئے کہ اسی وقت مدینہ واپس چلے جائین وہ یزید پر غالب نہ آسکینگے اور مین نہین چاہتا کہ میرے عہد حکومت مین اونکا خون یہان ہو۔ یہ سنکے

ابن زیاد ہنسا اور کہا۔ کہدو کہ حسین ابن علی نہین ہین بلکہ عبید اللہ بن زیاد دروازہ پر کھڑا ہے نعمان نے فوراً دروازہ کھولدیا کوفیون کے ہاتھون کے طوطے اوڑ گئے اور ابن زیاد کے آجانے پر کسی مین یہ ہمت نرہی کہ اپنے کو حسینی کہے۔

ابن زیاد کا خط یزید کے نام بدین مضمون تھا۔ الحمد للہ الذی اخذ لامیر المؤمنین بحقہ و کفاہ شر عدوہ واعلم ایھا الامیر ان مسلم بن عقیل ورد الی دار ھانی بن عروۃ وقعت علیہ العیون فاستخرجتہما والواصل الیک رؤسہما مع ھانی بن حیلۃ الرداعی والزبیر بن الاروح الیمنی من اھل السمع والطاعۃ فاسلہما عما شئت وای میھما بما شئت فانھما عندھما علما صادقا۔

ترجمہ۔ شکر ہے اوس خدا کا جس نے امیر المومنین کا حق دلوا دیا اور اوسکو اعدا کے شر سے محفوظ رکھا۔ اے امیر مسلم بن عقیل ہانی بن عروہ کے گہر مین چہپے تھے مین نے دونون کو گرفتار کرا کے قتل کیا اور سر اونکے ہانی بن حیلۃ الرداعی اور زبیر بن اروح یمنی کے ساتھ آپکے پاس روانہ کئے ہین یہ دونون سلطنت کے خیر خواہ ہین آپ جو پوچہینگے اوسکا جواب شافی دیسکینگے اور جو کچھ زبانی آپ اون سے کہدینگے اوسکا اظہار سوا ے میرے یہ کسی پر نہ کرینگے۔

یزید ابن زیاد کی اس کارگذاری سے نہایت خوش ہوا اور اوسکے خط کا جواب یون دیا۔

اما بعد ایھا الامیر فانک کنت کما احب وصلت کصوت الاسد والان قد بلغنی ان الحسین خرج من مکۃ باھلہ واولادہ وعشیرتہ وتوجہ الی نواحی العراق فانت لتسیر الیہ وتضیق علیہ المسالک ولاتوسد بوسادۃ ولاتشبع بزاد حتی تقتلہ وترسل الی راسہ ورؤس من معہ

ترجمہ۔ اے امیر تونے میرے دل کا سا کام کیا ہے مین جی چاہتا تھا تونے شیر کا سا کام کیا ہے سنا گیا ہے کہ حسین بن علی مع اپنے بال بچون کے مکہ سے عراق آتے ہین

تو جلدی سے انتظام کرلے اور راستہ بند کردے جب تک تو اوسکا اور اوسکے ساتھیوں کے سر میرے پاس نہ بھیج لے آب و خورش اپنے اوپر حرام سمجھ۔

یہ خط لکھکے قاصدوں کو دیا اور اونہیں داد و دہش سے مالامال کر کے روانہ کر دیا۔

ابن زیاد نے جب اسے پڑھا تو جامہ میں پھولا نہ سمایا اور پہلے سے بھی زیادہ دون کی سوجھی کیونکہ اوستاد نے لکھا ہے۔

| | |
|---|---|
| بیہم بیضہ کہ سلطان ستم روا دارد | زنند لشکریانش ہزار مرغ بسیخ |

یعنی عبید اللہ بن زیاد نے یہ جعلی خط جناب مسلم کی طرف سے حضرت امام حسینؓ کو لکھا۔

اما بعد یابن العم ان العراق طابت واتت الینا بالسمع والطاعۃ فعجل الینا ولا تتاخر وقلوب الناس معنا وھم مباشرین بقدومک فانھض واحضر الینا سریعا۔

ترجمہ۔ اے میرے چچازاد بھائی تمام ملک عراق ہمارا مطیع ہوگیا ہے آپ بہت جلد یہاں تشریف لے آئیں سب کے دل ہماری طرف متوجہ ہیں۔

ابن زیاد نے یہ خط ایک کوفی کے ہاتھ روانہ کیا اور کہدیا کہ جناب امام حسینؓ جہاں تجھے ملیں اونہیں دینا اگر کچھ اور حال دریافت کریں تو کہنا کہ مجھے نہیں معلوم۔ یہ قاصد حضرت امام ہمام کو اوس جگہ ملا جہاں سے مدینہ ایک منزل باقی رہگیا تھا حضور اس خط کو دیکر خوش ہوگئے اور تمام قافلہ کو حکم دیا کہ آج یہیں قیام ہوگا۔ ۵۔ ذی الحجہ کو عصر کیوقت یہ خط ملا تھا۔ قاصد نے خط دیکر سیر سپاٹے اور شب و روز بارا مار چلکے ابن زیاد کو خبر دی کہ وہ

عبید اللہ نے حصین بن نمیر کو ہزار سواروں کے ساتھ اس لیے روانہ کیا کہ تم امام حسینؓ کے قریب پہونچکے اس بات کا انتظام کرو کہ کوئی اونہیں یہاں پہونچنے تک شہادت مسلم بن عقیل کی خبر نہ دینے پائے کہیں ایسا نہو کہ وہ یہ سنکر واپس چلے جائیں۔ چنانچہ حصین بن نمیر کلے

ایساہی کیا اور امام ہمام رضؓ کو اس واقعہ جانکاہ سے مطلع نہونے دیا یہان تک کہ حضور بمقام قادسیہ تک آگئے۔

روایت ہے کہ حضرت معاویہ رضؓ نے زیاد اور اوسکی اولاد کو ابو سفیان کی نسل مین داخل کرلیا تھا اسی لئے یزید ابتک زیاد اور اوسکے لڑکون سے سخت ناراض تھا اور اپنی حکومت کے شروع مین کوفہ کا حاکم نعمان بن بشیر کو کر رکھا تھا۔ عبید اللہ بن زیاد کے تحت مین صرف بصرہ تھا جب حضرت مسلم کوفہ پہونچے اور لوگون نے اون سے بیعت کرنی شروع کی تو نعمان بن بشیر سبط رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خیال سے پہلو تہی کرنے لگے۔ جاسوسون نے اسکی خبر یزید کو دی۔ اوسنے لوگون کے صلاح و مشورہ سے عبید اللہ بن زیاد کو بصرہ اور کوفہ دونون کا حاکم کردیا اور یہ ذات شریف حب جاہ اور یزید کو راضی کرنے کی خاطر سے سب کچھہ کرنے لگے کہ باپ کی طرح یزید بھی ہمارے خاندان کو اپنا ہی سمجھے اور ہم دمشق کے شاہی خاندان مین شمار ہونے لگین۔

مورخون کی راے ہے کہ جب حضرت مسلم نے کوفہ والون سے بیعت لیلی تہی اور امام حسین رضؓ کو بلا بہیجا تھا تو امام ہمام کو وہان آنا اور کوفیون کو اونکے بلانے مین مبالغہ کرنا ضرور ہی تھا کیونکہ وہ مسلم بن عقیل سے بیعت کرکے یزید کی حکومت سے نکل چکے تھے اب سردار کو اونکے پاس جلدی آجانا چاہئے تھا۔ فوج کو بھی اپنے سردار کے لئے غل مچانا حق تھا کیونکہ بے سری فوج کیا کرسکتی تھی البتہ حضرت مسلم سے یہ غلطی ہوئی کہ وہ بیعت لینے لگے اونکو چاہئے تھا کہ لوگون کا منشا دریافت کرکے واپس چلے جاتے تو ایسی ان ہونی نہونے پاتین۔

ایک مورخ نے جناب مسلم کی سرگذشت کوفہ مین تہوڑے سے اختلاف کے ساتھہ یون لکھی ہے کہ جب حضرت ہانی بن عروہ کی جان پر آبنی تو جناب مسلم اونکے گھر سے نکل کھڑے ہوے

اور کوفیون سے کہا کہ اب تم میرا ساتھ دو عبید اللہ بن زیاد ہاتھ دھو کے میرے پیچھے پڑا ہے وہ مجھے زندہ نہ رکھے گا اور میرا چھپنا ممکن نہین۔ اونہون نے جواب دیا کہ اگر امام حسینؓ ہوتے تو ہم اونکی خدمت مین حاضر تھے بغیر اونکے ہم تمہاری مدد نہین کر سکتے مگر پھر بھی چار ہزار آدمی جناب مسلم کی حمایت کو تیار ہو گئے۔ یہ سب آدمی بے ہتیار اور غریب و مفلس تھے اونمین سے کوئی بھی تجربہ کار اور جنگ آزمودہ نہ تھا۔ حضرت مسلم نے ان لوگون کے ساتھ جا کے دار الامارت کو گھیر لیا۔ عبید اللہ بن زیاد یہ مجمع دیکھکے ڈر گیا اور چپ رہا۔ دونون طرف سے تیرون کی بوچھار ہونے لگی صبح سے شام تک محاصرہ قایم رہا۔ لوگون کے گھرون سے کھانا آیا اور سب نے بیٹھ کے کھالیا۔ دوسرے دن یہ ہوا کہ عورتین آئین اور اپنے اپنے مردون کو کھانے کیواسطے گھر لیگئین جو گیا پھر نہ آیا یہان تک کہ شام کو صرف حضرت مسلم رہگئے اور ایک چڑیا بھی اونکے آس پاس نہ تھی۔ آخرش آپکو پھر کسی کے گھر مین پناہ گزین ہونا پڑا۔ عبید اللہ بن زیاد کے آدمیون نے اوس مکان کو بھی آگھیرا۔ آپ تلوار ہاتھ مین لے کے باہر تشریف لائے اور مخالفون پر حملہ کرنا چاہا مگر لوگون نے چال چلی اور کہا کہ آپ یونہی ابن زیاد کے پاس چلے چلین ہم مصالحت کرا دینگے اس لڑنے بھڑنے سے ہرگز کام نہین چلیگا۔ حضرت مسلم اون لوگون کے ساتھ چلے گئے اور جناب ہانی کے ساتھ قید ہوے۔ دوسرے دن اون لوگون کو شرم دامنگیر ہوئی جنہون نے حضرت امام حسینؓ کے نام سے بیعت کر لی تھی اور دس ہزار آدمیون نے مجتمع ہو کے دار الامارت کا محاصرہ کر لیا۔ عبید اللہ نے یہ مجمع دیکھکے حضرت ہانی اور جناب مسلم دونون کو شہید کرا دیا اور سر اونکے کوٹھے پر سے نیچے محاصرہ کرنے والون کے آگے پھنکوا دئے۔ محاصرین نے سرون کو دیکھکے بہت شور و غل مچایا آخر وہ ہو کے اپنے اپنے گھر چلے گئے۔ چلو بس چھٹی ہوئی۔ اب کوفہ مین کوئی امام حسینؓ کا طرفدار نہ رہا اور

ابن زیاد کا تسلط بخوبی ہوگیا۔

اوپر بیان ہوچکا ہے کہ حضرت مسلمؓ نے جناب امام حسینؓ کو بلایا تھا پھر اوپر سے بھی تحریک ہوئی پس حضور نے روانگی کا ارادہ کیا۔ لوگون نے منع کیا کہ حضرت ان کوفیون نے آپ کے والد ماجد کے ساتھ کب وفا کی تھی جو آپ کے ساتھ سلوک کرینگے۔ عبد اللہ بن عباس نے بہت سمجھایا کہ آپ ہرگز نہ جائین یہان سے قدم باہر نکالنا آپ کے حق مین اچھا نہوگا مگر آپ نے قبول نہ کیا۔ حضرت ابن عباس نے جب دیکھا کہ آپ نہین مانتے تو راے دی کہ آپ تن تنہا جائین بال بچون کو یہین چھوڑ ئے کہین حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی سی مصیبت آپ پر بھی نہ پڑے لیکن یہ بات بھی نہ مانی گئی۔ حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ نے جب سنا کہ جناب امام ہمام نے مصمم قصد کرلیا ہے اور کسی کے روکے سے نہین رکتے تو حاضر ہوکر التماس کی کہ حضور مجھے کسی طرح یہ سفر آپکو ساز گار آتا ہوا نہین معلوم ہوتا اگر خدا نخواستہ۔ آپ کے رونگٹے پر بھی آنچ آگئی تو میرا منہ کالا ہوجائیگا۔ لوگ اوٹھتے بیٹھتے مجھے طعنہ دینگے کہ ابن زبیر نے اپنی خلافت کو مضبوط کرنیکے لئے حسین کو مکہ سے نکالدیا۔ اگر آپکو حکومت کی خواہش ہے تو آپ سے مین بیعت کرکے خدمت کرونگا۔ آپ ہمارے سرون پر بیٹھے رہین اور یہان سے باہر نہ جائین آپ کے بہت سے اور دوست بھی یہ گڑ بڑ سنکے آگئے اونہون نے بھی سمجھایا کہ اہل کوفہ کی بیوفائی ضرب المثل ہے وہان جانا مناسب نہین۔ آپ یہین منتظر رہین یہانتک کہ اہل کوفہ خود آپ کے جانب دار ہوکے یزید سے مخالفت کرین۔ مگر آپ نے یہی جوابدیا کہ کوفہ مین ہزارون آدمیون نے میری خاطر سے یزید سے دشمنی کرلی ہے اور مین اونھین زبان دیچکا ہون اب مجھسے نہین ہوسکتا کہ وعدہ خلافی کا مرتکب ہون۔ لوگ میرے منتظر ہونگے۔ مجھے اچھا یہ حالہ مسلمانون کو دہوکا دیکے کہین کا نہ رکھون کیونکہ ایک روایت مین یہ بھی مذکور ہے

دہ کوفہ کے ڈیڑہ لاکہہ آدمی آپ سے حضرت مسلم کے ہاتھہ پر بیعت کر چکے تھے۔ افسوس۔ آپکو یہ خبر ہی نہ تہی کہ اب وہان نہ کوئی میرا منتظر ہے نہ ساتھی اور حضرت مسلم کوفہ مین شہید بھی ہو چکے

## ذکر شہادت حضرت محمد و ابراہیم صاحبزادگان جناب مسلم رضی اللہ عنہم اجمعین

جناب امام حسین رضی اللہ تعالے عنہ کو تو کربلا کے راستہ مین رہنے دیجئے اور ابھی کوفہ مین بیٹھے ہوے ابن زیاد کی دنیا پرستی کی سیر اور کیجیے یعنی جب عبید اللہ دو دن کی زندگی کی خاطر جناب مسلم کے خون مین ہاتھہ رنگ چکا تو کوفہ مین منادی کرا دی کہ جو کوئی مسلم کے جگر بندون کو اپنے گہر مین چھپائیگا اوسے سخت سزا دیجائیگی۔ گھر اوسکا پہونکدیا جائیگا اور سر اوسکا کاٹکے نیزہ پر چڑہایا جائیگا اور جو کوئی اون لڑکون کو ہمارے پاس پکڑ لائیگا بے حد وحساب انعام واکرام پائیگا۔

واضح ہو کہ جناب مسلم نے اپنی حالت ردی دیکھکے اپنے دونون لخت جگر قاضی شریح کے سپرد کر دئے تھے وہ دونون خورد سال سات آٹھہ برس کے تھے۔ قاضی صاحب سے یہ بھی کہدیا تھا کہ میرے قتل کے بعد ان دونون معصومون کو بحفاظت تمام مدینہ مین روضہ رسول خدا پر پہونچا دینا۔

قاضی شریح نے جب حضرت مسلم کی شہادت کی خبر سنلی تو بادل داغدار اور چشم اشکبار دونون یتیمون سے باپ کی مفارقت بیان کی۔ دونون ڈاڑہین مار کے باہم لپٹ گئے اور روتے روتے بیہوش ہو گئے۔ قاضی نے گود مین لیکے پیار کیا۔ دونون کی ڈہارس بندہائی اور کہا کہ یہ وقت رونے کا نہین۔ تمہاری تلاش وجستجو ہو رہی ہے۔ تمہین خاموش ہوکے یہان سے نکل جانا مناسب ہے یہ جگہہ نہایت پر آشوب ہے تمہارے رہنے کے لائق نہین اور

غریب بچے سہم کے چپ ہو رہے ۔ قاضی نے آدہی رات کے قریب دونون کو کچھہ کھلایا پلایا اور پچاس پچاس اشرفیان دونون کی کمرون مین باندہ اپنے بیٹے اسد کے سپرد کر کے کھا کہ شہر کے دروازہ کے باہر ایک قافلہ پڑا ہے وہ آج ہی پچھلے پہر حجاز کو روانہ ہوگا تم جا کے ان بچون کو کسی معتبر آدمی کے سپرد کر آو جو انہین روضۂ رسول مقبول پر پہونچا دے ۔

آدہی رات ہو چکی تھی انکے پہونچتے پہونچتے قافلہ کوچ کر گیا تھا۔ دور سے کچھہ نشان نظر آرہے تہے ۔ اسد نے دونون سے کھا کہ تمہارا واپس چلنا مناسب نہین دوڑ کے جس طرح ہو سکے اس قافلہ سے ملجاؤ بچے اوس طرف بھاگے اور اسد اپنے گھر لوٹ آیا۔ دونون بچے کوفہ کے جنگل سے ناواقف تھے راستہ بہول گئے اور قافلہ تک نہ پہونچ سکے قضا دامنگیر تھی کہ کوفہ کے کوتوال کے پالے پڑ گئے ۔ وہ ظالم دونون کو ابن زیاد کے پاس پکڑ لایا۔ عبید اللہ نے یزید کو لکھا کہ مسلم کے فرزند میرے پاس ہین انکی نسبت کیا حکم ہوتا ہے ۔ اور دونون بچون کو مشکور داروغہ جیل کی حراست مین رکھا۔ یہ شخص خدا پرست اور نہایت رحم دل تھا صاحبزادون سے بہت خاطر کرتا تہی دونون مظلوم سے کہنے لگا۔ میرے اوپر جو گذرے گی بہگت لونگا آپ یہان سے ۔ دلداری اور محبت سے رات کو کھلا پلا کے قادسیہ کی سڑک پر چھوڑ دیا اور کھا سیدہے چلے جاؤ گے تو قادسیہ پہونچ جاؤ گے وہان فلان محلہ مین میرا بھائی رہتا ہے اوسکا یہ نام ہے اوسے یہ میری انگوٹھی نشانی دینا وہ تمہاری بہت تعظیم و تکریم کریگا اور تمہین مدینہ پہونچا دیگا۔ یہ دونون ستم رسیدہ رات بہر چلے۔ پاؤن مین چھالے پڑ گئے۔ صبح جو دیکھتے ہین تو راہ بہول کے اور پہر پہرا کے پہر کے اوسی دروازہ پر کھڑے ہین جسپر مشکور نے پہونچا دیا تھا۔ دن نکلنے کیوقت معصومون کو یہ حالت معلوم ہوئی تو پہوٹ پہوٹ کے رونے لگے ۔ واللہ واسلم کھتے تھے

اور جان دئے دیتے تھے۔

تھوڑی دیر مین کچھہ شُدہ بُدہ جو آئی تو بڑے صاحبزادہ نے چھوٹے سے کہا کہ برادر۔ آسمان تو ہمپر ٹوٹ ہی پڑا ہے۔ ایسا نہو کہ اسی گریہ و بکا مین ہم کسی اور ظالم کے پھندے مین گرفتار ہو جائین۔ غرضکہ چار و ناچار وہ دونون بیکس و بے یار ایک چشمہ کے کنارہ ایک کھوکھلے درخت کے جوف مین جا چھپے۔

تھوڑی دیر کے بعد ایک حبشیہ لونڈی پانی بھرنے اوس چشمہ پر آئی اور عکس اون دونون ماہ طلعتون کا پانی مین دیکھکے سخت گھبرائی کہ الٰہی یہ کیا اسرار ہے کنارہ پر سوائے میرے اور کوئی نہین مگر پانی مین دو اور موہنی مورتین نظر آتی ہین۔ لونڈی نے سٹ پٹا کے ادہر ادہر دیکھا کسی کو نپایا۔ جب اوسکی نگاہ درخت کے اوپر پڑی تو کیا دیکھتی ہے کہ دو آفتاب و ماہتاب درخت کے جوف مین بیٹھے ہین مگر خوف سے بیجان سسکیان اور ہچکیان بھرتے ہین۔ ایک دوسرے کا منہ دیکھ کر رہتا ہے عجیب بے کسی اور حسرت دونون کے چہرون پر برس رہی ہے لونڈی کا دل یہ [illegible] ئے تھے وہ دونون بے قابو ہوگیا اور پوچھنے لگی کہ اے چودہوین رات کے ماہتابو۔ تم کسکے لخت جگر ہے قتل کے بعد ان دو بچون نے کہ جب بیکسی مین کوئی غمخواری کرتا ہے تو مظلوم کی رقت اور زیادہ ہو جاتی ہے دونون صاحبزادے لونڈی کی یہ باتین سنکے اسقدر بلک بلک کر روے کہ بیہوش ہو گئے۔ حبشن دونون کو گود مین لے بیٹھی اور بہزار دقت ہوش مین لا کر پوچھا کہ اے آسمان حسن کے تارو۔ اپنے باپ کا نام بتاؤ۔ لڑکون نے پھر چیخ ماری اور شور واویلا فلک تک پہونچا کر کہا ہم وہ دو بچے یتیم اور دو غریب الوطن بیکس اور بے یار و مددگار ہین ہمارا اس غیر ملک مین کوئی پرسان حال نہین۔ باپ ہمارا یہان شہید خنجر جفا ہوا۔ حبشن بولی افسوس صد افسوس۔ اب مین سمجھی کہ تم حضرت مسلم بن عقیل کے فرزند ارجمند ہو

وہ مظلوم بچے لونڈی کے پیرون پرلوٹ گئے اور کہنے لگے۔ براے خدا پہلے ہمین یہ بتا دے کہ تو دوستدار اہل بیت رسول اللہ ہے یا اونکی دشمن۔ لونڈی نے جوابدیا کہ مین تمہارے خاندان کی خیرخواہ ہون۔ خوبی قسمت سے بی بی بھی مجھے خدا نے ایسی عطا فرمائی ہے جو اپنی جان آل اطہار پر نثار کرتی ہے۔ چلو مین تمکو اوسکے پاس لیچلون وہ اپنی آنکھین تمہارے تلوون سے ملیگی۔ دونون کمہلاے ہوے گلاب کے پھول اوسکے ساتھہ ہولئے جب گھر پاس آیا تو جلدی سے دوڑکے اپنی بی بی کو خبر دی کہ بی بی مین مسلم بن عقیل کے نونہالون کو تمہارے پاس لے آئی ہون۔ اوس مومنہ نے اپنے سر کی چادر اور بدن کا زیور اوتار کے لونڈی پر ڈالدیا اور کہا تیرے صدقہ۔ لے یہ تیرا انعام ہے۔ جا مین نے تجھے آزاد بھی کردیا۔ یہ کہہ سر و پا برہنہ مثل پروانہ کے اون شمع رویون کی طرف دوڑی۔ گرد پھر پھر کے قدمون پر لوٹنے لگی۔ رو رو کے اپنا حال غیر کیا اور دونون کو بغل مین لیکے کبھی اسکا منہ چومتی تھی اور کبھی اوسکا بوسہ لیتی تھی اور مادر شفقہ کی طرح اونکی یتیمی اور بیکسی پر آنکھون سے خون کے آنسو بہاتی تھی۔ غرضکہ وہ اللہ کی پیاری اور نبی کی دلاری دونون مظلوم معصومون کو اپنی چھاتی سے لگاے ہوے گھر مین لائی اور کمال دلداری اور محبت سے اونہین کھانا کھلایا۔ لونڈی سے کہا کہ خبردار۔ اس راز پنہان کو کسی پر آشکارا نہ کیجیو۔

| | |
|---|---|
| گھر مین حارث کے جو وہ یوسف زندان آے<br>نامراد آے یتیم آے پریشان آے | موت بولی کہ سفر کر مرے مہمان آے<br>پسر ایلچی شاہ شہیدان آے |
| نہر پر صبح بڑی دہوم سے مہمانی ہے | حلق ہے تیغ ہے جلاد ہے قربانی ہے |
| زن حارث نے یتیمون کے قدم چوم لئے<br>پانی بھی گرم کیا پانوٗن دہلانے کے لئے | کرتے دیکھے جو پھٹے سوزن مژگان سی سیئے<br>خار جن چنکے جدا دونون کے تلوون سی کیئے |

مسندین جہاڑ کے کہنے لگی آرام کرو
لونڈی سے پھر کہا کھانیکا سر انجام کرو

مسندین دیکھکے آراستہ بولے وہ حزین
ابھی بیٹھینگے نہ مسند پہ کہ ہین سوگ نشین
قیدخانہ مین تو سور ہتے تھے بالاے زمین
ہاے بابا کی خبر کچھہ ہمین معلوم نہین
ابھی بیگور ہین یا غسل و کفن پایا ہے
دہوپ لاشہ پہ رہا کرتی ہے یا سایا ہے

اب شہ دین کی حضوری مین جو ہم جائینگے
مرحبا قبلہ و کعبہ تجھے فرمائینگے
ذکر خدمت کے ترے پیش امام آئینگے
کچھہ نہ کچھہ وان سے تبرک تجھے بجوائینگے
پھوپی زینب نہ کبھی دل سے بھلائینگی تجھے
بیاہ مین قاسم و اکبر کے بلائینگی تجھے

اس بیان پر وہ گری تھام کے ہاتھون سے جگر
غور سے منہ پہ جو کی اوسکے تیمون نے نظر
ہاے آقا کہا اور ہاے خوزادے رو کر
دیکھا کالی کفنی پہنے ہے وہ نیک سیر
رو کے چلاے کہ تشویش ہمین ہوتی ہے
کیون سیہ پوش ہے تو کسکے لئے روتی ہے

ہمتو سر ننگے ہین اس سے کہ نہین سر پہ پدر
پر ترے سر سے اوٹھا کون کہ ہے ننگے سر
بولی منہ پیٹ کے وہ تم سے کہون مین کیونکر
ہاے اک سوگ مین دون دوسرے ماتم کی خبر
ایک مدت سے سراسیمہ و بیہوش ہون مین
دہم ماہ محرم سے سیہ پوش ہون مین

اوسکے ماتم مین ہون جسکا ہے عزادار خدا
اوسکو رولی ہون جسے روتی ہے روح زہرا
پانی پیتی ہون تو یاد آتی ہے پیاس اوسکی سوا
ہاے مولا مرا مظلوم غریب الغربا ✤
سر نواسہ کا کٹا قبر مین نانا رویا
وہ زمانہ سے اوٹھا جسکو زمانا رویا

مرضی حارث ملعون نہین پاتی لونڈی ✤
ورنہ سب گھر مین سیہ فرش بچھاتی لونڈی
جو محب ہین اونہین رونے کو بلاتی لونڈی
ہاتھہ ماتم سے کسی دم نہ اوٹھاتی لونڈی
بس مین کافر کے ہون اللہ نکالے مجھکو
بس اسی سوگ مین دنیا سے اوٹھالے مجھکو

✤

| | |
|---|---|
| کفنی پھاڑ کے چلائی وہ غمخوار حسین ؂<br>سرکٹا خیمہ جلا لٹ گئی سرکار حسین ؂ | ہائے اے بے پدرو ہوں مین عزادار حسین<br>پا بہ زنجیر پھرا کانٹوں پہ بیمار حسین |
| عید عاشور کو زہرا نے کفن چاک کیا | شمر نے خاتمہ پنجتن پاک کیا |
| تم تو زندان مین تھے شبیر کی کیا تمکو خبر<br>ہائے سیدانی مری شیر خدا کی دختر | شبیر پھرا چار طرف تیغ کے زیر<br>اسی رستہ سے سوئے شام گئی ننگے سر |
| یاد ہے بی بی کا بے مقنع وچادر رہنا | دیکھنا بلوہ کو اور ہائے برادر کہنا |

پہلے ہم لکھہ چکے ہین کہ مشکور داروغہ جیلخانہ نے دونوں صاحبزادون کو رہا کر دیا تھا - دوسرے دن خبرداروں نے یہ خبر ابن زیاد کو پہونچادی - اوس نے داروغہ جیل کو اپنے روبرو طلب فرماکر پوچھا کہ فرزندانِ مسلم کہاں ہین - وہ تو تیار اور بہرا ہوا بیٹھا ہی تھا فوراً بول اوٹھا ہین کہاں مین نے خدا ورسول کو راضی کرنیکے لئے اونہین چھوڑ دیا اور اس عمل ستودہ سے اپنا خانہ دین آباد کر لیا" ابن زیاد بولا - تونے میرا ڈر بالکل اپنے دل سے نکال دیا" حضرت مشکور رضی اللہ عنہ نے فرمایا - جو خدا سے ڈرتا ہے اوسے کسی کا خوف نہین ہوتا - اے ستمگار نابکار تونے اونکے باپ کو اپنے ظلم وستم سے تہ تیغ کر دیا مگران دو یتیم معصوم بچوں نے تیرا کیا لیا ہے جو اونکے درپے ہے - مینے روح سید کونین کو خوش کرنے اور رسول الثقلین کو اپنے سے راضی کرنے کیواسطے یہ کام کیا ہے - تو قیامت کے دن شفیع المذنبین کی شفاعت سے محروم رہیگا اور ہمین وہ خاطر کے ساتھہ ہاتھوں ہاتھہ لینگے - مین اپنی نجات سے نچنت ہوچکا اب مرنے کا کچھہ خیال نہین - ابن زیاد ایسا سخت کلام سنکے مشتعل ہوگیا اور جلاد کو حکم دیا کہ اسکی مشکین کسکے پانچسو تازیانہ مارو پھر سر اسکا تن سے جدا کردو - جلاد نے اوسکے حکم کی تعمیل کی - پہلے تازیانہ پر جناب مشکور نے فرمایا - بسم اللہ الرحمن الرحیم "

دوسرے کوڑے پر زبان سے نکلا خدایا اب مجھے صبر دے"۔ تیسرے پر بولے۔ "اے خدا میرے گناہ بخشدے"۔ چوتھے پر کہا۔ "یا اللہ العالمین فرزندان رسول مقبول کے عشق مین قتل ہوتا ہون تو گواہ رہیو"۔ پانچوین کوڑے پر عرض کی۔ "اے حق سبحانہ تعالےٰ مجھے اپنے رسول عربی اور اونکے اہل بیت کے قدمون مین پہونچادے"۔ پھر کچھہ نبولے یہان تک کہ پانچسو تازیانہ پڑ چکے۔ اوسکے بعد آپنے آنکھین کھولین اور پانی پینے کو مانگا۔ ابن زیاد نے کہا کہ اسے پانی ہرگز ندینا گردن ماردو۔ عمرو بن الحارث اوٹھا اور نہایت الحاح سے شفاعت کرکے اوسے اپنے گھر لیگیا اور چاہا کہ علاج کرے لیکن حضرت مشکور رضی اللہ عنہ نے آنکھین واکرکے فرمایا۔ "مجھے آب کوثر پلادیا گیا۔ رسول اللہ مجھے لینے کو تشریف لاے ہین اب تم لوگ میرے واسطے تکلیف نہ کرو"۔ یہ کہکے آنکھین بند کرلین اور اعلیٰ علیئین کو سدہارے۔

| جانش مقیم روضۂ دارالسرور باد | | گلشن سراے مرقد اوپرزنور باد | |
|---|---|---|---|

روایت ہے کہ وہ مومنہ صادقہ دونون شہزادون کو اپنے گھر مین لے آئی۔ اونکی خاطر سے مکان کو آراستہ کیا اور پیار و اخلاص سے اونہین کھلا پلا کر سُلا رکھا۔ پھر باہر صحن مین آبیٹھی۔ تھوڑی دیر کے بعد اوسکا شوہر تھکا ماندہ حواس باختہ گھر مین آیا۔ بیوی نے پوچھا۔ میان کہان تھے اور ایسے ہانپتے کراہتے کیون آے ہو۔ خاوند بولا۔ تمنے دیکھا ہوگا کہ علی الصباح مین یہان سے چلا گیا تھا۔ جب درِ دولت امیر پر پہونچا۔ وہان کیا دیکھتا ہون کہ منادی ہوتی ہے "مشکور نے فرزندان مسلم بن عقیل کو رہا کردیا اب اونکا پتا نہین چلتا جو کوئی اونہین تلاش کرکے ہمارے پاس لائیگا خلعت اور جواہرات بیبہا اور نقد و گھوڑا پائیگا اور ایسا امیر بنا دیا جائیگا کہ پھر اوسے کسی کی پرواہ نہ رہیگی"۔ یہ سنتے ہی لوگ اونکی جستجو مین ادہر اودہر دوڑ گئے مجھے بھی حرص دامنگیر ہوئی گھوڑے پر سوار ہو چل نکلا اور کوفہ کے گرد و نواح

کی خاک دوردور تک چھان ڈالی مگراونکا نشان نہ پایا۔ اسی تگ ودو مین سخت محنت سے میرا گھوڑا بھی مرگیا۔ بہت دور سے پیادہ پا یہان تک آنا پڑا۔ بڑی مشکل سے گرتا پڑتا گھر پہونچا ہون۔ سینہ مین سانس نہین سماتی۔ بیوی بولی۔ میان خدا سے ڈرو اور فرزندان رسول کے پیچھے نہ پڑو۔ قیامت کے دن خدا اور رسول کو کیا منہ دکھاؤ گے شوہر اوسے کاٹنے کو دوڑا اور جھنجلا کے کہا کہ خاموش تجھے اس سے کیا کام۔ ابن زیاد نے بہت کچھہ دینے کا وعدہ کیا ہے۔ عورت نے کہا۔ بھلا اسمین بھی کوئی جوانمردی ہے کہ بیکس تیمیون کو ظالم کے پنجہ مین گرفتار کردو اور خود امیر ہوجاؤ۔ لعنت ہے ایسی دولت پر کہ دنیا کے عشق مین دین ہاتھہ سے کھو دیا جاے۔ خاوند بولا۔ بس بس۔ زیادہ باتین نہ بنا اگر تجھے کچھہ کھانے کو دینا ہے تو دیدے مین کھا کے پڑ رہون۔ بیوی نے اوسے روٹی دیدی وہ زہر مار کر کے دن بھر کا تھکا ماندہ پڑ کے سو رہا۔

اوہر قدرت کے کارخانے ملاحظہ فرمائے کہ جب آدہی رات کے قریب ہوئی تو حضرت محمد بڑے صاحبزادے چونک پڑے اور بے اختیار رو کے چھوٹے بھائی ابراہیم سے چمٹ گئے۔ اس سے وہ بھی جاگ اوٹھے اور دریافت کیا کہ بھائی جان کیا ہے۔ بڑے نے کہا۔ ابھی مین نے خواب مین دیکھا کہ والد ماجد اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور علی مرتضی اور حسن مجتبے باغ بھشت مین گلگشت فرمارہے ہین۔ ناگاہ جناب نبوی کی نظر اقدس میرے اور تمہارے اوپر پڑی۔ آپ نے والد بزرگوار سے مخاطب ہوکے ارشاد فرمایا کہ مسلم۔ تم آپ چلے آے مگر ہمارے ان دونون دلبندون کو ہنگامہ ظلم وستم مین چھوڑ آے۔ تمہارے دل نے یہ کیسے گوارا کیا۔ والد نے دست بستہ التماس کی کہ حضور صبح شام مین وہ بھی قدمون مین آے جاتے ہین آپ خاطر جمع رکھین "یہ سنکر چھوٹے صاحب بول اوٹھے

اے اخی معظم مین بھی خواب مین بعینہ یہی دیکھہ رہا تھا - پس اب کوئی صورت ہماری گلو خلاصی کی نہین ہوسکتی ہم دونون ہمین رہے بچ نہین سکتے - یہ کہکر دونون نے ایک دوسرے کے گلے مین باہین ڈال لین اور بے اختیار گریہ وزاری کرنے لگے - اس شور وغل نے اوس عورت کے شوہر حارث بن عروہ کو جگادیا - اوسنے اپنی بیوی کو آواز دی اور پوچھا کہ گھر مین یہ کیا غوغہ ہے - وہ مومنہ بت سی کھڑی رہگئی - کچھہ جواب نہ دیا - حارث کا شبہ بڑھگیا اور بیوی کو سخت وسست سنا کے دو دہکے دئے اور کہا جلد چراغ روشن کر - وہ غریب ایسی بیخود اور محو ہوگئی تھی کہ اوس سے یہ بھی نہو سکا - آخرش حارث خود اوٹھا اور چراغ جلا کے آواز کی طرف دوڑا - حجرہ مین جا کے کیا دیکھتا ہے کہ تاریک مکان شہزادون کے نور سے جگمگ کر رہا ہے اور دونون معصوم لپٹے ہوے واابتاہ واویلاہ وامسلماہ وامصیبتاہ کا غل مچا رہے ہین - حارث نے پوچھا کہ تم کون - یہ بھولے بھالے بچے تھے - سمجھے کہ یہ گھر ہمارے خیر خواہون کا ہے - جھٹ نام بتادیا کہ ہم مسلم بن عقیل کے بیٹے ہین - حارث یہ سنتے ہی بول اوٹھا آہا میری بھی وہی مثل ہوئی - لڑکا بغل مین اور ڈھنڈھورا شہر مین - آج دن بھر تمھاری تلاش مین سارے جنگل وصحرا کی خاک چھانی حتی کہ اسی دوڑ دھوپ مین میرا گھوڑا بھی جان سے جاتا رہا اور تم میرے ہی گھر مین آرام سے بیٹھے ہو - صاحبزادون نے فرمایا اے بدبخت ہم دونون -

لاڈلے اپنے چچا سید ابرار کے ہین — اور بھتیجے خلف حیدر کرار کے ہین +
بھانجے حضرت عباس علمدار کے ہین — دونون ہم فاتحہ خوان مسلم لاچار کے ہین +
دادا صاحب تو عقیل ابن ابی طالب ہین — نانا صاحب وہ ہین کو نہین یہ جو غالب ہین
جدہ ماجدہ ہے تاج شکوہ مریم + — جنکے دامن مین دم حشر چھپے گا عالم +

| | |
|---|---|
| آج گھر مین ترے چھپنے کیلئے آئے ہین ہم | سن چکا نام و نسب میان مین کر تیغ ستم |
| رحم کر شیخ کہ سید بھی ہین معصوم بھی ہین | بے پدر بھی ہین مسافر بھی ہین مظلوم بھی ہین |
| بولا حارث یہ کہو تم ہی ہو مسلم کے پسر | کل تمہین نے مجھے ہلکان کیا چار پہر |
| تو سہی کل کا عوض آج مین لون جی بھر کر | پھینکدی ہاتھ سے پھر شمع ادھر تیغ ادھر |
| دست بیداد سے اک بھائی کا بازو کھینچا | دوسرے بھائی کا اک ہاتھ سے گیسو کھینچا |
| قتل کے خوف سے اوٹھے نہ علی کے پیارے | اس توقف پہ ستمگر نے طمانچے مارے |
| کھینچا اسطرح کہ پرزے ہوئے کرتے سارے | منہ کے بھل گر پڑے وہ برج شرف کے تارے |
| یا حسین ابن علی اک نے بصد یاس کہا | دوسرے بھائی نے یا حضرت عباس کہا |
| مومنہ دوڑی یہ کہتی ہوئی با آہ و بکا | نہ رہے زور ترا شل ہو ابھی دست جفا |
| ارے سید ہین یہ سید ہین طمانچے نہ لگا | ارے قرآن کے ورقون کو زمین پر نہ گرا |
| بس ارے بس کہ زمین اپنی ہلی جاتی ہے | لے مجھے فاطمہ سر ننگے نظر آتی ہے |
| مومنہ کا نہ سخن کافر بیدین نے سنا | ہائے اون عرش کے تارونکو ستون سے باندھا |
| رات بھر دونون کو استادہ رکھا واویلا ÷ | صبح دم لیکے چلا اونکو کنار دریا ÷ |
| مومنہ نے کہا ہی ہے مرے مہمان چلے | بولی تقدیر کہ دنیا سے پر ارمان چلے |

جب روز روشن ہوا۔ حارث تیرہ دل، روسیاہ نے تیغ و خنجر سنبھالے۔ دونون معصومون کو اپنے آگے دھر لیا اور فرات کی طرف چلا۔ بیوی اوسکی سر و پا برہنہ باحال تباہ فریاد کرتی اور خدا و رسول کیواسطے دیتی پیچھے چلی جاتی تھی جب اوسکے نزدیک پہونچتی حارث شمشیر بران اوسکے گلے پر رکھدیتا وہ عورت غریب پیچھے ہٹ جاتی تھی جب وہ لڑکون کو لیکر دور نکلجاتا تو پھر اوس نیکبخت کا دل تڑپھڑاتا اور دیوانہ وار ہے ہے کرتی اور

واویلا مچاتی اوسکے پیچھے دوڑتی اسی طرح افتان وخیزان یہ لوگ لب فرات پہونچے ۔ حارثؔ کا ایک غلام تھا جسکی مان کا دودھ حارثؔ کے بیٹے نے پیا تھا ۔ دریا کنارہ وہ بھی آگیا حارثؔ نے ننگی تلوار اوسکے ہاتھ مین دیکر کہا کہ ان دونون لڑکون کے سرتن سے جدا کر دے

دی ستمگر نے غلام حبشی کو تلوار — بہون چڑھاکر کہا ۔ ہان ۔ دونونکے سرتن سے اوتار
سر جھکاکر یہ چلے ساتھ نہ کی کچھ تکرار — پھر کہا راہ مین چپکے سے کہ کیون اے دیندار

ہے یہ بشرہ سے عیان عارفِ اللہ ہے تو — صاحبِ دُلدُل و قنبر سے بھی آگاہ ہے تو

عرض کی اوسنے مین ہون مالکِ قنبر کا غلام — قبلہ و کعبہ محمدؐ ہے نبی اور وہ امام
سنکے وہ بولے غلام حبشی کا یہ کلام — قتل پر اونکے نواسونکے اوٹھاتا ہے حسام

حیف فرعون کے آگے تجھے موسیٰ بھولا — اپنے آقا کی اطاعت مین وہ آقا بھولا

توبہ کرتا ہوا قدمون پہ گرا وہ ششدر — عرض کی بخشو مجھے بہرِ خدا اے داور
مین نہ اس رشتہ سے واقف تھا بروحِ حیدر — گر کہو پانی تو موجود کرون مین لاکر

بولے وہ کام نہ پانی سے نہ ہے دریا سے — سنتے ہین نہر پہ عباس ہوے ہین پیاسے

نہر مین کود پڑا پھینکدی اوسنے شمشیر — کہا حارثؔ نے کہ آقا کی نہ سمجھا توقیر
وہ پکارا کہ غلام اوسکا ہون مین اوبے پیر — کُل کا آقا کیا خالق نے جسے روزِ غدیر

ان یتیمون کو امان دے تو نکل آتا ہون — پھر ابھی تیری غلامی مین بجا لاتا ہون

پھر مخاطب ہوا فرزند سے وہ خانہ خراب — تیغ اوٹھاکر وہ جوان ساتھ چلا اونکے شتاب
دیکھکر دبدبہ اوسکا کیا دونون نے خطاب — حیف یہ سن شباب اور جہنم کا عذاب

حلقِ سادات سے تلوار جو مل جائیگی — قبرِ حیدر کی نجف مین ابھی ہل جائیگی

اوسنے پوچھا تمہین حیدر سے قرابت کیا ہے — ہاتھ اوٹھاے سوے کعبہ ۔ کہ وہ جد اپنا ہے

| | |
|---|---|
| عرض کی اوسنے کہ بندہ تو غلام اوز لکا ہے | حیدری پنجتنی سب مین نسب میرا ہے |
| کہکے یہ داخل دریا وہ خوش اعمال ہوا | زنگ سے آئنہ پتھر سے جدا لعل ہوا |

جناب مولانا کمال الدین حسین واعظ کاشفی صاحب تفسیر حسینی نور اللہ مرقدہٗ فرماتے ہین کہ غلام نے حارث کے ہاتھ سے تلوار لیلی اور کہا۔ اگرچہ ان دونون بیگناہ بچون کو مارنا اچھی بات نہین۔ حارث نے اوسے گالی دی اور کہا کہ مردود مین جو کہتا ہون وہ کر۔ غلام نے جواب دیا کہ مین انہین قتل نہین کر سکتا۔ مجھے روح مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم سے شرم آتی ہے۔ حارث بولا۔ اگر تو ایسا نکریگا تو مین تجھے مارے ڈالتا ہون۔ غلام اوسوقت آپے سے باہر ہوگیا اور بولا کہ اے شقی۔ تو مجھے کیا ماریگا مین اسی تلوار سے تیرا کام تمام کئے دیتا ہون۔ حارث سپاہی اور جنگ آزمودہ آدمی تھا لپک کے غلام کے بال پکڑ لئے غلام نے ہاتھ بڑہا کے آقا کی ڈاڑہی تھامی اور اپنے آگے کہینچ لیا۔ حارث گر پڑا۔ غلام چاہتا تھا کہ اوسے زخمی کرے مگر حارث نے زبردستی کر کے اوس سے تلوار چھین لی۔ پہر غلام نے اپنی تلوار نیام سے باہر نکالی اور آقا پر حملہ کیا۔ حارث نے اوسکی ضرب کو ڈہال پر روک کے تلوار ماری۔ سیدہا ہاتھ غلام کا الگ جا پڑا۔ غلام نے بائین ہاتھ سے آقا کا گریبان پکڑا اور دونون گلتھپ ہوگئے۔ اسوقت حارث کی بیوی اور بیٹا بھی وہان آئے۔ بیٹے نے یہ حال دیکھکے باپ کو ملامت کی اور کہا۔ یہ میرا دودہ شریکا بہائی ہے تجھے اسکے مارنے سے شرم نہین آتی۔ اسے چھوڑ دے۔ حارث نے بیٹے کی ایک نہ سنی۔ تلوار تان کے غلام کے پیچھے پڑا اور ایک ایسی ضرب لگائی کہ وہ مرگیا۔ بیٹا بولا۔ اے مردود مین نے تجھ سے زیادہ سنگدل کوئی آدمی نہین دیکھا۔ حارث نے بیٹے سے کہا۔ زیادہ چون وچرا اچھی نہین یہ تلوار لے اور ان دونون بچون کے سر اوتار لے۔ بیٹے نے کانون پر ہاتھ رکھکے جواب دیا۔ واللہ

مجھ سے ایسا نہو سکیگا اور مین تجھے بھی ایسا نہ کرنے دونگا - لڑکے کی مان نے بھی بیقرار ہو کے کہا - بیٹا - مین تیرے واری - ایسا ہی کر جیسا کہ تو کہتا ہے - للتٰد یہ معصوم ضایع نہ ہون - آل رسول ہین - اگر تم دونون کو انہین رہا کر دینا منظور نہین ہے تو انکو زندہ ابن زیاد کے پاس پہونچا دو - وہ جو چاہیگا انکے ساتھہ کریگا اور تم دونون کو جو وہان سے ملنا ہوگا ملجائیگا اپنی ہوس پوری کر لینا - حارث بولا مین ہرگز انکو زندہ ساتھہ لیکر شہر مین نہ گھسونگا وہان بہت سے لوگ انکے خیر خواہ ہین زبردستی مجھہ سے چھین لینگے اور اتنی کوشش میری رائگان جائیگی اور کچھہ ہاتھہ بھی نہ آئیگا - یہ کہکے حارث نے خود تلوار سنبھالی اور شہزادون کے قتل کا ارادہ کیا وہ رونے لگے اور فریاد کی کہ اے بے پیر ہماری یتیمی اور غریبی پر رحم کر اور بیکسی اور درماندگی پر ترس کھا

| | |
|---|---|
| سنگ را دل خون شود از نالہاے زار ما | این دلِ فولاد تو یکذرّہ سوہانگیر نیست |

حارث نے اونکی باتون کی طرف اصلا توجہ نکی اور اونکے سر تن سے اوتارنے کو دوڑا - بیوی دوڑ کے اوس سے لپٹ گئی اور کہا - اے سنگدل - روز قیامت سے ڈر اور ان بچون کو چھوڑ دے - حارث کو غصہ آیا اور ایک ہاتھہ بیوی کے بھی رسید کیا وہ سخت زخمی ہوکر زمین پر گر پڑی - بیٹے نے مان کا یہ حال زار جو دیکھا اور سمجھا کہ وہ شقی دوسرا ہاتھہ مار کے اوسکا کام تمام کرنے کو ہے فوراً لپکا اور پدر نامہربان کا ہاتھہ پکڑ کے کہا - ہوش مین آؤ اور آتش غضب کو آب حلم سے ٹھنڈا کرو - ان بچون کے مارنے سے تمہین کچھہ حاصل نہ ہوگا حارث نے جھلا کے ایک ہاتھہ ایسا دیا کہ بیٹے نے پانی بھی نہ مانگا وہین ٹھنڈا ہو کے رہگیا انا للہ وانا الیہ راجعون عورت کو زخم کے باعث طاقت نشست و برخاست نرہی تھی مگر بیٹے کا سر تن سے جدا دیکھکے خوب ہی رو لی پیٹی چلائی اور فریاد و واویلا مچائی -

حارث سنگدل نے کچھہ بھی نہ سنا اور شہزادون کے پاس پہونچا - اون معصومان مظلوم نے

کہا کہ ہمین زندہ ابن زیاد کے پاس لیچل وہ جو چاہیگا کریگا۔ حارث کہنے لگا کہ مین تمہاری ترکیب سمجھا۔ تم یہ چاہتے ہو کہ مین تمہین لیکر شہر مین گہسون اور تمہارے حمایتی جمع ہو کے تمہین مجھسے چہین لین اور مین یون ہی ٹاپتا رہجاؤن۔ بچون نے کہا کہ اگر تجہے مال وزر کی تمنا ہے تو ہمارے بال تراش کے ہمین بازار مین بیچ لے اور قیمت اپنے صرف مین لا وہ کمبخت اَڑ گیا کہ نہین مین تو جان ہی سے مارونگا لڑکے بولے ہماری طفلی اور یتیمی پر رحم کر۔ حارث نے جوابدیا۔ تیرے دل مین خدا بہی رحم نہین۔ شہزادون نے فرمایا۔ خیر جو مرضی الٰہی۔ ہمین اتنی مہلت دے کہ وضو کر کے دو رکعت نماز پڑہ لین۔ وہ شقی بولا۔ واللہ مجھسے یہ بہی نہو سکیگا۔ بچے کہنے لگے کہ جس خدا کا نام تو نے ابہی لیا ہے اوسی کیواسطے ہمین چہوڑدے تاکہ ہم اوسے سجدہ کرلین۔ حارث بولا ہرگز ایسا نہین ہو سکتا۔ بچون نے فریاد بلند کی اور کہا۔ وائے بربادو گرفتاری ما کوئی ہماری حمایت کو نہین آتا نہ کوئی یاری کرنے والا اور غمخوار رہا ہے ارے مردود۔ تجہے ہم سے کیسی دشمنی ہے جو کسی طرح جاتی ہی نہین

| | |
|---|---|
| پھر وہ ظالم ہوا خود قتل پہ اوسکے تیار | سنگ پر سان پہ مظلومون کے رگڑی تلوار |
| دیکہکر اونکی طرف اونگلیون پہ دیکہی دہار | تیغ تولے ہوئے معصومون پہ چہایا خونخوار |
| پیچہے سرکا دیا چہوٹے کو بڑے بہائی نے | سوتے اسکو بٹہایا اوسے تنہائی نے |
| بڑہکے چہوٹے نے کہا سنتا ہے او اہل جفا | جب سے بابا موئے کہتا ہون مین انکو بابا |
| یہ مرے قبلہ و کعبہ ہین مین خادم انکا | انکے قدمون پہ مین سر رکہتا ہون تو تیغ لگا |
| دیر لگنے کی نہین خاتمہ اک بات مین ہے | سر مرے پاس ہے تلوار ترے ہات مین ہے |
| کہا بڑے بہائی نے قاتل کی یہ منت اوس آن | سر مرا پہلے قلم کر تو بڑا اسے ہے احسان |
| چہوٹے بہائی پہ مین قربان مرا سر قربان | کوئی حسرت نہین باقی ہے یہ ہے اک ارمان |

شوق سے اور ہر اک صدمہ وایذا دیکھلا ۔۔۔ پر نہ بھیا کا مجھے ننھا سا لاشا دکھلا

سر بڑے بھائی کا پہلے کیا قاتل نے جدا ۔۔۔ دوڑ کر بھائی کے لاشہ سے برادر لپٹا
پھر تڑپکر طرف قبلہ پڑا وہ لاشا ۔۔۔ پیٹ کر مُنہ کو یہ چلایا کہ بھائی یہ کیا

ہائے حضرت نہیں کچھ بولتے ہم روتے ہیں ۔۔۔ ہم گلے ملتے ہیں اور آپ جدا ہوتے ہیں

آئی اوس لاش کے حلقوم بریدہ سے صدا ۔۔۔ اے مری بھائی میں قربان ہیں صدقہ میں فدا
تیرے آغوش سے کیونکر نہون اسوقت جدا ۔۔۔ گود پھیلائے کھڑی ہیں یہ جناب زہرا رضؑ

مجھکو لپٹا کے گلے پیار سے غش ہوتی ہیں ۔۔۔ خون چہرہ پہ مرا ملتی ہیں اور روتی ہیں

یہ وہ سنتا تھا کہ سر ہو گیا اوسکا بھی قلم ۔۔۔ لاش ننھی سی تڑپنے لگی اے وای ستم
دونون لاشون کو ستمگر نے بٹھایا باہم ۔۔۔ زہرۂ مردم آبی ہوا پانی اوس دم

ڈوب کر نہر میں کوثر کے کنارے پہونچے ۔۔۔ آئی حیدر کی صدا پاس ہمارے پہونچے

حارث جفاکار نے دونون شہزادون کے سرہاے مبارک توبرہ میں رکھکے قربوس زین سے باندہے اور ابن زیاد کے پاس لیچلا۔ دوپہر کو وہان پہونچا۔ دیکھتا کیا ہے کہ دیوان مظالم قایم ہے۔ اس نے بھی توبرہ لیجا کے اوسکے سامنے رکھدیا۔ ابن زیاد نے پوچھا کہ اس مین کیا ہے۔ حارث بولا۔ آپکے دشمنون کے سر تذرکو لایا ہون۔ مجھے انعام و جاگیر مرحمت ہو۔ ابن زیاد نے حکم دیا کہ ان سرون کو دہو کے اور خاک و خون سے پاک کر کے طشت مین میرے سامنے لاؤ دیکھون تو کن کے سر ہین۔ جب سر دہو پونچھکے اوسکے روبرو رکھے گئے تو ابن زیاد نے دیکھا کہ رخسار ہاے انور مانند قرص ماہ کے اور گیسوان معنبر مثل مشک سیاہ کے ہین۔ پوچھا۔ حارث کیا تو سورج اور چاند کو شکار کر لایا ہے۔ اوسنے ہاتھ باندہ کے عرض کی۔ نہین حضور یہ فرزندان مسلم بن عقیل کے سر ہین۔ ناظرین! ملاحظہ ہو

کہ جادو وہی ہے جو سر پہ چڑھ کے بولے۔ ابن زیاد نے اتنا سنا اور سینہ پر دو ہتھڑ مار کے زار و قطار رونے لگا۔ اوسکا رونا تھا کہ سارا دربار جو بیرا بیٹھا ہی رہتا تھا پھوٹ پھوٹ کے ڈاڑھین مارنے لگا اور آہ و فغان کی صدا آسمان تک پہونچی۔

تھوڑی دیر کے بعد ابن زیاد نے حارث کی طرف مخاطب ہو کے کہا۔ اے لعین تجھے ذرا بھی خدا کا خوف نہوا اور عقوبت حق سبحانہ تعالے کا کچھ خیال نہ آیا جو انکے رخسار ہائے دلاویز اور گیسو ہائے عنبر بیز پر رحم آتا۔ مین نے یزید کو لکھا تھا کہ دونون لڑکون کو مین نے نظر بند کر رکھا ہے انکی نسبت جو حکم ہو وہ کیا جائے۔ اب اگر اوسنے لکھ بھیجا کہ اونھین میرے پاس روانہ کرو۔ تو مین کیا جواب دونگا۔ تو دونون کو زندہ ہی میرے پاس کیون نہ لے آیا۔ حارث نے جواب دیا کہ مین لڑکون کو زندہ ساتھ نہین لا سکتا تھا۔ شہر کے عوام الناس غوغا کر کے مجھ سے چھین لیتے اور مین بے نیل و مرام رہجاتا آپ مجھے کچھ انعام و اکرام نہ دیتے۔ ابن زیاد بولا۔ اے ملعون۔ تو انکو کسی محفوظ جگہ مین قید کر آتا اور مجھے خبر کر دیتا مین فوج بھیجکے منگوا سکتا تھا۔ یہ سنکے حارث سے کچھ جواب نہ بنا خاموش ہو رہا۔

پھر ابن زیاد درباریون کی طرف متوجہ ہوا۔ اونمین ایک شخص مقاتل نام محب اہلبیت اطہار تھا ابن زیاد کو بھی اوسکے عقیدہ سے آگہی تھی مگر تجاہل عارفانہ کر کے اوس سے مزاحم نہین ہوتا تھا کیونکہ مقاتل نہایت عقیل اور ابن زیاد کا اعلیٰ ترین ندیم تھا۔ ابن زیاد نے مقاتل کو اپنے سامنے طلب کر کے حکم دیا کہ حارث کو لب فرات لیجا کے جہان یہ دونون لڑکے مارے گئے ہون وہین اسکو جس خواری اور زاری سے چاہو قتل کرو۔ ان سرون کو بھی لیتے جاؤ دریا مین ڈالدینا۔ مقاتل جامہ مین پھولا نہ سمایا اور اپنے ہم خیالون اور ہم مذہبون کو ساتھ لیکر بولا۔ اگر عبید اللہ بن زیاد یزید کی سلطنت مجھے دیدیتا تو بھی مین ایسا خوش نہوتا جیسا کہ اس

کام کی سپردگی سے ہوا ہوں جلو آج کچھ تو دل کا بخار نکلیگا۔

الحتصر مقاتل نے حکم دیا کہ حارث کی مشکیں کسلو اور سر و پا برہنہ کر کے بازار میں تشہیر کرتے لیچلو اور یہ سر کوفیوں کو دکھاتے جاؤ۔ جو اون مظلوموں کو سر دیکھتا تھا گریبان چاک کر ڈالتا تھا۔ تمام کوفہ میں ماتم کی صدا سے کان دی آواز نہیں سنائی دیتی تھی اور حارث کے اوپر چاروں طرف سے خار و خس دھول مٹی پتھر اور اینٹوں کی بوچھار پڑ رہی تھی۔ اس صورت سے مقاتل اور اوسکے ساتھی شہزادوں کے مقتل تک اوسے لے گئے۔ دیکھتے کیا ہیں کہ وہان ایک عورت بھی سخت مجروح پڑی سسک رہی ہے اور ایک نوجوان مانند سرو آزاد مرا ہوا پڑا ہے۔ غلام کا قیمہ قیمہ سب سے جدا افتادہ ہے۔ یہ ماجرا دیکھکے لوگ بہت گھبرائے اور حارث سے پوچھا۔ یہ کیا ہے اوس نے کچھ جواب نہ دیا۔ عورت غریب نے آنکھیں وا کر کے پہلے تو فرزندان مسلم پر اور پھر اپنے بیٹے پر بین کر کے کہا کہ میں اس حارث بدبخت کی بیوی ہوں۔ میں اسکو اسکام سے باز رکھنا چاہتی تھی۔ اس ملعون نے مجھے بھی زخمی کیا اور چاہتا تھا کہ مار ڈالے مگر میرا بیٹا اور غلام جو میرے ہم مذہب تھے مجھے بچانے دوڑے اس نے دونوں کو قتل کیا۔ اب شکر ہے خدا کا کہ ان بے گناہ لوگوں کے قتل کی سزا اسکو ملگئی۔ پھر شوہر کی طرف مخاطب ہو کے بولی۔ اے لعین۔ تو نے دنیا کی طمع سے فرزندان مسلم کو ناحق شہید کیا اوسکی سزا بھگت میں بہت خوش ہوئی۔ پھر مقاتل سے کہا کہ اے مسلمان دیندار اس ملعون پر ہرگز ہرگز رحم نکرنا۔

حارث نے مقاتل سے کہا کہ میں دس ہزار اشرفیاں تمہیں دیتا ہوں مجھے چھوڑ دو میں جلاوطن ہو جاؤنگا اور اس ملک میں کہیں نظر نہ آؤنگا۔ مقاتل نے جواب دیا کہ دس ہزار اشرفیاں تو در کنار اگر تمام دنیا سونا ہو جائے اور وہ تو مجھے دیدے تو بھی میں تجھے زندہ نچھوڑونگا۔ جسطرح تو نے ان بیکسوں پر رحم نہیں کیا ہے تجھپر بھی رحم نہیں کیا جائیگا۔ تیرے قتل سے مجھے امید ہے کہ خدا میرے

سب گناہ بخشدیگا اور مین دونون جہان مین سرخرو ہونگا۔

پس حضرت مقاتل گھوڑے سے اوترپڑے اور فرزندان مسلم کا خون وہان پڑا دیکھکے سر پیٹ لیا۔ خون کے آنسو بہائے۔ بڑی واویلا مچائی اور اونکے خون پر پچھاڑین کھائین۔ پھر ہاتھ اوٹھا کے خدا تعالے سے آمرزش طلب کی اور شہزادون کے سرون کو پانی مین ڈالدیا۔ فوراً بے سر لاشے پانی سے باہر نکل آئے اور سر اپنے اپنے جسم سے جا لگے۔ دونون بہائیون نے ایک دوسرے کے گلے مین باہین ڈالین اور لپٹ کے پھر پانی مین واپس گئے۔ ایک روایت مین یون بہی آیا ہے کہ جب جسم پانی سے نکل آئے اور سر اپنے اپنے تن سے جا لگے تو مقاتل نے وہین قبر کہدوا کے دونون کو دفن کر دیا چنانچہ زائر لوگ وہان جاتے ہین اور مرقد انور کی زیارت سے مشرف ہوتے ہین۔

پھر مقاتل نے اپنے ساتھیون سے کہا کہ پہلے حارث کے دونون ہاتھ کاٹو جب ہاتھ کٹ چکے تو حکم دیا کہ اب پیر قطع کئے جائین۔ پھر دونون کان الگ کئے اوسکے بعد آنکہین نکلوا کے پیٹ چاک کرایا اور عضوہاے بریدہ کو پیٹ مین بھر کے اوسے سلوادیا اور لاش کو تختہ پر باندہکے پانی مین ڈالا مگر پانی نے قبول نہین کیا لاش کنارہ آلگی۔ جب تین بار ایسا ہی ہوا تو گڑہا کھود کر لاش کو اوسمین ڈالکے اوپر سے پتھر اور اینٹین بھر دین اور مٹی بچھا کے زمین ہموار کر دی گئی جب یہ لوگ اپنی سعی کر چکے تو زمین نے بھی لاشہ کو لقمۂ حرام کی طرح اوگلدیا۔ یہ عمل بہی تین بار کیا مگر تینون دفعہ لاشہ اوپر تھا۔ معلوم ہوا کہ پانی اور زمین دونون اسے قبول نہین کرتے۔ آخرکار کے ادہر اودہر سے خشک لکڑیان جمع کین اور اونہین خوب بھڑکا کے شعلہ مارتی آگ مین اوسے جھونکدیا۔ جب وہ خاک سیاہ ہوگیا تو راکھ ہوا مین اڑادی گئی۔

بعد اسکے دو جنازے تیار کر کے حارث کے بیٹے اور غلام کو اون پر رکھا اور کوفہ کے باب

بنی خزیمہ پر لا کے پرخون کپڑون مین اونکو دفن کر دیا۔ محبان اہلبیت نے شہزادون کے ماتم مین پوشیدہ مجالس عزا قایم کین۔

| | |
|---|---|
| دریغ و درد کہ آن ہر دو نوجوان رفتند | بصد ملامت و حسرت ازین جہان رفتند |
| غم یتیمی و غربت نبود شان درخورد | بجانب پدر خویشتن روان رفتند |

اس جگہہ ہمین اپنے ناظرین کو یہ بات بتانا منظور ہے کہ اکثر لوگون نے تو یہ لکھا ہے کہ حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے فرزند اپنے والد ماجد کے بعد شہید ہوے اور بعضون نے لکھا ہے کہ حضرت مسلم کے بعد حادثہ جانکاہ کربلا کے پیچھے قتل ہوے یعنی جناب امام حسین رضی بھی اون دونون صاحبزادون سے قبل شہید ہو چکے تھے۔ بعضون نے یون لکھا ہے کہ حضرت مسلم اور دونون صاحبزادے ایک ہی دن اور ایک ساتھہ شہید ہوے۔ چنانچہ تقریر الشہادتین مین مسطور ہے کہ جناب مسلم کوفہ مین جا کے مختار بن عبید ثقفی کے مکان پر فروکش ہوی۔ چالیس ہزار آدمیون نے اونکے ہاتھہ پر امام حسین رضی سے بیعت کر لی۔ اونہون نے یہ کیفیت امام حسین رضی کو لکھکے اونہین بلا بھیجا۔ نعمان بن بشیر حاکم کوفہ ظاہر مین تو لوگون کو فہمائش کرتے تھے کہ امام حسین رضی سے بیعت نکرو اور یزید کے مخالف نہ ہو مگر باطن مین حضرت مسلم کی مدد کرتے تھے۔ یزید کے اخبار نویسون مسلم بن یزید حضرمی اور عمارہ بن ولید بن عقبہ نے یزید کو اطلاع دی۔ نعمان بن بشیر معزول ہوے اور عبید اللہ بن زیاد حاکم بصرہ اونکی جگہہ متعین ہوا۔ اوسنے مسلم بن عقیل کی جماعت کو متفرق کر دیا یہانتک کہ نماز مغرب مین پانچسو آدمی آپکے مقتدی تھے۔ جب آپنے سلام پھیرا تو ایک بھی نظر نہ آیا۔ ناچار آپ طوعہ کے گھر مین پناہ گزین ہوے طوعہ کا بیٹا محمد بن اشعث کا ہواخواہ تھا اوسنے خبر کر دی۔ ابن زیاد نے عمرو بن حریث کوتوال کوفہ و محمد بن اشعث کو جماعت کثیر کے ساتھہ حضرت مسلم کی گرفتاری کو بھیجا اونہون نے شجاعت ہاشمی خوب ہی دکھائی اور بہت سے

اشقیا کو واصل جہنم کیا۔ اون دونون مکارون نے فریب و خدع سے امان مانگی حضرت مسلم اپنے حلم و مروت سے برسر رحم آئے اور لڑنا موقوف کرکے مع دونون صاحبزادون کے اون لوگون کے ساتھ ہولئے۔ وہان ابن زیاد نے پہلے سے حکم دے رکھا تہا کہ جب مسلم دروازہ مین قدم رکھین فوراً قتل کردینا۔ دربان ننگی تلوارین ہاتھون مین لیکے دروازہ پر کھڑے ہوگئے۔ حضرت مسلم نے جب دروازہ پر قدم رکھا تو یہ آیت پڑہی رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَأَنْتَ خَيْرُ الْفَاتِحِينَ۔ دربانون نے دونون طرف سے تلوارین چھوڑدین اور آپکو اور آپکے دونون صاحبزادون کو شہید کرڈالا سر ان مظلومون کے نیزون پر رکہکے کوچہ کوفہ مین دربدر پھرائے۔ یہ سانحہ تیسری ذی الحجہ سنہ ۶۰ھ کا ہے

| | |
|---|---|
| شہید مسلم بیکس ہوئے ہزار افسوس | فرشتے کرتے تھے اس غم سے بار بار افسوس |
| مین کسطرح سے کرون شرح ظلم ابن زیاد | کیا نہ حال پہ مسلم کے زینہار افسوس |
| شقی نے کچھہ بھی نہ غربت کا اونکے پاس کیا | چلائی حلق پہ شمشیر آبدار افسوس |
| کچھہ انتہا ہی نہ تھی اونکے ظلم کی یارو | ادہر اکیلے ادہر فوج بیشمار افسوس |
| یتیم بچون کو مارا ترس نہ کچھہ کھایا | ڈرے خدا سے نہ کچھہ وہ سیاہ کار افسوس |
| وہ روز حشر خدا کو جواب کیا دینگے | یزیدیان شقی و ستم شعار افسوس |

## جناب امام ہمام رضی اللہ عنہ کا کربلا مین پہونچنا

راویان برشتہ جگر اور مورخان ششدر و مضطر حال اس واقعہ جانسوز کا یون تحریر فرماتے ہین کہ جسدن کوفہ مین جناب مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ شہید ہوئے اوسی دن جگر گوشہ بتول سوار دوش رسول یعنی جناب امام حسین رضی اللہ تعالے عنہ حضرت مسلم کا خط دیکہکر قافلہ اہلبیت کے ساتھ مکہ سے کوفہ روانہ ہوئے۔

حضرت عبداللہ بن عباس - جناب عبداللہ بن عمر - جابر - ابوسعید خدری اور ابو واقدی اور دیگر صحابۂ اجلہ نے مجتمع ہو کر امام ہمام سے کہا کہ آپ کوفیون کے قول و فعل کا ہرگز اعتماد نہ کریں یہ خانہ خدا ہے یہان سے قدم باہر نکالنا آپکے حق مین اچھا نہوگا - خدا جانے وہان کیا افتاد ہو اور کیا معاملہ پیش آے - ان کوفیون نے جو کچھ آپکے والد بزرگوار اور برادر عالی مقدار کے ساتھ کیا وہ آپکو خوب معلوم ہے - حضرت - کوفہ والے بڑے دغاباز اور نہایت بدعہد ہین آپ اونکی ایک نسنین اور خیر - اگر آپ نہین مانتے تو تن تنہا تشریف لیجائے بال بچون اور اہلبیت کو یہین چھوڑ جائیے خصوصا عبداللہ ابن عباس نے آپکے روکنے مین بہت اصرار کیا جب آپ نمانے تو لوگون کو رنج ہوا اور اشک بہانے لگے - حضرت امام ہمام نے بڑے بڑے صحابہ کو اپنی مفارقت سے مغموم دیکھکے مجبوراً راز سربستہ کو ظاہر کیا اور فرمایا کہ اے صاحبو - مین آپکے فرمانیکو بسر و چشم بجالاتا مگر مجبور ہون مین نے اپنے والد ماجد اور اونھون نے جناب سرورکائنات علیہ التحیتہ والصلوۃ سے سنا ہے کہ وہ فرماتے تھے - ایک بکری مکہ مین ذبح کی جائیگی اور اوسکے ذبح ہونے سے خانہ کعبہ کی بڑی بے حرمتی ہوگی پس جسدن سے مین نے یہ حدیث سنی ہے اوسی دن سے ڈر رہا ہون کہ خدا وہ بکری مجھے نہ بنا ے - اسلئے خود ہی مکہ سے نکلا جاتا ہون تاکہ جو کچھ ہو باہر ہوجاے میرے باعث سے کعبہ کی بے وقری نہو - اس حدیث کا مفصل حال ترجمہ طبری اور ترجمہ صواعق اور دیگر کتب معتبرہ مین مذکور ہے - عبداللہ بن زبیر رض اس حدیث کے مصداق ہوے کیونکہ وہ مختار ثقفی کے مقابلہ مین حرم شریف کے اندر شہید ہوے - اوس معرکہ مین کعبہ کی نہایت بے حرمتی ہوئی -

اللہ اللہ خانہ کعبہ کا کتنا ادب ملحوظ خاطر عاطر تھا کہ اوسکی بے عزتی کے خیال سے بے وطنی اور بیکسی کی موت بہتر تصور فرماتے تھے جب صحابہ کو اس راز مخفی سے آگاہی ہوئی تو سب خاموش ہورہے کسی نے شکایت کا موقع نہ دیکھا - چنانچہ حضور تیسری ذی الحجہ کو معہ اہلبیت اور ۸۲ ہاشمی اعزا

اور رفقا کے کوفہ روانہ ہوے ۔

اثناے راہ مین خبر ملی کہ کوفیون نے بد عہدی کی اور ابن زیاد نے جناب مسلم اور اونکے دونون صاحبزادون کو شہید کرا دیا ۔ جماعت مسلم متفرق ہوگئی ۔ کسی نے اونکا ساتھہ نہین دیا ۔ حضرت امام ہمام نے صرف اسواسطے کہ دنیا عالم اسباب ہے یہان ظاہری اسباب کی رعایت ضرور چاہیے مکہ واپس ہونیکا قصد کیا ۔ ساتھیون سے فرمایا کہ جب کوفیون سے کوئی امید نہین رہی تو اب وہان جانا خلاف مصلحت ہے ۔ چلو ۔ مکہ لوٹ چلین ۔ برادران حضرت مسلم کے خون نے جوش مارا اور قسم شرعی کھا کے کہنے لگے ۔ یا حضرت ۔ آپ واپس تشریف لیجائین آپکو اختیار ہے کسی کی مجال نہین کہ حضور کا سد راہ ہو ہم البتہ نہ پھرینگے اور کوفہ ہی جائینگے وہان پہونچکے یا تو دشمنون سے اپنے بھائی اور بھتیجون کا بدلہ لینگے یا ہم سب بھی مارے جائینگے ۔ جب جناب امام ہمام نے حضرت مسلم کے بھائیون سے یہ بات سنی تو فرمایا لاخیر فی الحیوٰۃ بعدکم یعنی تمہارے بعد زندگی کا کیا مزہ ہے ۔ بسم اللہ جو ہو سو ہو چلے چلو ۔

روایت ہے کہ جناب امام حسین مکہ سے روانہ ہو کے جب مقام صفاح مین پہونچے ہین تو فرزوق شاعر کوفہ سے آتا ہوا آپکو ملا حضور نے اوس سے کوفہ کا حال دریافت کیا اوسنے عرض کی میری راے یہ ہے کہ کوفیون کے دل تو آپ کے ساتھہ ہین مگر اونکی تلوارین بنی امیہ کے ساتھہ ہین اور قضا و قدر آسمان سے نازل ہو رہی ہے وَاللّٰہُ یفعل ما یشاء جناب امام نے جوابدیا ۔ اے ابا فراس قضا کو کوئی نہین روک سکتا ۔ جب آپ وہان سے چلکے بطن الرمہ پہونچے تو قیس بن مسہر کو ایک خط دیکے کوفہ بھیجا ۔ مضمون اوس خط کا یہ تھا کہ مسلم بن عقیل کا خط ہمارے پاس آیا ۔ معلوم ہوا کہ تم میرے خلیفہ ہونے کے متمنی ہو اور چاہتے ہو کہ مین تمہارے شہر مین آجاؤن ۔ خدا تمہین جزاے خیر دے اور میرے حق مین تمہاری کوششون کو ضایع نکرے

مین عنقریب تمہارے پاس پہونچتا ہون خاطر جمع رکھو قیس آپکا یہ نامہ کوفیون کے نام لیکر جب قادسیہ مین پہونچے تو وہان حصین بن نمیر کو ایک جماعت کثیر کے ساتھہ پڑے دیکھا۔ باعث اسکا یہ تھا کہ جب امام حسینؓ مکہ سے بعزم کوفہ باہر نکلے تو ابن زیاد کے اخبار نویسون نے ابن زیاد کو اونکی روانگی کی خبر دی۔ یہ خبر سنتے ہی ابن زیاد نے سب راستون پر اپنی چوکیان بٹھادین اور جا بجا تجربہ کار اور جنگی سپاہی متعین کردئے کہ امام حسینؓ کے ہر فعل اور کارروائی کی خبر رکھی جائے اسی لئے حصین بن نمیر وہان معہ اپنے لشکر کے پڑا تھا اوس نے قیس بن مسہر کو گرفتار کرکے کوفہ بھیدیا اور ابن زیاد نے اونہین مکان کے اوپر سے گرواکے شہید کرادیا۔

جب جناب امام حسینؓ ذات عراق مین پہونچے تو بشیر بن غالب ملے۔ آپنے اون سے پوچھا کہ کوفہ کا کچھہ حال سناؤ۔ بشیر نے جوابدیا کہ یا ابن رسول اللہ آپنے الکوفی لا یوفی بھی سنا ہے یا نہین۔ آپنے فرمایا سچ ہے۔ وہان سے روانہ ہوکے جب اگلی منزل مین قیام ہوا تو ایک بلندی پر خیمہ نصب دیکھا۔ آپنے صاحب خیمہ کا نام دریافت فرمایا۔ معلوم ہوا کہ زہیر بن القین البجلی حج کرکے آیا ہے اور کوفہ جاتا ہے یہ خیمہ اوسکا ہے۔ آپنے زہیر کو طلب کیا وہ بڑے تامل کے بعد خدمت امام مین حاضر ہوا۔ آپنے فرمایا اے زہیر۔ کچھہ خدا کی محبت مین کوشش کرنے کا بھی ارادہ ہے۔ زہیر نے التماس کی۔

| | |
|---|---|
| سرے کہ پیش تو بر آستان خدمت نیست | سر لیست آنکہ سزاوار تاج عزت نیست |

مین مدت سے اسی آرزو مین تھا آج ع۔ منت خدائے را کہ رسیدم بکام خویش۔

پھر حضور کے پاس سے باہر آکے اپنے لوگون سے کھا کہ میرا خیمہ بھی امام حسینؓ کے خیمہ کے پاس نصب کردو۔ اپنے ساتھیون سے مخاطب ہوکے کھا کہ تم مین سے جسے شہادت کی تمنا ہو وہ میرے ساتھہ رہے اور جو وطن جانا چاہتا ہو وہ اپنے گھر چلا جائے۔ یہ سنکر اوسکے

بہت سے ساتھی کوفہ چلدئے۔ اوسوقت زہیر نے اپنی بیوی کو بلایا اور کہا کہ مین امام حسینؓ کے خادمون مین شامل ہوگیا ہون تو میرے مال مین سے اپنا حق لیلے اور اپنے میکے چلی جا۔ ایک روایت یون ہے کہ زہیر نے اوسے طلاق دیکے اوسکے بھائی کے ساتھہ کوفہ بھیجدیا ایک قول یہ بھی ہے کہ بیوی نے کہا کہ تم امام حسینؓ کے خادم ہوکے رہوگے مین فاطمہ زہرا کی صاحبزادیون کی لونڈی بنونگی پس دونون جناب امام حسین کے پاس رہگئے۔

وہان سے چلکے مقام شقوق مین پہونچے۔ ایک شخص کوفہ سے آیا۔ اوسے حضور نے تخلیہ مین طلب فرمایا اور کوفہ کا حال پوچھنے لگے۔ اوسنے عرض کی کہ حضور مسلم بن عقیل اور ہانی بن عروہ کو شہید کراکے سر اونکے دمشق بھیجے گئے۔ جناب امام حسینؓ نے سنتے ہی انا للہ وانا الیہ راجعون فرمایا اور خاموش ہورہے۔ کسی سے اسکا ذکر نہین کیا۔

روایت ہے کہ حضرت مسلم کی ایک صاحبزادی اٹھارہ برس کی عمر کی حضور کے ہمراہ تھین آپ اون سے بہت محبت رکھتے تھے اور بڑی نوازش اونپر فرمایا کرتے تھے اوسدن حسب عادت وہ حضور کے پاس آئین معمول سے زیادہ آپنے اونکی خاطر و مدارات کی۔ اونکا منہ بڑی دیر تک تکتے رہے اور ہاتھہ اپنا بار بار اونکے سر اور منہ پر پھیرا۔ صاحبزادی کو شک ہوا اور فراست خداداد سے سمجھا کہ آج ضرور کچھہ دال مین کالا ہے۔ عرض کیا یا ابن رسول اللہ۔ آج حضور مجھے اس طرح پیار کررہے ہین جیسا یتیمون کو کرنا چاہئے۔ ضرور میرے اباجان شہید ہوے صاحبزادی کا یہ بیان سنکے حضور کو ضبط کا یارا نرہا۔ پھوٹ پھوٹکے رونے لگے اور فرمایا کہ بیٹیا صبر کرو۔ مین تمہارے باپ کی جگہہ ہون اور زینب تمہاری مان ہین۔ میرے بیٹا بیٹی تمہارے بھائی بہن ہین۔ صاحبزادی نے نالہ و فریاد اور واویلا شروع کی۔ اوسے سُنکے اونکے بھائی عمامہ سے پھینک کے آگئے اور زاری و بیقراری مین کوئی دقیقہ نچھوڑا۔

جب وہان سے کوچ کرکے زبالہ مین قیام ہوا تو ابن سعد کا خط حضور کے پاس پہونچا۔ مضمون یہ تھا کہ اہل کوفہ نے اپنی جبلی بیوفائی سے حضرت مسلم کو شہید کیا۔ اونکے ساتھ ہانی بن عروہ بھی جان سے گئے۔ اس خط سے آپکو یقین ہوگیا کہ مسلم اس جہان سے سدہارے۔

جب یہ خبر جناب امام حسینؑ کے لشکر مین شائع ہوئی تو جو لوگ ادہر ادہر سے آکر جمع ہوگئے تھے متفرق ہوگئے۔ وہان سے روانہ ہوکے حضور عالی مقام قصر بنی المقاتل مین رونق افروز ہوکے کیا دیکھتے ہین کہ ایک خیمہ ایستادہ ہے۔ اوسکے دروازہ سے ایک شمشیر لٹکتی ہے اور سامنے ایک نیزہ زمین پر گڑا ہے۔ حضور نے دریافت فرمایا کہ صاحب اس ساز و سامان کا کون ہے معلوم ہوا کہ عبید اللہ بن الحر الجعفی رئیس کوفہ۔ جو بڑا شجاع و دلیر اور نامی و کامی امرا مین سے ہے۔ جناب امام ہمام نے اوسی کے قبیلہ مین سے ایک صاحب کو جنکا اسم گرامی حسین حجاج ابن مسروق جعفی تھا اوسے بلانے کو بھیجا۔ حجاج نے جا کے حضور کا سلام اوسے پہونچایا اور کہا تمھین امام حسینؑ طلب فرماتے ہین۔ عبید اللہ نے پوچھا کہ مجھے کیون بلایا ہے۔ حجاج نے جواب دیا اسلیے کہ تم اونکا ساتھ دو اور دفع اعداء مین کوشش کرو۔ ثواب عظیم پاؤگے اگر مارے گئے تو شہادت کا درجہ ملیگا۔ عبید اللہ بولا مین اسی واسطے کوفہ سے نکل بھاگا ہون کہ اگر کہین جناب امام وہان پہونچگئے اور مقتول ہوے تو مین بھی کوفیون کے ساتھ راندہ جاؤنگا۔ کوفی تو دولت دنیا کے لالچ سے خاندان نبوت کے دشمن بنکے ابن زیاد سے ملگئے اور مال فانی کو نعیم جاودانی پر ترجیح دیچکے مگر مین نہ اون سے لڑنے کی طاقت رکھتا ہون نہ اونکی مواففقت پسند کرتا ہون۔ وہان سے الگ ہو آیا ہون۔ حجاج نے یہ حال امام ہمام کے حضور مین آکے عرض کردیا۔ جناب امام حسین اوٹھے اور خود عبید اللہ جعفی کے پاس تشریف لےگئے۔ ابن الحر تعظیم و تکریم بجالایا اور حضور کو صدر مین بٹھا کے خود دست بستہ روبرو کھڑا ہوا۔ ارشاد ہوا کہ مشاہیر کوفہ نے

نامے اور قاصد بھیج بھیج کے مجھے بلوایا کہ ہم سب تمہارے جان نثار خیر خواہ اور خدمتگذار ہین آپ یہان آئین اور ہماری سرداری قبول فرمائین - اب سنا جاتا ہے کہ اونہون نے گمراہی اختیار کی - اے عبید اللہ - تو خوب جانتا ہے کہ اس دنیا مین جو بُرا یا بھلا کریگا اوسکا بدلہ عقبی مین پائیگا اسلیئے میری درخواست ہے کہ تو میری مدد اور یاری کر - قیامت کے دن اپنے نانا محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم سے تیری سفارش کرونگا - عبید اللہ نے عرض کیا - یقین کلی ہے کہ جو کوئی آپکی تابعداری کریگا آخرت مین سرخرو ہوگا - مگر خوب سمجھہ لیجیئے کہ کوفی آپکے دشمن ہوگئے ہین وہان کوئی آپکا محمد و معاون نہین - آپکے ساتھہ معدودے چند آدمی ہین حالانکہ اونکے لشکر کی گنتی اور شمار نہین خواہ مخواہ حضور ہی مغلوب ہونگے - مین ایک آدمی کس شمار و قطار مین ہون اور آپکے حق مین کیا کر سکونگا - مجھے اپنا غلام سمجھہ کے آزاد ہی کر دیجیئے عمر بھر حضور کا ممنون و مشکور رہونگا یہ ایک گھوڑی بندگان عالی کی نذر کرتا ہون - اسکا نام لحقہ ہے - واللہ اسے کوئی نہین پکڑ سکتا اور یہ سبکو پکڑ لیتی ہے - ہوا ہے - آندہی ہے - چھلاوہ ہے - آپ اسے قبول فرمائین - ع

برگ سبزست تحفۂ درویش - اور یہ میری سیف صارم نام بھی حضور پر سے قربان ہے - بخدا دنیا مین ایسا ہتیار کسی کو نصیب نہین ہوا ع پاے ملخ زمور سلیمان قبول کرد - حضور اوٹھہ کھڑے ہوے اور فرمایا کہ مین گھوڑی اور شمشیر کے لالچ سے تیرے پاس نہین آیا تھا بلکہ میری یہ غرض تھی کہ تو میرا ساتھہ دیکر مستحق ثواب آخرت ہو - جب تو اپنی جان کو مجھہ سے دریغ رکھتا ہے تو تیرا مال لیکر مین کیا کرونگا - روایت ہے کہ عبید اللہ جعفی کو اپنے کیئے پر مدتون رنج رہا اور اوسی رنج مین اوسنے ایک بڑی طول طویل نظم لکھی - ابو المویّد موفق بن احمد مکی نے اپنی تاریخ مین وہ نظم نقل کی ہے جسکے چند شعرون کا ترجمہ فارسی مین یہ ہے -

| | | | |
|---|---|---|---|
| زہے حسرت کہ چون شاہ شہیدان | | مرا گفتا قدم در نہ بیاری | |

| | |
|---|---|
| چرا ہمراہ آنحضرت نرفتم | نور زیدم طریق حق گذاری |
| اگر در کربلا می گشتم آنروز | شہید راہ او در دوستداری |
| بسے بودے بفرداے قیامت | مراز لطف او امید واری |
| کنون او رفت من از روے تقصیر | بماندہ در مقام شرمساری |
| بصد زاری دمادم می کشم آہ | ولے سودے ندارد آہ و زاری |

روایت ہے کہ جب حضور ثعلبہ یا ثعلبیہ مین جا کے اوترے تو سر اپنا جناب زینب رضی اللہ عنہا اپنی ہمشیر کی گود مین رکھکے سو گئے۔ یکایک روتے ہوے چونکے۔ دوسری ہمشیر ام کلثوم نے پوچھا۔ اے جگر گوشہ مصطفےٰ۔ واے نور دیدہ علی مرتضیٰ اور اے سرور سینۂ فاطمہ زہرا۔ باعث اس گریہ وزاری کا کیا ہے۔ حضور نے فرمایا۔ اسوقت مین نے نانا صاحب کو خواب مین دیکھا کہ روتے تھے اور فرماتے تھے۔ اے میرے لخت جگر حسین۔ تو اب جلد ہمارے پاس آنیوالا ہے۔ ایک اور سوار سامنے میرے کھڑا ہوا کہہ رہا تھا کہ تم موت سے بھاگتے ہو اور موت تمہارے پیچھے پنجے جھاڑ کے پڑی ہے۔ اتنا سنکے میری آنکھہ کھلگئی اور جوش گریہ نے چارون طرف سے حملہ کیا۔ حضرت ام کلثوم بھی رونے لگین اور پردگیان حریم عصمت بھی ملول و محزون ہوکر واویلا مچانے لگے۔ اوسوقت جناب علی اکبر نے اوٹھکے التماس کی۔ باباجان۔ مین آپ پر سے قربان۔ ارشاد ہو کہ ہم لوگ حق پر بھی ہین یا نہین۔ حضور نے فرمایا کہ بیشک ہم حق پر ہین اور حق ہمارے ساتھہ ہے۔ پس شہزادہ عالم و عالمیان بولے تو کچھہ پرواہ نہین یہ سر راہ حق ہی کے لئے ہین۔

وہان سے چلکے منزل قطقطانہ مین قیام ہوا۔ وہان پر حضور نے اپنے ساتھیون سے فرمایا کہ اے صاحبو۔ مین تمہین اجازت دیتا ہون۔ جہان تمہارے جی مین آے چلے جاؤ۔ کوفیون نے مجھہ سے بیوفائی کی اور مسلم بن عقیل کو شہید کر ڈالا۔ اون کے نزدیک اگر دشمن ہون

تو مین ہون تمہاری کوئی خطا نہین۔ تم سے یہ لوگ ہرگز متعرض نہونگے تم بخوبی اپنے اپنے گھر پہونچ سکتے ہو یہ مصیبت مجھپر ہے۔ تم میری آئی مین کیون جان دیتے ہو۔ یہ سنکر جو لوگ ثابت قدم نہ تھے رفو چکر ہوے۔ صرف فرزند و برادر و چند عزیز و اقارب اور تہوڑے سے اور لوگ باقی رہگئے۔ اون سے بھی حضور نے فرمایا کہ اے دوستو میرے رشتہ دارونکو مجسے اور مجھے رشتہ دارون سے راہ گریز نہین مگر تم کیون میرے لئے اپنی جانین کہوتے ہو۔ وفا داران حق گذار اور ہوا خواہان سید مختار متفق اللفظ ہوکر بول اوٹھے۔ اے ابن رسول اللہ۔ یہ تو ایک جان ہے اگر ہزار جانین ہوتین تو بھی آپکے قدمون کی خاک پاک پر نثار کردیتے۔ آپ آسمان ولایت کے ماہ اور مسند امامت کے بادشاہ ہین۔ جسنے آج حضور سے منہ پھیرا فردائے قیامت کو آپکے سامنے کیسے سر اوٹھائیگا۔

| | |
|---|---|
| خوشا ملکے کہ سلطانش تو باشی | خوشا جانے کہ جانانش تو باشی |
| خوشا روئے کہ در روئے تو باشد | خوشا چشمے کہ انسانش تو باشی |
| بدرد دل لب بریدم عمرے | بہوئے آنکہ درمانش تو باشی ❊ |

اے ریحان روضۂ رسالت واے یاسمن گلشن جلالت ہمین اپنے بوستان وصال سے فراق کے کانٹون مین نہ ڈالئے۔ ہمارے حسابون اگر تمام عالم پُرگل و گلزار ہے مگر آپکے ہجر مین وہ از سر تا پا خار ہے۔ ہوا خواہ حضور یہ کہتے جاتے تھے اور زار و قطار روتے تھے۔ حضور کو بھی اونکے ساتھ رقت تھی۔ آخرش وہ لوگ قدوم میمنت لزوم سے جدا نہوے۔ حضور کو بھی اونہین اپنے سایہ مین ہی رکھنا پڑا۔

کہتے ہین کہ ابن زیاد نے اپنا جاسوس مکہ کو اس لئے بہیجا تھا کہ جناب امام جب کوفہ کی طرف متوجہ ہون تو فی الفور مجھے خبر کرنا۔ اسی زمانہ مین وہ قاصد آیا اطلاع کی کہ آج امام ہمام

مکہ سے چلے ہوے سولہہ دن ہو گئے۔آج قبیلہ بنی سکون مین اونکا مقام ہے۔یہ سنکر
ابن زیاد نے حر بن یزید ریاحی کو ہزار سوارون کے ساتھہ روانہ کیا کہ جیسے بنے ویسے
امام حسین کو یہان لے آو۔خبردار وہ کسی اور طرف نہ جانے پائین۔

حضرت حُر روانہ ہوے اور اودہر جناب امام قبیلہ بنی سکون سے کوفہ کو چلے۔بنی عکرمہ کا
ایک آدمی راستہ مین ملا۔آپنے اوس سے کوفہ کا حال دریافت فرمایا۔اوس نے عرض کی
کہ ابن زیاد نے آپکی طلب مین جنگل کو لشکر سے پاٹ دیا ہے۔قادسیہ سے لگا کے غدیب تک
تِل رکہنے کو جگہہ نہین ہے۔آپ وہان پہونچے اور لڑائی چہڑ گئی۔بہتر ہو کہ حضور یہین سے
لوٹ جائین اگر ایسا نہ کرینگے تو واللہ آپ ملک الموت کے منہ مین جاتے ہین۔کوفیون کے کسی
قول و فعل کا اعتبار نہین۔بلکہ اون مین سے بہت لوگون نے تو آپکے چچازاد بھائی سے
بیعت بھی کی تھی۔اسپر بھی کمبخت صاف پھر گئے اور لشکر شام مین نوکریان اور عہدے پاے
بیٹھے ہین۔جناب امام نے فرمایا۔جزاک اللہ خیراً تو نے شرط نصیحت ادا کی خدا تجہے نیک بدلہ دے

وہان سے گذر کے حضور منزل سراۃ مین وارد ہوے۔رات وہین بسر ہوئی علی الصباح
وہان سے بھی کوچ ہو گیا۔ٹہیک دوپہر کو لشکر حُر راہ مین ملا۔دیکہتے کیا ہین کہ وہ سب صحرا مین اوترے
ہوے ہین اور اپنے اپنے گہوڑون کے سایہ مین بیٹھے ہین۔جب اونکی نظر امام ہمام کے لشکر
پر پڑی فوراً گہوڑون پر سوار ہو گئے اور صفین باندہ لین۔حضور نے اپنے ایک آدمی کو بہیجا کہ
دریافت کرو یہ کسکا لشکر ہے۔حُر بن یزید سامنے آے اور نام و نسب اپنا بیان کیا۔حضور نے
پوچہا یا حر النا ام علینا یعنی تم ہم سے لڑنے آے ہو یا ہمارے دوست ہو۔حضرت حُر نے
جواب دیا کہ لڑنے آیا ہون۔جناب امام نے فرمایا لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم
اے حُر یہ کیا خیال ہے۔جناب حُر نے جواب دیا کہ ابن زیاد نے مجہے اسلئے بہیجا ہے کہ آپکو

گرفتار کرکے اوسکے پاس لیچلون اور واپس نہ جانیدون کسی طرح اور کسی وقت آپسے جدا نہون جب تک کہ آپکو کوفہ کے دروازہ مین نہ پہونچادون۔ اسی اثناء مین ظہر کا وقت آگیا۔ جناب امام نے حضرت حُر سے فرمایا کہ نماز کا وقت ہے تم اپنے لشکر کے ساتھہ نماز پڑھلو مین اپنے لوگون کے ساتھہ پڑہونگا۔ حضرت حُر بولے۔ یہ کیون۔ دونون لشکر آپ ہی کے پیچھے نماز ادا کرینگے۔ آپ ابن رسول اللہ اور ہمارے پیشوا اور امام ہین۔ جناب امام نے حضرت حُر کو دعا دی اور نماز پڑھائی پھر اوٹھکے اپنی تلوار پر سہارا دیا اور خطبہ فصیح و بلیغ بیان فرمایا۔ ایہا الناس۔ مین اپنے ارادہ سے ادہر نہین آیا ہون۔ تمہارے سینکڑون قاصد اور نامے میرے پاس پہونچے ہین۔ لکہا تھا کہ بہت جلد ادہر متوجہ ہو جئے یہان کوئی امام نہین جسکی ہم اقتدا کرین اگر آپ دستگیری فرمائینگے تو ہمارے مہمات دینی و دنیوی کا انتظام ہو سکتا ہے مین تم لوگون کے عہود و مواثیق کو مستحکم سمجھہ کے یہان چلا آیا۔ اب چارون طرف سے مجھپر نرغہ ہے اور میرے ستانے کی فکرین کی جاتی ہین۔ اگر تم لوگ میری بیعت اور متابعت سے پشیمان ہو تو مجھسے کہدو جدہر چاہون چلا جاؤن۔ جناب حُر رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ بخدا مجھے اس نامہ و پیام کی مطلق خبر نہین کہ کسنے خط لکھے۔ کسنے قاصد بھیجے اور کیون آپ بلائے جاتے ہین حضرت حُر کی نا واقفیت اور لاعلمی کیوجہ یہ تہی کہ وہ اوس زمانہ مین کوفہ مین موجود نہ تھے اوسکے نواح مین کسی جگہہ حکومت پر مامور تھے۔ یہ سب خط و کتابت اونکی غیبت مین ہوئی تھی۔ امام عالی مقام نے فرمایا کہ گو تمکو خبر نہین مگر تمہارے لشکر مین اسوقت بھی ایسے لوگ موجود ہین جنکے خطوط مین تمہین دکہا سکتا ہون۔ یہ فرما کے حضور نے موجودہ اشخاص کے خط نکالے اور پڑہنا شروع کئے لکھنے والون نے سر نیچے کر لئے اور خجل و منفعل ہوے پھر امام فلک مقام اوٹھے اور نماز عصر جماعت سے ادا کی۔ ناگاہ ایک شتر سوار حضرت حُر کے پاس آیا اور ابن زیاد کا خط اونہین دیا

مضمون یہ تھا کہ جہان میری یہ تحریر تمہین ملے وہین امام حسین کو روک لینا اور ایسے مقام پر اونہین ٹھیرانا جہان پانی اور گھاس کا نام بھی نہو۔ اگر اونکی گرفتاری مین تمنے کسی طرح کی کمی کی تو مین تمہین ایسی سزا دونگا جسکے تم متحمل نہو سکوگے۔ جناب حُر نے اوسے پڑھکے امام آسمان جاہ کے ہاتھ مین دیدیا اور کہا کہ دیکھئے ابن زیاد کو حضور سے کیسی دشمنی ہے۔ حیران ہون کہ کیا کرون اور کیا نکرون۔ اگر ایسا نہین کرتا تو اوس سے ڈر معلوم ہوتا ہے۔ جو آپسے لڑتا ہون تو قیامت کے دن خدا و رسول کو کیا منہ دکھاؤنگا۔ پھر اپنی سپاہ سے مخفی جناب امام سے عرض کی کہ حضور حُر کے ہاتھ کٹین اگر وہ حضور پر تلوار اوٹھاے۔ اوسکی آنکھین پھوٹین جو آپکو دشمنی کی نظر سے دیکھے راستہ مین ہر شجر و حجر سے میرے کان مین یہ آواز آئی ہے کہ اے حُر۔ جنت تیرے لئے آراستہ ہے حسین کے ساتھ کوئی گستاخی نکیجو۔ مین یہ سنتا تھا اور اپنے دل مین کہتا تھا حُر۔ تجھپر کیا خدا کی مار ہے جو ابن رسول اللہ سے لڑنے چلا ہے چونکہ اسوقت مخالف میرے ساتھ ہین انکے دکھانیکے لئے کچھہ ابن زیاد کے حکم کی بھی تعمیل کردون۔ حرم مبارک بھی حضور کے ہمراہ ہین۔ مصلحت یہی ہے کہ آپ اس لشکر سے دور اوترین۔ چلئے مین اور آپ دونون سوار ہو چلین اور کہین دور جگہہ تجویز کر آئین۔ ابن زیاد کے حکم کی تعمیل بھی ہو جائیگی۔ رات کو جب سب سوتا پڑ جاے آپ جدھر چاہین چلے جائین صبح لوگ جاگینگے تو معلوم ہوگا کہ حضور نہین ہین مین ان لوگون کے ساتھہ جا کے جنگل مین انہین ادہر اودہر کی خاک پھنکاؤنگا اور کہدونگا کہ واللہ عالم وہ لوگ کدہر گئے اب پچھتاوے جناب امام عالی مقام نے حضرت حُر کے حق مین دعاے خیر کی اور دور جا اوترے۔ آدہی رات کو اوٹھکے کوچ کردیا شب تاریک مین یہ بھی نہ معلوم ہوا کہ کدہر کو منہ اوٹھگیا اور کہان جاتے ہین۔ جب سفیدۂ سحر نمودار ہوا تو حضور کا گھوڑا ایک زمین ہولناک پر پہونچکے ٹھیر گیا۔ آپ تازیانہ پر تازیانہ

جاتے تھے مگر وہ قدم آگے نہ بڑھاتا تھا۔ جناب امام نے پوچھا کوئی جانتا ہے کہ یہ کیا مقام ہے ایک آدمی نے سامنے آکے جوابدیا کہ اس زمین کو ماریہ کہتے ہین۔ حضور نے فرمایا کہ نہین۔ اسکا ایک اور نام بھی ہے۔ لوگون نے التماس کی کہ ہان۔ کربلا بھی مشہور ہے۔ یہ سنتے ہی ایک نعرہ مارا اور رکھا اللہ اکبر ارض کرب وبلاء وسفک دماء یہ سنکے سب عزیز و قریب چارون طرف گھر آئے اور پوچھا حضور نے اس وقت کسواسطے ایسا دردناک نعرہ مارا جس سے ہمارے دل ہلگئے۔ ارشاد ہوا۔

| | |
|---|---|
| یہی جگہہ ہے جہان میرا خون بہائینگے | یہین پہ تیغ مرے حلق پر چلائینگے |
| پڑا رہیگا یہین میرا لاشہ بے سر | چلیگا حلق پہ میرے اسی جگہہ خنجر |
| یہان پہ سب مرے اصحاب قتل ہوینگے | یہین حسین کے احباب قتل ہوینگے |
| یہ وہ دشت ہے کہ جائیگی حسین جان حسین | یہان پہ ہوینگے مقتول دوستان حسین |
| یہان پہ آل محمدؐ پہ بند ہوگا آب | یہان پہ اہلحرم کا بھی ہوگا حال خراب |
| یہان پہ اہلحرم ظلم سب اوٹھائینگے | یہان سے قیدی لسوی دمشق جائینگے |
| اسی مقام پہ تم سبکا خاتمہ ہوگا | یہین پہ خاتمۂ آلِ مصطفےٰ ہوگا |

جناب علی اکبر نے آگے آکے عرض کی کہ اے والد بزرگوار آپ اپنی زبان وحی نشان سے ایسی فال بد نہ نکالیں۔ فرمایا اے جانِ پدر۔ مین تیرے جد بزرگوار کے ہمراہ جنگ صفین مین یہان تک پہونچگیا تھا کہ جناب امیرؓ نے سواری سے اوتر کے سر مبارک بھائی حسنؓ کے زانو پر رکھا اور سو رہے۔ مین اونکے قدمون مین بیٹھا رہا۔ تھوڑی دیر نہ گذری تھی کہ والد ماجد روتے ہوے اوٹھے۔ برادر مکرم نے عرض کی کہ یا ابتاہ خیر ہے۔ فرمایا۔ بیٹا۔ مین نے خواب مین دیکھا کہ اس جنگل مین دریاے خون موجزن ہے اور میرا پیارا حسینؓ اوس مین ہاتھہ پانوٗن مارتا ہے

اور فریاد کرتا ہے لیکن کوئی اوسکی نہین سنتا۔ ناگاہ اوسکی نظر مجھپر پڑی۔ بیتاب ہوکے پکارا کہ
ابا جان آپ ہی مجھے اس بحر ناپیداکنار سے ہاتھ بڑھاکر نکال لین ورنہ میری جان چلی۔ مین نے
جواب دیا بیٹا صبر کرکہ صابرون کے اجر کا حساب نہین ہوسکتا انما یوفی الصابرون اجرھم بغیر حساب
یہ فرماکے حکم دیا کہ اونٹون کو بٹھا دو اور بوجھ اوتارلو۔ خیمے یہین نصب ہونگے۔

| | |
|---|---|
| باربکشا امید کا نیجا خونِ ما خواہند ریخت | آب روئے ما بخاک کربلا خواہند ریخت |
| کودکانِ جعفرِ طیار را خواہند کشت | گرد بر رخسار آلِ مصطفےٰ خواہند ریخت |
| آن سگان از حیلہ و روباہ بازی دمبدم | خونِ نور دیدۂ شیر خدا خواہند ریخت |

یہ فرماکے حضور نے مرکب سے نیچے پانون رکھا کربلا کی خاک کا رنگ زرد ہوگیا اور ایسی گرد
اوڑی کہ گیسوے حسینؓ غبار آلود ہوگئے۔ حضرت ام کلثوم بولین کہ اے بھائی دوڑو۔ عجیب
حال ہے مجھے اس دشت سے ہول عظیم معلوم ہوتا ہے۔ حضور نے بہن کو تسلی دی۔ پھر
شہر بانو کو طلب کرکے فرمانے لگے کہ اے میری غمگسار جب تم مجھے یہان گھوڑے سے
نیچے گرتے اور تیغ و تیر و نیزہ کے زخمون سے چورچور دیکھو تو ہرگز ہرگز سر اور بال برہنہ نہ کرنا۔ سینہ
اور منہ نہ کوٹنا کیونکہ شماتتِ اعداء سب سے بڑی مصیبت ہے۔ اہل بیت نے جو یہ گفتگو سنی ایک
شور آہ و فغان کا بلند کیا۔ سب کہنے لگے کہ اے ہمارے سید و سرور یہ کیا فرمایا یہ داغ اندوہ ملال
کا ہم یتیمون اور غریبون سے کیسے سہا جائیگا اور آپکے بعد ہم بیکسون کی سرپرستی کون فرمائیگا۔

| | |
|---|---|
| این سخن چیست کہ دلہا ہمگی خون گردد | دیدہا از غمِ دل دجلہ و جیحون گردد |

امام انام نے فرمایا کہ ایسا ہی ہوگا کوئی چارہ نہین۔ سوائے صبر کے اور کچھ نہین ہوسکتا
البتہ خدا سے پناہ مانگو۔ پھر حکم ہوا کہ خیمے یہین نصب کردو۔ پس دریائے فرات کے کنارہ قیام ہوا
جب حضرت امام حسینؓ دشت کربلا مین پہونچے تو حضرت حرؓ نے ازراہ خیرخواہی اور خوشی

اعتقادی حضور کو اطلاع دی کہ اب جو مین نے خوب تحقیق کیا تو معلوم ہوا کہ ابن زیاد بیشک حضور کی جان کے درپے ہے عنقریب فوج کثیر حضور کی ایذادہی کو روانہ کی جائیگی مناسب ہے کہ حضور کربلا سے کوچ کر جائین - یہان جو کچھہ میرے سر پر گذریگی مین بھگت لونگا خدا آپکو صحیح وسلامت رکھے -

حضرت حُر کا جب یہ پیام حضور کے پاس پہونچا تو آپ کربلا سے روانہ ہو گئے تمام رات چلے صبح جو دیکھتے ہین وہین تھے جہان سے چلے تھے - روایت ہے کہ کئی دن متواتر ایسا ہی ہوا تمام رات قطع مسافت کرتے اور صبح جہان کے تہان نظر آتے - آخر نوبت باین جا رسید کہ اونٹون کو ہر چند مارتے تھے مگر وہ اپنی جگہہ سے نہین ٹلتے تھے - اس لئے چار و ناچار مشیت کردگار سمجھکے وہین قیام کیا - یہ دن جمعرات کا اور محرم سنہ ۶۱ ہجری کی دوسری تاریخ تھی روایت ہے کہ حُر کے ساتھیون مین ایک شخص ثمرہ نامی تھا اوسے جناب امام پہچانتے تھے - آپ نے اوسے بلا کے تخلیہ مین باتین کین - اوس نے عرض کی کہ شرفاے کوفہ سب آپکے دشمن ہین البتہ چند عوام الناس نے آپکی اطاعت قبول کی ہے سو کل صبح تک اونکا رنگ بھی دگرگون ہو جائیگا - ثمرہ نے یہ بھی گذارش کی کہ آپکے ہمراہ مٹھی بھر آدمی ہین یزید کے لشکر بیشمار کے سامنے ان سے کیا ہو سکیگا - ہم آپکو نواح نجف مین عزیٰ کے پہاڑ و نپر لیچلین وہان دس ہزار آدمی قوم طے کے آپکی حمایت کے لئے تیار و مستعد ہو جائینگے مگر آپ نے وہان جانا پسند نفرمایا -

روایت ہے کہ اوس زمانہ مین وہان خون کا مادہ ایسا جوش زن تھا کہ اگر میخ زمین مین گاڑی جاتی تھی تو خون کا فوارہ پھوٹ پڑتا تھا جس درخت سے لکڑی توڑی جاتی تھی خون بہ نکلتا تھا سچ ہے - اگر جناب امام ہمام صبر نہ فرماتے تو تمام دنیا خون مین ڈوب جاتی جب حضور نے چالل

معائنہ فرمایا تو ارشاد ہوا کہ یہان سے بھاگنا عبث ہے - اپنا مقام موعود یہی ہے -

غرضکہ وہین قیام کر دیا - ایک دن آپ نے خواب مین دیکھا کہ آنحضرت صلعم فوج ملائکہ کے ساتھہ آپ کے پاس تشریف لائے ہین اور آپکو بغل مین لیکے فرماتے ہین - اے فرزند دلبند - مجھے خوب معلوم ہے کہ یہ دشمنانِ بیدین تجھے یہان تہ تیغ بیدریغ کرینگے - خیر مرضی مولیٰ از ہمہ اولیٰ - لیکن وہ قیامت مین میری شفاعت سے محروم رہینگے - پس قریب ہے کہ خدا تجھے شہادت کا درجہ عطا فرمائے - بہشت تیرے واسطے آراستہ کی جاتی ہے اور تیرے والدین تیرے منتظر ہین - پھر حضرت امام کے سینہ بے کینہ پر دست مبارک رکھکے دعا کی - اللھم اعط الحسین صبرًا و اجرًا یعنی اے بار خدا حسینؑ کو صبر اور اجر عطا فرما - اسکے بعد حضرت امام بیدار ہوئے اور سب اہل بیت کو یہ خواب کہہ سنایا جو سنتا تھا زار و قطار روتا تھا اور کہتا تھا انا للہ وانا الیہ راجعون -

نور الائمہ نے روایت کی ہے کہ جناب امام نے کربلا سے سلیمان ابن صرد خزاعی کوفی کو نامہ لکھا کہ تیری درخواست سے مین یہان آیا ہون اگر تجھے اپنا وعدہ وفا کرنا ہے تو میرا ساتھہ دے ورنہ مین سمجھہ لونگا کہ کوفیون کا شیوہ یہی ہے - اونہین نے میرے باپ - بھائی اور چچازاد بھائی کے ساتھہ بھی ایسی ہی سوجھی تہی - چارون طرف سے لشکرون مین گھرا ہوا ہون میری مدد کرو تو اچھا ہے ورنہ راضی برضائے خدا جو کچھہ مجھہ سے ہو سکیگا کرونگا الرضاء بالقضاء باب اللہ الاعظم یہ نامہ لکھکے قیس اعرابی کو دیا گیا - وہ کوفہ روانہ ہوئے - اثنائے راہ مین لوگون نے اونہین گرفتار کرکے ابن زیاد کے پاس پہونچا دیا - قیس نے وہان حضور کا نامہ بغل سے نکال کے چاک کر دیا - ابن زیاد نے پوچھا کہ تمنے یہ کیا پھاڑ ڈالا - حضرت قیس نے جوابدیا کہ امام عالی مقام کا نامہ تھا مین نے اسلئے تلف کر دیا کہ تجھے بہید سے آگہی نہو جائے - دوستون کے

اسرار دشمنوں پر ظاہر کیوں ہوں - ابن زیاد نے غضبناک ہو کے کہا کہ یا تو اون لوگوں کے نام مجھے بتا جنکے نام تو خط لایا تھا یا امام حسین اور اونکے والد بزرگوار پر توبہ توبہ نعوذ باللہ لعنت اور میری اور یزید کی تعریف کر۔ حضرت قیس بولے کہ مکتوب الیہم کے نام ہرگز نہ بتاؤنگا البتہ تیری دوسری فرمائش کی تعمیل ممکن ہے۔ ساری قوم کو جامع مسجد مین جمع ہونیکا حکم دیدے اور مجھے منبر پر جانیکی اجازت دی جو کچھہ مین جانتا ہون کہدونگا چنانچہ منادی ہوئی - جامع مسجد آدمیون سے بھر گئی تل رکھنے کو جگہہ نہ تھی صحن مین منبر رکھدیا گیا قیس نے منبر پر جا کے حمد و نعت کے بعد کہا۔ "اے قوم - جانو اور آگاہ ہو کہ مین امیر المومنین حسین کا ایلچی ہون - وہ یزید سے زیادہ مستحق ہین اونہین اپنا ولی و پیشوا بنا کے یہ ملک دیدو وہ فرزند رسول ہین اور تہوڑے سے آدمیون کے ساتھہ کربلا مین پڑے ہین چارون طرف سے بے حساب فوج نے اونہین گھیر رکھا ہے - خوشحال اوس صاحب دولت کا جو ہجوم بلا سے بےخوف و خطر ہو کے کربلا مین اون سے جا ملے"۔ اسکے بعد یزید اور ابن زیاد کے نام پر وہ وہ صلواتین سنائین کہ کتے اور کوے گہن کھاتے تھے - لوگون نے اپنے اپنے دانتون مین اونگلیان داب لین یہ خبر ابن زیاد کو پہونچی کہ حضرت وہان تو دوسرا ہی گل کھلگیا - اوس نے سخت پیچ و تاب کھایا اور قیس کو بلا کے قتل کرا دیا - جناب امام اونکی شہادت سے نہایت مغموم ہوے اور رو کر قیس کے حق مین دعاے خیر کی -

اب اس جھگڑے سے یہ خبر لگ گئی کہ جناب امام حسین کربلا مین ہین - ابن زیاد نے آپکو لکھا کہ یزید کا حکم میرے نام باین مضمون آیا ہے کہ جب تک حسین سے میری بیعت نہ لیلو اپنے اوپر کھانا - پینا - سونا حرام سمجھو - اگر وہ بیعت سے انکار کرین تو سر اونکا میرے پاس بھیجدو - اب اے حسین مین تمہین نصیحت کرتا ہون کہ یزید سے بیعت کرلو ورنہ ہمین یزید کے حکم کی تعمیل سے گریز نہین - لڑائی کیواسطے مستعد و تیار ہو جاؤ - جناب امام ہمام نے یہ نامہ پڑھکے پہینکدیا اور

فرمایا کہ بُرا ہوا اوس قوم کا جو رضاے مخلوق کو غضب خالق پر مقدم سمجھتے ہین۔

| | |
|---|---|
| رو بدنیا آورند و پشت بر عقبیٰ کنند | خلق را خشنود سازند و خدا را خشمناک |

ابن زیاد کے قاصد نے عرض کی کہ حضور جواب مرحمت ہو۔ ارشاد ہوا۔ مالہ عندی جواب فقد حقت علیہ کلمۃ العذاب یعنی اسکا جواب کچھ نہین ہے۔ سنزا عبید اللہ کی کلمہ عذاب ہے قاصد نے یون ہی جا کے کہدیا۔ عبید اللہ سنکر نہایت خفا ہوا اور حضار مجلس کی طرف مخاطب ہوکے بولا کہ تم مین سے کون حسین کے مقابلہ کو جانا چاہتا ہے۔ اوسے مین عراق کا وہی شہر بخشدونگا جو وہ مانگیگا۔ کسی نے جواب ندیا۔ اوسنے دوبارہ بھی کہا۔ پھر بھی جواب ندارد۔ تیسری مرتبہ جھلاکے پھر بھی سوال کیا مگر کسی نے دم تک نہ مارا۔ آخرش اوسنے ابن سعد کو اپنے سامنے طلب کرکے کہا۔ مدتون سے سن رہا ہون کہ تُو حکومت رے کے اشتیاق مین ہے۔ فی الواقع وہ ولایت بہت وسیع ہے اور آمدنی بھی اوسکی حد سے زیادہ ہے مین اسی وقت سند اوسکی تیرے نام لکھنے کو تیار ہون۔ ابن سعد کی رال ٹپک پڑی۔ فوراً راضی ہوگیا۔ ابن زیاد نے اوسی وقت حکومت رے اور ایالت طبرستان کی سند اوسکے نام لکھکے خلعت پھنا دیا۔ گھوڑا مغرق ساز عراق کا اوسکے لئے آگیا۔ پھر ابن زیاد اوس سے مخاطب ہوا اور بولا۔ تو حاکم رے ہوگیا ملے یہ پچاس خروار اشرفیان تیرے لئے ہین۔ مزید برآن یزید کے لشکر کی سپہ سالاری کا عہدہ بھی تجھی کو دیا۔ کوئی میرے ان حکمون کو منسوخ نہین کرسکتا۔ مگر شرط یہی ہے کہ سید ہا کربلا کو چلا جا یا تو حسین سے یزید کی بیعت لے یا اونکا سر یزید کے پاس بھجوا دے۔" ابن سعد نے جواب دیا۔ اُسے امیر یہ بڑا کام ہے بے سوچے سمجھے اسکو شروع نہ کرنا چاہئے۔ مجھے مہلت دی جائے تاکہ مین اپنے گھر والون اور دوست آشناؤن سے مشورہ کرلون۔" ابن زیاد بولا کہ جلد جاؤ اور جو کچھ ٹھیرے اوسکی مجھے خبر دینا۔ ابن سعد وہی خلعت ابن زیاد کا دیا ہوا

پھنکے اسپ جنبی پر سوار ہو حکومت رے کی سند ہاتھہ مین لئے ہوے چلدیا۔ جب گھر والون
نے اس صورت سے دیکھا تو پوچھا کہ یہ گھوڑا اور خلعت کہان سے پایا اور یہ کاغذ ہاتھہ مین کیسا ہے
ابن سعد نے جواب دیا کہ خدا نے چھپر پھاڑ کے دولت مجھے دی ہے۔ سعادت طالع نے
ایسی یاوری کی جسکا حساب نہین۔ امیر عبید اللہ ابن زیاد نے سپہ سالار لشکر مجھے کرکے امارت
رے اور طبرستان کی سند دیدی ہے اور حسینؑ سے لڑنیکو کہا ہے۔ ابن سعد کے چھوٹے
بیٹے نے اپنا منہ پیٹ لیا اور بولا افسوس صد افسوس۔ تمنے یہ کیا اندھیر کیا۔ تمہین دولت
دنیا کی حرص مین یہ خبر بھی نہوئی کہ مین کس سے لڑنے کا بیڑہ اوٹھاتا ہون حسینؑ ابن علیؑ
جگر بند مصطفٰے اور نور چشم علی مرتضیٰ اور سرور سینۂ فاطمہ زہرا ہین۔ ہمارے جد امجد سعد بن
وقاص رضی اللہ عنہ تو اون پر جان و دل قربان کرتے تھے اور تم اونکی جان کے دشمن
بنتے ہو۔ خدا سے ڈرو اور روز قیامت کی شرمساری سے بچو۔ جب جناب رسالتمآب تم سے
پوچھینگے کہ تونے میرے فرزند کے ساتھہ کیا کیا تو کیا جواب دوگے۔ خیال تو کرو کہ تین خط خود تمنے
اپنے ہاتھہ سے اونکو لکھے تھے کہ فوراً چلے آؤ۔ جب وہ آگئے تو اونکے ساتھہ بدسلوکی کرتے ہو
یہ کیا غضب ہے۔ بات کا پاس بھی نہین کرتے ہو۔ ابن سعد نے اوسکی طرف سے منہ پھیر لیا اور بڑے
بیٹے سے پوچھا کہ تو کیا کہتا ہے۔ وہ بولا۔ میرا بھائی سچ کہتا ہے مگر اوسکی رقم اودہار سمجھو۔
ہان۔ ابن زیاد نے تمہارے ہاتھہ مین نقدی پکڑا دی ہے مثل مشہور ہے نو نقد نہ تیرہ اودہار
نقدی سے ہاتھہ گرم کیجئے۔ باقی سب بکھیڑا ہے۔ یہ سنکے وہ پانچون کپڑون سے خوش ہوگیا
اور بڑے بیٹے کا منہ چوم لیا۔ دوسرے دن ابن سعد دارالامارہ پہونچا اور کہا منظور مین حسین سے
لڑونگا۔ ابن زیاد بہت خوش ہوا اور پانچ ہزار سوار دیکے اوسے کربلا روانہ کردیا۔ شہر کے باہر
کسی نے اوس سے پوچھا۔ ابن سعد کیا ابن رسول اللہ کا سر تن سے جدا کرنے چلے ہو۔

ابن سعد نے جواب دیا بیشک۔ اگرچہ مین خوب جانتا ہون کہ حسین سے لڑنا دنیا مین موجب عار ہے اور آخرت مین باعث دخولِ نار لیکن رے کی حکومت چھوڑی نہین جا سکتی۔ اوس آدمی نے بہت سی لعنت ملامت کر کے کہا۔ اے کمبخت۔

| | |
|---|---|
| نہ گورِ سکندر نہ ہے قبرِ دارا | مٹے ناميون کے نشان کیسے کیسے |

جب حمزہ بن مغیرہ ابن سعد کے بھانجہ نے دیکھا کہ ماموں نے حضرت امام حسین سے لڑنیکا عزم بالجزم کرلیا ہے تو پاس آ کے کہا "ماموں جان۔ آپ اچھا نہین کرتے۔ اسے آنکھون سے دیکھکے جیتی مکھی نگلنا کہتے ہین۔ حسین کا قتل گناہ عظیم ہے۔ علاوہ برین بیوفائی اور غدر کا الزام بھی تمہاری طرف عاید ہوتا ہے" ابن سعد نے جوابدیا۔ "بیٹا۔ حکومت رے یہ سب کچھ کرا رہی ہے" بھانجہ نے جوابدیا "قسم ہے خدا کی امارتِ رے پر لعنت بھیجنا اور دنیا کو ترک کر دینا بہتر ہے اوس سے کہ حسین کا خون لیے ہوے قیامت مین خدا و رسول کے سامنے جاؤ" بھانجہ کی سنکر اول تو ابن سعد کچھ تذبذب مین پڑگیا اور چاہا کہ اپنا ارادہ فسخ کر دون مگر پھر حبِ جاہ نے اوسکی عقل کو اندھا کر دیا۔ اور پانچ ہزار سوارون کو لیے ہوے کربلا کو روانہ ہوا جناب امیر المومنین ابن امیر المومنین حضرت حسین رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے برابر اپنے ڈیرے ڈنڈے ڈالدیے۔ امام عالی مقام کے پاس آدمی بھیجا کے پوچھوایا کہ آپ کس ارادے سے ادہر آئے ہین۔ حضور نے جوابدیا۔ تو نے اور تیرے ساتھیون نے ہی مجھے بلانے کو خط بھیجے تھے اور جب مین نہ آیا تو قاصد پہ قاصد گئے۔ اب مین تمہارے بلانے سے آگیا تو تمنے بیوفائی کی اور میرے چچازاد بھائی کو مار ڈالا۔ اب بھی ارادہ ہے کہ اگر کوئی مزاحم و سدِ راہ نہو تو واپس چلا جاؤن۔ ابن سعد یہ سنکر خوش ہوگیا اور سمجھا کہ یہ واپس جانے کو تو کہتے ہی ہین۔ اچھا ہے کہ انمین اور ابن زیاد مین آ لگی ہو جائے اور ہم لوگ الزام سے بچین۔ پس اوسنے جناب امام حسین کا

فرمانا ابن زیاد کو لکھدیا مگر یہ نہ سمجھا۔

| | |
|---|---|
| نگہہ ناز سے مشکل ہے بچانا دلکا | درد اوٹھہ اوٹھہ کے بتاتا ہے ٹھکانا دلکا |

ابن زیاد نے جواب مین کہلا بھیجا کہ ہم ایسی باتین نہین سننا چاہتے۔ اون سے کہو کہ یزید سے بیعت کرین۔ اگر وہ کرین تو ہمین مطلع کرو ورنہ ہمارے حکم کے منتظر رہو۔ ابن سعد نے یہ جواب بجنسہ جناب امام کی خدمت مین روانہ کردیا۔ حضور نے فرمایا کہ ہم ابن زیاد کا کہنا قبول نہین کرتے جب یہ قطعی انکار عبید اللہ نے سنلیا تو آگ بگولا ہوکر حصین بن نمیر شیث بن ربعی اور شمر بن ذی الجوشن کو ایک لشکر جرار کے ساتھہ ابن سعد کی مدد کو روانہ کیا اور کہلا بھیجا کہ حسین اور اونکے ساتھیون کو دریاے فرات کا ایک قطرہ پانی نہ ملنے پاے جب تک کہ وہ یزید سے بیعت نہ کرلین چنانچہ ابن سعد نے عمرو بن حجاج کو پانسو سوارون کے ساتھہ دریاے فرات کے کنارہ پر پہرہ چوکی دینے کو متعین کردیا۔ ان لوگون نے جناب امام حسین کو دریا کے کنارہ سے جدا کرکے خشک جنگل مین ڈالدیا۔ یہ صورت امام مظلوم اور سید معصوم کی شہادت سے تین دن پہلے شروع ہوئی تھی۔

جب ملازمان عالی پر تشنگی کا غلبہ زیادہ ہوا تو جناب عباس رضی اللہ عنہ تیس ۳۰ سوار اور بیس ۲۰ پیادے اپنے ہمرکاب لیکر لب فرات پہونچگئے اور ابن حجاج اور اوسکے آدمیون سے لڑ بھڑ کے مشکین پانی کی اپنے لشکر مین لے آے۔

عمرو بن سعد بیٹا حضرت سعد بن ابی وقاص رضی کا تھا جو عشرہ مبشرہ مین سے ہین۔ اوسنے اپنے والد سے سن رکھا تھا کہ آنحضرت جناب امام حسین رضی کو اپنا لخت جگر اور نور نظر سمجھتے تھے اس باعث سے اوسکی حمیت اسلامی نے نہ چاہا کہ امام سے لڑے اور اونکے قتل مین شریک ہو لہذا جب ابن زیاد اوسکو لشکر کی سرداری دینے لگا تو اوسنے جواب دیا کہ مجھے سپہ سالاری منظور نہین اس کام پر کسی اور کو مقرر کرو۔ ابن زیاد اوسکے اس جواب سے بہت ناخوش ہوا اور

طیش مین آکے کہا کہ اچھا۔ حکومت رے چھوڑ دو ورنہ حسین سے لڑو۔ اگر اون سے لڑنا منظور نہین تو ہماری سند واپس کردو ہم دوسرے کو رے کا حاکم کردینگے۔ یہ سنکر ابن سعد کو طمع دنیا دامنگیر ہوئی اور دنیا کو دین پر ترجیح دیکر سند حکومت پھیرنا گوارا نہ کی اور او سیدن ہاتھ جوڑتا ہوا روانہ ہوا۔ ابن زیاد نے بائیس ہزار سوار اور پیادے اوسکے ماتحت کردئے اور بہت کچھ دلاسا اور دلیری کرکے کربلا کو روانہ کردیا۔

ایک روایت یہ ہے کہ ابن زیاد نے ابن سعد کو اس زمانہ مین بسرداری چار ہزار سپاہ دیار دیلم کی طرف جانیکا حکم دیا تھا اور سند حکومت رے بھی لکھدی تھی وہ روانہ ہونے ہی کو تھا کہ جناب امام فلک مقام وارد کربلا ہوگئے۔ ابن زیاد نے اوسکو اونکے مقابلہ پر جانیکا حکم دیدیا یہ بھی روایت ہے کہ اوس زمانہ مین ابن سعد حاکم رے تھا اور ابن زیاد کی طلبی پر حاضر ہوکر بعد قیل وقال بسیار عازم کربلا ہوا۔

دوسرے دن رات کو امام عالی مقام نے ابن سعد سے کہلا بھیجا کہ اسوقت مجھسے ملاقات کرلو۔ وہ اپنے چند خواص کے ساتھ لشکر سے باہر آگیا جناب امام بھی حضرت عباس اور حضرت علی اکبر کے ساتھ سوار ہوکے وہین پہونچگئے اور فرمایا اے ابن سعد۔ مجھے تیرے حال پر سخت افسوس آتا ہے۔ تو خدا اور روز جزا سے نہین ڈرتا اور میرے قتل کے درپے ہے تجھے یہ بھی معلوم ہے کہ مین کون ہون اور کسکا لخت جگر ہون۔ کمبخت۔ اس دولت دنیا کے دھوکے مین کیون آتا ہے اور بدنام ہونا کیون پسند کرتا ہے۔ ابن سعد نے عرض کی کہ حضور جو کچھ فرماتے ہین بجا اور درست ہے۔ مگر مین ایسا کرونگا تو کوفہ مین میرے مکان مسمار کرادئے جائینگے اور میری سخت تذلیل ہوگی ارشاد ہوا کہ اسکی کچھ پرواہ نہ کر۔ یہ دنیا چند روزہ ہے اسنے کسکے ساتھ وفا کی ہے جو تو اس سے بہتری کی امید رکھتا ہے۔

| | |
|---|---|
| کسیکا کندہ نگینہ پہ نام ہوتا ہے | کسیکی عمر کا لبریز جام ہوتا ہے |
| عجب سرا ہے یہ دنیا کہ جسمین شام و سحر | کسیکا کوچ کسیکا مقام ہوتا ہے |

تجھے اس دنیاء دنی کے بدلے مین سو قصر جنت کے ملینگے۔ تو میرے ساتھ ہو جا۔ ابن سعد بولا۔ میری بہت سی جاگیر کوفہ کے علاقہ مین ہے اوسے ابن زیاد ضبط کر لیگا حضور نے فرمایا کہ مین حجاز مین چلکے اوس سے سو گُنی زمین تجھے دیدونگا اور ایک محل بھی تیرے لئے بنوا دونگا۔ ابن سعد نے سر جھکا لیا اور کچھ نہ بولا۔ آخر حضور کا ارشاد ہوا کہ جا۔ انشاء اللہ تو اپنی مراد کو نہ پہونچیگا جو جو حسرتین تیرے دل مین بھری ہوئی ہین خدا کے فضل سے ایک بھی پوری نہوگی اور میرے بعد تو ہرگز ہرگز نہ پھلے پھولیگا۔ مجھے تو سمجھا دینا تھا سو سمجھا چکا اب تیرے دل مین آوے سو کر۔

چنانچہ جیسا حضور نے فرمایا تھا ویسا ہی ہوا کیونکہ تھوڑے ہی عرصہ مین مختار ابو عبیدہ نے اوسے اور اوسکے بیٹے حفص کو مار ڈالا۔ یہ وہ بیٹا تھا جس نے باپ کو حکومت رے اور قتل حسین کی ترغیب دی تھی۔

| | |
|---|---|
| کلجگ نہین کرجگ ہے یہان دنکو دی اور رات لے | کیا خوب سودا نقد ہے اس ہاتھ دی اوس ہاتھ لے |

جب جناب امام اپنے لشکر مین واپس تشریف لے آئے تو حضرت بریر بن حصیر ہمدانی جو اوس زمانہ کے بڑے عابد و زاہد تھے خدمت عالی مین حاضر ہوئے اور پوچھا کہ حضور وہان کیا ہوا۔ فرمایا کہ مین نے ابن سعد کو نصیحت کی تھی مگر وہ کمبخت نہ مانا حضرت بریر نے التماس کی۔ اگر حکم ہو تو کل مین بھی جاکر کوشش کرون۔ شاید میرا کہنا کچھ اثر کرے کیونکہ وہ میرا بڑا گہرا دوست ہے۔ ارشاد ہوا کہ ہمین تمہارے کہنے سے کب انکار ہے جاؤ اور تم بھی اپنی سی کر لو۔ حضرت بریر علی الصباح ابن سعد کے لشکر مین جا موجود ہوئے بے اجازت اوسکے خیمہ مین گھسے چلے گئے اور بے سلام کئے ہوئے ابن سعد کے پاس جا بیٹھے۔ ابن سعد بھڑک اوٹھا۔ بولا۔ یا اخا ہمدانی۔ کیا مین مسلمان نہین ہون

تم نے مجھے سلام کیون نہین کیا۔کیا مین منکر خدا ورسول ہون۔حضرت بریر نے فرمایا کہ جناب رسول مقبول نے فرمایا ہے المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ یعنی مسلمان وہ ہے جسکے ہاتھ اور زبان سے مسلمان لوگ سلامت رہین۔ تو نے آل پیمبر پر پانی بند کر رکھا ہے شب و روز اونکی مذمت مین مشغول رہتا ہے۔فرزند رسول کے قتل کی فکر مین ہے اور عترت رسول کے مقابلہ مین لشکر لیئے پڑا ہے اور اسپر دعوی مسلمانی ہے زوف ہے ایسی مسلمانی پر۔غضب ہے خدا کا کہ دریاے فرات کا پانی جانور تو پئین مگر اہلبیت رسالت اور فرزندان حسین جان بلب ہون اور ایک قطرہ پانی کا اونہین نہ دیا جاے۔اے کمبخت سعد بن ابی وقاص کا بیٹا ہو کے تیری کیا مت ماری گئی ہے آیا اسلام کے یہی معنی ہین جو تو کر رہا ہے یہ کلام حق سنکر ابن سعد نے تھوڑی دیر سکوت کیا پھر سر اوٹھا کے بولا کہ اے بریر۔مجھے یقین کلی ہے کہ جس نے ان لوگون سے جدال و قتال کیا اور انکے حقوق غصب کیے وہ عذاب الیم کا مستحق ہے مگر حکومت رے مجھ سے چھوڑی نہین جاتی۔حضرت بریر نے فرمایا کہ ابن سعد۔ یا تو اپنی عاقبت سنوار لے یا رے کی حکومت کر لے یہ کہا اور نا امید ہو کے اوسکے سامنے سے اوٹھے ہوے چلے آے اور سب حال حضور مین آکے عرض کر دیا۔

شمر ذی الجوشن کو جب معلوم ہوا کہ ابن سعد نے رات کیوقت جناب امام حسینؑ سے ملاقات کی تھی تو اوسنے ابن زیاد سے جا لگائی کہ حسین اور ابن سعد مین رسل و رسائل جاری ہین۔ رات کو دونون سے ملاقات بھی ہوئی تھی جسکا حال ہمین کچھ نہ معلوم ہوا یہ سنکر ابن زیاد نے ابن سعد کو لکھا کہ مین نے تجھے حسین سے لڑنے کو بھیجا ہے نہ اس لیے کہ تو اونکی مصاحبت اختیار کرے سنا گیا ہے کہ تو راتون کو اون سے مل ملکے مشورے کرتا ہے۔اگر تجھے لڑنا نہین ہے تو رے کی سند پھیر دے اور لشکر کی سپہ سالاری شمر ذی الجوشن کے سپرد کر جب یہ نامہ

اوسنے پڑھا تو اندوہناک ہوا اور جنگ کے لئے کمر چست باندھ لی۔

صحیح بخاری اور صحیح ترمذی مین مذکور ہے کہ اہل عراق مین سے ایک شخص نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے پوچھا کہ مچھر کا مارنا جائز ہے یا نہین۔ اونہون نے بلا تامل جوابدیا کہ سبحان اللہ۔ اہل عراق مچھر کے خون کرنے مین تامل کرتے ہین اور فرزند رسول کا خون بے تحمل و غش بہادیا لیکن کسی نے بھی آنکے مجھسے مسئلہ نہ پوچھا۔ مین نے اپنے کانون سے آنحضرت صلعم کو فرماتے سنا ہے کہ حسین و حسن میرے باغ دنیا کے پھول ہین۔

ابن سعد ساتوین محرم کو اپنا لشکر لئے ہوے کربلا مین پہونچا اور دریاے فرات کو پس پشت لیکر حضرت امام حسین کے خیمہ اور دریا کے درمیان اپنی فوج ڈالدی اور دریا پر دور دور تک اپنا عمل دخل کر لیا کہ کوئی پرندہ تک پر نہین مار سکتا تھا۔ افسوس۔ اہلبیت ساقی کوثر اور اطفال خوردسال شافع روز محشر اور جناب امام ہمام اور اونکے اہالی و موالی پر پانی بند کر دیا۔ واحسرتا جناب امام حسین کے ساتھی ایک قطرہ پانی کو ترس گئے اور چھوٹے چھوٹے بچے گلاب کی پتی کی طرح کمہلا کے ایڑیان رگڑنے لگے۔

جب حضرت امام حسین پر پانی بند ہوا اور اہلبیت رسالت کا حال پیاس سے تغیر ہونے لگا تو حضور نے ابن سعد کو ایک رقعہ لکھا کہ تو مجھے مکہ چلا جانے دے جو وہان نہ جانے دے تو جہان تو کہے وہان جانیکو بھی مین تیار ہون۔ اگر یہ دونون باتین منظور نہین تو مجھے یزید کے پاس بھیجدے وہان جو کچھ میری قسمت مین ہونا ہوگا ہو رہیگا۔ ابن سعد نے آپکا نامہ جواب کے لئے ابن زیاد کے پاس بھیجدیا۔ اوسنے نہایت غصہ سے لکھا کہ مین نے تجھے لڑنے کو بھیجا ہے یا صلح کے پیام و سلام کے لئے۔ اگر وہ بیعت یزید کی قبول کر لین تو فبہا ورنہ اونکے قتل مین ذرا بھی توقف نکر۔ تجھکو اور کسی بات کا اختیار نہین۔ اگر اسمین ذرا بھی چون و چرا کی

تو تجھے معزول کرکے دوسرے کو تیری جگہہ بہیجتا ہون۔

ابن سعد نے ابن زیاد کی تحریر پڑہکے جناب امام ہمام سے کہلا بہیجا۔ مین نے بہت چاہا کہ آپ یزید سے بیعت کرلین لیکن آپ کسی طرح نہین مانتے۔ اب مقابلہ کے لئے تیار ہوجائیے اور اوسی وقت اپنے لشکر کو حکم دیا کہ کمربندی کرلو اور جنگ کے لئے مستعد ہوجاؤ۔

جب ابن سعد کا لشکر فرات کے کنارہ پر آپڑا اور لشکرِ حسین پر پانی بند ہوگیا تو خیمہ جناب امام حسینؓ کا اوسوقت ریگستان مین پڑا ہوا تھا اور ایسی گرمی کا زمانہ تھا کہ چیل انڈا چھوڑتی تھی جب پیاس کی شدت سے رفقاے امام کا یہ حال ہوا کہ اشارہ سے باتین کرتے تھے۔ تیمم سے نماز پڑہی جاتی تہی اور اہلبیت اور بچون کا بے طاقتی سے غیر حال ہوگیا تو امام ہمام نے حکم دیا کہ کنوان کہودا جاوے پس ستر ہاتھہ تک زمین کہودی گئی مگر پانی نہ نکلا۔

روایت ہے کہ حضرت حُر ابن یزید تمیمی کو جناب امام حسینؓ سے بہت محبت تھی۔ اونہون نے نواح کوفہ مین حضور سے ملکے کوفہ کی ساری کیفیت سنائی۔ اوس مقام پر آپکے ہمراہ کل چالیس سوار اور سَو پیادے ہتیار چلانے اور لڑنے کے قابل تھے۔ حُر سے یہ حال زار سنکے حضور نہایت پریشان ہوے اگر تنہا ہوتے تو کہین ٹلجاتے مگر اہل وعیال پانوُن کی بیڑی ہوگئے حضرت حُر نے یہ صلاح دی کہ آپ شاہراہ کو چہوڑدین اور غیر متعارف راستہ سے مکہ چلے جایئن آپنے اونکی راے پر عمل بھی کیا مگر کچہہ فائدہ نہوا حضور کربلا تک پہونچنے بہی نہ پاے تھے کہ ابن سعد کے لشکر نے آپکو آگہیرا اور ناچار وناچار آپکو مقابل ہونا پڑا۔ ابن سعد نے جناب امام حسین کو بہت سمجہایا اور کہا کہ جناب علی مرتضیٰ سے زیادہ آپ شجاعت اور دلیری نہین دکہلاسکتے اونہون نے بہت کوشش وسعی کی مگر کامیاب نہوے اور اپنے اخیر دم تک مصیبت ہی مین رہے۔ آپکے بڑے بہائی امام حسنؓ نے جب ان مدعیان سلطنت کے آگے اپنی چلتی ندیکہی تو صلح کرلی۔

اسلئے آپکو چاہیے کہ ان فتنے فسادون سے الگ رہین اور یزید سے بیعت کر کے آرام کے ساتھہ زندگی بسر کرین - یہ ہمنے مانا کہ آپ ہی مستحق اور احق ہین مگر جب خدا کو منظور نہین تو ناحق سر چیرنے سے کیا فائدہ ہے - آپ اوس طریقہ پر چلین جو آپکے والد ماجد اور برادر مکرم نے اختیار کیا تھا جناب امام ہمام نے جوابدیا - خیر - اگر تم لوگون کی یہی مرضی ہے تو مجھے اجازت دو کہ مین مکہ چلا جاؤن اور خدا کی عبادت مین مشغول رہون یا مناسب سمجھو تو یزید کے پاس مجھے شام مین لیچلو مین چلنے کو موجود ہون - ابن سعد نے ابن زیاد کو اس بات کی اطلاع دی اوسنے لکھا کہ اونہین میرے پاس بھیجدو مین اونکو یزید کے پاس روانہ کر دونگا - جناب امام ہمام نے جوابدیا کہ تم اپنے آدمی میرے ساتھہ کردو مین خود شام چلا جاؤنگا - ابن زیاد نے اصرار کیا کہ نہین وہ میرے پاس آئین - مگر بعض لوگون کا یہ قول بھی ہے کہ حضور نے کبھی یزید کے پاس جانا قبول نہین کیا - آپ ابن زیاد کے پاس اسلئے نہین جاتے تھے کہ کہین وہ میرے ساتھہ اوسیطرح پیش نہ آے جسطرح حضرت مسلم کے ساتھہ پیش آیا تھا - یہ خیال جناب امام کا بہت صحیح تھا -

غرضکہ اسی طرح کی خط و کتابت کا سلسلہ متواتر ایک ہفتہ تک جاری رہا اور اسی حالت بیم ورجا مین آپ پہلی محرم سے کربلا مین محصور رہے - جب ابن زیاد نے دیکھا کہ ابن سعد نرم دل ہے تو جویرہ اور شمر ذی الجوشن کو متعین کیا اور حکم دیا کہ حضرت امام حسینؓ کو جسطرح ہوسکے زندہ یا مردہ میرے پاس لے آؤ -

یہ صورت دیکھکے ابن سعد بھی تیز ہو گیا اور نوین محرم کو امام ہمام کے خیمہ کے پاس آ کے کہنے لگا - یا حسین - مین نے بہت چاہا کہ خونریزی نہو مگر اب جو بنتی ہی نظر نہین آتی تو مجبور ہون تم جو کہتے ہو اوسے ابن زیاد نہین مانتا اور اوسکا کہنا آپ منظور نہین فرماتے - ملاحظہ فرمائیے کہ یہ قاصد ابن زیاد کا آیا ہے اور یہ پیام لایا ہے کہ ابن سعد کو اگر امام حسین سے مقابلہ کرنے مین

عذر ہو تو وہ معزول ہے اور اوسکی جگہہ جویرہ سپہ سالار فوج مقرر کیا جاتا ہے۔
فی الحقیقت جویرہ کو اسی حکم کے ساتھ ابن زیاد نے بہیجا تھا اوسکے بہیجنے کے بعد یہ بات سمجھہ مین آئی کہ کہین جویرہ اور ابن سعد کی دشمنی مین امام حسینؓ کو کوئی فائدہ نہ حاصل ہو جاے اسلئے اوسکے پیچھے ہی شمر بن ذی الجوشن روانہ کیا گیا اور اوسکو یہ ہدایت کر دی گئی کہ جسطرح ان لوگون نے حضرت عثمان بن عفان کو بیرحمی سے قتل کرا دیا ہے اوسیطرح انکے ساتھہ بھی رحم نکیا جاے اور فرات کا ایک قطرہ پانی حسین اور اونکے رفقا کو نہ ملنے پاے یہانتک کہ وہ یزید کی اطاعت قبول کرین۔ اگر وہ یزید کے مطیع ہو جائین تو اونکی خاطر کرنا۔ جو نکرین تو اونہین قتل کرنا اور اونکی لاشون کو گہوڑون کی ٹاپون سے پامال کرانا۔ زبانی یہ بھی کہدیا گیا کہ اگر ابن سعد ان حکمون کی تعمیل مین ذرا بھی تساہل کرے تو اوسکا سر قلم کر کے لشکر کی عنان حکومت اپنے ہاتھہ مین لیلینا۔ حضرت علی مرتضی کے اور چار بیٹے جو امام حسین کے ساتھہ ہین اونہین سبز باغ دکہا کے اگر اپنی طرف ملا سکے تو اسمین بہت کوشش کرنا اور اونہین پناہ دینا۔
شمر نے ابن سعد کے پاس پہونچکے حضرت عباس ابن علی مرتضی اور اونکے تینون بھائیون سے بہت کچھہ کہا اور لالچ بھی دیا مگر وہ کب ماننے والے تھے۔ وہ دندان شکن جواب ملا کہ پھر کوشش کرنے کی ہمت نہوئی۔
جناب امام ہمام نے جب دیکھا کہ ہمارے ساتھی لڑنے مرنے کو تیار ہین تو لڑائی کے سامان کئے۔ سب خیمے ایک ہی صف مین نصب کرا کے اونکی رسیان دور تک پہیلوا دین تاکہ مخالفین کیواسطے ایک روک ہو جاے۔ لشکرگاہ کے پشت پر ایک گہری کھائی کہود کے اوسمین لکڑیان بہر دی گیئین تاکہ پیچھے سے حملہ ہو تو لکڑیون مین آگ دیدی جاے اور مخالفین صرف آگے ہی سے حملہ آور ہو سکین۔ اب یہ سمجھہ لیا گیا کہ کل ہی کا دن آخری دن ہے۔ اسلئے وہ رات سبھون نے

نماز اور دعا مین گذاری۔ لشکر مخالف رات بھر جناب امام حسینؑ کے خیمہ کے گرد پھرتا رہا اور پہرہ دیا کیا تاکہ یہ لوگ کسی طرف بھاگ نہ جائین۔

جب صبح ہوئی تو جناب امام ہمام نے تن تنہا فوج اشقیا کے مقابلہ مین جانیکا ارادہ کیا آپکے پاس اوسوقت صرف چالیس ۴۰ پیادے اور بتیس ۳۲ سوار تھے۔ مگر سب ایسے تھے جو شہادت کو اپنی معراج جانتے تھے۔ صاحبزادیون اور بہنون کی آہ وبکا سے آپکا استقلال ہاتھہ سے جاتا رہا اور تاسف فرمایا کہ میرے بعد انپر کیسی کیسی مصیبتین واقع ہونگی اوسوقت حضور کو حضرت عبد اللہ ابن عباس کا مشورہ یاد آیا اور فرمایا کہ اے خداوند کریم۔ عبد اللہ بن عباس کو جزاے خیر دے۔ اونہون نے بال بچون کو مکہ مین چھوڑ جانیکی صلاح دی تھی۔

آٹھوین محرم کو جناب امام حسینؑ کے لشکر مین ایک قطرہ پانی کا نرہا۔ سب لوگ تشنگی سے بیتاب تھے۔ اطفال خورد سال پانی پانی کی فریاد کرتے تھے۔ جناب امام ہمام اوٹھے اور تھوڑی دور جاکے کھڑے ہو گئے۔ اور فرمایا کہ یہان کنوان کھودو۔ تھوڑا سا کھودا تھا کہ ایک چشمہ شیرین وخنک وخوشگوار نمودار ہوا۔ سبھون نے سیر ہوکے پانی پی لیا اور جانورون کو پلاکے مشکین بھر لین کہ اتنے ہی مین وہ چشمہ ناپید ہو گیا پھر کتنی ہی کوشش کی اوسکا پتا نہ چلا۔ یہ صرف ایک کرامت امام عالی مقام کی تھی۔ ابن زیاد کو جو خبر لگی تو جھٹ ابن سعد کو ایک ڈانٹ بتائی کہ تو بڑا بیخبر ہے تونے حسینؑ کو ایسی آزادی دے رکھی ہے کہ وہ کنوان کھود لیتے ہین۔ اونہین ایسا تنگ کر کہ سر اوٹھانے کی فرصت نہ ملے کجا یہ کہ تعمیر کے کام کرسکین۔ اب مین بھی لشکر پر لشکر بھیجے ہی چلا جاؤنگا۔ چنانچہ اوسی وقت چار ہزار آدمی شمر کے ساتھہ روانہ کئے۔ اوسکے بعد یزید کلبی کو دو ہزار آدمی کا سردار کرکے بھیجا۔ حصین بن نمیر سکونی چار ہزار آدمیون کے ہمراہ گیا۔ اونکے پیچھے عمرو بن قیس احمس بھیجا گیا۔ اوسکے ماتحت بھی دو ہزار کی جمعیت تھی۔ عمرو کے بعد

قیس بن حنظلہ دو ہزار کے ساتھ پہونچا - پھر نصر شامی دو ہزار کے ہمراہ اور اوسکے پیچھے پہا بیل حجاج بن الحر ہزار سواروں کے ساتھ ابن سعد کے پاس پہونچا - پانچ ہزار سپاہ پہلے سے اوسکے پاس تھی اور سترہ ہزار یہ پہونچے کُل بائیس ۲۲ ہزار ظالم و سفاک امام مظلوم و بیکس کے مقابلہ مین جمع ہو گئے -

امام معصوم کے پاس بہت ہی تھوڑے آدمی تھے اسلئے حبیب ابن مظاہر اسدی نے عرض کی کہ یا ابن رسول اللہ قبیلہ بنی اسد کا مسکن یہان سے بہت قریب ہے اگر حکم ہو تو اونہین حضور کی مدد کو بلا لاون - ارشاد ہوا کہ اچھا - حضرت حبیب گئے اور اپنی قوم سے کہا کہ اے لوگو لختِ جگر فاطمہ زہرا اور نور نظر رسول خدا کو بائیس ۲۲ ہزار اشقیاء نے آگھیرا ہے اور کئی دن سے پانی تک نہین دیتے - اے میرے عزیزو - مین تمہین نصیحت کرتا ہون کہ اگر شفاعت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشتاق ہو تو اونکی مدد کرو - یہ سنکر عبد اللہ بن البشیر اوٹھ کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ سب سے پہلے مین جناب امام پر جان قربان کرنیکو موجود ہون حضرت حبیب بولے بشرك الله یا بن بشیر بالجنۃ یعنی ای ابن بشیر خدا تمہین جنت دے - القصہ نوے ۹۰ آدمی اس قبیلہ کے مسلح ہو کے گھوڑون پر سوار ہوئے - مگر اوسی قبیلہ مین سے یہ خبر کسی بدبخت نے ابن سعد کو پہونچا دی - اوسنے ازرق شامی کو چار ہزار سوارون کے ساتھ اون لوگون کے روکنے کو بھیجا - مخبر نے اونہین وہان پہونچا دیا - دریائے فرات کے کنارہ ان دونون گروہون سے مڈبھیڑ ہو گئی - بنی اسد کو شکست ہوئی - بہت سے مارے گئے اور باقیون نے سمجھا کہ ایک لشکر کثیر سے ہم عہدہ برآ نہو سکینگے اسلئے واپس گئے - حضرت حبیب نے آکے اسکی اطلاع امام والامقام کو کی اہلبیت کو اسکے سننے سے کمال رنج ہوا

جب ابن زیاد نے سنا کہ امام حسین کے آدمی جاتے ہین اور ادہر اودہر کے قبائل کو مدد کے لئے مستعد کرتے ہین تو ابن سعد پر پھر عتاب نازل کیا اور لکھا کہ اگر آج ہی سے تو نے مستعدی

کے ساتھہ لڑائی نہ شروع کردی تو تجہے اور تیرے جورو بچون کو کولہو مین پلوا دونگا اور گھر بار پر گدہون کے ہل چلوا دونگا۔ جب یہ نوشتہ ابن سعد کے پاس پہونچا تو وہ کانپ گیا۔ اوسی وقت اگرچہ موقع نہ تھا اور شام ہونے کو تھی سوار ہو کے معہ سپاہ دہر دوڑا۔

اسوقت امام عالی جاہ سر مبارک زانو پر رکھکے سو گئے تھے۔ لوگون نے جو دور سے گرد اوڑتی ہوئی دیکھی اور سپاہ کے نعرے سُنے تو حضور کو بیدار کیا۔ آپنے حضرت عباس کے ساتھہ بیس سوار کرکے اونکے پاس بہیجا۔ معلوم ہوا کہ ابن سعد معہ اپنے لشکر کے لڑنیکو آن پہونچا۔ ارشاد ہوا کہ بھائی عباس۔ پھر جاؤ اور بلطائف الحیل اور چکنی چپڑی باتون سے اسوقت انہین ٹالدو بھلا یہ وقت کونسا ہے۔ آج کی ان سے مہلت لیلو۔ یہ شب عاشورہ ہے اسمین یاد الٰہی کرلین۔ جناب عباس پہر تشریف لے گئے اور فرمایا کہ اے لوگو۔ جگر گوشۂ مصطفےٰ ایک رات کی مہلت تم سے مانگتا ہے تاکہ اپنی عمر کی اس اخیر رات مین خدا کی عبادت دل بھر کے کرلے۔ یہ سنکر ابن سعد نے اپنے لشکر کے امراء سے مشورہ طلب کیا۔ سب کانون پر ہاتھہ رکھہ گئے کہ تم جانو اور تمہارا کام۔ ہم ابن زیاد سے تنگ آرہے ہین کچھہ نہ کہینگے۔ اتنے مین شمر چلّا اوٹھا کہ نہین تم لوگون کو ہرگز ہرگز امان ندی جائیگی۔ جاؤ مہلت منظور نہین۔ یہ سنکر ابو شعبان کندی اور بعضے کہتے ہین کہ عمرو بن حجاج بول اوٹھا افسوس تمہین ان باتونسے شرم نہین آتی۔ تم نہایت ہی سنگدل ہو۔ اگر رومی یا چینی ہوتی تو تم اونکو مہلت دیدیتے مگر اپنے پیغمبر کے اہلبیت کو اسیوقت ذبح کرنا چاہتے ہو۔ تماشہ یہ کہ انکے نانا کا کلمہ بھی پڑہتے ہو اگر خدا سے نہین ڈرتے تو دنیا ہی کی تہوڑ تہوڑا سے شرم کرو۔ سبھون نے یہ سنکے ہاتھون سے تلوارین پہینکدین اور اوسی جگہہ اوتر پڑے۔ ابن سعد سمجھہ گیا کہ اب یہ نہین لڑینگے اسلئے نگہبان مقرر کردئے گئے کہ اپنے لشکر کی بھی حفاظت رہے اور امام حسین بھی رات مین کسی طرف نجانے پائین جناب امام نے اپنے لشکر کے گرد پہلے سے کھائی کہودوائی تھی تاکہ لڑائی صرف ایک طرف سے



ہوسکے اور اہل حرم بھی محفوظ رہین۔ اوس خندق مین جو لکڑیان بھری تھین اون مین آگ بھی دلوادی تاکہ شبخون کا احتمال نہ رہے۔ مخالفین نے جب شعلے اوٹھتے دیکھے تو اودہر سے مالک بن عروہ گھوڑے پر سوار ہوکے آیا اور گستاخانہ بکنے لگا کہ اے حسین۔ آتش دوزخ سے پہلے خود بخود آگ مین داخل ہوگئے۔ حضرت امام حسین نے فرمایا کذبت یا عدو اللہ منہ دہو رکھ۔ وہان پہونچکے معلوم ہوجائیگا کہ ہم دوزخ مین جاتے ہین یا تو۔ مسلم بن عوسجہ سے نہ رہا گیا عرض کی۔ حکم ہو تو مین اس مردود کا منہ تیر سے چھید دون۔ ارشاد ہوا کہ اے ابن عوسجہ ہم لڑائی مین پیشدستی پسند نہین کرتے۔ دیکھہ تو سہی۔ خدا کیا کرتا ہے۔ یہ فرماکر روبقبلہ کھڑے ہوئے اور کہا اللھم حرہ الی النار یعنی اے خدا اسکو اسی وقت دوزخ کا کُندہ بنادے۔ مظلوم کی دعا تیر بہدف ہوتی ہے اوسی وقت مقبول ہوگئی یعنی اوس شقی کے گھوڑے کا پیر ایک غار مین جاپڑا اور وہ پیچھے کی طرف مائل ہوا۔ مالک بن عروہ کے ہاتھہ سے باگ چھوٹ گئی اور پیر اوسکے رکاب مین اٹکے رہگئے۔ گھوڑا گھبراکے ادہر اودہر بھاگنے لگا یہانتک کہ خندق کے کنارہ جو پہونچا تو تڑپ کے سوار کو آگ مین جھونک دیا اور خود بھاگ کر اپنے لشکر مین جا پہونچا لوگ چلا اوٹھے کہ یہ دوسری کرامت ابن رسول اللہ سے ظہور مین آئی۔ جناب امام یہ سنتے ہی سجدہ مین گئے اور شکر خدا ادا کیا۔ پہر سر اوٹھا کے باواز بلند فرمایا جسے دونون لشکر والون نے بخوبی سنا کہ خدایا ہم تیرے رسول کے اہلبیت اور ذریت ہین ہماری داد ان ظالمون سے لے۔ ابن اشعث نے آواز دی کہ تمہین آنحضرت صلعم سے کیا رشتہ ہے جو ہر وقت ڈینگین مارتے ہو۔ جناب امام عالی مقام کو اوسوقت بڑی غیرت آئی اور نہایت رنجیدہ ہوکر سر نیاز حضرت کریم کارساز و خداوند بندہ نواز مین جھکا کر مناجات کرنے لگے۔ خدایا۔ ابن اشعث میرا نسب قطع کئے دیتا ہے اور مجھے تیرے نبی کا فرزند نہین جانتا فاریہ فی الیوم ذلا عاجلا یعنی

اسی وقت اسے ذلیل کر۔ ابھی تیرِ دعا آسمان تک بھی نہ پہونچا تھا کہ اجابت نے دست بستہ ہو کر عرض
کی "حاضر" یعنی اوس مردود کو فوراً دست کی حاجت ہوئی کہ بیتاب ہو گیا۔ گھوڑے سے کود کے
قضاے حاجت کو جو بیٹھتا ہے تو ایک بہت بڑے سیاہ بچھو نے اوسکے آلہ تناسل پر ڈنک مارا
چنانچہ وہ مرغ بسمل کی طرح نجاست مین لوٹنے لگا اور اوسی ناپاک حالت مین اوسکی جان نکل گئی
اس کرامت سے اعداے دین اور بھی زیادہ جلے ٹھیرے جعدہ مزنی نے آگے بڑھکے آواز دی
کہ اے حسین۔ اس دریاے موجزن یعنی فرات سے ایک قطرہ پانی بھی نہ پینا یہان تک کہ تم
پیاسے ہی مرجاؤ اسپر ہم تمھین خدا کی قسم دیتے ہین۔ یہ سنکر امام مظلوم آبدیدہ ہوئے اور فرمایا
اللھم امت عطشانا یعنی بار خدایا۔ اسے پیاسا ہی مار۔ ناگاہ اوسکا گھوڑا از خود بھڑکا اور اوسے
گرادیا وہ کپڑے جھاڑ کے اوٹھ بیٹھا اور گھوڑے کے پیچھے دوڑا کتنا ہی دوڑتا تھا مگر گھوڑا
ہاتھ نہ آتا تھا اسی تگ ودو مین اوسے شدت کی پیاس لگی۔ العطش العطش پکارتا تھا اور
لوگ اوسے پانی دیتے تھے مگر قدرت خدا سے پی نہ سکتا تھا آخرش پیاسا ہی تڑپ تڑپ کے
مرگیا۔ یہ تیسری کرامت پے درپے صادر ہوئی۔ مگر اشقیا یہ سب کچھ دیکھتے تھے اور اوسی طرح
اپنے جہل وعناد پر قایم تھے۔

قصہ مختصر اوسدن اور اوس رات کو لڑائی ملتوی رہی۔ ملازمانِ امام مظلوم نے رات بھر
درگاہ الٰہی مین اوسی بھوک پیاس مین گریہ وزاری جاری رکھی اور حضرت رسالت پناہ پر درود بھیجا کئے
حضرت امام ہمام نے منبر اپنا اوسی دشت مین رکھوا کے شب عاشورہ کو اپنا تمام لشکر جمع کیا اور
نہایت فصاحت وبلاغت سے پہلے ثناے حق سبحانہ تعالے بیان کی اور پھر سید عالم
صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا اور فرمایا الحمد للہ علی السراء والضراء اے صاحبو مین نے تم سے
بڑھکے باوفا اور اپنے اہلبیت سے زیادہ رحیم اور نیک کوئی نہین پایا فجزاکم اللہ منی خیرا۔

خدا میری طرف سے تمہین جزاے خیر دے۔ مین تمہین بخوشی اجازت دیتا ہون کہ جہان چاہو چلے
جاؤ اسمین کچھ شک نہین کہ یہ لوگ تمہارے سد راہ نہونگے انہین تو دشمنی خاص میری ذات
سے ہے۔ پس تمکو چاہئے کہ سب کے سب ایک ایک اہلبیت کا ہاتھ ہاتھ مین لیکر جدہر کو منہ اوٹھے چلدو
تم بھی محفوظ رہوگے اور یہ سب متوسلین بھی تمہاری مدد سے بچ جائینگے۔ یہ سنکر حضور کے بھائی
بندون اور اہالی و موالیون نے واویلا مچانی شروع کی کہ ہم آپکی مفارقت مین زندہ نہین رہ سکتے
حضور یہ کیا ظلم ہمپر کرتے ہین جب تک ہمارے دم مین دم ہے آپکے دشمنون سے لڑینگے اور
اپنا اور اونکا خون ایک کر دینگے۔ حضور نے اونکے حق مین دعا کی پھر فرزندان حضرت مسلم بن عقیل
کی طرف متوجہ ہوکے فرمایا کہ اے ابناے عم مین نے کوفیون کی جھوٹی باتون پر اعتماد کرکے
تمہارے باپ کو ضایع کردیا الا لعن الله من كفر النعيم تم میرے مرے بھائی کی یادگار ہو
اور تمہاری والدہ بھی مصیبت کی ماری اور غم کی ستائی ہے تم اپنی مان کا ہاتھ پکڑکے قبیلہ بنی طے
مین چلے جاؤ وہان سے مدینہ پہونچنا تمہارے لئے آسان ہوجائیگا۔ وہان کرم الٰہی پر تکیہ کرکے
بیٹھے رہنا کوئی تمکو تمہارا بدلہ بنی امیہ سے لیہی لیگا۔ بیٹے یہ بات اپنے والد ماجد سے سنی
ہے اونہون نے جناب رسول خدا سے روایت کی تھی شرح اس اجمال کی یہ ہے کہ جنگ صفین
کے زمانہ مین ایک دن والد بزرگوار نے ندا کی وا اباسلماہ یعنی ابو مسلم کہان ہین۔ محمد حنیفہ نے
التماس کی کہ وہ سب سے پچھلی صف مین تشریف رکھتے ہین ارشاد ہوا کہ بیٹا میری مراد ابو مسلم خولانی
سے نہین ہے بلکہ تمہارے لشکر کے اوس سردار سے ہے جو لشکر کثیر کے ساتھ مشرق سے
نمودار ہوگا۔ اور ایسی جنگ کریگا کہ حق سبحانہ تعالیٰ اوسکے طفیل سے زمین پر سچ کو قایم کردیگا۔ خوشا نصیب
اون لوگون کے جو اوسکا ساتھ دین اور اعلاے دین اور نگونساری اعدا مین جد و جہد بلیغ کرین
یہ روایت بہت صحت کے ساتھ شواہد النبوۃ مین مذکور ہے۔ وہان یہ بھی لکھا ہے کہ مراد اس سے

ابو مسلم مروزی ہین جو مرو شاہجہان سے خروج کرکے بنی امیہ سے خوب ہی لڑے تھے اور دنیا کو مروانیون کے ظلم سے رہائی دی تھی - اولاد مسلم بن عقیل نے جب یہ گفتگو جناب امام کی سنی تو چونکہ باپ کے غم مین گرفتار تھے یہ دوسری برچھی جگر کے پار ہوگئی فریاد کا نعرہ دل پر درد سے کھینچکے عرض کی - اے امام عالم و عالمیان وہ جان کس کام کی جو آپ پر فدا نہو اور وہ سر کس کام کا جو آپکے نعلین کی خاک پر نثار نہ کیا جائے - ہمین اگر آپ دہکّے دیکے بھی اپنی خدمت سے باہر کرینگے تو بھی نہ ٹلینگے -

| | |
|---|---|
| خدا سر دے تو سودا وے تری زلف پریشان کا | جو آنکھین دے تو نظارہ ہو ایسے سنبلستان کا |

حضور نے جب اونکو طریق صدق و صفا اور راہ مہر و وفا مین ثابت قدم دیکھا تو دل سے اونکے حق مین دعا کی اور فرمایا کہ اے میرے غمخوار و اور اے میرے جان نثار و جب تم سبکی یہی رائے ہے کہ مجھ مظلوم اور بیکس کا ساتھ اخیر دم تک دو تو اب مین بھی اپنی چھاتی سے تمکو جدا نہین کر سکتا اچھا اب جاؤ اور باقی شب طاعت و عبادت الٰہی مین بسر کرو - صبح میرے پاس آنا - فجر کی نماز جماعت کے ساتھ ادا کرینگے -

الغرض خدام والا احتشام اپنی اپنی جگہہ پر جا کے اوراد و ادعیہ مین مشغول ہوئے - وہ ساری رات نالہ و آہ مین گذری اور غریبان بادیہ مصیبت کے اشکون کی ندی چشمہ بچشم سے گذر کے پشت ماہی تک پہونچی -

| | |
|---|---|
| اشک چشمم تا بماہی رفت و آہم تا بماہ | ماہ و ماہی را بر اشک و آہ میگیرم گواہ |

روایت ہے کہ علی الصباح آسمان سے آواز آئی یا خیل اللہ ارکبوا یعنی اے خدا کے لشکر والو سوار ہو جاؤ کہ ہنگام کارزار آ پہونچا اور اوٹھ بیٹھو کہ وقت رحلت قریب ہے جناب ام کلثوم یہ آواز سنکے گرتی پڑتی اور سر پر خاک اوڑاتی پچھاڑین کھاتی سید مظلوم امام معصوم کے خیمہ کے

دروازہ پر پہونچیں اور کہا بھائی جان - میرے کان میں آسمان سے یہ آواز آئی ہے - حضور نے فرمایا ہان - میں نے بھی سُنلی - تم کیون آپے سے باہر ہوئی جاتی ہو للہ صبر کرو اور مجھے اپنا حال تباہ کر کے زیادہ رنج ندو - میں نے تو تم سے زیادہ ایک غضب دیکھا ہے - نانا صاحب کا قول ہے تنام عینای ولا ینام قلبی پس مراثت جدی کے بموجب آنکھیں میری سوتی تھیں مگر دل جاگ رہا تھا کیا دیکھتا ہون کہ کتون نے مجھپر حملہ کیا اون میں سے ایک خارشتی کتا سب سے زیادہ مجھپر غُرّاتا تھا میں سمجھا کہ یہ ضرور مجھے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالیگا - اتنے میں جناب نانا صاحب مجھے نظر آئے اور مجھ سے فرمانے لگے کہ اے میرے مظلوم بیٹے - ساکنانِ عالمِ بالا اور مقربان ملاے اعلیٰ اور ارواح پاک انبیا تیرے استقبال کے لئے آسمان سے زمین تک دورویہ صف باندہے کھڑی ہیں اور تیرے مرتبہ بزرگ کی بشارت مجھے سناتے ہیں - بیٹا مردانہ وار کوشش کر کہ آج ہی شام کو تو میری بغل میں آجاے - نانا صاحب کے ساتھ ایک فرشتہ بھی تھا ارشاد ہوا کہ تو اسے پہچانتا ہے - میں نے عرض کی - نہیں - فرمایا - یہ شیشہ کے ساتھ میدان کربلا میں اسلئے بہیجا گیا ہے کہ تیرا خون اوسمین بھر کے لیجاے اور اپنے پاس حفاظت سے رکھے - یہ سُنکے حضرت ام کلثوم نے اور بھی زیادہ سر پیٹنا اور شور مچانا شروع کیا - جناب امام عالی مقام نے بہن کو گلے سے لگا کے سب اہلبیت کو طلب فرمایا اور یون ارشاد ہوا -

| | |
|---|---|
| الوداع اے دوستان کین دم سفر خواہیم کرد | مسکنِ اصلی خود جاے دگر خواہیم کرد |

پس جب حرم محترم اور اولاد امجاد حاضر ہوئے حضور نے فرزندون کو پاس بلا کے ایک ایک کو پیار کیا - منہ اپنا اونکے سینون پر ملا اور دل پرخون سے زار زار رو کے فرمایا کہ اے جگر کے ٹکڑو میرا دل تمہارے لئے بہت جلتا ہے - ابہی تمہاری یتیمی کا وقت نہین آیا تھا کہ باپ تمہارا تمہارے سرون سے اوٹھا جاتا ہے - علاوہ برین غریب الوطنی اور بیکسی بھی تمہین نصیب

ہوتی ہے۔ تمسے کیا کہون اور کیسے سمجھاؤن اور تمہارا غم کس کے آگے روؤن۔ پھر جناب شہربانوؓ سے خطاب فرمایا کہ اے میری سرور سینہ تو ان یتیمون کے ساتھہ کیسے بسر کریگی اور بعد میرے انکا بار غم تجھہ سے کیونکر اوٹھیگا۔ یہ سنکر اہلبیت مین خروش و فغان کے غل و شور سے محشر بپا ہوگیا۔ کشتی صبر و سکون کی گرداب اضطراب مین ڈوبنے لگی اور دریاے مصیبت و احزان کی موجون سے تلاطم پڑگیا۔

| | | |
|---|---|---|
| اشک آے نکل چشم حباب لب جو سے | | رونے کی صدا آتی تھی ماہی کے گلو سے |

دیدۂ دوران اندوہ اہلبیت رسالت سے گریان ہوئے۔ زمین و آسمان طپش سینہاے خاندان نبوت سے طپان ہوئے۔ زبانِ اہل زبان نے سوز جگرخراش سے یہ اشعار دردناک پڑہنا شروع کئے

| | | |
|---|---|---|
| موجزن مے بینم از ہر دیدہ طوفانِ غمے | | میرسد در گوشم از ہر لب صداے ماتمے |
| اہلِ عالم را نمیدانم چہ حال افتادہ است | | اینقدر دانم کہ در ہم رفتہ کارِ عالمے |

حضرت ام کلثومؓ نے بیتاب ہو کے عرض کی۔ اے گلدستہ باغِ لافتیٰ اور اے لالۂ نورستہ چمنِ ہل اتیٰ۔ کسی مین ان باتون کے سننے کی طاقت نہین۔ ہمارے نانا جان محمد مصطفےٰؐ نے اس جہان گذران سے رحلت فرمائی تو والد ماجد علی مرتضیٰؓ نے ہماری سرپرستی کی جب اونہون نے بھی بال شہادت سے روضہ سعادت کی طرف پرواز فرمائی تو بھائی حسن مجتبیٰ نے اپنا سایہ ہمارے سرون پر رکھا۔ اونکے بعد ہم جگر جلون کے محرم اور ہم مظلومون کے دمساز و ہمدم حضور تھے۔ اے یادگار خاندان نبوت۔ جب آپ نرہینگے تو کون ہمارا غم کھائیگا۔ اس بھوک و پیاس اور بیکسی و ہراس مین جب یہ ننھے ننھے یتیم بچے بلک بلک کر روئینگے تو کون انہین گلے سے لگائیگا۔

| | | |
|---|---|---|
| فریاد ازان روز کہ مابے تو بمانیم | | در آرزوے عمر بحسرت گذرانیم |

لکھا ہے کہ جناب امام حسینؓ کا خیمہ کربلا کی تپتی ہوئی ریت مین استادہ تھا حضور تلاوت

قرآن مین مصروف زار وقطار روتے تھے اور سرد آہین بھرتے تھے کہ ایک شخص اودہر سے گذرا حضور کو اس حالت حزن وملال مین دیکھکے اوسکا کلیجہ منہ کو آگیا آخر نہ رہا گیا پوچھا کہ یا حضرت آپ کون ہین اور اس رقت کا کیا باعث ہے یہ سنکر حضور نے فرمایا۔ افسوس۔ اب ہمارا حال یہانتک پہونچ گیا جو راہ چلتون کو بھی ہمپر رحم آتا ہے اور اوسے جواب دیا کہ بھائی مین تمہارا نبی زادہ ہون حسین ابن علی میرا نام ہے۔ کوفیون نے منت وسماجت کرکے باصرار مجھے مدینہ سے بلوایا اور اب میرے خون کے ناحق پیاسے ہو گئے ہین۔ دیکھہ یہ سامنے بیشمار فوجین میرے گلے پر تلوار پھیرنے کو تیار پڑی ہین۔ اس تڑاقے کی گرمی مین مجھپر اور میرے ننھے ننھے بچون پر پانی بند کر رکھا ہے۔ اوس شخص نے یہ سنا اور روتے روتے غش کھا کر گر پڑا۔

صواعق سے منقول ہے کہ جب حضور پر یہ سختی اور شدت گذری تو آپکو جناب امام حسن رضی اللہ تعالے عنہ کی نصیحت یاد آئی یعنی اونہون نے فرمایا تھا کہ اے میرے پیارے حسین تم کوفیان بدعہد کے کسی قول وفعل کا اعتبار نکرنا۔ وہ لوگ سخت بیمروت وجفا کار ہین۔ اونکے بلانے سے تم ہرگز ہرگز کوفہ کی طرف بھولکر بھی قدم نہ دہرنا ورنہ بہت پچھتاؤگے اور کمال پریشانی اوٹھاؤگے یہ ظالم انتہا درجہ کے بیحیا اور خودغرض ہین ان سے دوستی کی امید رکھنا ہوا پر قلعہ بنانا ہے۔

تاریخ طبری مین ہے کہ جب آپنے لڑائی کو اٹل دیکھا جسکا نتیجہ پہلے سے آپکو معلوم تھا تو حضور خیمہ اطہر مین تشریف لائے اور اہل حرم کو نصیحت کی ان اللہ مع الصابرین یعنی صبر بڑی نعمت ہے اوسکا اجر حق سبحانہ تعالے نے بہت ہی بڑا مقرر فرمایا ہے۔ خبردار ہوشیار۔ زنہار ایسا نکرنا کہ عنان صبر واستقلال اپنے ہاتھ سے چھوڑ دو۔ تمہاری حالت ردی دیکھکے میری ثابت قدمی مین بھی فرق آئے۔ مین تمکو رونے دہونے اور برا حال کرنے سے منع کئے دیتا ہون۔ پھر آسمان کی طرف منہ کرکے کہا۔ اے خداوند ذوالجلال والاکرام۔ تو خوب جانتا ہے کہ کوفہ والون نے

مجھسے بیعت کی اور پھر اپنے قول و قرار پر قائم نہرہے اسکا انصاف تیرے ہاتھ ہے۔

# دسویں محرم سنہ ۶۱ھ یوم جمعہ یا شنبہ کا حال حسرت مآل

ادہر تو یہ محشر بپا ہو ہی رہا تھا کہ ادہر اوس قیامت کے دن کے آفتاب نے دریچہ مشرق سے منہ نکالنا چاہا۔ امام مظلوم سید معصوم نے آواز اذان بلند کی۔ اصحاب پاک نے جمع ہو کے تیمم کیا اور سنت ادا کر کے فجر کی نماز نہایت خضوع و خشوع سے ادا کی۔ ابھی دعا تمام نہیں ہوئی تھی کہ فریاد کوس حربی اور نالہ نائے رزمی لشکر مخالف سے سنائی دی۔ ابن سعد بھی اپنے لشکر کے ساتھ نماز پڑھکے ظلم نادیدنی اور ستم ناشنیدنی برپا کرنیکے لئے سوار ہوا۔ علم رایت بلند کر کے اون لوگوں نے ھل من مبارز کی صدا بلند کی۔

امام عالی مقام کے پاس اگرچہ تبیس ۳۲ سوار اور چالیس ۴۰ پیادے یعنی صرف بہتر ۷۲ آدمیوں کی جمیعت تھی مگر لشکر مخالف کی کثرت پر کچھہ نظر نہ فرمائی۔ میمنہ یا میمنت میں زہیر بن قین (قین) بجلی۔ میسرہ یا سرہ میں حبیب بن مظاہر (مطہر) کو مقرر فرمایا۔ علمبردار حضرت عباس نامدار کئے گئے۔ چونکہ قلب کے لئے قدرت نے مقام صدر ہی تجویز فرمایا ہے اسلئے اوس صدر نشین خاندان رسالت نے قلب میں جگہہ اختیار کی۔ خیموں کو پیچھے رکھا جنکے گرد خندق کھود کے رات ہی سے اوسمیں آگ بھڑکا دی گئی تھی اسکو آپکے لشکر کا ساقہ کہنا چاہئے۔ فدایان حسینی نے میدان شہادت میں اپنی اپنی جانوں کو ہتیلیوں پر رکھہ کے جان بازی شروع کر دی۔

ابن سعد نے اپنے لشکر کے ہر حصہ اور ہر قبیلہ پر علیحدہ علیحدہ افسر نامور کئے اور سب پر ایک اعلیٰ افسر بطور نگران اور ذمہ دار کے مقرر کر دیا مثلاً اہل مدینہ کا افسر اوسدن عبد اللہ بن زہیر ازدی تھا۔ ربیعہ و کندہ کا قیس بن اشعث۔ مذحج و اسد کا سردار عبد الرحمن بن سبرہ جعفی

اور تمیم وہمدان کے افسر حضرت حُر بن یزید ریاحی تمیمی تھے - ہائے افسوس - ان سبہون نے فرزند رسول مقبول اور لخت جگر علی و بتول کے قتل پر اپنی اپنی کمر چست باندھ لی -

لشکر اشقیاء کا میمنہ نامیمون عمرو بن حجاج زبیدی کے سپرد تھا میسرہ ناسرہ شمر بن ذی الجوشن کی نگرانی مین - سوارون کا سردار عروہ بن قیس احمسی - پیادونکا افسر شیث بن ربعی یربوعی تمیمی تھا علم اوسکے غلام درید اکے پاس تھا - ابن سعد خود قلب سپاہ مین جاگزین ہوا -

جب امام ہمام نے دیکھا کہ یہ کمبخت اپنے ناسہائے اعمال بغیر سیاہ کیے نمانینگے اور دولت دنیا کی ہوس مین لامحالہ مجھے ذبح ہی کرینگے تو آپ خیمہ مین تشریف لائے - عمامہ سرور کائنات علیہ التحیۃ والصلوٰۃ سر مبارک پر رکھا - جبّہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا زیب بر فرمایا اور شہسوار میدان انا نبی بالسیف کی تلوار کمر سے باندھ کے ختم المرسلین حبیب رب العالمین کے گھوڑے مرتجز تام وبروایتے ایک اونٹنی پر سوار ہو دو چار آدمیون کو ہمراہ لیکے میدان جنگ مین پہونچے اور رجز شروع کی جسکا ایک شعر یہ ہے جسکو سب نے بخوبی سنا -

| | |
|---|---|
| اَنَا ابْنُ عَلِیِّ الطُّهْرِ مِنْ اٰلِ هَاشِمٍ | كَفَانِيْ بِهٰذَا مَفْخَرًا حِيْنَ اَفْخَرُ |

حضور کی رجز کا مضمون یہ تھا کہ اے اہل عراق تمہین قسم ہے خدا کی ذرا یہ تو بتاؤ کہ مین کون ہون - تم خوب جانتے ہو کہ مین نواسہ رسول خدا اور لخت جگر فاطمہ زہرا اور قرۃ العین علی مرتضی ہون - بھائی میرے حسن مجتبی راکب دوش محمد مصطفے تھے - میرے چچا جعفر طیار ہوائے قضائے جنات العلیٰ مین ہین اور جناب سید الشہداء امیر حمزہ میرے پدر بزرگوار کے حقیقی چچا تھے - کیا تم عمامہ رسول اللہ کا میرے سر پر نہین دیکھتے - دیکھو اونہین کا جبّہ مبارک مین پہنے ہوئے ہون - حضور ہی کی شمشیر بُرّان میری چھاتی سے لگی ہے اور مرکب راکب براق کا زیر ران ہے - اتنائے حجت مین یہ بھی فرمایا کہ اگر تمکو میری گفتگو مین شبہ ہو تو تم مین جابر بن عبد اللہ - ابو سعید - سہیل بن سعد

زید بن ارقم اور انس موجود ہین اون سے دریافت کرلو کہ رسول اللہ کا برتاؤ ہمیشہ میرے ساتھہ کیسا رہا ہے اور مین اونکا نواسہ ہون یا نہین۔

یہ سنکر فوج مخالف سے صدا بلند ہوئی کہ حسین۔ یہ سب جو کچھہ تمنے فرمایا۔ صحیح و درست ہے آپکی ایک بات بھی خلاف واقع نہین۔ اسکے جواب مین راکب دوش مصطفٰے نے فرمایا کہ اے بدنصیبو۔ جب تم یہ جانتے ہو تو کیا وجہ ہے کہ میرے خون کو حلال سمجھتے ہو اور پانی میرے ننھے ننھے بچون پر بند کردیا ہے حالانکہ چرند و پرند اور یہود و نصاری سب آب فرات سے سیراب ہوتے ہین مگر نور چشمان رسول خدا ہی آج ایک قطرۂ آب کے لئے تمہاری آنکھون کے سامنے ایڑیان رگڑتے ہین اور ان گلاب کی سی پتیون کے مرجھانے پر تمہین ذرا بھی رحم نہین آتا۔ کیا تم یہ نہین جانتے کہ میرا باپ ہمارے دشمنون کو حوض کوثر سے اسطرح دور کردیگا جیسے کوئی پیاسے اونٹون کو پانی سے ہنکا دیتا ہو۔ ناگاہ عورتون اور بچون کے گریہ وزاری کی آواز گوش مبارک مین پہونچی آپکے جسم پاک پر رونگٹے اوس دردناک آواز سے کھڑے ہوگئے منہ پھیر کے خوب روئے اور جناب عباس علمبردار و حضرت علی اکبر کو بلا کے فرمایا کہ جاؤ ان لوگون سے کہو۔ کل تمہین بہت سا رونا ہے آج ہی رو رو کے کیون جان کھوئے دیتے ہو۔ حضرت عباس اور علی اکبر نے بید کی طرح لرز کے آسمان کو دیکھا اور حکم حاکم مرگ مفاجات پر عمل کرکے سراپردۂ اطہر کی طرف دوڑ کے کہا۔ اے حرم محترم۔ فاطمہ کے لال پر یہ تباہی کا وقت ہے۔ للہ اس آخری دم مین رو رو کے اونکا دل نہ کڑہاؤ ورنہ یقین کرلینا کہ دلبند رسول تڑپ تڑپ کے اپنی جان دیدیگا۔ بیچاری دکھہ کی ماری عورتون نے مجبور ہوکے اپنے گلے گھونٹ لئے اور بھوک پیاس سے تڑپتے بچون کے منہ بھینچ دئے۔ بند ہوتا کیسا یہ وقت ہی بند ہونے اور چپ لگانیکا نہ تھا ع

غرض بیان غم اہل بیت آسان نیست۔

جب ادھر سے ولولہ وزاری اور جگر سوز نالہ و فغان کی آوازیں بڑے تمام ظاہر میں بند ہوئی تو امام حسینؑ
نے پھر اعدا کی طرف متوجہ ہو کے فرمایا کہ اے لوگو تم سمجھے کہ میں کیوں خاموش ہو گیا تھا۔ تمہارے
نبی کی عترت اطہار نے تمہارے اس گنہگار حسین کے لیے اپنا حال تباہ کرنا شروع کر دیا تھا انہیں
چپ کرنے میں اتنی دیر لگی۔ پس تم جانو اور آگاہ ہو کہ خداوند تعالیٰ نے جھوٹ بولنے کو حرام کیا ہے
اور میں نے کوئی بات تم سے خلاف نہیں کہی نہ کوئی وعدہ خلافی کبھی مجھ سے ظہور میں آئی نہ کسی
مسلمان کو میں نے ستایا ہے نہ تارک فرائض الٰہی ہوں۔ پھر کیوں میرا دل دکھایا جاتا ہے
اے لشکریان یزید۔ خوب غور کرو۔ اور سمجھ لو کہ نصاریٰ جہاں کہیں خر عیسیٰؑ کے سم کا نشان
پاتے ہیں تو آج تک اوسکی تعظیم و تکریم کرتے ہیں۔ یہود اگر کوئی اثر جناب موسیٰؑ کا دیکھتے ہیں تو دل و جان
سے اوسکو عزیز رکھتے اور عزت کرتے ہیں لیکن حیف صد حیف کہ تم سب نے میرے قتل ناحق پر کمر
باندہی ہے حالانکہ میں تمہارے نبی کا نواسہ ہوں ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا۔ آیا میں نے
تم میں سے کسیکا خون کیا ہے جو میرے خون کے پیاسے ہو یا کسیکا مال لے لیا ہے جسکے
مطالبہ میں مجھے ایسا تنگ کرتے ہو یا کوئی اور قصور میرے ذمہ ہے جسکے پاداش میں چاروں
طرف سے مجھپر یہ زغہ ہے۔ تم اچھی طرح جانتے ہو کہ روئے زمین پر جو نسب عالی میرا ہے وہ کسی
کو حاصل نہیں۔ میں دنیا کو چھوڑ کے اپنے نانا بزرگوار کے روضہ مبارک پر خادم بنکے بیٹھ گیا تھا۔
لوگوں نے مجھے وہاں چین سے نہ رہنے دیا اور میں وہاں سے آزردہ ہو کے مکہ پہونچا تاکہ اپنے
پروردگار کی عبادت میں مشغول رہوں۔ تم لوگوں کو اس پر بھی صبر نہ آیا اور خطوں پہ خط اور قاصدوں پہ
قاصد میرے پاس بھیجے اور خدا و رسول کیواسطے مجھے بلائے گئے کہ یہاں آؤ۔ تمہارے سوا
کوئی مستحق امامت نہیں۔ اب جو میں یہاں آگیا ہوں تو میرے خون کے پیاسے ہو گئے ہو اور
ہم غریب بیکسوں کے شیشۂ دل سنگ جفا سے چور کرتے ہو۔ قیامت کے دن خدا و رسول کو کیا جواب دو گے

جب مخالفین مین سے کسی نے اسکا جواب نہ دیا تو آپ نے نام بنام شبیث بن ربعی۔ عمرو بن سعد۔ حجار بن ابجر۔ قیس بن اشعث۔ زید بن الحرث اور عمرو بن حجاج وغیرہ کو پکار کے پوچھا۔ کیا تمنے خط لکھہ لکھہ کے مجھے یہان نہین بلایا ہے جواب تلوارین باندہ کر مجھے ذبح کرنے آے ہو۔ وہ لوگ صاف انکار کر گئے۔ جناب امام نے اونکے خطوط اونکے سامنے ڈالدئے پھر بھی اون ظالمون نے انکار ہی کیا۔ حضور نے لعنت اللہ علی الکاذبین کہکے وہ خط آگ مین جھونکدئے اور آسمان کی طرف دیکھکے فرمایا۔ اے لوگو مجھے معلوم ہوا کہ تم میری صورت سے نفرت کرتے ہو بہتر ہے کہ تم مجھے چھوڑ دو تا کہ مین کسی محفوظ سرزمین کی طرف چلا جاؤن"۔ جناب امام کی یہ باتین سُنکے قیس بن الاشعث بول اوٹھا کہ تم اپنے چچازاد بھائی ابن زیاد کا کہنا کیون نہین مانتے کیا وہ تمہارے حق مین بُرائی کریگا۔ حضور نے اسکے جواب مین فرمایا اے ابن الاشعث کیا تو یہ چاہتا ہے کہ بنی ہاشم تجہہ سے مسلم بن عقیل کے خون کے سوا اورون کے خون کا بھی دعوی کرین۔ واللہ مین ذلیل و حقیر بنکے تمہاری اطاعت نہ قبول کرونگا اور نہ غلامون کی طرح مجبور و لاچار ہو کے اوسکی امارت کا مقر ہونگا۔ اتنا فرما کے حضور نے اپنی اونٹنی بٹھا دی اور اوتر پڑے۔ پھر زہیر بن القین سے نہ رہا گیا اور صف سے باہر نکلکے سامنے آکھڑے ہوے اور فرمایا کہ اے لوگو ہم تم بھائی بھائی ہین۔ اسلئے تمہین سمجھاتا ہون کہ اللہ جل شانہ نے جو اسوقت آل اطہار اور ذریت احمد مختار سے تمہارا سامنا کرایا ہے اوس سے مقصود یہ ہے کہ تمہارے ایمان کا امتحان کرے۔ اے اللہ کے بندو۔ سوچو اور سمجھو کہ ابن فاطمہ مدد و محبت کا مستحق ہے یا گمراہ ابن سمیہ۔ اسپر کوفیون نے حضرت زہیر کو گالیان دین اور ابن زیاد کی بہت کچھہ تعریف کی۔ بعد ازان شمر بن ذی الجوشن اور زہیر سے خوب ہی رد و بدل ہوئی۔ یہ دیکھکے جناب امام نے زہیر کو واپس بلالیا۔

اب حضرت حُر بن یزید ریاحی کو بالکل یقین ہو گیا کہ یہ ظالم جناب امام کے قتل پر تُلے ہوے ہین۔

وہ ابن سعد کے پاس پہونچے۔ اوسنے پوچھا کہ کیا تم حسین سے لڑنے جاتے ہو۔ حضرت حُرؑ نے جوابدیا۔ خدا نہ کرے۔ تو مجھے پہلے یہ بتادے کہ تو نے جناب امام کی کون سی درخواست کو منظور کیا ابن سعد بولا تمہارا امیر اونکی کسی بات کو نہین مانتا مین کیا کرون۔ یہ سنکے جناب حُر حضرت امام کے پاس چلے آے اور عرض کی۔ اُے ابن رسول اللہ خدا مجھے حضور پر فدا کرے مین نے آپکو واپس جانے نہین دیا اور مین ہی گھیر گھار کے آپکو یہان لے آیا۔ واللہ اگر مجھے یہ خبر ہوتی کہ یہ ظالم آپ سے اس بُری طرح پیش آئینگے تو مین ایسا نہ کرتا۔ اب اپنے کئے سے نادم ہوکر حضور مین حاضر ہوا ہون تاکہ آپکی مدد کرون۔ کیا حضور میرا قصور معاف کردینگے؟ جناب امام نے فرمایا۔ بیشک خدا نے تیری توبہ قبول کرلی۔ حضرت حُر خوش ہو گئے اور لشکر مخالف کے سامنے آکے اونہین بہت سا سمجھایا بوجھایا کہ تم لوگ اپنے ہاتھو نسے کیون اپنے پانون مین کلہاڑی مارتے ہوا ور کیون خود اپنے پانونسے دوزخ کیطرف چلے جاتے ہو۔ لخت دل رسول پر آب فرات بند کر رکھا ہے اور نور دیدۂ بتول کے خون کے پیاسے ہو۔ اون دین فروشون نے ایک نہ مانی اور جمع ہو کے جناب حُر پر تیر برسانے لگے۔ وہ لاچار ہو کے جناب امام کے پاس چلے آے۔

اسوقت ابن سعد لشکر سے نکل کے آگے آیا اور کہنے لگا کہ اے حسین۔ ان باتون سے کوئی نتیجہ نہ برآمد ہوگا یا تو یزید سے بیعت کرو یا ہم سے لڑو ہم تمہین ہلاک کرینگے اتنا کہکے اوسنے اپنی کمان مین تیر لگایا اور پکارا۔ اے اہل کوفہ۔ گواہ رہنا مین پیشقدمی کرتا ہون۔ تمہین امیر جلیل الشان عبید اللہ بن زیاد کے سامنے گواہی دینی پڑیگی کہ مین نے کسی طرح پہلو تہی نہین کی۔ یہ کہکر وہ تیر جناب امام عالی مقام کی طرف پھینکا۔ حضور عالی نے ریش مبارک ہاتھ مین لیکے فرمایا۔ اے اشقیائے بیدین۔ خداوندکریم نے اپنا غضب یہودیون پر اوسوقت سخت کردیا کہ جب اونہون نے حضرت عزیر علیہ السلام کو خدا کا بیٹا کہا۔ نصاریٰ سے خدا اوسوقت خفا ہوگیا جب اونہون نے مسیح کو

ابن اللہ بتایا - اب تم اپنے پیغمبر کے فرزند کو قتل کیا چاہتے ہو اسوقت حق سبحانہ تعالےٰ تمپر غضبناک ہے اپنی خیر نہ سمجھو مین واصبر وماصبرک الا باللہ کے راستہ سے دور ہونا پسند نہین کرتا اور ان اللہ یحب الصابرین کی رسی مضبوط تھامے لیتا ہون تاکہ تھوڑے ہی عرصہ مین ظلم کے نتیجے ستمگارون کو معلوم ہو جائین - انشاء اللہ وہ عنقریب اوج جاہ وحرمت سے قعر ادبار و مذلت مین گرفتار ہونگے -

| | | | |
|---|---|---|---|
| | کہ تیر لعنت جاوید را نشانہ نشد | | کہ کرد در ہمہ عالم کمانِ ظلم بہ زہ |

ان اللہ یمھل ولا یھمل پر بھروسا کرکے تمہارے کردارون کی جزا اور گفتار کی سزا کا منتظر ہون اوسے نزدیک سجھو -

| | | | |
|---|---|---|---|
| | بند بر دست و پاے خویش نہاد<br>دہرش آخر زپا در انداز د + | | ہر کہ آئین ظلم پیش نہاد +<br>چند روزے اگر سر افراز د |

اسکے بعد جناب امام گھوڑے کی باگ پھیر کے اپنے لشکر مین چلے گئے اور لڑنیکا عزم بالجزم کرلیا یہ دن جمعہ کا اور ۱۰ محرم ۶۱ھ تھی -

لشکر مخالف کی تعداد بقولے ستر ۱۷ ہزار اور بروایتے تیس ۳۰ ہزار تھی - صحیح روایت یون ہے کہ اوس معرکہ جانکاہ مین شام وکوفہ کے بائیس ۲۲ ہزار سوار وپیادے شامل تھے -

ملازمانِ حسین رضی اللہ عنہ بروایتے بیاسی اور قول مشہور سے بہتر ۷۲ تھے -

مورخ کہتے ہین کہ جناب امام حسین کا صرف یہ قصور تھا کہ حضور ایک خلاف شرع اور گمراہ آدمی یعنی یزید کو اپنا رہنما بنانا نہین چاہتے تھے اسی لئے لوگ اونکے خون کے پیاسے ہو گئے اگرچہ یہ سب مسلمانی کا دعویٰ کرتے تھے لیکن حب دنیا نے انہین ایسا اندھا کر دیا تھا کہ نبی زادہ کو قتل کر ڈالا - جناب امام نے جو خطبہ دونون صفون کے درمیان دیا وہ بڑا پراثر تھا مگر اوسنے

اون سنگدلون پر کچھ بھی اثر نہین کیا البتہ حضرت حُر بن یزید ریاحی آپکی طرف آن ملے اور اپنی جان قدمون پر فدا کر دی۔ جناب امام کے لوگون نے بڑی شجاعت اور دلیری سے مقابلہ کیا اور دنیا پر ثابت کر دیا کہ بنی ہاشم کے بازوؤن مین خدا نے بڑی طاقت دی ہے۔ جناب امام کو کبھی لڑنے کا اتفاق نہوا تھا اور یہ پہلی لڑائی تھی جو انہین لڑنی پڑی مگر الولد سر لابیہ اپنے والد ماجد حضرت اسد اللہ الغالب علی ابن ابی طالبؑ کی طرح اونکی شمشیر زنی بھی بہت ہی سخت تھی۔ فریق مخالف کے بہت سے آدمی مارے گئے۔ مگر ایک کی دارو دو مشہور ہے اور یہان بہتّر کے مقابلہ مین بہتر ہزار تھے آخر الامر جناب امام ہمام مع اپنے رفقا کے شہید ہوے۔ اعداء کے ظلم نے کوئی دودھ پیتا بچہ بھی نچھوڑا چونکہ خدا کو بی بی فاطمہ کی نسل کا منقطع کرنا منظور نہ تھا اسلئے حضرت علی ابن حسینؑ سے جنکا لقب امام زین العابدین ہے جناب امام حسین کی اولاد قایم رہی۔ جناب زین العابدین معرکہ کربلا مین بستر پر بیمار پڑے تھے اسلئے ظالمون کی تیغ بیدریغ سے محفوظ رہے۔ اس معرکہ جانسوز مین حضرت امام حسین کے اٹھاسی یا ایک سو چالیس ۱۴۰ آدمی کام آے۔

شامیون مین سے زیاد کا غلام یسار اور عبید اللہ کا غلام سالم نکلکے میدان جنگ مین آے اور پکارے۔ ہے کوئی جو ہم سے آگے لڑے۔ امام حسینؑ کی طرف سے عبد اللہ بن عمیر کلبی جو کوفہ سے معہ اپنی بیوی کے ادہر آن ملے تہے میدان مین آے۔ یسار و سالم نے کہا ہم تم سے نہین لڑتے ہمارے مقابلہ کے لئے زہیر بن القین یا حبیب بن مظاہر یا بریر بن حصیر کو بھیجو۔ حضرت عبد اللہ نے گرم ہوکے یسار کو للکارا کہ اے ولد الزنا زبان اپنی بند کر۔ تیر اسنہ اور ایسے لوگون کی برابری میری ہی تلوار تیرا سر اوڑانے کے لئے کافی ہے۔ یسار جھنجلا کے آگے بڑھا۔ اور حملہ کیا۔ عبد اللہ نے اوسکا وار خالی دیکے اپنی تلوار چلائی۔ تھوڑی دیر تک دونون مین لے دے ہوتی رہی سالم نے دیکھا کہ یسار کمزور ہے خود جھپٹا۔ حضرت عبد اللہ نے اوسے پاس بہی نہ آنے دیا اور یسار کو

واصل جہنم کرکے سالم کی طرف مخاطب ہوے۔ اوسنے آپ پر متواتر حملے کئے۔ عبداللہ اوسکے حملون کو بہی روکتے تھے اور خود بہی وار کرتے جاتے تھے۔ اسی ردوکد مین حضرت عبداللہ کے بائین ہاتھہ کی اونگلیان کٹ گئین اسپر بہی لپک کرجو ایک ضرب لگائی تو سالم کو اوسی جگہہ ٹھنڈا کر دیا یہ دیکہکے اونکی اہلیہ ام وہب لکڑی ہاتھہ مین لئے یہ کہتی ہوئی دوڑین۔ اے میرے پیارے شوہر میری جان تمپر فدا ہو رسول اللہ کے نواسہ پر اپنی جان تصدق کردو۔ حضرت عبداللہ ہتیرا کہتے تہے کہ تم واپس جاؤ مگر وہ نہ مانتی تہین اور یہی کہے جاتی تہین کہ نہین مین بہی ان مونڈی کاٹون سے لڑکے اپنی جان دونگی۔ آخر جناب امام سے نرہا گیا اور باآواز بلند فرمایا کہ تم دونون میان بیوی نے اہلبیت رسالت پر آج بہت بڑا احسان کیا ہے اللہ تمکو اسکا اجر نیک دیگا۔ اے ام وہب عورتین جہاد سے بری ہین تمہین خدا کی قسم تم واپس چلی آؤ۔ تمپر جہاد فرض نہین ہے ام وہب حسب الارشاد واپس چلی آئین۔

یہ حال دیکہکے عمرو بن الحجاج نے لشکر شام کے میمنہ کو لڑائی کے لئے ابھارا۔ اوسمین سے سوار آڑے نیزے کئے ہوے نکلے۔ جناب امام کے ساتھیون نے اونپر ایسے زور شور سے تیر برسائے کہ بہت سے واصل جہنم ہوتے اور باقی نوک دم بہاگے۔

اوسوقت ابن حوزہ لشکر مخالف سے "کیا تم مین حسین ہے کیا تم مین حسین ہے" کہتا ہوا آیا۔ کسی نے اوسکا جواب نہ دیا جب تیسری بار اوسنے یہی سوال کیا تو حضرت امام کے ہمراہیون مین سے کسی نے کہا۔ ہان ہان آپ تشریف رکھتے ہین۔ کہہ کیا کہتا ہے۔ ابن حوزہ بولا۔ اے حسین مین تجہے آتش دوزخ کی خبر دیتا ہون۔ آپ نے فرمایا اے ملعون تو جھوٹا ہے اور ہاتھہ اوٹھا کے جناب باری مین التماس کی اللھم حزہ الی النار یہ سنکے ابن حوزہ چاہتا تھا کہ حملہ کرے مگر اوسکا گھوڑا ایسا بگڑا کہ وہ سنبھل نہ سکا ایک پانوں تو اوسکا رکاب سے نکل گیا اور دوسرا اٹکا رہگیا گھوڑا

بھاگتا تھا اور ابن حوزہ کے سر کے ٹکڑے ہوتے چلے جاتے تھے یہانتک کہ تھوڑی دیر مین لاش کا بھی پتا نہ چلا۔ مسروق بن وایل حضرمی نے جو ابن حوزہ کے ساتھ لڑنے نکلا تھا جب یہ دیکھا تو ڈر گیا اور یہ کہتا ہوا بھاگا کہ مین اس خاندان سے ہرگز نہ لڑونگا اسکی بددعا مین بڑا اثر ہے۔

پھر عبدالقیس کا حلیف یزید بن معقل للکارتا ہوا میدان مین آیا اور جناب بریر بن حصیر کو اپنے مقابلہ کے لئے طلب کیا۔ حضرت بریر تشریف لائے۔ پہلے تو باتون باتون مین بحث ہوئی جب بریر نے اوسے لاجواب کر دیا تو یزید تلوار لیکے اونکی طرف جھپٹا۔ نہایت چستی و چالاکی سے دونون مین دو دو ہاتھ ہوئے۔ ابن معقل نے تلوار چھوڑ کے نیزہ چلایا بریر نے خالی دیکے ایک تلوار ایسی اوسکے سر پر رسید کی جو خود سے گذر کے مغز مین سرایت کر گئی۔ بریر اپنی تلوار نکال رہے تھے کہ رضی بن منقد عبدی نے جھپٹ کر اونپر وار کیا۔ ابن حصیر بھی اوس سے اولجھ گئے تھوڑی دیر تک دونون مین خوب داؤ گھات ہوئے آخر جناب بریر نے رضی کو گرا لیا۔ اوسکے سینہ پر چڑھکے اپنا خنجر کمر سے نکالتے تھے کہ کعب بن جابر ازدی نے لپک کے آپکی پشت پر نیزہ مارا اونہون نے اوسکی کچھہ پرواہ نہ کرکے کھڑا ہونا چاہا کہ کعب نے تلوار سے شہید کر ڈالا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

رضی اپنے کپڑے جھاڑ کے اوٹھہ کھڑا ہوا۔ کعب کی بیوی نے جو یہ حال دیکھا تو اپنے میان کو خوب صلواتین سنائین اور کہا۔ لعنت ہے تجھپر تو ابن فاطمہ کا دشمن ہے اور تو نے بریر کو شہید کر ڈالا جو سید القراء تھا۔ جا۔ تیرا منہ کالا ہو اب مین عمر بھر تیری صورت نہ دیکھونگی۔

ابن حصیر کی شہادت کے بعد عمرو بن قرظہ انصاری میدان مین آئے اور داد شجاعت دیکے شہید ہوئے۔ اونکا بھائی مخالفین کا جانب دار تھا حضرت عمرو بن قرظہ کی موت سے بہت رنجیدہ ہوا اور یہ کہتا ہوا لشکر شام سے نکلا کہ اے حسین کذاب ابن کذاب تو نے میرے بھائی کو ایسا گمراہ کیا اور بہکایا کہ وہ جانبر نہوا۔ جناب امام عالی مقام نے فرمایا۔ خدا نے تیرے بھائی کو تو راہ حق

دکھادی اور اوسے سیدھا بہشت مین بلالیا البتہ تو گمراہ ہے۔ وہ شخص یہ سنکے آپ سے باہر ہوگیا اور یہ کہتا ہوا میدان مین آیا کہ مین اگر تجھے نہ مارون تو خدا مجھے زندہ نہ رکھے۔ ہلال بن نافع مرادی نے اوسپر نیزہ مارا وہ زخمی ہوکے گر پڑا مگر اوسکے ہمراہی اوٹھا لیگئے اور علاج کرکے اوسے اچھا کرلیا

حُر بن یزید ریاحی نے جب ایسی حالت دیکھی تو امام ہمام سے جہاد کی اجازت حاصل کرکے غضبی شیر کی طرح میدان جنگ مین تشریف لائے۔ یزید بن سفیان اون سے لڑنے آیا جناب حُر نے ایک ہی ہاتھ مین اوسکا خاتمہ کردیا۔ ہلال سے مقابلہ کرنیکے لئے مزاحم بن حریث آیا اونھون نے بھی ایک ہی ضرب مین مزاحم کا ڈھیر کردیا۔ افواج شام نے جو اسطرح اپنے لوگون کو مرتے دیکھا تو لرز گئین اور ہر شخص جناب حُر اور حضرت نافع کے سامنے جانے سے کچیانے لگا۔ عمرو بن حجاج نے شامیون کو غیرت دلائی اور للکار کے کہا کہ اے بزدلو۔ اگر تم مین سے ایک ایک کی ہمت ان شیرون کے سامنے پست ہوتی ہے تو سب یکبارگی ان پر جا گرو۔ ابن سعد نے بھی مجبوراً اس رائے کو مان لیا۔ جناب امام مظلوم پکارے۔ اے ظالم ابن حجاج۔ یہ کیا غضب کرتا ہے دو بیکسون کے اوپر ہزارون کی چڑھائی۔ تو خدا کو کیسے منہ دکھائیگا۔ عمرو بن حجاج نے اسکا کچھ جواب ندیا اور فرات کی طرف سے اپنے بے انتہا ساتھیون کو لیکر حملہ کردیا اسمین حضرت مسلم بن عوسجہ شہید ہوئے۔

اسوقت شمر ذی الجوشن نے میسرہ کو لیکر حملہ کیا ہمارے غازیون نے بھی کلّہ بہ کلّہ جواب دیا۔ اگرچہ اونکی طرف صرف بتیس ۳۲ ہی سوار تھے مگر جدھر رخ پھیر دیتے تھے صفین کی صفین صاف ہوجاتی تھین اور لوگ منتشر ہوکے بھاگ کھڑے ہوتے تھے۔ سواران کوفہ جان چرانے لگے تو اونکے سردار عروہ بن قیس نے لڑائی کا رنگ بگڑتے دیکھکر ابن سعد کے پاس پیام بھیجا کہ ان مٹھی بھر آدمیون نے تمام فوج کے چھکے چھوڑا دئے ہین تیر اندازی کا حکم دیدیا جائے ورنہ یہ سب بھاگ جائینگے پس ابن سعد نے شیث بن ربعی کو حکم دیا کہ امام ہمام پر تیر برساؤ۔ شیث نے انکار کیا تو حصین بن نمیر

پانچسو تیر انداز اپنے ہمراہ لیکے تیر پھینکنے لگا یہان تک کہ امام ہمام کی طرف کے سب گھوڑے زخمی ہو کے مر گئے اور لوگ پیادہ پا ہی لڑنے لگے۔ دوپہر ہو چکی تھی اور لڑائی اوسی جوش وخروش کے ساتھ جاری تھی۔ باوجود کثرت کے مجال نہ تھی کہ فوج شام مین سے کوئی بھی ہمارے غازیون کے پاس پہنچ سکے یا اونپر حملہ کرے۔

آخر کار جب ابن سعد کا دم ناک مین آگیا تو چند لوگون سے کہا کہ حرم محترم کے خیمون پر حملہ کرو جناب امام کی طرف سے صرف چار آدمی اس حملہ کی روک کے لیے مستعد ہوئے۔ وہی چار ستون کے ستون کا ستھراؤ کرنے لگے۔ اب ابن سعد کو یہ سوجھی کہ خیمون پر دور ہی سے آگ برسائی جائے تو امام مظلوم باواز بلند پکارے۔ اے گروہ اشقیا۔ تم مجھ سے لڑتے ہو۔ یا عورتون اور بچون کو ستاتے ہو۔ ابن سعد تو یہ سُنکے خاموش ہو رہا مگر شمر بن ذی الجوشن خیمہ تک پہونچکے کہنے لگا کہ اگر مین اس خیمہ کو نہ جلادون تو مجھے دوزخ ہی کی آگ مین جلنا نصیب ہو۔ عورتین یکبارگی چیخکر باہر آگئین۔ امام حسین نے شمر کو ڈانٹا اور فرمایا کہ خدا تجھے جلائے۔ حمید بن مسلم اور شیث بن ربعی بھی شمر کو روکتے تھے مگر وہ نہین مانتا تھا اور آگے بڑھتا چلا جاتا تھا زہیر بن القین نے دس آدمی اپنے ہمراہ لیکر شمر کے ساتھیون پر حملہ کر دیا۔ ابو عزہ ضبابی اور بہت سے آدمی اوسکے مارے گئے باقی معہ شمر کے بھاگ گئے۔

یہ نماز ظہر کا وقت تھا۔ ابو ثمامہ صائدی نے امام ہمام کی خدمت مین التماس کی کہ حضور خاطر جمع رکھین۔ جب تک میرے دم مین دم ہے آپکا بال بیکا نہونے دونگا مگر ایسی دعا کیجیے کہ ہم یہ نماز پڑھکے مرین۔ آپنے اونہین دعا دیکے فرمایا ہان ہان یہ اول وقت نماز کا ہے تم شمر اور ابن سعد سے پکارکے کہو کہ ہمین اتنی مہلت دیدو کہ ہم نماز پڑھلین۔ ابو ثمامہ یا کسی اور نے یہ درخواست پیش کی۔ حصین بن نمیر بول اوٹھا کہ تم لوگون کی نماز خدا قبول ہی نہین کریگا حضرت حبیب ابن مظاہر

کو یہ سنکر غصہ آگیا۔ فرمانے لگے۔ اے سگ دنیا خدا آل رسول کی نماز تو قبول نہین کریگا تو پھر کیا تیری کریگا۔ حصین بن نمیر نے پیچ وتاب کھا کے حبیب کی طرف گھوڑا بڑھایا۔ جناب حبیب نے تلوار چلائی جو اوس شقی کے گھوڑے کے منہ پر پڑی اور گھوڑا پلٹ گیا۔ ابن نمیر منہ کے بل زمین پر آن رہا اوس کے ہمراہیون نے دوڑ کے اوسے اوٹھالیا۔ حضرت حبیب ابن مظاہر بڑی شجاعت اور دلیری سے لڑنے لگے۔ بنی تمیم مین سے بدیل بن صریم کو جو ایک بڑا بہادر اور سن چلا تھا آپنے قتل کیا۔ کسی دوسرے نے پیچھے سے نیزہ مارا آپ اوسکی طرف مڑتے تھے کہ حصین بن نمیر نے آپ کے تلوار ماری۔ حضرت حبیب گرے اور بنی تمیم مین سے کسی نے آپکا سر اوتار لیا۔

حضرت حبیب ابن مظاہر کے شہید ہوجانے سے جناب امام کو سخت صدمہ ہوا اور چاہا کہ مین خود لڑنے جاؤن مگر زہیر اور حُر نے دوڑ کے حضور کو پکڑ لیا۔ اور عرض کی کہ جب تک ہم زندہ ہین آپکو ہرگز نہ جانے دینگے۔ حضور نے اپنا ارادہ اونکے کہنے سے فسخ کر دیا۔

اب جناب حر بن یزید ریاحی اور حضرت زہیر بن القین نے لشکر شام پر حملہ کر دیا جب ایک لڑتے لڑتے فریق مخالف مین گھر جاتا تھا تو دوسرا بڑے زور شور سے حملہ آور ہوتا تھا اور اپنے ساتھی کو دشمنون کے غول مین سے نکال لاتا تھا۔ ذراسی دیر مین ان دونون شیرون نے بہتون کو تلوار کے گھاٹ دوزخ مین اوتار دیا۔ ابن سعد نے لڑائی کا یہ ڈھنگ دیکھکے اپنے لشکر کو ملامت کی۔ پیادون نے چارون طرف سے ہمارے دونون دلیرون کو گھیر لیا اور جناب حُر شہید ہو کے جنت کو سدھارے۔ اسی ہنگامہ مین ابو ثمامہ نے اپنے چچازاد بھائی کو جو لشکر اشقیا مین تھا مار ڈالا۔

اس عرصہ مین جناب امام اپنے ساتھیون کے ہمراہ صلواۃ الخوف پڑھ چکے تھے پھر لڑنے لگے مخالفین نے چارون طرف سے تیر برسانے شروع کیے۔ آپ کے ساتھی جانبازی کی خوب ہی خوب داد دیتے تھے۔ زہیر بن القین بے دھڑک لڑتے بھڑتے لشکر شام کے بادلون مین جا گھسے۔

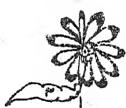
کثیر بن عبید اللہ شعبی اور مہاجر بن اوس لکایک اونپر ٹوٹ پڑے اور جناب زہیر کو شہید کر ڈالا۔

ہلال بن نافع بجلی نے اپنے تیرون کے پھلون کو زہر مین بجھا لیا تھا اور سب پر اونکا نام بھی لکھ لیا تھا اونہون نے بارہ ۱۲ آدمی شامیون کے مارے اور بہتسے زخمی کئے لیکن لڑائی مین بازو اونکا ٹوٹ گیا اسلئے گرفتار ہو گئے۔ شمر بن ذی الجوشن اونھین پکڑکے ابن سعد کے پاس لے گیا اوسوقت خون کا فوارہ اونکے چہرہ سے روان تھا۔ ابن سعد اونکی یہ حالت دیکھکے ہنسا۔ ابن نافع بولے۔ ہنستا کیا ہے۔ تیرے بارہ آدمی مارکے اور بہتسے زخمی کرکے آیا ہون اگر میرے بازو سلامت رہتے تو تجھے اور تیرے لشکر کو کوئین جھنکا دیتا اور کسی کی مجال نہ تھی کہ مجھے گرفتار کر لیتا۔ شمر نے جلکر اونکو شہید کر دیا۔

اسکے بعد شمر نے عام حملہ کیا جناب امام کے ساتھیون نے حملہ آورون کی کثرت اور اپنی قلت دیکھکے خیال کیا کہ ہم کسی طرح سید ابرار کو اعدا کے شر سے محفوظ نہین رکھہ سکتے اسلئے بہتر ہے کہ امام حسین کے سامنے لڑ بھڑکے اپنی جانین اونکے قدمون پر نثار کر دین پھر ہمارے بعد جو چاہی ہوا کرے

پس عروہ غفاری کے فرزند ارجمند عبد اللہ اور عبد الرحمن امام حسین کی خدمت مین ہاتھہ باندہکر حاضر ہوئے حضور سے اجازت جنگ لیکر میدان مین آے اور بڑی بہادری کے ساتھہ شہید ہوئے

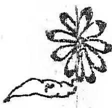
اونکے بعد سیف بن الحرث بن سریع اور مالک بن عبد بن سریع جو باہم چچازاد اور نیز اخیافی بھائی تھے روتے ہوئے حضور مین آے جناب امام نے بکمال دلداری دریافت فرمایا کہ تم روتے کیون ہو اللہ عزاسمہ عنقریب بہشت تمکو دیگا۔ سیف و مالک نے عرض کی حضور ہم اسلئے نہین روتے بلکہ ہمارے رونیکا یہ باعث ہے کہ ہم لوگ اپنی جانین گنوا کے بھی آپکو نہین بچا سکتے۔ جناب امام عالیمقام نے اونکی غمخواری کی تعریف کی اور اونہین دعائین دین۔ وہ دونون شیر کی طرح ڈکراتے ہوئے میدان جنگ مین آے لشکر شام نے ٹیڑی دل کیطرح اونکو چارون طرف سے گھیر کے شہید کر ڈالا۔



پھر حنظلہ بن اسعد شیبانی اشقیا کے سامنے آکھڑے ہوئے اور اونہیں بہت کچھ اونچ نیچ سمجھائی مگر کسی نے اونکی باتون کا جواب ندیا۔ جناب امام بولے۔ اے حنظلہ خدا تمپر رحم کرے یہ لوگ کسی کی نہ سنینگے یہ تو عذاب کے مستحق ہو چکے۔ حنظلہ یہ سنکے خاموش ہو رہے اور حضور سے اجازت لیکے درود پڑہتے ہوے میدان مین آئے۔ مخالفین نے چارون طرف سے گھیر کے تیر برسانے شروع کردئے اور حضرت حنظلہ جنت کو سدہارے۔

اب عابس بن ابی شبیب شاکری معہ اپنے خادم شوذب کے امام ہمام کی جناب مین حاضر ہوئے جنگ کرنیکی اجازت طلب کی اور میدان مین آئے۔ شوذب تو جاتے ہی شہید ہوئے۔ عابس نے للکارا۔ جسے شجاعت کا دعوی ہو وہ میرے سامنے آئے۔ لشکر شام مین ایک دوسرے کا منہ تکنے لگا کسی کی ہمت نہین پڑتی تہی کہ حضرت عابس کے سامنے آئے یہ دیکھکر ابن سعد پکارا۔ اے نامردو اور بزدلو۔ اگر تم مین سے کوئی ایک انکا مقابلہ نہین کرسکتا تو سب چارون طرف سے گھیر کر انہین مارڈالو یا ہر طرف سے تیر اور پتھر ہی پھینکنا شروع کردو۔ عابس نے یہ سنکے پہلے تو اونکی جنم مین تہوکا پھر تلوار ننگی کرکے شیر کی طرح پھر پڑے اور ذراسی دیر مین مارمارکے اپنے اردگرد سے سبکو بھگادیا۔ آخر سارے لشکر نے یورش کرکے تیرون نیزون سے آپکو شہید کرڈالا۔

روایت ہے کہ جناب امام کے ساتھیون مین سے جو سب سے پہلے لڑے اور سب سے پہلے شہید ہوئے وہ ابوالشعثاء کندی یعنی یزید بن ابی زیاد تھے۔ اونکا حال اسوقت بیان کیا جاتا ہے یہ صاحب ابن سعد کے مصاحبون مین سے تھے۔ جب اونہون نے دیکھا کہ ان دونون فریقون مین صلح ہونا ممکن نہین اور شامی ضرور بالضرور جناب امام کو شہید کرینگے تو وہ لشکر مخالف سے الگ ہوکے امام حسینؑ کی خدمت مین چلے آئے اور امام مظلوم سے اجازت لیکے میدان مین گئے۔ اونہون نے دشمنون کو سو تیر مارے جنمین سے پانچ نے بھی خطا نہ کی۔ جو تیر چلاتے تہے جناب امام فرماتے



جاتے تھے کہ اللہ تمہارے بازوؤن مین زیادہ قوت عطا کرے اور اسکے صلہ مین تمہین بہشت دے
غرضکہ سب سے پہلے حضرت یزید نے بڑی بہادری اور ناموری کے ساتھ اپنی جان امام پر قربان کی
سب کے بعد سوید بن ابی المطاع خثعمی شہید ہوئے۔ اب اعوان وانصارین سے کوئی نرہا۔
عزیزون اور قریبون کی باری آگئی۔

حضرت ابی طالب کی اولاد مین سے سب سے پہلے علی الاکبر بن حسین والد بزرگوار سے اجازت لیکر میدان مین آے۔ انکی مان کا نام لیلی بنت ابی مرہ بن عروہ بن مسعود ثقفی تھا۔ اونہون نے کمال شجاعت سے متواتر حملے کئے اور تین چار دفعہ مخالفین کو پسپا کر دیا مگر مرہ بن منقذ عبدی نے پیچھے سے جو نیزہ مارا تو منہ کے بل گر پڑے اور لوگون نے دوڑ کے آپ کے ٹکڑے کر ڈالے امام حسین نے اونکی لاش کو اوس خیمہ کے سامنے لاکے رکھدیا جسکے آگے لڑائی ہو رہی تھی۔

عبداللہ بن مسلم کی پیشانی پر عمرو بن صبیح صیدانی نے تیر مارا وہ سر پکڑکے بیٹھہ گئے ابھی سنبھلنے نہ پاے تھے کہ ابن صبیح نے دوسرا تیر مارا اور جناب عبداللہ جنت کو سدھارے۔

پھر چارون طرف سے ہلّا ہوگیا۔ عون بن عبداللہ بن جعفر کو عبداللہ بن قطبہ طائی نے۔
عبدالرحمن بن عقیل بن ابی طالب کو عثمان بن خالد بن اسیر جہنی اور بشر بن سوط ہمدانی نے
اور جعفر بن عقیل کو عبداللہ بن عروہ خثعمی نے شہید کیا۔

اب جناب قاسم بن الحسن بن علی شمشیر بکف تشریف لاے۔ عمرو بن سعد بن نفیل ازدی نے پیچھے سے تلوار ماری۔ حضرت قاسم "یا عماہ" کہکے منہ کے بل زمین پر گر پڑے جناب امام حسین نے دوڑ کر عمرو پر تلوار چلائی۔ اوسکا ہاتھ کہنی پر سے صاف اوڑ گیا اور وہ بھی چیخ مار کے زمین پر گرا کوفہ کے سوار اوسے بچانے کو دوہر لپکے مگر وہ گرد و غبار اوڑا کہ اندھیرا ہوگیا کچھہ دکھائی نہین دیتا تھا۔ اوسی طوفانِ بے تمیزی مین اونہین کے گھوڑون نے عمرو کی لاش کو روند کے آٹا کر دیا۔

اودھر جناب قاسم شہید ہوچکے تھے امام فلک مقام اونکی لاش کو اوٹھا لاے اور اہلبیت کی لاشوں کے پاس رکھدیا۔

اسکے بعد دونوں طرف تھوڑی دیر کے لیے سکوت ہوگیا۔ حضرت امام ہمام بھی چپ چاپ ٹہلتے رہے۔ کسی کو جرات نہ تھی کہ حضور کی طرف بڑھے۔ آخرکار بنی کندہ میں سے مالک بن نسیر نے آپ کے سرمبارک پر تلوار ماری جس سے خفیف سا زخم آیا اور خود خون سے بھرگیا آپ نے اوسے اوتار کے پھینکدیا۔ مالک بن نسیر اوس خود کو اوٹھا لے گیا۔

اسوقت آپ نے اپنے صاحبزادہ عبداللہ کو بلا کے گود میں بٹھا لیا اور پیار کرنے لگے بنی اسد کے ایک آدمی نے تیر مارا جو بچہ کے گلے میں دوسار ہوگیا اور حضرت عبداللہ کوثر کو سدھارے۔

اب پھر لڑائی ہونے لگی۔ ابوبکر بن حسین بن علی کو عبداللہ بن عقبہ غنوی نے تیر سے شہید کیا۔ عباس بن علی نے اپنے بھائیوں عبداللہ و جعفر و عثمان کو للکارا کہ دیکھتے کیا ہو میدان میں جاؤ۔ تینوں بھائیوں نے خوب ہی خوب بہادری دکھائی مگر اوس جم غفیر سے جان بچانا محال تھا۔ ہانی بن ثبیت حضرمی نے عبداللہ و جعفر کو شہید کیا۔ خولی بن یزید اصبحی نے عثمان بن علی پر حملہ کیا۔ آپ خالی دیکے اوسپر وار کیا چاہتے تھے کہ بنی ابان بن دارم میں سے کسی نے پیچھے سے ضرب لگائی اور حضرت عثمان گر پڑے۔ اوسنے سینہ پر چڑھکے سر اوتار لیا۔ اوسی قبیلہ میں سے ایک آدمی نے محمد بن علی بن ابی طالب کو شہید کیا۔

اسوقت جناب امام حسین پیاس کی شدت سے بیچین ہوکے لڑتے ہوئے فرات پر پہونچ گئے چاہتے تھے کہ سوکھے ہوئے گلے کو ایک گھونٹ پانی سے تسکین دیں کہ حصین بن نمیر ظالم نے تاک کے ایک تیر حضور کے منہ پر مارا۔ آپ نے تیر نکالکے الگ ڈالدیا اور ہاتھ سے خون صاف کرنے لگے۔ اور فرمایا۔ بارالہا۔ دیکھہ یہ لوگ تیرے نبی کے نواسہ کے ساتھہ کیا کر رہے ہیں۔

اب شمر بن ذی الجوشن ایک تازہ چال چلا یعنی دس بیس آدمی اپنے ساتھ لیکر امام ہمام کے خیمہ کی طرف چلا۔ آپنے فرات کی طرف سے مڑکے اونہیں ڈانٹا۔ دیکھو یا شیعۃ الشیطان یعنی اے گروہ شیطان لعنت ہے تمپر۔ تم نے دین وایمان سے تو ہاتھ دہو ہی لئے تھے اور خیال آخرت کو طاق پر رکھدیا تھا اب شرافت کو بھی اپنے پاس سے رخصت کئے دیتے ہو۔ عورتون اور بچون نے تمہارا کیا لیا ہے جو اونکے ستانے کا ارادہ کرتے ہو۔ جب کسی نے آپکے فرمانے پر توجہ نہ کی تو آپ تلوار کھینچکے اون لوگون کی طرف لپکے۔ شمر نے اپنے پیادون عبدالرحمن جعفی۔ قثم بن نذیر جعفی۔ صالح بن وہب یزنی۔ سنان انس نخعی۔ خولی بن یزید اصبحی وغیرہ کو للکارا۔ اون سبنے جناب امام کو چارون طرف سے گھیر لیا مگر حضور جسطرف رخ کرتے تہے لوگ نوکدم بہاگجاتے تہے ۔ ایک دوسرے پر گرے پڑتے تھے اور پہر چارون طرف سے جمع ہو کے حملہ کرتے تھے۔ یہ غل شور حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے کان مین جو پہونچا تو آپ یہ کہتی ہوئی خیمہ سے باہر نکل آئین۔ یہ آسمان ٹوٹ کیون نہین پڑتا اور زمین پہٹ کیون نہین جاتی۔ اتفاقاً عمرو بن سعد جناب زینب کے سامنے اوسوقت آگیا۔ آپنے اوس سے فرمایا کیون ابن سعد ابو عبداللہ الحسین تو آج اس بیکسی اور مصیبت سے قتل کئے جایئن اور تو دیکہتا ہو۔ یہ سنکر ابن سعد کا کلیجہ منہ کو آگیا۔ زار وقطار رونے لگا۔ ڈاڑہی آنسوؤن سے بہیگ گئی مگر اوسنے آپکی طرف سے منہ پہیر لیا۔ حضرات ناظرین! مظلومیت اسکا نام ہے کہ پتہر بھی رونے لگے۔ ہم اور آپ تو مضغہ گوشت ہین کیون نہ روئین۔

جناب امام حسین بڑی دلیری سے اون پر حملہ کرتے تھے۔ اپنے پرزور حملون سے پیادون کی صفین کی صفین پلٹ دیتے تھے اور فرماتے تھے۔ اب بھی سمجھ جاؤ مجھے قتل نہ کرو ورنہ خونریزی کا دروازہ تم مین کھلجائیگا اور میرے خون کا بدلہ تم سے بری طرح لیا جائیگا۔ لیکن وہان کون سنتا تھا

سب ستمگاری پر آمادہ تھے - آپ اونکے حملون سے بچتے ہوئے داد شجاعت دیتے تھے اور مخالفین مین سے ہر ایک آپ کے قتل سے جی چُراتا تھا اور یہی چاہتا تھا کہ کسیکے ہاتھہ سے آپ شہید ہون کوئی دوسرا ہی اس نامعقول حرکت کا مرتکب ہو - شمر اپنے لوگون کی یہ حالت دیکھکے چلّا اوٹھا - افسوس ہے تم لوگون پر تم سے ایک ایسا شخص نہین مارا جاتا جو جان بلب ہے اور بسمل انہ حرکتین کر رہا ہے - تم لوگ اپنے نام اور خاندان کو کیون مٹی مین ملاتے ہو - یہ سنکے چند لوگون کے خون مین جوش آگیا - سوارون نے تو تیر چلانے شروع کئے اور پیادے تلوارین سونت سونت کے آگے بڑھے - زرعہ بن شریک تمیمی نے پہلے حضور کے بائین بازو پر پھر شانہ پر تلوار لگائی آپ ان زخمون کے صدمہ سے سنبھلنے نہ پائے تھے کہ سنان بن انس نخعی نے بڑھکے نیزہ مارا حضور زمین پر گرے - خولی بن یزید اصبحی سر کاٹنے کے ارادہ سے امام عالی مقام کے پاس گیا مگر اوسکے سارے بدن پر لرزہ طاری ہوگیا اور سنان بن انس نے بڑھکے سر مبارک تن انور سے جدا کر لیا - جسم مبارک پر علاوہ تیرون کے زخم کے تینتیس ۳۳ زخم نیزہ کے اور تینتالیس ۴۳ تلوار کے تھے پھر ابن سعد کے حکم سے دس یا بیس سوارون نے حضور کے لاشہ کو گھوڑون کے سمون سے پامال کیا - لشکر نے سارا مال واسباب یہان تک کہ عورتون کے سرون کی چادرین تک لوٹ لین بارہ ۱۲ آدمی جو اہلبیت نبوی مین سے عورت اور بچے باقی رہگئے تھے اونکو اسیر ستم کر لیا -

شمر بن ذی الجوشن نے علی بن الحسین یعنی حضرت امام زین العابدین کو بھی قتل کرنا چاہا تھا مگر حمید بن مسلم نے اونہین بچا لیا - انکے سوا دو آدمی اور بھی بچ رہے - اول مرقع بن ثمامہ اسدی جو جناب امام حسین کی طرف سے لڑ رہے تھے بہت سے زخم تیرون کے کھائے پھر بھی لڑنا نہ چھوڑا جب اونکی قوم کو یہ حال معلوم ہوا تو وہ ابن سعد سے اجازت لیکر اونکو زبردستی میدان جنگ سے اوٹھا لے گئے اور علاج کر کے اونکو اچھا کر لیا - دوسرے جناب امام ہمام کی بیوی

ربابِ بنت امراء القیس کلبیہ کے آزاد غلام عقبہ بن سمعان بچ رہے تھے - ابن سعد نے جب اونہیں گرفتار کیا تو اونہوں نے کہدیا کہ مین غلام ہوں اسلئے چہوڑ دئے گئے پس یہ نہ سمجہا جاسے کہ حال کہنے والا کوئی رہا ہی نہ تہا -

ابن سعد سبکو دفن کرکے کوفہ چلا گیا - اپنے ہمراہ عورتوں اور حضرت زین العابدین کو بھی لیتا گیا - کوفہ سے ابن زیاد نے ان لوگوں کو یزید کے پاس دمشق روانہ کیا - ان عورتوں کے ساتہہ سوائے اسکے کہ وہ لونڈیاں تو نہیں بنائی گئیں اور کسی طرح کی رعایت نہیں کی گئی - ان دکہیاریوں اور آفت زدیوں کے ساتہہ آگے آگے امام حسین کے سر کا نیزہ پر ہونا اور بھی آفت بالائے آفت تہی بیچاری ہر وقت پیٹتے پیٹتے اور روتے روتے مری جاتی تہیں مگر کوئی اونکی فریاد کو نہیں پہنچتا تہا - یہ نہایت سخت واقعہ ہوا ہے - حضرت زین العابدین جب تک زندہ رہے اسے نہ بہولے باپ کے غم مین دن بہر روزہ رکہتے اور شام کو جب پانی سامنے لایا جاتا تو اتنا روتے تھے کہ کٹورہ آنسوؤں سے چہلک جاتا تہا - اوسے کیسے صبر آسکتا ہے جسکا بہرا گہر دو پہر مین ایسی بیدردی سے ذبح کرکے آنکہوں کے سامنے خالی کر دیا جاے -

ابن زیاد آنحضرت کے وقت مین اگرچہ خیانت کا مرتکب ہو چکا تہا مگر جناب علی مرتضی رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت مین اوسے پہر عامل کردیا - کمبخت نے باپ کے احسان کا بیٹے کو ایسا بدلہ دیا جسے دنیا ہمیشہ یاد رکہیگی - اس دنیاے مکارہ کی غداریاں عجیب و غریب ہیں اونکو کہاں تک رویا جاے ہر قدم پر کسی اوستاد کا یہ شعر تصویر بنکے سامنے آکہڑا ہوتا ہے -

بہاگ ان بردہ فروشوں سے کہاں کے بہائی
بیچ ہی ڈالیں جو یوسف سا برادر ہووے

شرح اس اجمال کی یہ ہے کہ شمر بن ذی الجوشن جسکا نام معرکہ کربلا کے ساتہہ یزید و ابن سعد اور ابن زیاد سے بہی زیادہ کہل مل گیا ہے اور جو زبانزد ہر خاص و عام ہے جناب علی مرتضی کا سالا

اور حضرت عباس علمبردار کا حقیقی ماموں تھا۔ صد ہزار لعنت بر دولت و ثروت دنیا۔ جسکے سبب سے ماموں نے اپنے حق پرست بھانجوں کے گلے کٹتے دیکھے اور بہن کی مامتا پر ذرا ترس نہ کھایا۔

روایت ہے کہ جب امام عالی مقام کے لشکر مین سے پچاس سے زیادہ آدمی شہید ہو چکے تو دنیا آپکی آنکھوں مین سیاہ ہو گئی اور ایک نعرہ مارا کہ کوئی ہے جو اس مصیبت اور بیکسی کیوقت مین خدا کیواسطے مدد کرے اور دشمنوں کے ظلم سے رسول اللہ کے اہلبیت کو بچاے یہ سنتے ہی جناب حُر ابن یزید ریاحی اپنے بھائی۔ بیٹے۔ غلام اور تیس آدمیوں کو ساتھہ لیکے لشکر ابن سعد سے جدا ہوے اور جناب امام سے آملے اور حضور سے التماس کی کہ مین آپ پر جان قربان کرنے کو حاضر ہوا ہوں۔ جب دشمن سامنے آے۔ تو حُر نے بڑھکے اونھیں للکارا کہ اے اہل کوفہ۔ تم پر افسوس ہے تمنے رسول اللہ کے اہلبیت کو اپنے شہر مین بلا کے تنگ کیا اور اونکو پرندوں اور چرندوں سے بھی کمتر سمجھکے قید کر لیا ہے کیا معنی کہ فرات کا پانی کافر اور دام و دد تو پیتے ہین مگر نبی زادوں کو ایک قطرہ آب میسر نہین اسکا جواب تو نہ ملا مگر شمر ذی الجوشن نے بڑھکے ایک تیر جناب امام حسین کے خیمہ مبارک پر پھینکا۔ ملازمان امام ہمام اوسوقت حضور کے خیمہ سے آگے نہ بڑھے اسلئے صرف ایک خفیف سی لڑائی ہوئی اوسکے بعد اگلے زمانہ کے رواج کے مطابق ایک کے مقابلہ مین ایک اُترا رہا۔ چونکہ جناب امام حسین کے ساتھی بڑی شجاعت سے لڑے اسلئے اسمین فریق ثانی ہی کا بڑا نقصان ہوا۔

نماز ظہر کیوقت فریقین جدا ہو گئے اور جناب امام حسینؑ نے صلوۃ الخوف پڑھی۔ نماز کے بعد پھر دشمنوں ہی کی طرف سے تیر آیا اور لڑائی شروع ہوئی۔ لشکر امام کا ایک ایک بہادر کام آیا اور حضور تنہا رہگئے اسپر بھی کسی کی ہمت نہ تھی کہ آپکے گرد پھٹکے۔

اتنے مین خیمہ مبارک سے جو شیر خوار صاحبزادہ جناب علی اصغر کے رونے کی آواز حضور کے

کان مین پہونچی اور اونکی والدۂ ماجدہ کی یہ بین سنی۔

| | | | |
|---|---|---|---|
| بن پانی مرا بچہ اب جی سے ہراساہے | | مالک لب کوثر کے پوتا تڑپیا ساہے | |

بچہ منہ کو آنے لگا اور خیمہ مین جا کے اوس گلاب کے پھول کو گود مین لے باہر نکل آے اور ندا کی اے لوگو۔ اس شیر خوار پر تو رحم کرو ایک قطرہ پانی مین اسکی جان بچ جائیگی تین دن کی بھوک پیاس مین اسکی مان کے دودھ بھی نہین رہا ہے جو اس بےزبان کا حلق تر ہو۔ مگر حیف صد حیف جب قلب سیاہ ہوجاتے ہین تو کچھ نہین سوجھتا۔ ایک تیر لشکر مخالف سے آکے ٹھیک علی اصغر کے گلے مین دوسار ہوگیا یہ تیر حرملہ کا تھا۔ بچہ نے سانس بھی نہ لی یہ دیکھکر جناب امام کے جسم مبارک پر لرزہ طاری ہوگیا اگرچہ نہایت صابر وشاکر تھے مگر زہا گیا اور شہزادہ کا خون چلّو مین لیکر آسمان کی طرف پھینکا اور عرض کی۔ "اے خدا۔ اس معصوم کے خون کا بدلہ ان ظالمون سے لے" اسی طرح جب آپکے بھتیجے حضرت قاسم رضی اللہ عنہ شہید ہوئے ہین تو عنان صبر وقرار حضور کے ہاتھ سے جاتی رہی تھی۔ ایک انگلی کے اشارہ سے اشقیاء کی ایک صف کو بے سر کردیا۔ پھر خیال آیا کہ یہ سب لوگ میرے نانا کی ہی ضعیف امت ہین۔ غیر نہین۔ اسلئے ہاتھ روک کر آسمان کی طرف دیکھا اور صبر کیا۔

| | | | |
|---|---|---|---|
| یار کا پاس نزاکت دل ناشاد رہے | | نالہ رکتا ہوا تھمتی ہوئی فریاد رہے | |

اتنے مین جناب زینب رضی اللہ عنہا نے بھائی کو تن تنہا اعدا کے نرغہ مین جو گرفتار دیکھا تو پروانہ وار اوس شمع شبستانِ نبوی کی طرف یہ فرماتی ہوئی دوڑین کہ قاتلانِ خاندان نبوت کو خدا غارت کرے۔ شمر لعین نے جو یہ حالت دیکھی تو سمجھا کہ حضرت زینب کو اس بدحال سے نکلتے دیکھکر میری طرف والے برگشتہ نہو جائین اسلئے غل وشور اور گڑبڑ فوج مین مچادی اور کسی کو اونکی طرف متوجہ نہونے دیا۔

روایت ہے کہ جب حضرت علی اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ شربت شہادت نوش فرما چکے تو جناب امام زین العابدین عصا تھامکے حضرت امام عالی مقام کی خدمت مین حاضر ہوئے اور التماس کی۔ اے والد بزرگوار۔ اب میری باری ہے مجھے حکم ہو تاکہ مین بھی درجہ شہادت حاصل کرون اور اس دولت عظمےٰ سے محروم نرہون۔ جناب امام یہ سنکر آنکھون مین آنسو بھر لاے اور فرمایا۔ اے جان پدر۔ اب کیا تمہارا یہ ارادہ ہے کہ میرے بعد کوئی میرا نام لیوا اور پانی دیوا نرہے بیٹا صبر کرو تم ہی بقیۂ آل عبا اور یادگار محمد مصطفےٰ ہو۔ اگر تم بھی خدانخواستہ جان سے جاتے رہے تو رسول اللہ کی نسل دنیا سے بالکل اوٹھ جائیگی تمکو ابھی بہت کچھ دیکھنا ہے صبر اور شکر کئے بیٹھے رہو۔ پاے استقلال کو جادۂ راستی سے ڈگنے ندینا یہ فرماکر حضرت زین العابدین کو پھر خیمہ مبارک مین بھیجدیا۔

جناب امام کے سب ساتھی اس معرکہ جانگاہ مین شہید ہوگئے۔ اون مین سترہ آدمی بنی فاطمہ سے تھے۔ فریق ثانی کے اٹھاسی آدمی مقتول اور بہت سے زخمی ہوئے۔

اگرچہ ابن سعد نے منع کیا تھا مگر پھر بھی حضور کا مال و اسباب مال غنیمت کی طرح لوٹا گیا شمر لعین سر مبارک لیکر کوفہ روانہ ہوا۔ وہان پہونچتے پہونچتے شام ہوگئی قلعہ کا دروازہ بند ہوچکا تھا اسلیئے رات بھر اوسنے سر کو اپنے گھر رکھا۔ شیخی مین آکے اپنی بہادری کی یہ نشانی اپنی بیوی کو دکھائی وہ بجاے اسکے کہ خوش ہوا پنے خاوند کو تھوڑا تھوڑا کرنے لگے کہ اے کمبخت مرد ہو کے کیون تیری مت ماری گئی تھی کہ رسول اللہ کے خاندان کا ستیاناس کردیا۔ اسکا نتیجہ تیرے حق مین کبھی اچھا نہوگا۔

جب کوئی دشمن صف مخالف سے لڑنے کو آتا تو سب سے پہلے جناب امام حسین کا دریاے شجاعت جوش زن ہوتا اور آپ چاہتے کہ مین بڑھکے اسکی خبر لون۔ رفقا سدراہ ہوجاتے آپکو

جانے نہ دیتے اور عرض کرتے کہ یا امام جب تک ہم مین سے ایک کی بھی جان باقی ہے۔ آپکو میدان جنگ مین نجانے دینگے اور ساتھیون مین سے کوئی جا کر اوس سے دوچار ہوجاتا۔

لشکر اعدا سے جو آدمی مستعد جنگ ہوکر سامنے آتا اوسے انصار و مددگار حسین کُتّے کیطرح مار لیتے تھے۔ پس مخالف سمجھہ گئے کہ رفقاے حسین مستعد جنگ ہین اپنی جان اونکو عزیز نہین اگر ہم ایک کا مقابلہ ایک سے کرینگے تو کبھی ان سے عہدہ برآ نہ ہوسکینگے اور امام کا ایک ہی آدمی ہم سبکو بس ہے۔ پس بعد صلاح و مشورہ یہ ہونے لگا کہ امام ہمام کے ایک آدمی کے مقابلہ مین دس دس بیس بیس آجاتے اور چارون طرف سے تیر و تبر کی بارش کرنے لگتے۔ خوف جان سے ایک بھی پاس نہ آتا اسطرح سے اوسے شہید کرڈالتے یہانتک کہ پچاس انصار سے زیادہ شہید ہوگئے اور فقط اعزا و اقرباے امام باقی رہگئے۔ اوسوقت جناب امام ہمام نے غضب خدا کی آگ لشکر اعدا مین شعلہ زن دیکھی۔ رحمۃ للعالمین کے نواسہ تھے۔ رحم آگیا کہ کہین کوئی آدمی بیکس ذیل کا لشکر مخالف مین نہ رہجاے اسلئے اتمام حجت کے لئے پھر آپنے ایک دردناک نعرہ بلند کیا کہ ہے۔ تم مین کوئی ایسا جو اہلبیت نبوت کی اس مصیبت کو دفع کرے۔ رحمت ایزدی جوش زن ہوئی یعنی حُر بن یزید ریاحی جو ہزار سوار کے ساتھہ پہلے آپکو روکنے اور گرفتار کرنے کو بھیجاے گئے تھے اپنے گھوڑے کو کودا کر فوج اشقیا سے باہر نکل آے۔ اونکے ساتھہ اونکا ایک بھائی ایک بیٹا اور ایک غلام آزاد بھی تھا۔

روایت ہے کہ اسوقت آفتاب دائرہ نصف النہار سے گذر چکا تھا اور اول وقت ظہر کی نماز کا تھا۔ جب تک حضور پشت زین پر رہے کسی کی مجال نہوئی کہ پاس پھٹکے بلکہ حضور کے تیر کی زد پر بھی کوئی نہین آسکتا تھا دوسرے جو کارروائی حضور کے ساتھہ ہوسکتی تھی وہی کیجاتی تھی یعنی اشقیا تیر یا تبر اور وہ اسلحہ آپ کے لگاتے تھے جو بہت فاصلہ سے لگا سکتے تھے۔ یہان تک کہ جسم

مبارک پر زخمون سے اتنی بھی جگہہ باقی نہ رہی کہ تل رکھہ لیا جاسے۔ باوجود اس حال کے کوئی
جراءت نہین کرسکتا تھا کہ پاس پہونچکے تلوار کی ضرب حضور پر لگاسے۔ اوسوقت شمر ملعون نے اپنے
آدمیون سے کہا کہ اے لوگو۔ زوف ہے تمہاری نامردی پر۔ ایک اکیلا آدمی وہ بہی زخمون سے چور
اور تمہین یہ ہمت نہین ہوتی کہ اوسے قتل کرو۔ لیکن کسی نے بہی آپکی طرف رخ نہین کیا۔ آخر شس
ایک شقی نے تاک کے ایک تیر آپکے حلق پر مارا کہ پار ہوگیا اور حضور شہید ہوکے گھوڑے سے زمین
پر آگئے۔ شہادت کے بعد شمر لعین نے ایک ضرب تلوار کی آپکے چہرۂ اقدس پر لگائی۔ سنان بن
انس نخعی نے آکے ایک نیزہ مارا یہ حال دیکھکے نفر بن خرشہ تلوار لیکر سر کاٹنے کے ارادہ سے پاس آیا
مگر اوسپر ایسا خوف غالب ہوا کہ ہمت نہ پڑی اور خولی بن یزید نے گھوڑے سے اوتر کے خنجر ظلم سے
سر مبارک کو تن اطہر سے جدا کرلیا اور اپنا منہ دونون جہان مین سیاہ کیا۔

جب جسم اطہر حضرت امام کا زخمون کی کثرت سے چور چور ہوگیا اور اتنے زخم لگے جنکا شمار ممکن
نہ تھا۔ اوسوقت حضور پشت زین سے روے زمین پر آسے اور روضہ رضوان کی راہ لی۔ حوران
بہشتی کو اپنے جمال جہان آرا سے منور فرمایا انا للہ وانا الیہ راجعون۔

پہلے تو سید بیکس کا سر تیغ بیداد سے کاٹا گیا پھر قیس بن اشعث نے حضور کا پیراہن جسم
نازنین سے اوتارا اور حبیب بن ہذیل نے آپکی تلوار لی۔ شمر نے چاہا کہ امام زین العابدین کو قتل
کرے لیکن کسی نے اوسکا ہاتھہ پکڑ کے کہا کہ اے بیرحم۔ بیدین مسلمان لوگ کافرون کے بچون کو
بہی قتل نہین کرتے اور تو امیر المومنین کے مریض بچہ پر بہی رحم نہین کھاتا ذرا تو گریبان مین منہ
ڈالکے دیکھہ کہ تو کون ہے اور یہ کون ہے۔ خدا سے ڈر اور اس حرکت مذموم سے باز آ۔ شمر بولا
ابن زیاد کا یہی حکم ہے کہ آل مصطفے مین سے کسی کو زندہ نہ چھوڑیو۔ یہ سنکر وہ بولا۔ آخر یہ سب
ابن زیاد ہی کے پاس جائینگے وہ جو چاہیگا ان بیچارون کے ساتھہ کریگا تجھے کیا کام ہے

جو ایک بیمار بچہ کے خون مین اپنے ہاتھہ رنگتا ہے۔ غرضکہ ایسے ایسے ظلم وستم کے بعد اشقیاے بیدین اہلبیت اطہار کو شتران بے پردہ اور بے کجاوہ پر سوار کرکے کوفہ روانہ ہوئے۔

ابن سعد نے سر اقدس اور اسیران اہلبیت کو بشیر بن مالک اور خولی بن یزید کے ساتھہ ابن زیاد کے پاس کوفہ بھیدیا اوس نے سر اقدس کو نیزہ پر رکھکے اور بیبیون اور بچون کو شتران بے ہودج پر سوار کراکے کوفہ کے تمام بازارون مین تشہیر کرایا۔ افسوس صد ہزار افسوس۔

پھر شمر ذی الجوشن سر امام اور اہلبیت کو فوج کثیر کے ساتھہ لیکر دمشق پہونچا۔ یزید نے اسکی خوشی مین دربار عام کیا اور حکم دیا کہ سب امرا و غربا اور اہل شام جمع ہون۔ اوسی مجمع عام مین سر اقدس حضرت حسینؓ مظلوم اور اونکے اہلبیت اوس خبیث کے سامنے لاے گئے وہ مردود بوسہ گاہ رسالت پناہ یعنی لب اقدس حسینؓ پر لکڑی مارتا تھا اور حضرت زین العابدین رضی اللہ عنہ سے کہتا جاتا تھا کہ تیرے باپ نے میرا حق نہین پہچانا اور میرے ملک خداداد کا دعوی کرنا چاہا اوسکا یہ نتیجہ ہوگا اب تو مختار ہے جہان چاہے چلا جا۔ پھر حضرت ممدوح کی درخواست کے بموجب آپکو مع اہلبیت کے پالان خشک کے اونٹون پر مدینہ روانہ کردیا۔ چند روز کے بعد امام مظلوم کا سر بھی اونکے پاس بھیجدیا حضرت زین العبا نے کفن دیکے دادی صاحبہ کے مزار پُر انوار کے پاس دفن کردیا یہان کربلا مین گرد و نواح کے گانوں (موضع غاضریہ) والون نے تیسرے دن جمع ہوکے ایک بڑی قبر مین تو اور شہداے کربلا کو دفن کیا اور جدا قبر مین جناب امام کے تن اقدس کو مدفون کردیا۔ اوسوقت امام مظلوم کا سن شریف چھپن ۵۶ برس چند ماہ کا تھا۔

علاوہ دیگر احباب اور اعوان کے جناب امام حسینؓ کے عزیزون مین سے حضرات ذیل کربلا مین شہید ہوئے۔

۱۔ حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ کے چھہ صاحبزادے۔

حضرت عباسؑ علمبردار۔ حضرت عثمانؑ حضرت عبداللہؑ حضرت جعفرؑ یہ چاروں صاحب ام البنین بنت حرام کے بطن سے تھے۔ حضرت محمدؑ ام الولد سے۔ ابوبکرؑ جو لیلیٰ بنت مسعود دارمیہ سے تھے۔

۲۔ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے چار صاحبزادے۔

حضرت ابوبکرؑ حضرت عمرؑ حضرت قاسمؑ۔ حضرت عبداللہؑ۔

۳۔ جناب امام حسین رضی اللہ عنہ کے دو صاحبزادے۔

حضرت علی اکبرؑ۔ حضرت علی اصغرؑ الملقب بہ عبداللہ۔

۴۔ حضرت عبداللہ ابن حضرت جعفر بن ابی طالب کے دو صاحبزادے جناب زینب کے بیٹے محمدؑ و عونؑ

۵۔ حضرت عقیل بن ابی طالب کے تین صاحبزادے۔ جعفرؑ۔ عبدالرحمٰنؑ۔ عبداللہؑ۔

۶۔ حضرت محمد بن عقیل کے تین صاحبزادے۔

حضرت عبداللہؑ۔ حضرت عبدالرحمٰنؑ۔ حضرت جعفرؑ۔

۷۔ حضرت عبداللہ بن مسلم بن عقیل۔

۸۔ حضرت محمد بن ابی سعید بن عقیل۔

یہ سب نام بائیس ۲۲ ہوئے انکے علاوہ ایک خود جناب امام ہمام اور تین حضرت مسلم اور اونکے دونوں صاحبزادے یعنی کُل ۲۶۔ آدمی ایک گھر کے کربلا کے نیگ لگے رحمۃ اللہ علیہم اجمعین

تاریخ ابن اثیر مطبوعہ مصر میں سلیمان سے روایت ہے کہ جب امام حسین رضی اللہ عنہ شہید ہو چکے تو اپنی کارگذاری اور بہادری کے ثبوت میں قبیلہ کندہ نے جنکا سردار قیس بن الاشعث تھا تیرہ ۱۳ سر۔ قبیلہ ہوازن نے جنکا سردار شمر بن ذی الجوشن ضبابی تھا بیس ۲۰ سر۔ بنو تمیم نے سترہ ۱۷ سر۔ بنو اسد نے چھ ۶ سر اور مذحج نے سات سر اور لشکر مخالفین میں اور جتنے قبیلے تھے اون سے

سات سر ابن زیاد کے پاس روانہ کیئے۔

جناب امام حسینؑ کی اولاد مین اختلاف ہے صفوۃ الصفوۃ مین محدث ابن جوزی نے تو یہ فرمایا ہے کہ تین صاحبزادے تھے۔ علی اکبر۔ علی اصغر۔ جعفر۔ اور دو شہزادیان تھین۔ فاطمہ سکینہ

معالم العزۃ مین ابن الاحضر نے چار صاحبزادے اور تین صاحبزادیان بتائی ہین یعنی عبداللہ ایک صاحبزادہ کا نام اور لکھا ہے۔

ذخائر العقبیٰ مین حافظ محب الدین ابوالعباس نے چھہ صاحبزادے اور تین صاحبزادیان لکھی ہین یعنی علی اوسط اور محمد کو زیادہ کیا ہے۔ صاحبزادی کا نام زینب بتایا ہے۔

بعضون کے نزدیک امام زین العابدین ہی کا لقب علی اصغر ہے اور بعضے اونکو علی اوسط کہتے ہین ان نامون مین سے محمد و جعفر کا حال معلوم نہین ہوتا شاید نابالغی ہی مین وفات پائی ہو۔

جناب علی اکبر بائیس برس کی عمر مین شہید ہوے۔ حضرت علی اصغر ایام رضاعت ہی مین شہید ہوے لوگ اونہین کا نام عبداللہ بتاتے ہین۔

حضرت سکینہ کی عمر کربلا مین سات برس کی تھی۔ یہ حضرت قاسم کے ساتھہ منسوب تھین مگر اس حادثہ ہوشربا کے باعث شادی نہو سکی۔ اہلبیت رسالت کے ہمراہ مدینہ آئین اور مصعب بن زبیر کے ساتھہ اونکا نکاح ہوا۔

بڑی صاحبزادی فاطمہ صغریٰ کی شادی حضرت امام حسن کے صاحبزادہ حسن مثنیٰ کے ساتھہ ہو گئی تھی۔ وہ اپنے شوہر کے پاس مدینہ مین رہگئی تھین کربلا نہین آئین۔

امام زین العابدین کی والدہ ماجدہ کا نام بانو اور لقب شاہزنان تھا جو صاحبزادی تھین یزدجرد بن خسرو پرویز بن نوشیروان شاہ فارس کی۔ حضرت امام حسین کا اجراے نسل حضرت امام زین العابدین سے ہوا۔

حضرت علی اکبر کی والدہ کا نام لیلی بنت ابی مرہ بن ابی عروہ بن ہر فرزین مسعود تھا یہ قبیلہ بنی ثقیف کے سردار کی لڑکی تھین۔

حضرت علی اصغر کی مان کا نام نہین معلوم ہوتا صرف اتنا ظاہر ہوتا ہے کہ قوم عرب اور نسل بنی قضاعہ سے تھین۔

بی بی سکینہ کی مان کا نام رباب بنت امراء القیس بن عدی تھا جو بنی کلب مین سے تھین جناب امام حسینؓ بہ نسبت اور بی بیون کے حضرت رباب سے زیادہ محبت رکھتے تھے۔ اونکی عزت و وقعت بھی زیادہ کرتے تھے۔ چنانچہ اس باب مین آپکا ایک شعر بھی ہے جسکا ترجمہ یہ ہے۔

| | |
|---|---|
| اوس جگہہ کو دوست رکھتا ہون مجھے اپنی قسم | جس جگہہ پر اوترین یہ دونون سکینہ اور رباب |

حضرت فاطمہ صغریٰ کی مان کا نام ام اسحاق بنت حضرت طلحہ ہے جو عشرہ بشرہ مین سے ہین۔

حضرت امام باقرؓ کا سن ولادت ۵۷ھ ہے یعنی وہ معرکہ کربلا سے چار برس قبل پیدا ہوے تھے کربلا مین جناب امام کے ساتھہ آپکی صرف دو ہی بیبیان تھین۔ ایک حضرت شہربانو۔ دوسری حضرت علی اصغر کی مان۔ آپکی باقی بی بیون کا حال معلوم نہین کہ وہ کربلا کے زمانہ مین زندہ تھین یا وفات پاچکی تھین

جناب امام ہمام پانچ شعبان ۴ھ کو پیدا ہوے تھے اس حساب سے عاشورہ ۶۱ھ کو عمر شریف چھپن ۵۶ برس پانچ ۵ مہینے پانچ ۵ دن کی تھی۔

روایت ہے کہ جب اسیران اہلبیت کا قافلہ باحالت تباہ اور دل پر درد وآہ کے ساتھہ کوفہ مین پہونچا تو ابن زیاد کے گھر شادیانے بجنے لگے اور بڑی دہوم دہام سے جشن ہوا۔ اوسنے محل کو اپنے خوب ہی آراستہ کرکے دربار عام کا اشتہار دیا اور کوفہ کے ہر وضیع وشریف کو اوسمین بلایا اور لازم کردیا کہ سب حاضر ہون چھوٹے بڑون مین سے کوئی باقی نہ رہے۔ پس اوس دربار مین اتنا مجمع ہوا کہ جسکا حساب نہین۔ اوسوقت حکم ہوا کہ پہلے سرہاے شہداے کربلا اور اسیران اہلبیت

کو سارے کوفہ مین گلی گلی اور بازار بازار پھراؤ اور پھر میرے سامنے لاؤ۔

صاحب غیرت کے دلون سے انصاف طلب ہے کہ آج اوس خاندان پاک کی خرابی ہے کہ جسکے دروازہ کے دربان حضرت جبریل تھے اور اوس صاحب عزت و مراتب عالی کا سر کوفہ کی گلیون مین مارا مارا پھرتا ہے جسکے رخ انور کے بوسے لیتے لیتے صاحب لولاک کا منہ سوکھتا تھا۔ ہائے ہائے رسول اکرم بہشت مین جسطرح تڑپے ہونگے وہ حال ہم سے کیسے بتایا جاسکتا ہے اور فاطمہ زہرا نے جیسی پچھاڑین کھائی ہونگی ویسی ہم سے کب ممکن ہین۔ اے بیوفا دنیا۔ لعنت ہے تیری بیوفائی پر اور اے حشمت دنیا۔ طلاق ہے تیری شان و شوکت پر۔ تو اونکے پاس بھی تو نہ رہی جنھون نے تیری خاطر ایسے ایسے اعمال قبیحہ کا ارتکاب کیا تھا۔

جب سر مبارک حسین مظلوم کا ابن زیاد کے سامنے پہونچا تو وہ طالب دنیا خوش ہوا اور خوب ہی ہنسا۔ جو کچھ منہ مین آیا اول فول بکنے لگا اور اپنے ہاتھ کا عصا لب و دندان پاک پر مارا۔ اتفاقاً زید بن ارقم صحابی رضی اللہ عنہ اوسوقت دربار مین موجود تھے یہ گستاخی دیکھکے اون سے نرہا گیا پھوٹ پھوٹ کے روے اور فرمایا۔ اے بے حیا۔ تجھے کچھ بھی خیال ہے۔ مین نے لاکھون دفعہ رسول اللہ کو ان گلاب کی پنکھڑیون پر بوسہ دیتے دیکھا ہے آج اونکی روح پرفتوح پر کیا قیامت گذری ہوگی۔ ابن زیاد یہ باتین سنکے برہم ہوگیا اور بولا زید بن ارقم۔ تمہارے بڑھاپے کا ادب کرتا ہون ورنہ تمہاری اس بے ادبی کا مزا چکھا دیتا۔ ابن ارقم نے فرمایا کہ ابھی تو نے سنا ہی کیا ہے اس سے زیادہ ایک بات اور سناتا ہون جو یہ ہے کہ ایک دن آنحضرت صلعم نے امام حسن کو اپنے داہنے زانو پر بٹھایا اور امام حسین کو بائین زانو پر بٹھا کے ہاتھ دونون شاہزادون کے سرون پر پھیرتے جاتے تھے اور فرماتے تھے کہ اے بارخدا۔ مین اپنے ان دونون جگرپارون کو تجھے اور تیرے بندگان صالح کو امانتاً سپرد کرتا ہون۔ اوسی امانت مین اے ابن زیاد۔ آج تو نے خیانت کی ہے،

خدا و رسول بیشک تجھسے اس بے ایمانی کا بدلہ لینگے اور تو ہرگز ہرگز نہ تو دنیا مین پہلے پہولیگا اور نہ عقبیٰ مین بہتری پائیگا۔ پہر کوفیون کی طرف متوجہ ہو کے ابن ارقم نے خطاب کیا کہ تم سے خدا کبھی خوش نہوگا تم نے لخت جگر بتول اور آل رسول کے ساتھہ بڑی بڑی بدسلوکیان کی ہین اور ابن مرجانہ کو اپنا امیر بنا لیا ہے۔ یہ فرما کے ابن ارقم اپنا سر پیٹتے اور ڈاڑہین مارتے اوس دربار حشر آثار سے اوٹھے ہوئے چلے گئے۔

اب ابن زیاد منبر پر گیا اور کہنے لگا کہ شکر ہے خدا کا اوسنے حق بات ظاہر کر دی یزید اور اوسکے لشکر کو فتح بخشی اور حسین کو جو بر سر باطل تھے قتل کرایا۔ اسی طرح کے اور کلمات کفر زبان سے نکالے عبد اللہ بن عفیف سے جو مرد مسلمان اور صالح تھے ضبط نہو سکا کھڑے ہوگئے اور فرمایا اے دشمن خدا اور اے تباہ کنندۂ خاندانِ مصطفٰےؐ۔ تو جھوٹا ہے۔ تیرا باپ جھوٹا تھا اور جسنے تجھے یہ عہدہ دیا ہے وہ خود جھوٹا ہے۔ اے ظالم۔ افسوس ہے تیرے حال بد پر۔ تونے آل پیمبر کو قتل کیا اور ناموس نبی کو تکلیف دی۔ اے مردود۔ منبر نیک اور پاک لوگون کا مقام ہے اس پر چڑھکے تونے ایسے ایسے کلمات کفر بکے قیامت مین خدا تجھے دوزخ کا ایندہن بنائیگا۔

جب اسیران اہلبیت نے کلمات بیہودہ ابن زیاد کی زبان سے سنے تو حضرت ام کلثوم نے دندان شکن جواب اسطرح دیا۔ شکر ہے خدا کا کہ اوسنے ہمین اہلبیت نبوی مین پیدا کیا محمد مصطفٰےؐ کے طفیل سے ہمین بزرگی دی۔ آیہ تطہیر ہماری شان مین نازل ہوئی۔ اسکے جواب مین ابن زیاد بول اوٹھا۔ تمنے خدا کی قدرت دیکھی کہ اوسنے کیا کیا۔ حضرت ام کلثوم نے فرمایا کہ خاطر جمع رکھہ تجھے وہ اور کچھہ بھی دکھائیگا یعنی وہ دن قریب آنے والا ہے کہ ہم تم دونون میدان قیامت مین جمع کئے جائینگے اور تیرے ظلم اور ہمارے صبر کی داد ملیگی۔ یہ سنکر ابن زیاد جل بھنکے کباب ہوگیا اور کہنے لگا۔ الله الله۔ رسی جل گئی ہے لیکن بل اوسکا ابھی تک نہین گیا ہے۔ پہر چاہا کہ

اونہیں اور زیادہ ستاے مگر لوگوں نے بیچ بچاؤ کرادیا اور سمجھا دیا کہ جانے ہی دو۔ عورتوں کی باتوں کا کیا اعتبار۔

یہاں پر ہم اپنے ناظرین کو یہ بات دکھانا چاہتے ہیں کہ ظالم لوگ اپنی زندگی میں بھی بغیر سنہ کی کھائے نہیں رہتے۔ کوئی یہ نہ خیال کرے کہ دنیا پرست اور ظالم اپنی زندگی میں تو عیش کر جاتے ہیں عاقبت کی خبر خدا جانے۔ نہیں یہ بات نہیں۔ لوگ اونکے منہ پر بھی تھوڑم تھوڑا کرتے ہیں جیسا کہ آپنے اسوقت کا حال سنا۔ لوگوں کی لعنت و ملامت سے جو تکلیف شام ابن زیاد اور ابن سعد اور یزید کو ہوئی ہوگی وہ ہرگز ہرگز اوس مصیبت سے کم نہیں جو اہلبیت پر پڑی اور سانحہ کربلا کے بعد جو حال قاتلان حسین کا ہوا اوسے آگے آپ دیکھینگے۔ ظلم کی کھیتی کبھی ہری نہیں ہوتی۔

جسوقت ابن زیاد اپنے محل سے نکلا ہے اوسنے چند عورتیں ستم رسیدہ شکستہ دل دروازہ پر فرش خاک پر دیکھیں۔ پوچھا کہ یہ کون ہیں۔ معلوم ہوا کہ اہلبیت نبوی ہیں۔ پس حضرت زینب کی طرف اشارہ کرکے بولا کہ میں بہت خوش ہوا جو یہ مغرور شرمندہ ہوئی۔ خون ہاشمی ان میلے کچیلے کپڑوں اور ردی حالت میں بھی کب چھپنے والا تھا۔ حضرت زینب نے جواب دیا کہ شکر ہے خدا کا جسنے ہمارے خاندان کو اپنے نبی برحق کے قدوم میمنت لزوم سے معزز و ممتاز کیا قیامت کے دن ہمیں اور تمہیں جمع کرکے اسبات کا فیصلہ کیا جائیگا۔ اس سخت جواب سے ابن زیاد کو بہت غصہ آیا۔ لوگ ڈر گئے کہ دیکھیں اب کیا حکم دیتا ہے مگر اوسپر جناب زینب کی ان باتوں کا ایسا خوف غالب ہوا کہ یہ کہتا ہوا چلدیا۔ ہمنے اس باغی خاندان کو تباہ کردیا اور ہم ان پر غالب ہوئے ہمارے لئے اتنا ہی بہت ہے۔ اس عورت کو بکنے دو۔ حضرت علی مرتضی اسکے باپ لایق اور شجاع اور شاعر تھے یہ تو ایسی ہی باتیں کریگی پھر ابن زیاد نے حضرت زین العابدین کی طرف

دیکھا جنکا سن شباب تھا اوسکے قتل کا حکم دیا کوتوال کوفہ آگے بڑہا ہی تھا کہ مار ڈالے مگر جناب زینب کا دل اختیار مین نہ رہا۔ موے بھائی کی نشانی کو اپنے سینہ کے تلے دبا کے اوپر گر پڑین اور فرمایا کہ پہلے میری جان جائیگی جب اس یتیم کا بال بیکا ہونے پائیگا۔ اے بدنصیبو۔ کیا تمہارا دل ابہی اتنے ظلمون سے نہین بہرا اگر مار ڈالنا ہی ہے تو ہم سبکو ہی مار ڈال یہی ایک مرد کی صورت ہم مین بچی ہے اگر یہ بہی مٹ گئی تو ہم سب عورتین بے محرم رہجائینگی۔ یہ سنکر ابن زیاد پر دیر تک سکتہ کا سا عالم طاری رہا اور حضرت زین العابدین بچگئے لیکن اونکے بیمار گلے مین طوق ہاتھون مین ہتکڑیان اور پیرون مین بیڑیان ڈالکے معہ سر مبارک جناب امام اور قافلہ اہلحرم کے دمشق شمر کے ساتھہ روانہ کئے گئے مگر کبھی ان ظلمون کے شاکی نہوے۔

روایت ہے کہ جب اہلبیت باحال پریشان و دل بریان نالان و گریان کوفہ مین پہونچے تو اہل کوفہ نے اونکا یہ حال دیکھکر نہایت افسوس کیا اور خوب روے۔ حضرت ام کلثوم نے فرمایا کہ اے لوگو۔ تمہارے ہی کرتوتون سے تو ہمارا یہ حال ہوا ہے اب تم روتے کیون ہو۔

زید بن ارقم سے روایت ہے کہ ابن زیاد نے قیدیون کو زندان مین لیجاکر رکہنے کا حکم دیا چنانچہ دربار سے اونکو معہ سرہاے شہداء کے لیچلے جب سر اقدس امام حسین کا نیزہ پر میرے مکان کے پاس پہونچا ہے تو مین اپنے دروازہ پر بیٹھا تھا۔ سر پاک نے میرے سامنے آکے یہ آیت پڑہی جسے مین نے بخوبی اپنے کانون سے سنا اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحَابَ الْكَهْفِ وَالرَّقِيْمِ كَانُوْا مِنْ اٰيٰتِنَا عَجَبًا میرے تمام بدن کے رونگٹے کھڑے ہوگئے اور عرض کی یا ابن رسول اللہ بیشک آپکا معاملہ اصحاب کہف کے قصہ سے بہی زیادہ عجیب و غریب ہے۔

اب شمر ذی الجوشن جو جنگ صفین مین جناب علی مرتضیٰ کا طرفدار ہو کے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے لڑا تھا بعد معرکہ کربلا حضرت علیؓ کے بیٹے امام حسین کا سر نیزہ پر رکہکے اونکے بیٹے یزید کو خوش کرنے

دمشق کو چلا - واہ - کیا دنیا ہے کہ کبھی ادہر اور کبھی اودہر - تھالی مین بیگن کو بھی تو لوٹ کتے ہوئے دیر لگتی ہے مگران دنیا پرستون کو ذرا بھی توقف نہین ہوتا - اس فوج کے ساتھہ اور شہداء کے سر اور اسیران اہلبیت بھی تھے - عورتین شتران بے پردہ پر سوار جس شہر و دیار سے گذرتی تھین وہین کہرام مچ جاتا تھا -

جب یہ لوگ دمشق مین پہونچے تو یزید نے اپنے محل کو خوب آراستہ و پیراستہ کر کے تمام رؤساے دمشق کو جمع کیا - شہداء کے سرون اور اہلبیت کو اوس دربار عام مین منگوایا اور ایک ایک کا سر دیکھنا اور حال پوچھنا شروع کیا - جب شمر نے امام ہمام کا سر مبارک اوسکے سامنے رکھا تو بڑے فخر سے جنگ و جدل کا حال بھی بیان کرنے لگا - یزید اوسکا بیان سنکر خوش ہوتا تھا اور اشعار پڑہتا تہا اور اکڑتا تھا - وہ بدبخت شراب بہی پیئے ہوئے تھا - اوسوقت درخت خیزران کی لکڑی اوسکے ہاتھہ مین تہی اوسے حضور کے لب و دندان پر مارتا تھا اور کہتا تھا کہ اے ابا عبد اللہ الحسین مجھے یہ معلوم نہ تھا کہ تم اس سن مین بہی خضاب نہین کرتے نہ تمہارے بال سفید ہین - سمرہ بن جندب صحابی رضی اللہ عنہ موجود تھے بے اختیار بول اوٹھے قطع اللہ یدك یعنی خدا تیرے ہاتہہ کاٹ ڈالے تو یہ کیا گستاخی کرتا ہے - ارے یہ تو بوسہ گاہ نبوی ہے اوسکے ساتھہ یہ بے ادبی - یزید بولا - چونکہ تو صحابی ہے اسلیئے درگذر کرتا ہون ورنہ اسی وقت تیرا سر تن سے جدا کرا دیتا - حضرت سمرہ نے جواب دیا - سبحان اللہ - مجھہ مین تو بہ سبب صحبت رسول شرافت آگئی مگر نبی کے لخت جگر کے ساتھہ وہ وہ سلوک کیئے گئے جو کافر بہی ادنیٰ مسلمانون کے ساتھہ نہین کرتا - یہ فرما کے حضرت سمرہ ادہر تو اوسکے دربار سے اوٹھکے چلنے لگے اور اودہر یہ خبر اور صحابہ کے پاس پہونچی جو اوس زمانہ مین دمشق مین تشریف رکھتے تہے - وہ یہ سنکر روتے اور واویلا مچاتے دوڑے اور یزید سے کہا کہ اے بیدین ملعون - تو نے یہ کیا کیا - خدا سے ذرا بھی نہین ڈرا - یہ سنکے اوسنے اوسیوقت سات

صحابیہ کو شہید کرادیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اوسوقت مجلس مین ایک یہودی سوداگر بھی شامل تھا اوس نے سر مبارک کو دیکھکے یزید سے پوچھا کہ یہ کسکا سر ہے۔ یزید نے جواب دیا کہ یہ اوس آدمی کا سر ہے جو میری ہمسری کا دعوی کرتا تھا۔

**یہودی**۔ تو یہ شخص اپنی قوم کا سردار اور بڑا شریف ہوگا جب ہی اوسنے یہ حوصلہ کیا۔

**یزید**۔ ہان۔ شرفا سے بنی ہاشم مین سے تھا۔ **یہودی**۔ مین اسکے اور اسکے والدین کے نام جاننا چاہتا ہون۔ **یزید**۔ حسین صاحب سر کا نام۔ علی باپ کا اور فاطمہ اسکی ماں کا نام تھا۔ **یہودی** چونک کر۔ فاطمہ کسکی بیٹی تھی۔ **یزید**۔ محمد رسول اللہ کی۔ **یہودی**۔ تو یون کیون نہ کہو کہ یہ تمہارے نبی کے نواسہ کا سر ہے۔ افسوس صد افسوس۔ تمنے اپنے پیمبر کا ذرا بھی لحاظ نکیا۔ دیکھو۔ مجھہ مین اور حضرت داؤد مین نشر پشت کا فاصلہ ہے۔ مین اونہین کی اولاد مین سے ہون۔ یہودی آجتک میری ویسی عزت و توقیر کئے جاتے ہین جو حضرت داؤدؑ کی کرتے تھے۔ تمہارے نبی کل تک دنیا مین موجود تھے اور آج تمنے اونکی اولاد کو اپنے ہاتھون سے خاک مین ملا دیا۔ کبھی کسی قوم مین ایسا نہین ہوا۔ **یزید**۔ اگر ہمارے نبی نے ذمی کی حفاظت کا حکم نہ دیا ہوتا تو ابھی تجھے قتل کرا دیتا۔ **یہودی**۔ جس نبی نے ذمی کا اسقدر پاس ملحوظ خاطر رکھا ہے وہ اپنے جگر بند سے کسقدر محبت نہ رکھتا ہوگا۔ انصاف کیدن جب اسکا نانا داور محشر کے سامنے تیرے ظلم کی داد چاہیگا تو تو کیا جواب دیگا۔ اوسوقت یزید نے غضبناک ہوکر جلاد کو طلب کیا۔ یہودی نے جوش گریہ اور محبت سے سرشار ہوکر سر گود مین لیلیا اور کلمہ پڑہکر صدق دل سے مسلمان ہوگیا اور کہا کہ مجھکو قتل سے کیا ڈراتا ہے۔ مجھکو اُمید ہے کہ اس سر والیکے نانا حشر کے دن میری شفاعت کرینگے اور اس خون ناحق کی مجھکو داد دلجاویگی۔ یزید نے بہی اوس شہید محبت کو قتل کرا دیا۔

جب یزید امام ہمام کے سر اقدس کے ساتھہ بے ادبیان کر رہا تھا اوسوقت قیصر روم کا سفیر بھی یزید کے دربار مین کسی کام سے آیا ہوا تھا۔ اوسنے کہا۔ اُے یزید۔ ہم لوگ نصاری ہین

جہان نشان سُم خرعیسےٰ پاتے ہین ہر سال اوسکی زیارت کو جاتے ہین - جواہرات و موتی اور انواع واقسام کے تحائف اوسپر چڑہاتے ہین - اوسکی بہت تعظیم وتکریم کرتے ہین اور اسطرح پیش آتے ہین جیسے تم لوگ خانہ کعبہ کی عزت کرتے ہو اور ہمیشہ اوسکا ادب کرتے ہین - واے برحال شما - کہ تمنے اپنے نبی کی لخت جگر کو ایسی بیرحمی اور سنگدلی سے مارڈالا - پہر اوسکے اہلبیت کے ساتھہ ایسی بدخلقی سے پیش آے ہو اور اوسپر بیحیائی سے یہ خوشی مناتے ہو - تمہین شرم نہین آتی - تم بڑے ظالم لوگ ہو ؎ یزید نے یہ سنکے گریبان مین تومنہ ڈالا نہین بلکہ کہنے لگا - اے شخص - تو قیصر روم کا ایلچی ہے اسلیئے تجھے سزا نہین دے سکتا ورنہ تیرا سر جسم سے اوتروالیتا ؎ سفیر روم نے جوابدیا کہ اے بیدین - تو قیصر روم کا تو اتنا پاس ولحاظ کرتا ہے مگر رسول زادون کی ذرا بھی عزت تیرے سامنے نہین - یہ سنکر وہ سانپ کی طرح پیچ وتاب کھاکر خاموش ہو رہا -

روایت ہے کہ جسوقت شمر ملعون نے ابن زیاد کی مبارکباد کے ساتھہ سر مبارک یزید کے سامنے پیش کیا تو یزید بہت رویا اور بولا - اے حسین - اگر تم میرے ہاتھہ پڑتے تو ہرگز مارے نجاتے اوس ولد الحرام ثومیہ (سمیہ) لونڈی کے جنے ابن زیاد نے تمہارا یہ حال کیا خدا اوسپر اپنا قہر نازل کرے

حضرات ناظرین! یہان پر ہم بھی دنگ ہین کہ کیا لکھین اور کیا کہین - اگر ہمارے یزید صاحب کو سلطنت کی اتنی لیاقت ہی نہ تہی کہ ماتحت قابو مین رہین تو کس برتے پر تتا پانی - حضرت امام حسینؓ سے بیعت ہی طلب کرنا عبث تہی اور جب ہم اس روایت کو اوسکے رونے سے ملاتے ہین تو ہرگز یہ رونا دل سے نہین معلوم ہوتا - وہ روایت یہ ہے کہ حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ نے اپنی حسین اور خوبصورت بیوی کو طلاق دیدی - یزید نے اون سے نکاح کرنا چاہا - وہ تہین عقیل اور فہمیدہ - اونہین یزید کے ڈہنگ پسند نہ آے اوس سے تو انکار کردیا اور سرکے جناب امام حسینؓ سے نکاح کرلیا اسباب سے یزید آپکا جانی دشمن ہوگیا تہا پھر جناب امام برحق نے اوس سے بیعت نہین کی - لوگ بہی

بہ نسبت یزید کے آپکی وقعت اور عزت زیادہ کرتے تھے۔ اودہر ہمارے معظم و مکرم جناب معاویہ کی وصیت کہ بیٹا امام حسین سے کان کھڑے رکھنا۔ یہ ایسی باتین ہین کہ یزید کے دل مین امام کی جگہہ ہو ہی نہین سکتی تہی۔ کہانکا رونا اور کہانکا غم۔ ہان یہ ہوسکتا ہے کہ الولد سر لابیہ باپ کی طرح کوئی مصلحت ملکی سمجھکے پیاز کا عرق آنکھون مین لگالیا ہو تو دوسری بات ہے۔

پھر اسیران اہلبیت کی طرف مخاطب ہوا اور حضرت زینب وام کلثوم و امام زین العابدین کو اپنے سامنے بلایا۔ وہین سر اقدس حسین رکھا تھا۔ جناب زینب کی نظر جو اپنے مظلوم بھائی کے سر پر پڑی تو بے اختیار ہوکے پچھاڑین کھانے اور رونے پیٹنے لگین۔ حضرت امام زین العابدین نے پھوپی کو بہت کچھہ سمجھایا بجھایا۔ آخر یزید سے فرمانے لگین کہ اے ظالم بدبخت۔ ذرا کان کھولکے سن کہ تونے ہمکو بے پردہ شہر بشہر اور گانون گانون پھرایا اور اوسی ذلت کی حالت مین اس بھرے دربار مین بلوایا حالانکہ ہمارے حق مین آیہ تطہیر نازل ہوئی۔ ہم عترت رسول ہین اوسکا کچھہ بھی خیال تجھے نہوا۔ اپنی عورتون کو تو پردہ مین بٹھایا ہے اور ہمین یون بے عزت کیا ہے قیامت کے دن اسکا حال تجھے معلوم ہوگا۔ اس چند روزہ اوج موج پر تکیہ نکر۔ یزید نے پوچھا یہ کون ہے۔ لوگون نے بتایا کہ یہ زینب بنت فاطمہ امام حسین کی بہن ہین۔ پھر حضرت ام کلثوم سر مبارک سے لپٹ کے رونے لگین اور ایسا روئین کہ غش آگیا بعد ہوش آنے کے فرمایا کہ اے یزید۔ تیرا دین و دنیا مین برا ہو اور تو اپنی زندگی سے پھل نہ پاے جیسا تو نے ہمارے ساتھہ کیا ہے خدا تیرے ساتھہ بھی قیامت مین ویسا ہی کرے۔ یزید نے دریافت کیا کہ شاید یہ عورت بھی حسین کی بہن ہے لوگون نے جواب دیا کہ ہان

یزید نے جناب زین العابدینؑ کو پوچھا کہ یہ کون ہین۔ معلوم ہوا کہ ابن حسین ابن علی۔ یزید نے امام سے کہا کہ تمہارا باپ مسند خلافت کا دعویدار تھا اور چاہتا تھا کہ اوسکے نام کا خطبہ منبرون پر پڑھا جاے بارے شکر ہے خدا کا کہ وہ اپنی مراد کو نہ پہونچا حضرت امام زین العابدین نے فوراً

جواب دیا سچ بتلا کہ یہ منبر ہمارے آباؤ اجداد فی الجاد کی ہین یا تیرے باپ دادون نے - خلافت و امامت ہمارا حق ہے یا تیرا - ہمارے باپ دادا نے مشرکین کے ساتھ جہاد کیے اور دشمنان خدا کو قتل کرتے رہے ہین - تیرے آباو اجداد ہمیشہ سے کفر و شرک مین گرفتار تھے - پھر تو کیسے امیر المومنین ہو سکتا ہے - صبر کر عنقریب اسکا فیصلہ حشر کے دن ہو جائیگا - داد ہماری داور محشر کے ہاتھ ہے -

یہ بھی روایت ہے کہ یزید کے درباریون مین سے کسی نے حضرت زین العابدین کے قتل کی بھی صلاح دی تھی تاکہ نبی فاطمہ کا نام و نشان ہی دنیا سے مٹ جاے مگر رحمدل لوگون کے کہنے سننے سے اوس صلاح پر عملدر آمد نہوا -

کہتے ہین کہ جب اہلبیت اطہار کثیف لباس اور ردی حال مین شرفاے شام کے سامنے لاے گئے تو یزید کا دل ہلگیا اور ابن زیاد پر لعنت کی لیکن اسپر بھی جناب علی مرتضیٰ اور حضرت امام حسین کا نام بے ادبی سے لیتا تھا - مگر جب ابن زیاد اور ابن سعد کو اوسیوقت سزا کا حکم نہین دیا تو یہ روایت بھی اوسی طرح کی معلوم ہوتی ہے جیسی کہ اوپر سر دیکھکے رونے کی گذری - باپ اور بھائی کی اہانت سنکے جناب زینب سے پھر نہ رہا گیا - سخت جواب یزید کو دیا اور بہت کچھ کہنا چاہتی تھین مگر جناب زین العابدین نے پھوپی کو روکا - یزید بھی کچھ سوچ سمجھکے خاموش ہو رہا - راویون نے یہ بھی کہا ہے کہ اسکے بعد اوسنے حضرت زینب اور اونکے ساتھیون کی بہت عزت کی - اونکے لیے حمام تیار کرایا اور اونہین اپنے محل خاص مین فروکش ہونیکی اجازت دی - ہمارے معظم و مکرم حضرت معاویہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی بیوی یعنی یزید کی مان نے اہلبیت کو پرسا دیا اور غم حسین مین اونکے ساتھ ماتم کیا -

یزید نے حضرت زین العابدین اور عمر بن حسین کی بہت قدر و منزلت کی - حضرت عمر اوس زمانہ مین نہایت ہی صغیر سن تھے - دونون شاہزادون کو یزید اپنے ساتھ سیر کرنے اور ہوا خوری کو

لیجاتا تھا۔ ایک دن یزید نے از راہ مذاق جناب عمر سے کہا کہ تم میرے بیٹے خالد سے لڑوگے شاہزادہ نے جوابدیا کہ ہان۔ ایک تلوار میرے ہاتھہ مین دیدو پھر دیکھو۔ یہ سنکر لوگون نے یزید کے کان بھردئے کہ اس لڑکے سے ہوشیار رہنا۔

چند دن کے بعد یزید نے سامان سفر مہیا کر کے اہلبیت کو مدینہ روانہ کردیا۔ جب یہ لوگ مدینہ پہونچگئے تو حضرت زینب اور جناب فاطمہ بنت حسین نے اون لوگون کے سردار نعمان بن بشیر کو جو یزید کی طرف سے قافلہ اہل حرم کو پہونچانے آے تھے کچھہ انعام دینا چاہا۔ اوس لائق شامی نے لینے سے بالکل انکار کردیا اور عرض کی کہ آپ رسول صلعم کے ذریات طیبات ہین ہم نے یہ کام خدا کیواسطے کیا ہے نہ کہ صلہ کے لالچ سے۔

دوسری روایت یہ ہے کہ یزید کے حکم سے امام ہمام کا سر اقدس معہ اور شہدا کے سرون کے دمشق کی شہر پناہ کے پھاٹک پر لٹکایا گیا۔ تین دن تک ان مظلومون کے سر اوسی طرح شہر کے پھاٹک پر لٹکتے رہے بعد تین دن کے حکم ہوا کہ اسیران اہلبیت اور شہیدون کے سرون کو مدینہ پہونچادو۔ واہ۔ مدفون مدینہ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نذر کو کیا اچھا تحفہ بھیجا گیا ہے حیف صد حیف۔

واضح ہو کہ جمہور اہل سنت والجماعت کا مذہب مختار یہ ہے کہ یزید قتل امام حسین سے نہایت ہی خوش ہوا تھا۔ بیشک۔ اوسی کے حکم سے یہ تمام ان ہونی باتین جو ابتک آپ نے سنین عمل مین آئین۔ ماتحت لوگ بہاشا کے ساتھہ جو چاہے کرسکتے تھے مگر ایسے خاندان کی نسبت جو سبکا سرتاج تھا اونکی مجال نہ تھی کہ بغیر حکم حاکم کان بھی ہلا سکین پس تحقیق اوسنے قتل امام پاک کا حکم دیا اور پھر کان کھولکے سن لیجئے کہ وہ بدل راضی اور خوش تھا کہ خاندان نبوی نیست ونابود ہوجاے سنیون کی روایات متعددہ صحیحہ سے یہ بات ثابت ہوتی ہے چنانچہ۔

۱۔ مرزا محمد بدخشی نے مفتاح النجاۃ مین۔

۲۔ ملک العلماء قاضی شہاب الدین دولت آبادی نے مناقب السادات مین۔

۳۔ ملا سعد الدین تفتازانی نے شرح عقائد نسفی مین۔

۴۔ اور شاہ عبد الحق محدث دہلوی نے تکمیل الایمان مین ایسا ہی لکھا ہے۔ سوا انکے اور کتب اہلسنت والجماعت سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ اوس پر لعن کرنا براہین ساطعہ سے درست ہے

۵۔ علاوہ برین مولانا شاہ سلامت اللہ کشفی اپنی کتاب تحریر الشہادتین مین لکھتے ہین کہ راقم الحروف اور سب اساتذہ صوری ومعنوی کا یہی مذہب ہے کہ یزید راضی اور آمر اور مستبشر قتل حسین تھا اور اسی باعث وہ مستحق لعنت ابدی اور عذاب سرمدی کا ہے سچ تو یہ ہے کہ اوس سے یہ ایسا گناہ سرزد ہوا ہے جسکی حقیقت منتقم حقیقی ہی جان سکتا ہے۔ چنانچہ مولانا شاہ عبد العزیز صاحب تحفہ اثنا عشریہ رسالہ حسن العقیدۃ کے حاشیہ مین یزید کے نام کے ساتھہ علیہ ما یستحقہ لکھتے ہین جو بات اس کلمہ مین پائی جاتی ہے وہ لعنت مین نہین پیدا ہو سکتی کیونکہ اللہ جل شانہ نے قرآن مجید مین لعنت اوس شخص پر فرمائی ہے جو ایک مومن کو قتل کرے جیسا کہ اس آیت سے ظاہر ہے۔ مَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيهَا وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهٗ وَاَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِيمًا یزید نے تو خاص نبی کے لخت جگر کو ذبح کیا ہے۔ سزا اوسکی اللہ پاک ہی تجویز کر سکتا ہے ہمارے تو خیال مین بھی نہین آسکتی۔ کرورون لعنتون سے اوسکا درجہ بڑہا ہوا ہونا چاہئے۔ بعض یہ کہتے ہین کہ لعنت کو ایک فعل عبث سمجھکر اوس سے درگذر کرنا چاہئے۔

قرطبی نے لکھا ہے کہ یزید نے سر مبارک امام حسین کا مدینہ منورہ مین بھیجدیا تھا وہان اوسے حضرت فاطمہ کے مزار کے پاس جنۃ البقیع مین دفن کردیا۔ یہی روایت صحیح معلوم ہوتی ہے

اسی پر بہت سے لوگون کا اتفاق بہی ہے۔

خلاصۃ الوفاء مین مرقوم ہے کہ امام حسین کا جسم اطہر کربلا مین ہے اور سر اقدس مدینہ مین حضرت امام حسن کی قبر کے پاس مدفون ہے۔

کربلائے معلی مین سر مبارک کے دفن ہونیکی روایت صحیح نہین معلوم ہوتی۔ البتہ بعض لوگون نے یون لکھا ہے کہ امام ہمام کا سر یزید کے خزانہ مین رہا چلا آیا۔ جب زمانہ سلیمان بن عبد الملک کا آیا تو اوسنے اوسمین خوشبو ملی اور کفن دیکے وہین دمشق مین مسلمانون کے قبرستان مین دفن کردیا۔ اوسی رات کو خواب مین سلیمان بن عبد الملک نے آنحضرت صلعم کو اپنے اوپر بہت ملتفت پایا صبح تعبیر اس خواب کی حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھی۔ اونہون نے فرمایا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تمنے کوئی نیکی اہلبیت رسول کے ساتھہ کی ہے۔ سلیمان نے جواب دیا۔ اور تو کچہہ نہین مگر مین نے یزید کے خزانہ سے امام کا سر نکلوا کے اور نماز جنازہ پڑہکے دفن کرادیا ہے۔ حضرت حسن بصریؒ نے فرمایا کہ یہی وجہ آنحضرت صلعم کی مہربانی کی ہے۔

محدث ابن جوزی فرماتے ہین کہ ابن زیاد نے جو ظلم و ستم اہلبیت اطہار پر کئے اونکی نسبت تو کچہہ تعجب نہین کیونکہ وہ مامور اور تابعدار یزید تھا۔ جو جو احکام اوسکے نام جاری ہوتے گئے اونکی تعمیل کرتا گیا۔ مگر حیف ہے یزید کی شقاوت اور ضلالت پر کہ حسین کے لب و دندان پر لکڑیان مارین اور اہلبیت کو بے پردہ ننگی پیٹہہ کے اونٹون پر سوار کراکے ذلت و خواری کے ساتھہ مدینہ روانہ کردیا۔ نعمان بن بشیر معہ فوج کے اسلئے متعین ہوئے کہ قافلۂ اہلبیت کو بحفاظت تمام مدینہ پہونچادین۔ حضرت نعمان کمال ادب اور حسن عقیدت سے اہلبیت کے ساتھہ پیش آے اور نہایت اطاعت اور پاسداری سے اونکو مدینہ منورہ پہونچادیا۔ اہل مدینہ نے جب اہلبیت کی آمد آمد کی خبر سنی تو تمام مہاجر و انصار اور چھوٹے بڑے استقبال کو دوڑے۔ مگر حیف صد حیف۔ جب آنیوالون کا غیر حال دیکھا

تو کیا کیا چھاتی پیٹی ہے جسکا بیان قلم سے نہین ہوسکتا۔ گریہ وزاری کا شور اور واویلا کا ہنگامہ عرصہ قیامت کی یاد دلاتا تھا۔ جو حال مدینہ کا سرور کائنات علیہ التحیتہ والصلوٰۃ کے انتقال کے دن تھا اس سے بدتر آج نظر آتا تھا اور جو برا حال حضرت ام سلمہ اور فاطمہ صغریٰ کا تھا اوسکے ذکر سے پتھر کا جگر پانی ہوتا ہے۔ وہ ایک ایک سے ملکر روتی تہین اور ایسے ایسے بین کرتی تہین جس سے کلیجے پھٹے جاتے تھے۔ آخر سبکو جناب رسول مقبولؐ کے روضہ مبارک پر لے پہونچین اور سبکو قبر اقدس کے گرد ڈالکے وہ وہ بین کئے کہ کثرت غم والم سے درو دیوار پر زلزلہ آرہا تھا۔

| | |
|---|---|
| تنہا شب فرقت مین بکا کرتی تہین صغرا<br>جینے کی نہ صحت کی دعا کرتی تہین صغرا | دن آمد اکبر کے گنا کرتی تہین صغرا<br>زہرا کی لحد سے یہ کہا کرتی تہین صغرا |
| بیمار کو بیکس کو مسیحا سے ملادو | صدقہ گئی۔ دادی اب مجھے بابا سے ملادو |
| وہ دن گئے جو راہ کے کرتی تھی نظارے<br>پھرون کوئی جب نام مرا لیکے پکارے | اب آنکھ بھی کھل سکتی نہین ضعف کے مارے<br>تب کھول کے آنکھین کرون دو ایک اشارے |
| سر بالش بستر سے مرا اوٹھ نہین سکتا | اب ہاتھ سے صغرا کے عصا اوٹھ نہین سکتا |
| جب مرقد زہرا سے یہ کہتی تہی وہ دکھیا<br>دادی ہے کہان جس سے یہ تو کہتی ہے صغرا | ہوتی تہی صدا قبر پیمبر سے یہ پیدا<br>شبیر کے ہمراہ لحد سے گئی زہرا ؛ |
| رونا ہے تری دادی کو لاشہ پہ پسر کے | اب آئیگی شبیر کا چالیسوان کرکے |
| سنکر یہ ندا ہوتی تھی بیہوش وہ بیمار<br>فرماتی تہین عباس کی مادر بھی بہت پیار | ام سلمہ چھاتی سے لپٹاتی تہین ہر بار<br>تھا صبر نہ اوسکے دل بے صبر کو زنہار |
| کہتی تہی کہ جان نذر پدر کرتی ہون لوگو | تکفین وگور کرو مرتی ہون لوگو ؛ |
| اسطرح سے اب راوی صادق نے ہے لکھا | تشویش مین سب چاند محرم کا بھی گذرا |

| | |
|---|---|
| پردیسیون کا نامۂ و پیام نہ پہونچا | اک لڑکی نے آکر کہا اکروز کہ صغرا |
| کیا روتی ہے دل شاد ہو بابا ترا آیا | اے فاطمہ بیمار مسیحا ترا آیا ❊ |
| اُم سلمہ ہنستی ہوئی آئین پھر او سجا | بولین کہ حسین آئے مبارک تمہین صغرا |
| ابتو مرے کہنے کا یقین تمکو پڑے گا | مین تم سے نہ کہتی تہی۔ ہین آتے شۂ والا |
| جان اپنی عبث تمنے یہان ڈالی تہی غم مین | اب تم مین نہین اوٹھنے کی طاقت ہے کہ ہم مین |
| صغرا نے سنا مژدہ جو ہین یہ۔ پدر آئے | لب کہلگئے شادی سے اور آنسو بہی بھر آئے |
| سجدہ کیا بولی مرے ارمان۔ بر آئے | پھر پوچھا کہان تک شہ جن و بشر آئے |
| ہے خیر رفیقانِ شہِ عرش نشین کی | کیا دہوم سے آتی ہے سواری شہ دین کی |
| کب ہوئیگا داخل یہان فرزند ید اللہ | ہین اکبر و عباس بھی ہمراہ شہنشاہ |
| اک لڑکی لگی کہنے اے بنت شہِ ذی جاہ | جو ساتھ سدہارے تھے وہ سب ہوینگے ہمراہ |
| عرصہ نہین اب گھر مین حسین آتے ہین صغرا | لینے کے لئے اہل وطن جاتے ہین صغرا |
| کچھہ اونکے تصدق کے لئے جلد منگاؤ | تکیہ علی اصغر کے بھی جہولے مین لگاؤ |
| بابا کے قدم آتے ہین۔ آنکھون کو بچھاؤ | پوشاک نئی پہنو یہ ملبوس بڑہاؤ |
| اب آمد فرزند رسولِ دوسرا ہے | بالون سے یہ گھر آج بھاڑو تو بجا ہے |
| اتنے مین ہوا دور سے اک حشر نمودار | تھی جسمین صدا ہائے حسینا کی ہر اکبار |
| اوس غول کے حلقہ مین بشیر جگر افگار | یہ مرثیہ پڑہتا ہوا آتا تھا بہ تکرار |
| اے اہلِ وطن چین سے کیا بیٹھے ہو گھر مین | گھر لٹ گیا احمد کے نواسہ کا سفر مین |
| اے اہلِ مدینہ ہوئی تم سب کی حیا کیا | بیگور کئی دن رہا شبیر کا لاشا ❊ |
| تم مین سے کوئی گاڑنیکو اوسکے نہ نکلا | کیا راستہ معلوم نہ تھا کرب و بلا کا |

| | |
|---|---|
| پہنایا کفن بھی نہ حسین ابن علی کو | کیا دو گے جواب اسکا قیامت مین نبی کو |
| تم لوگون مین کس پر نہین احسان پیمبر | کس شخص کی مشکل کو نہ حل کرتے تھے حیدر |
| افسوس کہ زینب گئی بلوہ مین کھلے سر | چادر بھی نہ اک تمنے اوڑھائی اوسے جاکر |
| اب زینب غمدیدہ سے کیا بات کرو گے | سجاد کی کس منہ سے ملاقات کرو گے |
| اب شہر مین کیا بیٹھے ہو دروازہ پہ جاؤ | زینب نہین آئی ہے یہان اوسکو لے آؤ |
| منت کرو قدمون پہ گرو قسمین دلاؤ ٭ | جس طرح بنے خواہر شبیر کو لاؤ ٭ |
| وہ کہتی ہے بھائی مرا مارا گیا رن مین | بیوارثی مین ہو گئے بجا وطنی وطن مین |
| اس حادثہ کے سنتے ہی غش کر گئی صغرا | اور یادِ عباس کا دل سینہ مین تڑپا |
| ام سلمہ بولین کہ یہ قہر ہوا کیا ٭ | سب لوگ لگے ہاتھون سے سر پیٹنے اپنا |
| حسرت سے کوئی پشت بدیوار کھڑا تھا | ہر کوچہ مین اک ایک پہ بیہوش پڑا تھا |
| کہتا تھا کوئی ہائے یداللہ کا پیارا ٭ | کہتا تھا کوئی ہائے شہنشاہ ہمارا |
| فریاد ہے گھر فاطمہ کا لٹ گیا سارا | افسوس مدینہ کا مسافر گیا مارا |
| جو حشر کہ رحلت سے پیمبر کے ہوا تھا | اوس دن بھی وہی حشر مدینہ مین بپا تھا |
| ظاہر تھے مدینہ مین تو یہ حشر کے آثار ٭ | جو اونٹ ہوئے آل محمد کے نمودار |
| غل پڑ گیا لو آتی ہے وہ عترت اطہار | وہ اونٹ پہ سجاد بھی سر ننگے ہین اسوار |
| وہ زین ڈھلا گھوڑا ہے فرزند نبی کا | دیکھو وہ علم آتا ہے عباس علی کا |
| اک اونٹ عماری کا ہوا پھر تو نمودار | تھے جسکی مہار آپ لئے عابد بیمار |
| انبوہ خلائق جو سوا ہوتا تھا ہر بار | سجاد حزین کرتے تھے ہر ایک سے گفتار |
| اس اونٹ سے ملکر نہ چلو بے ادبی ہے | یہ اشتر بانوئے حسین ابن علی ہے |

| | |
|---|---|
| ہر دم یہ سواری سے صدا ہوتی تھی پیدا | لو رانڈ ہو آئی ہے یا حضرت زہرا |
| اوس اونٹ کے پہلو سے ملا ایک شتر تھا | ہودج بھی سیہ اوسکا تو پردہ بھی تھا کالا |
| دیتی تھی ندا صاحب ہودج بھی یہ روکر | فریاد بہن آئی ہے بن بھائی کی ہوکر |
| ناگہ شتر بانوئے مغموم گیا تھم | سجاد کو محمل سے پکاری وہ بصد غم |
| اس بھیڑ کو سرکاؤ کہ تربت سے ہے مرا دم | روضہ پہ محمد کے مجھے لے چلو اس دم |
| کیا وجہ سواری مری اس جا جو کھڑی ہے | بولا کوئی صغرا یہاں بے ہوش پڑی ہے |
| بانو نے کہا تو کو مرا اونٹ بٹھا دو | بچھڑی ہوئی بیٹی کو گلے میرے لگا دو |
| دل ڈھونڈھ رہا ہے مرا صغرا کو دکھا دو | عابد تمہیں پردہ مری محمل کا اوٹھا دو |
| میں سنتی ہوں آواز مجھے دیتی ہے صغرا | تم کہدو بلائیں تری ماں لیتی ہے صغرا |
| پھر ہاتھ سے خود پردۂ محمل کو اوٹھایا | دروازہ پہ صغرا کو تڑپتا ہوا پایا |
| گھر دیکھکے خالی یہ بصد شور سنایا | اے گھر ترے والی نے تو جنگل کو بسایا |
| لوٹا گیا گلزار نبی تین پہر میں | اے گھر ترے والی کو میں کھو آئی سفر میں |
| یہ کہتے ہی اسطور کی رقت ہوئی طاری | گھبرا کے وہ یوں عابد بیکس کو پکاری |
| اکبر ہیں کہاں اون سے خبر کرو ہماری | پردہ کرو بانو کی اوترتی ہے سواری |
| گھر دور ہے ماں ہاتھ ذرا بغلوں میں دو تم | پھر جا کے جوانان مدینہ سے ملو تم |
| اے عابد بیمار کھڑے دیکھتے کیا ہو | اصغر کو سکینہ کی ذرا گود سے لیلو |
| ہے گود جو خالی مری وسواس ہے مجھکو | لاکر مری آغوش میں اصغر کو مرے دو |
| گھر سے تو بھری گود گئی تھی میں سفر میں | اب گود میں اصغر کو لئے اوترونگی گھر میں |
| سجاد بھی رونے لگے بانو کے بیان سے | کی عرض یہ فرماتی ہیں کیا آپ زبان سے |

پردہ کے لئے لاؤن مین اکبر کو کہان سے　　ناشاد پُر ارمان سدہارے وہ جہان سے
تم ڈہونڈہ رہی ہو علی اکبر کو وطن مین　　وہ کون تہا جو نیزہ سے مارا گیا رن مین

اصغر ہے کہان گود مین لوگی کسے امان　　مارا گیا جو تیر سے تہا کون وہ نادان
گردن سے تمہین نے تو نکالا تہا وہ پیکان　　کیا بہول گیا آپکو اے مادرِ ذیشان
کس قبر پہ وان دودہ کے کوزون کو رکہا تہا　　وہ پیار سے بابا نے کسے دفن کیا تہا

زینب کے اوترنیکی بہی پہر آئی جو باری　　منہ اپنا سوے کرب و بلا کر کے پکاری
اے بہائی کہان ہو یہین تمہاری گئی واری　　تم آکے اوتارو تو بہن اوترے تمہاری
ہو دور مگر صاحبِ اعجاز بڑے ہو　　آؤ یہان اور روک کے چادر کو کہڑے ہو

زینب کو صدا روحِ برادر کی یہ آئی　　خواہر ترے ہمراہ یہان آیا ہے بہائی
موجود ہے یان روحِ شہِ کرب و بلائی　　تم شوق سے اوترو اسد اللہ کی جائی
سب جانتے ہین صاحبِ عصمت تو بڑی ہے　　مادر مری روکے ہوتے چادر یہ کہڑی ہے

سر پیٹتی اوتری شہ مظلوم کی خواہر　　داخل ہوئے سب اہل حرم گہر مین کہلے سر
فضہ نے کیا فرشِ سیہ یا دلِ مضطر　　سر ننگے حرم بیٹہہ گئے آکے برابر
اوس فرش پہ تو قافلۂ اہلِ عزا تہا　　اور سامنے لوٹا ہوا اسباب دہرا تہا

صغرا کو لئے گود مین عباس کی مادر　　زینب کے قرین آکے وہ بیٹہی اوسی صف پر
چپکے سے کہا روتی ہو کیا زینبِ مضطر　　صغرا کو تسلی دو کہ مرتی ہے یہ دختر
جس وقت سے حال اپنی یتیمی کا سنا ہے　　کچہہ منہ سے نہین بولتی سکتہ سا ہوا ہے

زینب کو تو کچہہ ہوش سر و پا کا نہین تہا　　کہنے لگی لاؤ ہے کہان فاطمہ صغرا
ایسا نہو مرجاے وہ شبیر کی شیدا　　بہائی کی نشانی کہان پاؤنگی مین دکہیا

جب تیغ گلے پر شہ بیکس کے چلی تھی — صغرا کی سفارش مری ماں جای نے کی تھی

عباس کی مادر نے یہ زینب کو بتایا — دیکھو تو مری گودی مین صغرا کو غش آیا
تب چہرہ سے زینب نے بھی پلے کو ہٹایا — لپٹا کے بھتیجی کو گلے سے یہ سنایا

اس سن مین اوٹھا باپ کا سایہ تری سر سے — ہے ہے تو بچھڑ کر نہ ملی اپنے پدر سے

سینہ مرا پھٹتا ہے نہ رو اے مری پیاری — اب داد خدا حشر مین دیویگا ہماری
تب عرض کی صغرا نے بصد نالہ و زاری — یہ تو مجھے بتلا دو پھوپی تم پہ مین واری

کچھ مجھکو مرے باپ نے پیغام دیا ہے — کچھ مجھکو وصیت مین بھی ارشاد کیا ہے

زینب نے کہا وقفہ وصیت کا کہان تھا — فرمایا تھا مجھ سے یہ دم نزع کہ بھینا +
کہدیجیو صغرا سے کہ مرتا ہون مین پیاسا — پر تمکو مین پانی کی منا ہی نہین کرتا +

جب پیاس لگے شوق سے تم پیجیو صغرا — جب پیجیو تو یاد ہمین کیجیو صغرا +

یہ سنکے لگی کہنے وہ شبیر کی جانی + — اے ابن علی ہاے تری تشنہ دہانی +
پھر پوچھا یہ زینب سے بصد اشک فشانی — کچھ میرے موے باپ کی لائی ہو نشانی

وہ بولین نشانی کوئی مجھ پاس کہان ہے — اک داغ جگر رکھتی ہون یا آہ و فغان ہے

پھر فضہ سے ارشاد کیا بادل غمناک + — لے آ مرے ماں جاے کی وہ خون بھری پوشاک
حاضر کیا فضہ نے وہ پیراہن صد چاک — زینب نے یہ صغرا سے کہا سر پہ اوڑا خاک

یہ پیرہن خاص حسین ابن علی ہے — تحفہ ہی یہی اور نشانی بھی یہی ہے

ان کپڑون کو سونگھو یہ لہو کسکا پڑا ہے — یہ فاطمہ کا دودھ لہو ہو کے بہا ہے
جس درجہ کہ تیرون سے یہ ملبوس چھنا ہے — بھائی کا بدن بھی یونہی غربال ہوا ہے

اور سب کے سوا حلق پہ ایک تیغ چلی ہے — جس سے کہ ہوا ذبح حسین ابن علی ہے

صغرا نے وہ پوشاک کلیجے سے لگائی ... اور بین یہ کرنے لگی شبیر کی جائی
ہے ہے مرے بابا یہ تری شکل بنائی ... کس ظلم سے مارا تمہیں خالق کی دوہائی
تم پر تو یہ کچھ ہو گئی بیداد سفر میں ... اور ہائے میں غفلت زدہ بیٹھی رہی گھر میں

سنتی ہوں نشانہ تمہیں تیروں کا بنایا ... سنتی ہوں دم ذبح بھی پانی نہ پلایا
سنتی ہوں کفن آپ کے لاشہ نے نہ پایا ... سنتی ہوں کوئی آپکو رونے بھی نہ آیا
سید تھے نبی زادے تھے مغموم و حزیں تھے ... اوس شہر میں کیا ہائے مسلمان نہیں تھے

اے محبانِ آل احمد مختار و اے فدائیان اہلبیت رسول کردگار! یہ درد ایسا بامزہ ہے جسکا بیان نہیں۔ مجمل بیان واقعہ کربلا کا اور معتبر روایتیں راویان صادق البیان کی تو آپ سن چکے۔ اب جہاں تک تفصیل وار حال ہر ایک شہید کی لڑائی کا ہمیں معتبر ذرایع سے معلوم ہوا ہے نذر کیا جاتا ہے۔

## شہادت حضرت حُر بن یزید ریاحی رضی اللہ عنہ

جب صفیں کارزار کی آراستہ ہو چکیں اور فریقین کی نظریں ہمہ تن انتظار بنگئیں کہ دیکھیں کون سبقت کرتا ہے اوسوقت جناب امام حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ میں نے جناب والد ماجد رضی اللہ عنہ سے سنا ہے کہ جب تک مخالف حرب میں ابتدا نہ کرے خاموش کھڑے رہنا چاہیے پس حریفین اسی فکر میں مستعد اور تیار کھڑے تھے کہ حضرت حُر ابن سعد کے پاس پہونچے اور فرمایا۔ اے ابن سعد۔ کیا تو خواہ مخواہ حسین ابن علی کے ساتھ مقابلہ کرے ہی گا۔ ابن سعد بولا ہاں اس جنگ میں بہت سے تن بے سر ہونگے جناب حُر نے فرمایا۔ اچھا تو کوئی جواب قیامت کے دن رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو دینے کے لیے بھی تجویز کر رکھا ہے۔ ابن سعد نے کچھ نہ کہا خاموش ہو رہا۔ حضرت حُر پھر کچھ نہ بولے میدان میں چلے آئے مگر جسم کا ہر جوڑ بند لرزہ میں مبتلا تھا

دل کا تڑپنا بھی باہر سے محسوس ہوتا تھا یہانتک کہ پاس کھڑے ہونے والے اوسکے دہڑکنے
کی آواز سنتے تھے - اونھین کی قوم مین سے مہاجر بن اوس نے یا حضرت حر ہی کے بھائی
مصعب ابن یزید نے اون سے کہا کہ ہمنے کسی لڑائی اور معرکہ مین تمکو ایسا خوف زدہ نہین دیکھا -
ایسے مشہور دلاور اور اعلیٰ درجہ کے بہادر سپاہی ہو کے ڈرے جاتے ہو کوفہ کے دلیرون
اور تیغ زنون کا شمار کیا جاتا ہے تو سب سے پہلے لوگ تمہارا نام لیتے ہین - آج کیا سبب ہے کہ تم
اپنے آپے مین نہین ہو - حضرت حُر نے جواب دیا - بھائی - میری یہ حالت خوف سے نہین ہے بلکہ
اسوقت دوزخ اور بہشت میری آنکھون کے سامنے ہین - دوزخ کو دیکھکے میرا دل پگھلا جاتا ہے
اور بہشت مجھے اپنی طرف کھینچتی ہے - حیران ہون کہ کیا کرون - ہاتھ پیر مین طاقت نہین اور سارا
جسم تھرایا جاتا ہے - تھوڑی دیر کے بعد خود بخود ایک نعرہ جگر سے کھینچا اور فرمایا - اے بھائی -
مژدہ ہو میرے دل نے تو جنت کو اختیار کر لیا - اتنا کہا اور گھوڑے کو ایڑ لگا کے امام عالیمقام کے
حضور مین جا اوترے - پاے مبارک کو بوسہ دیا اور التماس کی - اے ابن رسول اللہ - مجھے
ہرگز یقین نہ تھا کہ یہ لوگ حضور کے قتل پر اودھار کھائے بیٹھے ہین - مین یہ جانتا تھا کہ دو چار دن مین
یونہی غل غش ہو کے صلح ہو جائیگی مگر اب جو دیکھتا ہون تو اونکا تمرد و طغیان حد سے بڑھ گیا ہے
اسلیے مین خدمت مبارک مین حاضر ہوا ہون - آپ میرا قصور معاف کر دین - مین اپنے گناہ سے
توبہ کرتا ہون - حضور نے مہربان ہو کر اپنا دست مبارک حضرت حُر کے سر اور منہ پر پھیر کر فرمایا - اے
بھائی حُر - بندہ ہر چند گناہ کرتا ہے مگر جب خداوند کریم جلشانہ کی بارگاہ کی طرف منہ کر کے اپنے گناہ
سے توبہ کر لیتا ہے تو رحمت غفار جوش مین آتی ہے اور پشیمان و خجل کی امید پوری ہو جاتی ہے
کیا تو نے سنا نہین وَھُوَ الَّذِیْ یَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِہٖ وَیَعْفُوْا یعنی اللہ وہ پاک ذات ہے
جو اپنے بندون کی توبہ قبول کر لیتا ہے اور اونھین بخشدیتا ہے - مین نے تیری تقصیر معاف کی

اب تو ذرا بھی اوسکا خیال دل مین نہ لا۔ آج کے دن بازار سعادت کھلا ہے یہ میدان جلوہ گاہ شہادت بنگیا ہے۔ جا۔ اور اشقیا سے لڑنیکے لئے مستعد رہ تیرے لئے جنت موجود ہے

حضرت حُر محبت حسین سے مخمور ہو کے میدان جنگ مین اپنا گھوڑا کودانے لگے۔ اونکے بھائی مصعب بن یزید نے جو دیکھا کہ بھائی نے دنیا کو لات مار کے آخرت قبول کی اور لپک کے دامن آلِ عبا کو مضبوط پکڑ لیا تو خود بھی گھوڑے کو دوڑا امام عالیمقام کے قدمون پر آگرے لشکر ابن سعد یہ سمجھا کہ بھائی کو سمجھانے اور نشیب و فراز سوجھانے جاتے ہین۔ کوئی متعرض نہوا۔ حضرت مصعب نے آتے ہی جناب حُر سے کہا کہ تم میرے بھی خضرِ راہ ہو گئے اور مجھے ظلمتِ کفر سے نکال کے آبحیات معرفت کے کنارہ پہونچا دیا۔ مین بھی ان دشمنانِ اہلبیت سے بیزار اور تمہارا امداد گار ہون پس حضرت حُر بھائی کو دوبارہ امام عالیمقام کے پاس لائے اور حضور کے گلے سے ملا دیا۔

امام اسمٰعیل نے اپنے مقتل مین لکھا ہے کہ حضرت حُر نے عرض کی۔ اے ابن رسول اللہ رات کو مین نے اپنے پدر بزرگوار کو خواب مین یہ کہتے ہوئے سُنا۔ "بیٹا حُر۔ تو اِن دنون مین کہان گیا ہوا تھا۔ مین نے عرض کیا کہ اے پدر مہربان۔ حسین ابن علی کو گرفتار کرنے اور روکنے گیا تھا تاکہ وہ مدینہ واپس نہ جائین۔ یہ سنتے ہی والد بزرگوار نے دونون ہاتھون سے اپنا سر و سینہ پیٹ لیا۔ مظلومون اور ستم زدون کی طرح واویلا مچانے لگے اور مجھسے فرمایا کہ وامصیبتاہ اے حُر۔ تو نے یہ کیا کیا۔ نبی زادہ کے خون سے اپنے ہاتھ آلودہ کر بیٹھا۔ بیٹا۔ اگر آتشِ دوزخ مین جلنے کی طاقت رکھتا ہے تو جا اور حسین سے لڑ۔ البتہ اگر شفاعت رسول خدا اور رضائے حق جل و علا کا طلبگار ہے تو اونکے دشمنون سے جنگ کر۔ بیٹا۔ دونون صورتون کا انجام مین نے تجھے بتا دیا یہ تیرے اختیار مین ہے جسے چاہے اختیار کر لے"۔ یہ فرما کر والد تو غایب ہو گئے اور میری آنکھ کھل گئی۔ دیکھتا کیا ہون کہ تمام بدن کے رونگٹے کھڑے ہین اور خود بخود لرزہ چڑھتا چلا جاتا ہے

اوسوقت سے غیر حال تھا - اب خدمت اقدس مین جو حاضر ہون تو نہ خوف ہے نہ لرزہ اور نہ اضطراب
اے جگر گوشہ فاطمہ زہرا - مجھے جہاد پر جانیکی اجازت ملے تاکہ حضور کے دشمنون سے لڑتا ہوا جنت
مین جا داخل ہون - جناب امام حسین نے اپنے پیارے مہمان کا یہ سوال سنکر شرم سے سر جھکا لیا
اور رو کے فرمایا - بھائی - تو ہمارا مہمان ہے - ہم تیری کچھہ خاطر و مدارات نہ کر سکے - دیکھہ تین دن سے
ایک دانہ بھی اوڑکے ہم لوگون کے منہ مین نہین گیا ہے اور اس سخت گرمی اور لُوہ اور دہوپ مین
پانی کو ترستے ہین - چھوٹے چھوٹے دودہ پیتے بچون کی لبون پر جان ہے - تجھہ سے کیا کیا کہین
اے بھائی - تو یہان مزہ سے بیٹھکر دیکھہ - ہمپر جو پڑیگی بھگت لینگے - مہمان کو تو مرنیکی اجازت
دیتے ہوے میری چھاتی پھٹتی ہے - حضرت حُر نے امام ہمام کی یہ بیکسی اور مجبوری دیکھکے ایک
لمبی آہ دل پر درد سے کھینچی اور رو کے عرض کی کہ اے قاسم کوثر کے لال - صدقہ رسول اللہ کا
مجھے اجازت ہو - مین سب سے پہلے حضور سے لڑنیکو آموجود ہوا تھا مجھے ہی شرمانا چاہیے نہ کہ آپکو
مین چاہتا ہون کہ مین ہی ہراول بنکے سب سے پہلے آپکے دشمنون سے لڑنے جاؤن - جناب
امام عالیمقام اونکی منت وزاری سے مجبور ہوتے اور اجازت جنگ دیدی - حضرت حُر نے جھککر
تسلیم کی اور خوش ہوکر عازم میدان جنگ ہوتے -

واضح ہو کہ حضرت حُر رضی اللہ عنہ ابن زیاد کے لشکر کے سپہ سالار اور بڑے دلاور اور شجاع تھے
لوگ اونکو لڑائی مین ہزار مردون کے برابر سمجھتے تھے - آپ اسپ تازی نژاد صبا رفتار پر سوار
ہوکے میدانِ رزم مین آے - ابوالمفاخر نے اونکی رجز کا ترجمہ فارسی مین یون کیا ہے -

| | |
|---|---|
| منم شیر دل حُر مردم رباے | کمر بستہ پیش ولیِ خداے |
| منم شیر و شمشیر بُرّان بدست | کہ دارد بر شیر و شمشیر پاے |

ابن سعد نے حُر کو میدانِ جنگ مین جب یون گونجتے سنا تو چور کے پانوٗن کیتے تھرتھر

کانپنے لگا کیونکہ پانی اوسی کی طرف مرتا تھا۔ گھبرا گیا اور پیچ و تاب کھا کے عرب کے ایک نامی گرامی مشہور و معروف پہلوان صفوان بن حنظلہ کو اونکے سمجھانیکو بھیجا اور کہدیا کہ جہانتک ہو سکے ملامیت نصیحت دلاسے و دلبری سے اونکو بہکا کر پاس لے آنا۔ جو کسی طرح بنے ہی نہین تو بہ مجبوری سر اوتار لانے مین کسی طرح کمی نہ کرنا۔ صفوان وہان سے مستعد ہو کے حضرت حُر کے سامنے آیا اور کہنے لگا۔ بھائی حُر۔ تم وہ ذکی و فرزانہ ہو کہ لوگ تمہاری عقلمندی کی قسم کھاتے ہین پھر خدا نے شجاعت اور دلیری بھی کوٹ کوٹ کے تم مین بھر دی ہے۔ تمہاری قدر دانی کیواسطے تو یزید سا بادشاہ اور عزت افزائی کے لئے ابن زیاد سا حاکم چاہئے تاکہ تمہارے جوہر خداداد دنیا مین آفتاب کی طرح روشن ہو جائین۔ سپاہی کو نام اور نام آوری سے غرض ہونی چاہئے تم نے فن سپہگری سے خلاف یہ کیسی بات کی کہ صاحب ثروت سے منہ موڑ لیا اور حسین کے ساتھ ہو لئے۔ مجھے تمہاری اس حرکت سے بڑا ہی تعجب ہے۔ حضرت حُر اوسکا یہ کلام سنکے مسکرائے اور فرمایا۔ صفوان۔ نہین۔ مین نے جو کچھ کیا اچھا کیا ہے۔ پتھر تیری ہی عقل پر پڑ گئے ہین کہ تو یزید سے ذرا بھی واقف نہین۔ وہ بڑا فاسق اور محض ناپاک ہے۔ برخلاف اسکے حسین پاک اور پاکیزہ زادہ ہین۔ اونکی والدہ ماجدہ کا عقد نکاح بہشت مین باندھا گیا۔ اونکے والد بزرگوار علی مرتضیٰؑ داماد رسول برحق تھے اور رسول مقبولؐ نے اونہین اپنے باغ کا پھول فرمایا۔ پھر تو ایسی سرکار کا دشمن اور ایسے مردود کا دوست ہے۔ صفوان بولا مین یہ سب کچھ جانتا ہون اور اس سے زیادہ بہت کچھ مجھے معلوم ہے لیکن مال و جاہ اور دولت تو یزید ہی کی طرف ہے اور ہم ٹھیرے سپاہی ہمین تو مرتبہ اور منصب درکار ہے تقویٰ و طہارت اور علم و فضل ہمارے کس کام کا۔ حضرت حُر نے جواب دیا۔ کمبخت تو جان بوجھ کے جیتی مکھی نگلتا اور سمجھ بوجھ کے حق پر خاک ڈالتا ہے تیرا برا ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ تیرا سر پر غرور اسی میدان مین ٹھوکرین کھاتا پھریگا صفوان یہ سنتے ہی جل گیا اور بڑھ کے ایک نیزہ آپکے مارا۔ حُر نے بڑی مردانگی اور تھوری کے ساتھ

اوسکے ٹکڑے کرڈالے اور فرمایا۔ اے مردود سنبھل۔ اب مردون کا وار ہے۔ یہ کہا اور ایسا ایک ہاتھہ نیزہ کا مارا کہ چھاتی سے گذر کے اوسکی انی گز بھر پیٹھہ سے پار گذر گئی پھر پشت زین سے اوسی نیزہ پر اوٹھا کے للکارے کہ دیکھو۔ بہادرون کے یہ ہاتھہ ہوتے ہین۔ دونون طرف والون کی آنکھین چارون طرف سے سمٹ کے حضرت حُر کے ہاتھون پر آلگین۔ آپنے اپنے سر کے گرد ہاتھہ کو چکر دیکے اس جھٹکے سے اوسکو زمین پر مارا کہ ہڈیان چورا ہوگئین۔ حضرت امام حسین نے یہ صفائی ہاتھہ کی ملاحظہ کرکے فرمایا۔ شاباش۔ میرے عزیز مہمان شاباش۔ خدا تجھے نظر بد سے بچاے حضرت عباس بھی پھڑک کر بولے کہ وہ مارا۔ غرضکہ دونون لشکرون مین شور ہونے لگا۔

صفوان کے تینون بھائی طیش کھا کے بدلہ لینے دوڑے اور اکبارگی حضرت حُر پر حملہ کردیا۔ حضرت حرنے شیر نر کی طرح گونجکے الااللہ کہا۔ ایک کے دوال کمر مین ہاتھہ ڈالکے خانہ زین سے اوٹھا لیا اور سر سے اونچا کرکے سر کے بل زمین پر دے مارا کہ اوسکی گردن ٹوٹ گئی۔ پھر جھپٹکر دوسرے بھائی کے سر پر جو تلوار کا ہاتھہ مارا تو سینہ تک کھولدیا۔ تیسرے نے دیکھکر سوچا کہ آدمی آدمی سے لڑ سکتا ہے ملک الموت سے عہدہ برآ نہین ہوسکتا تو کدم میدان سے بھاگا۔ حضرت حُر نے فرمایا۔ او نامرد۔ کہان جاتا ہے اگر بچگیا تو تو بھی لوگون کو ستائیگا۔ یہ کہکر اوسکے پیچھے لپکے اور پیٹھہ سے نیزہ کی نوک سینہ کے پار کردی۔ چارون بھائی ایک ہی کھیت رہے۔

اب حضرت حُر نے ہاتھہ جوڑ کے جناب امام حسین سے عرض کی حضور اب مجھسے راضی ہوئے یا نہین۔ دل سے میرا جرم معاف کردیجیے۔ حضور نے فرمایا نعم انت حر کما سمتک امک یعنی مین خوش اور میرا خدا خوش۔ بیشک تو آتش دوزخ سے آزاد ہے۔ تیری ماں ہی نے سمجھہ سوچکے تیرا نام ایسا رکھا ہے۔ حضرت حُر یہ مژدہ جان فزا سنکے نہال ہوگئے۔ گھوڑے کا رُخ صف اعدا کی طرف پھیر کر خوش خوش جنگ مین مشغول ہوگئے اور کشتون کے پشتے لگا دئے۔ ناگاہ

ایک پیادہ نے دوڑکے آپکے گھوڑے کے پیر قطع کردیے اور صف اعدای مین بھاگ گیا لاچار جناب حُر پیادہ پا لڑنے لگے۔ شعلہ غضب جان سوز اور آتشِ قہر غیرت افروز آپکی پہلے سے بھی زیادہ مشتعل ہو گئی۔

بہ نیزہ صخرہ را سوراخ میکرد
بہ پیکان موی را صد شاخ میکرد

جب اشقیا نے آپکو اس جوش وخروش مین دیکھا تو خوفِ جان سے بھاگنا اور منہ چھپانا شروع کیا۔ جناب امام حسین نے جو اپنے عالی قدر مہمان کو اس سرگرمی سے پیدل جنگ کرتے دیکھا تو ایک آراستہ وپیراستہ عربی گھوڑا اونکی سواری کو بھیجدیا۔ جب وہ حُر کے پاس پہونچا تو آپنے تسلیم بجالاکے کہا۔ اپنے آقا کی بندہ نوازی کے قربان کہ غلامون کی ایسی ہمدردی فرماتے ہین اور رکاب کو بوسہ دیکے اوسپر سوار ہو گئے۔ جتنے شقی بھیڑ بکریون کی طرح گھر آے تھے اوس ہزبر نیستانِ شجاعت نے سبکو ایک ہی ڈانٹ مین منتشر کردیا اور چاہا کہ واپس ہوکے امام عالیمقام کے قدمون پر پھر جا پڑون یکایک ہاتف غیبی کی صدا کانون مین آئی کہ اے حُر دلاور۔ خبردار۔ یہانسے قدم نہ ہٹانا۔ حورین تیرے قدوم میمنت لزوم کے اشتیاق مین بیقرار ہین۔ یہ سُنکے حضرت حُر امام انام کی طرف متوجہ ہوئے اور عرض کی۔ اے ابن رسول اللہ مین حضور کے ناناصاحب کی خدمت مین جاتا ہون مجھے یہان کی ہوا خوش نہین آتی۔ کچھہ کہنا ہو تو فرمادیجیے رسول مقبول کے دربار مین گذارش کردونگا۔ جناب امام روے اور فرمایا اے حُر تیری خوشی۔ جا تجھے خدا کو سونپا ہم بھی تیرے پیچھے ہی آتے ہین۔ اس گفتگو سے اصحاب حسین مین رونے پیٹنے کا ایک شور مچگیا اور حضرت حُر نے پھر لشکر مخالف پر گر کے لے دے مچادی یہان تک کہ نیزہ حُر نامدار کا ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا۔ پھر آپنے تیغ خون آشام نیام سے نکالی۔ بکھر بکھر کے جس صف پر جا پڑتے تھے کائی کی طرح پھٹ جاتی تھی اور الا اللہ کہکے جس پر صفائی کا ہاتھہ مارتے تھے سر سے سینہ تک

لکڑی کیطرح کھل جاتا تھا۔ کمر پر ضرب لگی نہین کہ ایک کے دو نظر آئے کبھی میمنہ پر حملہ کرکے کھلبلی ڈالدیتے تھے اور کبھی بجلی کیطرح میسرہ والونکے ہوش وحواس کھودیتے تھے یون لڑتے لڑتے لشکر مخالف کے علمدار کے پاس جا پہونچے چاہتے تھے علمدار اور علم کے ایک ہی ہاتھ مین چار ٹکڑے کردین کہ شمر نے ایک دو ہتڑ اپنے سر پر مارا اور سینہ کوٹنے لگا جسکی آواز دونون لشکرون نے سُنی اور فریاد بلند کی۔ اے نامردو کیا غضب ہے کہ ایک آدمی نے تم سب کو اونگلی پر نچا رکھا ہے۔ ہزارون ہو کے بھی تمہین شرم نہین آتی۔ فرات پاس ہے جاؤ ڈوب مرو۔ خیر اگر تم سے اس اکیلے کا مقابلہ نہین ہوسکتا تو چارون طرف سے ٹوٹکے اس پر گر پڑو۔ اگر ایک ایک مٹھی بھی ریت ڈالو گے تو اسکی قبر بن جائیگی یہ سنکر وہ مردود کچھ شرما ے اور ٹیڑی دل کی طرح چارون سمت سے ایک بہادر کو تیر و تبر اور نیزہ و سنان سے زخمی کرنے لگے مگر واہ رے حُر۔ جوان مرد ہو تو ایسا ہو۔ تیور پر بل بھی نہ پڑا۔ اونہین دلیرانہ تیورون سے سبکو جواب دیتا تھا اور بڑے جوش وخروش سے اونہین پیسے ڈالتا تھا۔ ناگاہ قسور بن کنانہ کا نیزہ سینہ حُر پر لگا اور کام کر گیا۔ تاہم حضرت حُر کے حواس بجا تھے۔ دیکھا کہ اس ضرب کی ٹکان سے قسور کے سر سے خود گر گیا ہے۔ موقع کو خالی نہ جانے دیا اور تڑپ کے ایسی ضرب دودستی ابن کنانہ کے سر پر ماری کہ پھوٹ کی طرح سینہ تک کھل گیا۔ ادہر قسور بیجان ہو کے اپنے گھوڑے سے زمین پر گرا اور اودہر حضرت حُر پکارے یا بن رسول اللہ ادرکنی یعنی اے حسین مدد فرمائیے۔

حضور یہ دردناک آواز سنتے ہی بے چین ہو کر دوڑے۔ اس ہجوم مین سے اپنے مہمان کی لاش اوٹھا کے صاف لے آئے اور اپنے لشکر مین لا کے رکھدی پھر اپنے ہی دامن سے اوسکے رخسار کی گرد صاف کی اوسوقت ایک رمق جان کی جسم مبارک مین باقی تھی۔ آپنے آنکھین کھولدین اور اپنا سر جناب حسینؑ کے زانوئے اقدس پر دیکھکے مسکرائے اور عرض کی۔ اے ابن رسول اللہ حضور مجھسے راضی بھی ہوئے یا نہین۔ جناب امام نے فرمایا۔ بھائی۔ تو نے مجھے نہایت خوشنود کیا۔

التجا کرتا ہون کہ خدا بھی تجھسے راضی ہوجاے" حضرت حُر نے اس مژدہ جان فزا کے صلہ مین اپنا نقد جان امام عالی جاہ کے قدمون پر نثار کردیا اور سیدہے جنت کو سدہارے۔

روایت ہے کہ حضرت امام حسین اور اونکے اصحاب لاش حُر پر بہت روے۔ حاکم خشمی نے لکہا ہی کہ جناب امام نے حضرت حُر کے مرثیہ مین تین شعر فرماے۔ اونمین سے ایک یہ ہے۔

| | |
|---|---|
| لنعم الحر حر بنی ریاح | صبور عند مختلف الرماح |

ابوالمفاخر نے اون اشعار کا ترجمہ فارسی مین یون کیا ہے۔

| | |
|---|---|
| خوشا حُرِ فرزانہ نامدار | کہ جان کردہ بر آلِ احمد نثار |
| ز رخش تکبر فرود آمدہ | شدہ بر براقِ شہادت سوار |
| بعشقِ جگر گوشہ مصطفےٰ | بر آوردہ از جانِ دشمن دمار |

## مرثیہ

| | |
|---|---|
| رگ رگ سے حُر کے چھٹنے لگی جب لہو کی دہار | غش مین جہکا وہ گھوڑے کی گردن پہ ایکبار |
| نیزہ کسی نے آکے جو مارا قضاے کار | تب یا حسین کہکے گرا حُرِ نامدار |
| یہ سنکے ابرِ غم دل سرور پہ چہا گیا | اک آہ کی کہ عرشِ خدا تہرتہرا گیا |
| رہوار سے اوتر کے چلے مضطر و حزین | رکہا زمین پہ پانؤن کہین اور پڑا کہین |
| اکبر نے دوڑکر یہ کہا یا امامِ دین | جانا مناسب آپکا اس فوج مین نہین |
| تنہا حضور جائین نہ حر کی تلاش کو | ہو حکم تو غلام اوٹھا لاے لاش کو |
| شہ نے کہا کہ تم مجھے روکو نہ میری جان | میرے لیے شہید ہوا میرا میہمان |
| ملتا ہے دوست خلق مین اسطرح کا کہان | میرے بغیر اور نہین کوئی اوسکا یان |
| رخصت کو اوس غریب کے جانا ضرور ہے | میہمان کو گلے سے لگانا ضرور ہے |

یہ کہکے لاش پر گئے حُر کی بچشم تر
اوس سے لپٹ کے رونے لگے شاہِ بحر و بر
وہ زخمی لوٹتا تھا پڑا ریگ گرم پر ٭
زانو پہ اپنے رکھہ لیا شفقت سے اوسکا سر
تہ جمگئی تھی چہرہ پہ اوسکے جو خاک کی
حضرت نے آستینِ مبارک سے پاک کی

منہ اوسکا دیکھہ دیکھہ کے اسطرح روتے تھے
اشکِ امام حُر کے جو رخسار پر پڑے
روتا ہے جسطرح کوئی فرزند کے لیئے
تب اوسنے آنکھین کھولکے۔ کی عرض شاہ سے
آغوش مین لیئے ہوئے حضرت جو روتے ہین
والله ٹکڑے میرے کلیجہ کے ہوتے ہین

اس بندہ پروری پہ ہون سو جان سے فدا
تشریف لائے آپ خوشا میرا مرتبا۔
شفقت وہ مجھہ پہ کی۔ کہ نہین جسکی انتہا
ممتاز اس غلام کو کونین مین کیا ٭
لغزش مین تھا قدم مرا لیکن سنبھل گیا
بیڑا مرا تباہی سے باہر نکل گیا

زخمی ہون تیغ و تیر سے مین سر سے تا قدم
کہنے لگے یہ تب شہِ بیکس بچشم نم
کس طرح اوٹھکے گرد پھرون یا شہِ اُمم
والله تو تو زخمی ہے اور ہے مجھے الم
کوئی نہ بچ رہیگا حسینی سپاہ مین
ہم سب شریکِ درد ہین خالق کی راہ مین

مجروح جس طرح سے ہوا ہے ترا بدن
جس طرح ہاتھہ کٹ گئے ہین تیرے تیغ زن
تلوارین یون ہی کھائیگا لختِ دلِ حسن
بیدست یون ہی ہوئیگا عباسِ صف شکن
زخمِ سنان ہے تیرے دلِ دردناک پر
زخمی ہو یون ہی تڑپیگا اکبر بھی خاک پر

جس طرح تیرِ ظلم ہے تیرے گلے کے پار
بعد اوسکے مجھکو زخمی کرینگے ستم شعار
مجروح یون ہی ہوگا مرا طفلِ شیرخوار
جس دم گرونگا گھوڑے سے با جسمِ زخمدار
تو برچھی مارے گا کوئی تلوار مارے گا
چھاتی پہ چڑھکے شمر مرا سر اوتارے گا

زخمی جو تو ہوا تو مین آیا ترے قرین ٭
آغوش مین لیا تجھے با خاطرِ حزین

| | |
|---|---|
| زانو پہ تیرا سر رکھا اے حر با یقین ٭ | لیکن چلیگی جب مری گردن پہ تیغ کین |
| جز یاس و بیکسی نہ کوئی پاس ہوئیگا | زانو پہ رکھکے سر کو مرے کون روئیگا |
| ہوئیگا سوئے خلد رواں جب تو نیکنام | لیجاوینگا مین لاش تری تا درِ خیام ٭ |
| پر اپنی بیکسی کو کہون کیا مین تشنہ کام | روندینگے میری لاش کو گھوڑون سے اہل شام |
| بعد فنا بھی ہوئینگے رنج و محن مجھے | چالیس دن تلک نہ ملیگا کفن مجھے |
| شہ نے جو حُر سے اپنی مصیبت یہ کی بیان | اوس باوفا کی آنکھون سے آنسو ہوے روان |
| قدمون سے شہ کے ملنے لگا چشم خون فشان | ہچکی جو آئی موت کی غازی کو ناگھان |
| آنکھین پھرا ئین زیست کا نقشہ بدلگیا | حسرت سے دیکھا شاہ کو اور دم نکل گیا |

## شہادت حضرت مصعب بن یزید ریاحی رضی اللہ عنہ

جب حضرت حُر کے بھائی مصعب نے دیکھا کہ میرے بھائی نے جام شہادت نوش فرما کے روضۂ اقدس کی راہ لی تو اونکے منہ مین بھی پانی بھر آیا اور امام عالیمقام کی خدمت بابرکت مین حاضر ہوکے التماس کی کہ آج اس سرکار سے خلد برین کی جاگیرین عطا ہو رہی ہین - مین کیون محروم رہجاؤن مجھے بھی رن کی رضا ملے تاکہ اس فقیر حقیر پر یہ مثل صادق نہ آے -

| | |
|---|---|
| چو من سبادکس آوارہ ہزار وطن | فلک زداغ جدائی بہر دیارم سوخت |

یہ ایک سخی اور قدر شناس کا دربار ہے مین بھی اپنا ہنر دکھا دون - جناب امام نے اونکو مستعد پاکے فرمایا - اگر تمھاری یہی خوشی ہے تو تم بھی اپنے بھائی کی طرح مجھے داغ دے جاؤ -

پس حضرت مصعب نے مردانہ وار دشمنون پر حملہ کیا اور اونمین سے بہت سے بیحیاؤن کو دوزخ کی طرف روانہ کر کے خود شہید ہوے اور حضرت حُر رضی اللہ عنہ سے جا ملے -

# شہادت حضرت علی بن حُر ریاحی

روایت ہے کہ حضرت علی بن حُر اسوقت تک ابن سعد ہی کے لشکر مین تھے۔ اونہون نے جب دیکہا کہ میرے والد ماجد اور عم مکرم دونون امام انام پر نثار ہوگئے تو نہایت بیچین ہوئے اور دنیا آنکھون مین سیاہ ہوگئی۔ اپنے غلام سے فرمایا کہ میرے ساتھ چل گھوڑون کو پانی دکھالائین۔ پس دونون لشکر کوفہ سے باہر آکے امام حسینؓ سے آملے۔ حضرت علی گھوڑے سے اوتر کے آداب بجالائے اور باپ کی لاش پر گر کے اپنا منہ اونکے منہ سے ملنے لگے۔ جناب امام حسینؓ نے پوچہا کہ اے جوان مرد تو کون ہے۔ جواب ملا کہ حضور مین اس شہیدِ خنجر جفا کا بیٹا ہون۔ علی میرا نام ہے میری بہی یہی خواہش ہے کہ حضور کے قدمون پر نثار ہو کے الولد الحر تقتدی بابائہ الغر کے معنی لوگون پر واضح و آشکار کردون۔

| | |
|---|---|
| پسر کو ندارد نشانِ پدر ✤ | تو بیگانہ خوانش مخوانش پسر ✤ |

جناب امام نے اونکے حق مین دعا کی۔ حضرت ابن حر اجازت لیکے میدان وغا مین آئے اور رجز پڑہکے اپنا مقابل طلب کیا۔ لشکر شام سے ایک پہلوان دریائے آہن مین غرق سر سے پانون تک ہتہیار لگائے اونکے سامنے آیا۔ ابن حُر وفادار نے اوسے دم بہی نہ لینے دیا ایک چشم زدن مین نوک نیزہ پر اوٹھا زین سے الگ کر کے زمین پر دہم سے دے پٹکا اور فرمایا۔

| | |
|---|---|
| ریاحی نژادم نہ من بندہ ام ✤ | بسے دشمنان را سر افگندہ ام |
| من از والدِ خویش شرمندہ ام ✤ | چو او کشتہ شد من چرا زندہ ام ✤ |

ناگہان ایک شخص نے برابر آکے باپ اور چچا کی دشمنی کے باعث اونہین شہید کر ڈالا۔ جناب حسینؓ نے یہ ماجرا دیکہکے نہایت افسوس سے اونکے حق مین دعائے مغفرت کی اور فرمایا

| | |
|---|---|
| آفرینِ خدا بر پدرے | کہ تو پرورد و مادرے کہ تو زاد |

## شہادت حضرت غرہ

یہ نام جناب حُر کے غلام کا ہے۔ جب اونہون نے دیکھا کہ میرے آقا اور آقازادہ دونون نے سفر آخرت اختیار کیا تو بہت روے اور اونکی آتش فراق سے کباب ہو کے گھوڑے کی عنان کو فہ کے لشکر کی طرف پھیر دی۔ بہت سے اشقیاء کو عدم کا راستہ بتا کے حضور امام مین آکر عرض کی اے ابن رسول اللہ۔ میری گستاخی معاف ہو۔ اپنے آقا اور آقازادہ کی مفارقت کا داغ میرے دل کو ایسا ناگوار ہوا کہ مین ضبط نہ کر سکا۔ ع

| | |
|---|---|
| نالہ را ہر چند میخواہم کہ پنہان برکشم | دل ہمی گوید کہ من تنگ آمدم فریاد کن |

اسلئے ناچار پہلے اپنے دونون مخدومون کا عوض جی بھر کے ان لعینون سے لے آیا ہون جب میرے دل بیقرار کو قرار ہوا ہے اب امیدوار ہون کہ مجھے اجازت ہو تاکہ آپکے قدمون پر نثار ہو جاؤن اور میدان قیامت مین سرخرو اوٹھون۔ جناب امام تشنہ کام نے فرمایا۔ آفرین و مرحبا۔ نمک حلال اور وفادار ایسے ہی ہوتے ہین۔ اچھا تم بھی سدھارو۔ حضرت غرہ فرط خوشی سے جامہ مین پھولے نہ سماے نہایت مسرور ہو کے لشکر اعداء مین گھسکر داد شجاعت دی اور نقد جان دیکے سعادت جاودانی خریدی۔

### اتمام حجت

جب یہ چارون غازیان جانباز شہید ہو چکے تو جناب امام عالیمقام نے دونون لشکرون کے درمیان کھڑے ہو کر آواز دی۔ اے اہل کوفہ و شام خوب سمجھلو اور یاد رکھو کہ ابتداے حرب میری طرف سے نہین ہوئی ہے۔ پہلے تمہین نے میری جان لینے کے لئے مجھے تیر مارے تسپر مین ابھی تک تم سے لڑنا پسند نہین کرتا نہ جنگ کرنا چاہتا ہون۔ مین نے نہ میرے کسی ساتھی نے ابھی تک تمہارا

کوئی آدمی مارا ہے - یہ چارون آدمی جو تم سے لڑ گئے تمہارے ہی لشکر کے تھے - تمہاری بیرحمی اور سنگدلی کی برداشت اون غریبون سے نہ ہوسکی اور بے اختیار نہ وہ تم سے بھڑ گئے - اسمین میرا کیا قصور ہے - بہائیو - اب بہی مین تمہین سمجہاتا ہون - کان کہول کے سنلو کہ یہ کرتوت تمہارے اچھے نہین ہین ان سے باز آؤ اور اہلبیت نبوی کا خون زمین پر نہ بہاؤ - اودہر سے آواز آئی ایسا نہین ہوسکتا - حضور نے فرمایا - مین مکرر تمہین سمجہاتا ہون کہ مجھے یزید کے پاس چلا جانے دو مین اوس سے گفتگو کرلونگا اگر حق اوسکی طرف نکلا تو اوس سے بیعت کرلونگا ورنہ ہم اور وہ جیسے بنیگا نبٹ لینگے اودہر سے ایک بیدین نے جوابدیا کہ یہ بھی ممکن نہین - اے حسین - تم شیرین زبان اور چابک سخن ہو - اپنی لسانی سے اوسکو فریب کے جال مین پہنسالوگے اور رہا ہوکے پھر فتنہ اور فساد کی آگ سے ملک کو پہونکنے لگوگے - ارشاد ہوا - خیر - مجھے اپنے جد بزرگوار کے روضہ مقدسہ ہی پر بیٹھہ رہنے دو تاکہ مجاور بنکے عبادت الٰہی مین مشغول رہون - دشمنون نے کہا کہ ہم اسکو بھی نہین مانتے - ممکن ہے کہ اجلاف عرب کو تم جمع کرلو اور پھر مدعی خلافت بنکے جھگڑنے لگو -

پھر حضرت امام حسینؑ نے فرمایا کہ تم نے یہ دو باتین تو میری قبول نہین کین - اب مجھے اور میرے اصحاب کو پانی ہی پلادو - دریا پر تو سبھی کا حق ہے پھر ہم کیون محروم رکہے جاتے ہین - اودہر سے جواب ملا کہ پانی کا تو نام ہی نہ لو - جب تک یزید سے بیعت نہ کرلوگے پانی کا ایک قطرہ نہ پاؤگے -

| | | |
|---|---|---|
| حسین - اور طالبِ آب - اے معاذ اللہ | | تمام کرتے تھے حجت - سوالِ آب نہ تھا |

حضور نے فرمایا الحمد للہ اب حجت تمام ہوئی تاکہ تم قیامت کے دن کوئی عذر پیش نہ کرسکو -

| | | |
|---|---|---|
| دل من پارہ گشت از غم نہ زانگونہ کہ بہ گردد | | اگر جانان باین شاد است یارب پارہ تر بادا |

اشقیاء بولے - یہ سب کچھہ ہوچکا اب لڑنیکی تیاریان کرو یہ سنکر جناب امام تشنہ کام نے آسمان کی طرف دیکھکے فرمایا کہ مین نے تو تمہین نشیب و فراز سب کچھہ سمجھایا تمہین اپنا بھلا برا سوجھتا ہی نہین

اب تم جانو اور تمہارا کام مین بری الذمہ ہون - بسم اللہ ایک کے مقابلہ مین ایک آتا جاے تاکہ مرد اور نامرد کا فرق معلوم ہو اور ہنرمندی اور بے ہنری کی تمیز ہو - صف اعدا سے آواز آئی نعم الصفقۃ یا ابن فاطمہ یہ بات منظور ہے -

مصلحت اوس منظوری مین یہ تھی کہ اول تو وہ لوگ یہ سمجھے ہوئے تھے کہ بھوکے پیاسے ہم سے کیا لڑینگے - ہمین ور رہینگے - دوسرے عربون کی جنگ کا یہ دستور تھا کہ معرکہ جدال و قتال مین اپنا نام و لقب آشکارا کردیا کرتے تھے - اپنے اپنے قبیلہ و عشیرہ کے مفاخر و مآثر بڑی دہوم دہام سے بیان کیے جاتے تھے تاکہ سبکی ہنرمندیان دنیا مین یادگار رہین - جب یہ بات مقرر ہوگئی تو جناب امام عالیمقام اپنے لشکر مین واپس تشریف لے آے -

## شہادت حضرت زہیر بن حسان اسدی رضی اللہ عنہ

ابن سعد نے بڑے غور و فکر سے اپنے کل لشکر مین سے چھانٹ کے ایک معروف و مشہور جنگ آور مسمی سالم ازدی کو میدان کارزار مین بھیجا - سالم اسپ تیزگام پر سلاح ملوکانہ پہنکے سوار ہوا اور میدان مین آکے اپنے مرکب کو جولان اور گرم عنان کرنے لگا - پھر اپنا نام پکار کے ھل من مبارز کی صدا بلند کی اوسوقت زہیر بن حسان اسدی نے حضرت امام حسین کی خدمت مین حاضر ہو کے اجازت لڑنے کی مانگی - عرض کی - اے ابن رسول اللہ - سالم صف شکن اور جوان مرد ہے مجھے اسکے مقابلہ کو بھیجیے پھر دیکھئے کہ کیسا نیچا دکھاتا ہون - یہ ساری ڈینگین جو اسوقت اسنے میدان مین ماری ہین معلوم ہو جائینگی - آپنے فرمایا بسم اللہ - شوق سے سدھارو -

واضح ہو کہ حضرت زہیر قبیلہ بنی اسد مین سے تھے - یہ قبیلہ کربلا کے نواح ہی مین مسکن پذیر تھا جناب زہیر مبارز مردانہ - دلاور فرزانہ اور تجربہ کار تھے - بہت سی لڑائیون مین مظفر و منصور ہو چکے تھے

سامر نے اونکو اپنے سامنے جو دیکھا تو تھرتھرانے لگا مگر حیلہ بازی کے طور سے زبان نصیحت
دراز کی اور بولا کہ اے زہیر تم ہر پر میدانِ شجاعت اور نہنگ دریاے مبازرت ہو۔ تمہین شرم
نہین آتی کہ مال ومنال اور اہل وعیال تم سے چھوٹے جاتے ہین۔ اگر حسین کو تمہاری مدد سے
فتح بھی ہوگئی تو تم اون سے کیا لے لوگے ہماری طرف آملو دیکھو یہان سب کچھ ہے۔ مال لو۔
خلعت لو۔ جاگیر لو۔ منصب لو اور ظاہر ہے کہ ہم سپاہیون کو نام و مرتبہ ہی چاہیئے۔ جناب زہیر نے
فرمایا۔ اے ناکس و ذلیل بے شرم تو ہے اور مجھے نادان بتاتا ہے۔ تجھے یہ بھی نہین معلوم
کہ تو ایک سید غریب الوطن بھوکے پیاسے کے ذبح کرنے اور خاندانِ ختم المرسلین کی تباہی
کیواسطے تیار ہے اور دنیا کی نعمت فانی کو سعادت جاوید کے بدلے اختیار کرتا ہے۔ سامر اسکے
جواب مین کچھ کہا چاہتا تھا مگر حضرت زہیر کے کانون نے اوسکے کفر کو سننا پسند نہ کیا اور آہستہ سے
ایک نیزہ اوسکے منہ مین مارا جو گدّی کے پیچھے نکل گیا۔ سامر نے فوراً گھوڑے سے گر کر جان دیدی
جناب زہیر نے ابن سعد کے مقابل پہونچکے آواز دی۔ اے اہل عراق وشام جو مجھے پہچانتا ہی
پہچان لے اور جو نہین جانتا ہے تو کان کھولکے سُنلے کہ مین ہون زہیر بن حسان الاسدی۔ مین
جان سے ہاتھ دہوکے تمہارے سامنے آیا ہون اب تم مین سے کوئی اور میرے مقابلہ کو نکلے
دیکھین بخت کسکی یاری کرتا ہے اور نکبت کسے خاک مذلت وخواری مین ڈالتی ہے۔ مخالف
یہ نام یگانہ آفاق سُن چکے تہے اور شجاعت ودبدبہ حضرت زہیر کا اونہین معلوم تھا۔ لرز گئے اور اپنے
اپنے سر نیچے کرلئے۔ کوئی اون سے لڑنیکو مستعد نہوا۔ ابن سعد نے اپنے لشکر کو للکارا کہ اے
نامردو۔ یہ کیا بے حمیتی ہے۔ تم مین کوئی ایسا نہین جو اسکا سامنا کرسکے اور پہلوانون کے اس
مجمع مین اوسکا نام بلند ہو۔ یہ سنکر کوفہ کا ایک رئیس نصر بن کعب جو ہزار سوارون سے تنہا لڑ سکتا
تھا گھوڑا کودا کے ابن سعد کے پاس آیا اور کہا۔ اے سردار مین جاتا ہون۔ یہ کہکر حضرت زہیر کے

مقابل آموجود ہوا اور بولا کہ اے عرب کے بہادر۔ تو کیون اپنی قسمت کی دولت و حشمت پر جان لوہ جہکے لات مارتا ہے اور اپنے چچازاد بہائیون کے خون مین ہاتھہ بہرتا ہے۔ تو میرے ساتھہ چل تجھے امیر جلیل ابن زیاد کے پاس لیچلون گا سچ تو یہ ہے کہ خارستان نکبت و کلفت سے نکلکے گلستان دولت و راحت مین پہونچ جائیگا۔ جناب زہیر نے جواب دیا۔ اے لعین۔ آل زیاد کی خدمت دین کے دامن مین بدعت کے غبار اولجہاد حق ہے اور دربار حسین کے باغ مین ہر قسم شجر معرفت دریاے حقیقت کے کنارہ پر سرسبز اور بارآور رہتا ہے۔ نصر سمجہہ گیا کہ ایسے لوگ کب دولت کے پہندہ مین پہنستے ہین کوئی ایسی تدبیر کرنا چاہیئے کہ باتون باتون مین دہوکھا دیکے اسے مارلون غرضکہ ادہر ادہر کی چکنی چپڑی باتین کرنے لگا۔ حضرت زہیر سمجہہ گئے کہ چال ہے۔ اوسے ایک بات بہی نہ کرنے دی اور نیزہ کے ایک ہی اشارہ سے عدم کے سیدہے راستہ پر لگا دیا۔ پہر اوسکا بہائی صالح بن کعب میدان مین آیا۔ زہیر نے نیزہ سے اوسے بہی ٹال بتائی۔ صالح اونکے نیزہ کو رد کرنیکے لیئے ایک طرف جہکا اور نیزہ نے گہوڑے کو زخمی کر دیا۔ رہوار بہڑک اوٹہا۔ صالح پشت زین سے زمین پر آیا مگر پیر رکاب مین اولجہا رہگیا کہ گہوڑے نے اپنی اوچہل کود اور لکد و کوب سے جسم کے پرزے پرزے کردئیے اور یار کی سب تمنائین خاک مین ملگئین۔

اسکے بعد نصر کا بیٹا کعب جو اپنے باپ سے بہی زیادہ دلیر اور شجاع تہا میدان کارزار مین آیا اور فریاد کی کہ مین اپنے باپ اور چچا کا عوض لینے آیا ہون۔ جناب زہیر نے اوسے سانس بہی نہ لینے دی۔ نیزہ اوسکے پیٹ مین بہونکدیا جو پیٹہہ کے پار نکل آیا۔ زہیر نے مقتولون کے اسپ و سلاح کی طرف ذرا بہی توجہ نکر کے پیادون پر حملہ کر دیا اور اونکے پیچہے سوارون کی صف تک پہونچگئے اور اونمین سے بہتون کو قتل کر ڈالا۔ پہر مراجعت فرما کے میدان مین کہڑے ہوئے اور مبارز طلب کیا جو اونکے سامنے آکہڑا ہوتا تہا اوسکو ایک ہی اشارہ مین زمین کا پیوند بنا دیتے تہے۔

یعنی گھنٹہ بھر کے اندر اندر ستائیس[۲۷] نامی سردار اور پہلوانان نامدار کو ناپید کردیا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ صفحہ ہستی پر اون دشمنون کا نام ونشان ہی نہ تھا۔

اسوقت ابن سعد نے حجر الاحجار کی طرف متوجہ ہوکے کہا کہ تو میرا سہارا اور میرے لشکر کی پشت پناہ ہے۔ جاکے زہیر کو میرے پاس سے آچو ہانگیگا پائیگا۔ حجر نے جواب دیا۔ ہیہات۔ ہیہات۔ لومڑی شیر ژیان سے کیا لڑیگی اور بدّی شاہ باز کا سامنا کیسے کرسکیگی۔ زہیر نبی اسد کا شجاع اور تن تنہا ہزار سوار سے لڑسکتا ہے۔ مجھے اپنی جان سر پر بال نہین کہ اوس سے مقابل ہون۔ البتہ ایک ترکیب ہے کہ سَو سَو سوار تین جگہہ کمین گاہون مین چھپادو۔ مین اوسکے سامنے جاکر تھوڑی دیر تک ادہر اودہر کا وے دیتا ہونگا جب وہ تنگ ہوکر میرے اوپر حملہ کریگا تو سوارون کی کمین گاہ کی طرف بھاگونگا۔ چونکہ وہ مرد سپاہی اور بڑا دلیر ہے ضرور میرا پیچھا کریگا۔ پہلی کمین گاہ سے سو سوار نکلکے اوسپر حملہ آور ہون اگر وہ اونہین زیر وزبر کرکے مغلوب کرلے تو وہ سب کے سب دوسری کمین گاہ کی طرف اپنا رخ پہیر دین اور وہان کے سوار باہر آکے اوسپر ٹوٹ پڑین اگر زہیر اونپر بھی غالب آجاے تو سب ملکے تیسری کمینگاہ کا راستہ لین اور وہان کے سوار اوسپر آگرین۔ شاید اسطرح سے زہیر مارا جاے پس اس رائے کے مطابق تین[۳] سَو سوار مکمل اور مسلح کرکے تین مختلف مقامات مین چھپا دئے گئے اور حجر زہیر کی طرف چلا۔ حضرت زہیر بے خبر میدان مین کھڑے ہوئے اپنے مقابل کا انتظار کررہے تھے مگر افسوس صدہزار افسوس۔ لب آپکے تشنگی سے خشک اور منہ میدان کی خاک سے اٹا ہوا تھا۔ ناگاہ حجر آپسے دور آکے کھڑا ہوگیا۔ آپنے فرمایا اے ابن الاحجار پاس آ۔ ہمارے تمہارے دُو دُو[۲] ہاتھ ہوجایئن۔ وہ بولا۔ مین تم سے لڑنے نہین آیا ہون بلکہ سمجھانے آیا ہون کہ تم شجیع اور زیرک و دانا ہو۔ ابن زیاد کے پاس کیون نہین چلتے۔ مال ودولت سے غنی ہوجاؤگے۔ حسین کے پاس کیا دہرا ہے جو تجھے خوش کرینگے تیری ہمت بلند کا اقتضا

تو یہ ہونا چاہیئے کہ اہل دولت سے پیوند کیا جاے - جناب زہیر نے جواب دیا - اے ملعون خاموش زبان سنبھال - حضرت امام حسین رضی آسمان ولایت کے ہماے ہمایون فال ہین اور ابن زیاد محض نابکار اور بدسگال - کینہ طبیعتون اور دون ہمتون نے زمام اختیار اوسکے ہاتھہ مین دیدی ہے -

حجر یہ دندان شکن جواب سنکے خاموش ہو رہا اور خوف جان سے پتھر کی طرح جہان کا تہان دہرا رہگیا - حضرت زہیر نے گھوڑے کو آگے بڑہا کے اوس پر حملہ کیا - ابن الاحجار ڈرتا کانپتا کمینگاہ کی طرف بھاگا - زہیر کی ہمت بلند نے اوسے بچکے بھاگ جانے دینا پسند نہ کیا اوسکے پیچھے پیچھے چلے - ابھی دونون کمینگاہ تک پہونچنے بھی نہ پاے تھے کہ زہیر نے حجر کو جا لیا - اوسنے چیخنا چلانا شروع کیا کہ لوگو - خدا کیواسطے دوڑو اور مجھے اس خونخوار کے ہاتھہ سے بچاؤ اور گھوڑے سے زمین پر گر کے بھاگا - زہیر بھی نیزہ تانے ہوئے اوسکے پیچھے تھے کہ سوار کمینگاہ سے نکلکے اون پر آن گرے اور تیر و تبر اور سنان و نیزہ کی چپ و راست سے بوچھار کر دی - مگر واہ رے جوانمردی - جناب زہیر کے تیور پر ذرا بھی بل نہ آیا - نیزہ تان کے شیرون کی طرح اون سوارون کی طرف مخاطب ہوئے وہ سب بدحواس ہو کر دوسری کمینگاہ کی طرف بھاگے - حضرت زہیر اونکے پیچھے تھے - یہانتک کہ تین ۳۰۰ سو سوارون نے اونہین گھیر لیا اور شیث ربعی مردود نے نیزہ اونکے شانہ پر مارا کہ زرہ اونکی ٹوٹ گئی اور سنان کا زخم کند ہے پر لگا - زہیر یہ زخم کھاتے ہی شیث کی طرف جھک پڑے - وہ شقی اونکے خوف سے بھاگ کر سوارون مین جا ملا - جناب زہیر نے نیزہ پھینک کے برق درخشان نیام سے باہر نکالی اور سوارون پر جھپٹ کر اونکے تن سے سرون کو جدا کرنے لگے -

روایت ہے کہ اوس یکہ و تنہا دلیر نے اوسوقت پچاس سوار کاٹ ڈالے اور اپنے تن مبارک پر نوے ۹۰ زخم کھاے - جب حضرت امام حسین نے یہ صورت مشاہدہ فرمائی تو اپنے ملازمون سے ارشاد کیا کہ جلدی جاؤ اور زہیر کی مدد کرو - چنانچہ حضرت سعد جناب امیر المومنین علی مرتضیٰ رضی کے غلام

دس آدمیون کے ہمراہ اودہر گئے اور اون سوارون مین سے بہتون کو قتل کرکے زہیر کو اونکے زغہ سے باہر نکال لائے۔ چالیس تیرون سے زیادہ اونکے جسم پر لگے تھے اور زخمون سے مینہ کی طرح خون برس رہا تھا۔ جب اونہین امام عالیمقام کے حضور مین لائے تو آپ گھوڑے سے اوترکے اونکے سرہانے آکھڑے ہوئے۔ زہیر نے جو آنکھین کھولکے روئے منور دیکھا تو سر اپنا قدم مبارک پر رگڑکے عرض کی۔

| | |
|---|---|
| خاکِ قدم دوست شدم نیست کسے را | این عیش کہ امروز مرا در قدمِ اوست |

ارشاد ہوا۔ زہیر۔ تم نے میری بڑی خیرخواہی کی اور شرائط وفاداری اور جوانمردی مین تم سے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہوا۔ اب تمہاری جو آرزو ہو مجھسے بیان کرو تاکہ بجالاؤن۔ زہیر نے جوابدیا کہ اے فرزند رسول۔ میری تقصیر معاف ہو۔ آب سرد اور صاف کا جام فرشتے میرے پاس لائے ہین مین پی لون تو حضور سے باتین کرون۔ جناب امام ہمام نے اپنے رفقاء کی طرف متوجہ ہوکے فرمایا کہ اے لوگو۔ زہیر کا مقام اسوقت اوسے دکہلایا جاتا ہے اور شراب بہشت یہین سے اوسکے پاس آنا شروع ہوگئی ہے۔ لوگون نے دیکھا کہ واقعی زہیر کچھہ غٹ غٹ پیئے چلے جاتے ہین اور چٹخارے مارتے ہین۔ بعد ازان ایک آہ سرد بہر کے طوطیٔ روح اونکا شکرستان قدس کو پرواز کرگیا۔ جناب امام روئے اور دعا کی یا اللہ العالمین۔ یہ اوس جہان مین میرا ہمسایہ اور مصاحب رہے اور نانا جان بھی اس سے خوش رہین۔ پہر فرمایا۔

| | |
|---|---|
| کچھہ مجھہ سے وصیت تو کر اے میرے وفادار | خون ہے ترے غم سے جگر اے میرے وفادار |
| رکھلے مرے زانو پہ سر اے میرے وفادار | نزدیک ہے شاید سفر اے میرے وفادار |
| کچھہ تجھہ سے ملاقات نہ صحبت ہوئی بھائی | جی بھر کے نہ دیکھا تھا کہ فرقت ہوئی بھائی |
| کچھہ بات کر اے یار وفادار ہمارے | اے عالمِ غربت کے مددگار ہمارے |

اے صف شکن اے صفدر و جرار ہمارے
تا حشر تجھے روئینگے غمخوار ہمارے ✤

رتبہ ہے ترا سب سے دوبالا شہدا مین
تیرا بھی تو حصہ ہے ان ایام عزا مین

خم ہوکے پکارے یہ حبیب ابن مظاہر
آ ہوش مین اے منزل جنت کے مسافر
بیتاب ہے بھائی ترا آقا تری خاطر
کر نور الٰہی کی زیارت دم آخر ✤

دیکھ اپنا شرف آنکھوں کو کیون بند کئے ہے
فرزند نبی سر ترا گودی مین لئے ہے

سنکر یہ صدا اوسنے جو آنکھوں کو کیا وا ✤
سر حضرت شبیر کے آغوش مین دیکھا
جلدی قدم شاہ پہ شہ ملکے یہ بولا ✤
صدقے ترے الطاف کے اے سید والا

تکیہ ترے زانو کا یہ سر ہوا آقا ✤
ذرہ تھا یہ اب مہر منور ہوا آقا ✤

غش سے جو نہ کھلتے تھے مرے دیدۂ پرنم
صحبت تھی مرے گرد عجب طرح کی اس دم
ارشاد یہ فرماتے تھے خود سید عالم
لے۔ آئے ہین یان پر ترے لینے کیلئے ہم

شبیر کا جو دوست ہے پیارا ہے نبی کا
تو آج سے مہمان ہے رسول عربی کا

مجھ پر حسن و جعفر و حمزہ کا ہے یہ پیار
جس طرح دم نزع یگانے ہوں پرستار ✤
ارشاد علی ہے ملک الموت سے ہر بار
ہان رفق و مدارا کہ ہمارا ہے یہ غمخوار ✤

زخمی ہے جدا کیجیو یون روح بدن سے
جس طرح اوٹھاتا ہے کوئی پھول چمن سے

اک سیدہ ہین سبز ردا چہرہ پہ ڈالے
دو حورین ہین لٹکی ہوئی چادر کو سنبھالے
چلاتی ہین مہمان کو لگے ظلم کے بھالے
ہے ہے یہ پسر فاطمہ کے چاہنے والے

شبیر پہ غربت مین ستم ہو گیا ہے ہے
اک دوست بڑا تھا سو وہ کم ہو گیا ہے ہے

ارشاد کیا شہ نے کہ سب کو ہے ترا غم ✤
یہ میرے بزرگ آئے ہین لینے تجھے باہم
آتی ہے جو رونے کی صدا خیمہ سے اس دم
ناموس محمد مین بپا ہے ترا ماتم ✤

احوال یہ ہے زینب آوارہ وطن کا — جو بھائی کے مرجانے سے عالم ہے بہن کا

اشک آنکھوں سے ٹپکا کے پکارا وہ وفادار — صدقہ ہے یہ سب آپکا اے سید ابرار

نازاں ہو کیوں اپنے شرف پر یہ گنہگار — جس کے لئے روئیں حرم احمد مختار

رتبہ مرا افلاک سے برتر ہوا آقا — ہیں ثانی سلمان و ابا ذر ہوا آقا

یہ ذکر تھا ظاہر جو ہوئے موت کے آثار — تن سرد ہوا زرد ہوئے پھول سے رخسار

دم بند ہوا کھولدئے دیدۂ خونبار — منھ کر کے سوئے شپیر کراہا وہ نکوکار +

بس دیکھکے دیدار امام ازلی کا + — رخصت ہوا مہمان حسین ابن علی کا

لاش اوسکی اوٹھا کر شہ دیں ڈیوڑھی پہ لائے — پردہ کے ادھر اہل حرم پیٹتے آئے +

اوسکے لئے سیدانیوں نے اشک بہائے — حضرت کی غلامی میں بڑے مرتبے پائے

عقبیٰ بھی سنور جاتی ہے جب کام ہوا ایسا — یوں عشق میں مرجائے تو انجام ہوا ایسا

## شہادت حضرت عبد اللہ بن عمرو کلبی رضی اللہ عنہ

جب حضرت زہیر شربت شہادت نوش فرما چکے تو دونوں لشکر منتظر کھڑے تھے کہ دیکھیں اب کون میدان میں آتا ہے۔ ابو المؤید نے روایت کی ہے کہ ابن سعد کے لشکر سے دو مرد مرکبان کوہ پیکر ہاموں نورد پر سوار ہو کے میدان جنگ میں آئے اور گھوڑوں کو کدانے لگے۔ ایک نے کہا کہ میں ہوں یسار مولائے زیاد بن ابیہ۔ دوسرے نے نعرہ مارا کہ میں سالم مولائے ابن زیاد ہوں جسکی اجل سر پر کھیل رہی ہو اور اپنی عمر سے سیر ہو گیا ہو وہ ہم لوگوں کے سامنے آئے تاکہ نیزہ کی طعن اور صمصام خون آشام کی ضرب سے اوسے زمین کا پیوند کر دیں۔ یہ سنتے ہی جناب بریر بن حصیر اور حضرت حبیب بن مظاہر چیں بجبیں ہوئے اور عرض کی کہ اے فرزند رسول پاک

حکم ہو تو ہم ان نابکارون کی زبان گدی کے پیچھے سے نکال لکے گستاخی کا مزہ چکھا دین۔ شاہزادہ کونین جناب امام حسین نے فرمایا کہ آپ دونون صاحب مہربانی فرما کر توقف کرین۔ مین اور آدمیون کو بھیجنا چاہتا ہون۔ وہ دونون خاموش ہو گئے۔ اتنے مین حضرت عبداللہ بن عمرو کلبی نے حاضر ہو کے التماس کی۔ مجھے اجازت ہو۔ حضور نے جو اونکی طرف نظر کی تو دیکھا کہ ایک صاحب گندم گون۔ سرو قد۔ قوی بازو۔ کشادہ سینہ۔ میرے سامنے کھڑے ہین۔ فرّ شجاعت اونکی پیشانی سے ہویدا ہے۔ ارشاد ہوا کہ شوق سے سدہارو۔ بیشک۔ تم ان دونون اشقیا کا ڈہیر کر دو گے۔ جناب عبداللہ تسلیم بجالا کے پاپیادہ شمشیر آبدار ہاتھہ مین لئے ہوئے اون دونون سوارون کے بیچ مین آ کھڑے ہوئے۔ دونون غلامون نے حقارت کی نظر سے اونہین دیکھہ کے پوچھا۔ تو کون ہے۔ جواب دیا گیا مین بنی کلب مین سے ہون اور عبداللہ میرا نام ہے۔ غلام بولے تو جا۔ ہم تجھے نہین پہچانتے۔ تجھسے نہ لڑینگے اور حسین سے جا کے کہدے کہ زہیر بن قیس (قین؟) یا بریر ہمدانی کو ہمارے مقابل مین بھیجین۔ حضرت عبداللہ نے للکار کے جواب دیا۔ اے ناکس مردود۔ غلامو۔ تمہارے ایسے مغرور چلگئے ہین کہ سرداران لشکر اور مبارزان دلاور سے ہمسری کا دعوی کرتے ہو۔ خبردار۔ اب اگر ان لوگون کے نام پاک میرے سامنے زبان سے نکالے تو چھاتی پر چڑہکے خون پی جاؤنگا۔ مردود۔ اپنی حیثیت تو دیکھو۔ تم پاجی غلام اور وہ ہمارے سردار ہو کے تم سے لڑنے آئین گے۔ لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ تمہین تو مین ہی بس ہون۔ یاد رکھنا کتّون کی موت مارے جاؤ گے انشاءاللہ تعالی۔ اگر یہ گرمی۔ یہ لوہ۔ یہ دہوپ کا تڑاقا اور سب سے زیادہ بھوک پیاس کی مصیبت ہم لوگون پر نہوتی تو ہم آزاد لوگ تم غلامون سے لڑنا عار سمجھتے اب کبھی ایسی گستاخی نہ کرنا اپنے کفو اور مثل کا نام زبان پر لایا کرو۔ یسار کو یہ سخت باتین سنکر تاب نہ رہی اور غصہ مین آ کر نیزہ کا وار حضرت عبداللہ پر کیا۔ اونہون نے وار خالی دیکے تلوار

اوسکی رانپر ماری۔ ایسا زخم کاری لگا کہ طرفۃ العین مین یسار تڑپکر گھوڑے سے تلے تھا۔ عبد اللہ بجلی کی طرح تڑپکے اوسکی گردن پر نظر آے چاہتے تھے کہ سر تن سے جدا کر لین کہ سالم تلوار کھینچکے اونکی طرف لپکا۔ یکایک لشکر امام عالی مقام سے شور اوٹھا۔ عبد اللہ ہوشیار سالم کی تلوار تمہارے سر پر پہونچی۔ عبد اللہ نے کسی کی بہی نہ سُنی اور تلوار کی نوک یسار کے سینہ پر رکہہ کے زور جو کیا تو پشت کے پار تہی وہ لعین اوسی وقت مُرغ بسمل کی طرح تڑپکے ٹھنڈا ہو گیا۔ اب سالم کی تیغ بھی اونکے پاس پہونچ چکی تہی حضرت عبد اللہ نے اوسپر ہاتھہ ڈالدیا اور کچہہ بہی اندیشہ نہ کیا۔ اونگلیان تو البتہ کٹ گیئن مگر یسار کے سینہ سے اپنی تیغ بُرّان نکالکے سالم کی گردن پر جو دیتے ہین تو اوس لعین کا سر گیند سا لڑکتا ہوا زمین پر دور جا پڑا۔ یہ دیکھکے ابن زیاد کے سب غلام ایکبارگی حضرت عبد اللہ پر ٹوٹ پڑے۔ اوس بہادر جرّار نے اون مین سے بہی بہتون کو جہنم رسید کیا اور بہت سے مجروح کئے آخر کو شہید ہوئے۔

## شہادت جناب بُریر بن حصیر ہمدانی رضی اللہ عنہ

روایت ہے کہ حضرت بریر زاہد بزرگوار اور پیر پاکیزہ روزگار تھے۔ امام عالیمقام سے اجازت لیکر میدان جنگ مین تشریف لاے۔ نظم بلیغ اور رجز فصیح مین اپنا نام ونسب بیان فرمایا۔ بولے اے مردود نابکارو۔ تم نے دنیاے دنی کے عشق مین اپنی آنکھون پر ٹھیکری کیون رکھلی ہے کہ مسلمانون اور فرزند رسول آخر الزمان کے خون بہانے پر مستعد ہو گئے ہو مرنیکے بعد خدا کو کیا منہ دکہاؤ گے۔ کچہہ ہمت رکہتے ہو تو میرے سامنے آؤ۔ دیکھو۔ تمہاری بدکرداریون کی سزا تمکو کیسی کیسی دیتا ہون۔ پس جو کوئی قدم آگے بڑہاتا تھا اوسکا سر تن سے جدا نظر آتا تھا۔ اسی طرح کئی نامی کامی دلاور دشمنون کے آپنے جہنم واصل کئے۔ اوس بڑہاپے مین ایسا لڑے کہ فلک

دوّار حیران اور مریخ خنجر گذار انگشت بدندان رہگیا۔ یہانتک کہ مخالف اونکی تیغزنی سے تنگ آگئے۔ ابن سعد نے بڑی منت و سماجت سے ترغیب و تحریص دیدے کے یزید ابن معقل کو اون سے لڑنے بہیجا۔ اوسنے آتے ہی کہا کہ اے بریر۔ ہم سب کا تیری نسبت یہ گمان ہے کہ تو گمراہی پر ہے حضرت بریر نے جوابدیا کہ اسکا امتحان بھی کر لے۔ آؤ۔ ہم تم مباہلہ کرین۔ یزید راضی ہوگیا اور دونون نے ملکر ہاتھہ اوٹھائے اور دعا کی۔ خدایا۔ ہم دونون مین سے جو راہ راست پر ہو وہ گمراہ پر فتح پائے۔ یہ کہکر دونون مستعد ہوگئے۔ ابن معقل نے تلوار کا ہاتھہ جناب بریر پر دیا وہ خالی گیا اور شمشیر ہاتھہ سے چھوٹکے کہن سے الگ جا پڑی پہر جناب بریر نے نعرہ تکبیر کے ساتھہ ایک ہاتھہ ابن معقل کے سر پر لگایا کہ سینہ تک تلوار اوتر گئی۔ اب دونون فریق کا حال روز روشن کی طرح سب پر منکشف و ہویدا ہوگیا۔

یزید کے قتل ہونیکے بعد حضرت بریر خدمت امام مین آئے۔ حضور نے اون سے فرمایا کہ تم قطعی بہشتی ہو۔ وہ پیر پاک اعتقاد اس بشارت سے خوش ہوکر پہر رن کو سدہارے۔ بحیر بن اوس ضبی نے اونہین شہید کیا۔

یہ حال مشاہدہ فرماکے جناب امام ہمام نے بہت تاسف کیا اور فرمایا ان بریراً من عباد اللہ الصالحین یعنی بیشک بریر خدا کے نیک بندون مین سے ہے۔

روایت ہے کہ عبد بن جابر قاتل بریر کا چچازاد بہائی تھا۔ اوسنے بحیر بن اوس سے کہا کہ افسوس تو نے بریر کو مارڈالا بہت برا کیا۔ خدا کی قسم۔ وہ مقرب درگاہ اللہ اور خواص اہل الدین سے تھے۔ یہ سنکر بحیر نہایت پشیمان ہوا اور کفار کے لشکر سے نکل بہاگا۔ یکایک ایسا خوف اوسکے دل پر طاری ہوا کہ فریاد کرتے ہی کرتے جان سے جاتا رہا۔



## شہادت جناب وہب بن عبد اللہ الکلبی رضی اللہ عنہ

حضرت وہب جوان زیبا رو۔ نیکخو۔ چہرۂ تابندہ مثل ماہ اور زلفین آپکی مانند سنبل تر و مشک سیاہ تھین۔ نقاش قدرت نے وصورکم فاحسن صورکم کے قلم سے نقشہ آپ کا کھینچا اور فی احسن تقویم کی لوح پر آپکی تصویر بنائی تھی۔ سب سے زیادہ رونیکا مقام یہ ہے کہ آج کے دن آپکی شادی پر صرف سترہ دن گذرے تھے کہ یہ قیامت کا عشرہ آگیا۔ حضرت وہب کی والدہ ماجدہ قمر رضی اللہ عنہا اونکے پاس آئین اور فرمانے لگین کہ اے چراغ جسم و جان واے گل روح وروان مین ایک ساعت بھی بغیر تیرے نہین جی سکتی۔

| | |
|---|---|
| چو در خواب باشم توئی در خیالم | چو بیدار گردم توئی در ضمیرم |

مگر سوچنے کی بات ہے کہ جگر گوشہ مصطفےٰ اس دشت کربلا اور گروہ اشقیا مین گرفتار جفا ہوگیا ہے بیٹا۔ مین چاہتی ہون کہ تیرے خون کا شربت پیون تاکہ میرا دودھ تجھپر حلال ہو۔ یاد رکھیو کہ اگر تجھسے پہلے دلبند فاطمہؑ دنیا سے اوٹھگیا تو ہرگز ہرگز اپنا دودھ تجھے نہ بخشونگی۔ پس اے جان مادر۔ تو حسین سے اجازت جنگ لیکر جا اور اپنا سر اون کے قدمون پر نثار کر۔

حضرت وہب نے عرض کی۔ اے والدہ ماجدہ۔ مجھے آپکے حکم کی تعمیل مین کوئی حجت نہین بسروچشم شاہزادہ دوجہان پر قربان ہونیکو موجود ہون مگر رہ رہکے یہی خیال آتا ہے کہ اوس نئی نویلی دلہن کے دل پر کیا گذریگی جسنے اس غربت مین میرا دامن پکڑا ہے اور میرے بعد اس مصیبت مین وہ کسکی ہوکے رہیگی اور کون اوسکی ڈھارس بندھائیگا اگر حکم ہو تو مین اوس سے مہر معاف کرالون۔ مان نے جوابدیا کہ اے جان مادر۔ اوسکے پاس جانیکی تو مین ممانعت نہین کرتی شوق سے جاؤ مگر عورتین ناقص العقل ہوتی ہین کہین ایسا نہو کہ وہ اپنی فسون سازی اور حیلہ بازی سے تجھے اپنے فریب کے جال مین پھانس لے اور تو سعادت سرمدی اور دولت ابدی سے

محروم رہجاے - جناب وہب نے جوابدیا کہ ایسا نہین ہوسکتا آپ خاطر جمع رکھین مین حسین کی محبت مین ایسا مخمور ہون کہ اسکا نزدیک مجھے اس قصد سے باز نہین رکھ سکتا - پس حضرت وہب نے اپنی دولہن کے پاس آکے فرمایا - اے بانوئے دمساز اور اے مونسِ دلنواز - آج ابن رسولِ خدا پر اس دشت بلا مین مصیبت آپڑی ہے - مین چاہتا ہون کہ اونکی حمایت مین اشقیا سے لڑ کے اپنی جان قربان کرون تاکہ فردائے قیامت کو رضاے الٰہی اور شفاعت رسالت پناہی سے محروم نرہون - یہ سُنکر نوعروس نے ایک آہِ سرد دلِ پر درد سے کھینچی اور بولی کہ اے یار غمگسار اور اے انیسِ روزگار - شوق سے اپنی جان بندگان حسین پر قربان کر - اگر شریعت نے عورتون کو بھی جنگ کی اجازت دی ہوتی تو مین بھی تمہارے ساتھ چلکے ان بیدینون سے لڑتی - بیشک آج کے دن جو حسین پر نثار ہوجائیگا قیامت کے دن بڑے بڑے رتبے پائیگا - چلو ہم تم دونون شاہزادہ عالم کی خدمت مین چلین اور تم اون کے سامنے مجھہ سے یہ اقرار کرلو کہ بغیر میرے بہشت مین قدم نرکھوگے تو مین بھی اپنا مہر تمہین بخشدونگی - حضرت وہب بیوی کا ہاتھہ پکڑے ہوئے امام عالی مقام کے حضور مین حاضر ہوئے - عروس نے تفرع وزاری اور جزع وبیقراری کے ساتھہ عرض کی - یاابن رسول اللہ - مین نے سُنا ہے کہ جو شہید مرکب زین سے فرش زمین پر گرتا ہے اوسے حورین اپنی بغل مین اوٹھاکر بہشت مین لیجاتی ہین - یہ میرا شوہر بھی اپنا سر حضور کی نذر کیا چاہتا ہے اسکے بعد یہان مین بے یار و مددگار ہوجاؤنگی اگر بہشت مین بھی حورون نے مجھے اس سے محروم رکھا تو مین کہین کی بھی نرہونگی یا اگر میرا خاوند آپکی گواہی کے ساتھہ مجھہ سے یہ وعدہ کرلے کہ مین بغیر تیرے جنت مین نجاؤنگا تو مین اسے جنگ کی اجازت دیتی ہون اور مہر معاف کرتی ہون ورنہ مجھے انکار ہے - آپ سے میری یہ درخواست ہے کہ اسکے بعد مجھے حرم محترم کی لونڈیون مین بھرتی کرلین - جناب امام اور اونکے اصحاب عالیمقام اوس عورت کے اس کلام پر ڈہیک مار کے رو پڑے اور سامان حشر نظر آنے لگا -

او سوقت جناب وہب ہاتھہ جوڑ کے کھڑے ہو گئے اور عرض کی - اے فرزند رسول مین نے اس عورت کی التجا آپکی خاطر سے قبول کی قیامت کے دن مین اسے طلب کرونگا اور جب آپکے نانا صاحب میری سفارش درگاہ حق جل وعلا مین کرینگے اور مجھے بہشت مین داخل ہونیکا حکم ملجائیگا تو مین بغیر اسکے ہرگز وہان نجاؤنگا - یہان اسے حضور کے سپرد کرتا ہون اُمید کہ اپنی کنیزون کے زمرہ مین داخل کرلین

یہ سُنکر جناب امام کے دربار مین دوسری دفعہ شور ماتم برپا ہوا اور جناب وہب چودہوین رات کے چاند کی طرح پشت مرکب پر نظر آئے زرہ داؤدی در بر اور سپر کی دوش چپ پر ڈالے - نیزہ خطی دست راست مین سنبھالے اجل کی طرح دشمنون کے سر پر جا دہمکے اور رجز پڑہی جسکا اول شعر یہ تھا -

امیری حسین ونعم الامیر ‏ ‏ ‏ ‏ له لمعة كالسراج المنير

پھر اسپ کوہ پیکر کو میدان جنگ مین جولان کرکے ایسے ایسے کرتب سپہگری کے دکھلائے کہ دوست و دشمن سب مرحبا و آفرین کرتے تھے بعد اوسکے مبارز طلب کیا - جو سامنے آتا تھا کسی کو نیزہ سے پشت مرکب کے نیچے زمین پر لے آتے تھے اور کسی کو تیغ بے دریغ سے ہلاک کرتے تھے یہانتک کہ بہت سے روبہ تنون کو خاک کا پیوند کردیا - حد سے زیادہ مردانگی دکھلا کے اپنی مان کے پاس آئے اور التماس کی - اے والدہ ماجدہ - اب بھی حضور مجھسے راضی ہوئین یا نہین کئی دن کی بھوک پیاس مین تمہارے اس غلام نے فوج عدو کے لتے بکھیر دئے ہین - مان نے ہاتھ اوٹھا کر دعا دی اور فرمایا کہ بیٹا - میری خواہش یہ ہے کہ جب تک تیرے دم مین دم رہے طریق حرب کو ہاتھہ سے نجانے دیجیو - سعادتمند بیٹے نے جواب دیا کہ فرمانبردار ہون جو آپ فرمائین گی وہی کرونگا اب مجھے اجازت ہو کہ عروس کے پاس جا کے وداع ہو آؤن - مان نے حکم دیدیا اور حضرت وہب بیوی کے خیمہ کی طرف متوجہ ہوئے - دیکھا کہ نئی دُلہن سوز فراق سے سرگرم نالہ ہے اور حرارت اشتیاق سے از سر تا پا شمع کی طرح گھلی جاتی ہے - آپکو ضبط کی تاب نرہی اور مرکب سے گر کر تڑپنے لگے -

لوگون نے جون تون خیمہ مین لیجا کے ڈالا۔ عروس نے شوہر کے سر کو زانو پر رکھکے اشکون سے منہ دہونا شروع کیا۔ یوسف دوست جو دانع مین پہونچی اوٹھہ بیٹھے اور فرمایا کہ کیا حال ہے۔ روتی کیون ہو اوس دکھیاری غم کی ماری نے جوابدیا۔ اے آرام جان واے انیس دلِ ناتوان۔

| | | | |
|---|---|---|---|
| جانِ غم فرسوده دارم چون ننالم آه آه | | آهِ دردآلوده دارم چون نگریم زار زار | |

حضرت وہب اوس مصیبت زدہ کا سر اپنی بغل مین لیکر سمجہانے اور بہت بڑہانے لگے کہ اتنے مین میدان جنگ سے صداے ہل من مبارز کان مین آئی۔ جناب وہب لپک کر گہوڑے پر سوار ہوگئے اور الوداع الوداع کہتے ہوئے سدہارے۔ دولہن اونہین دیکہتی تہی اور زار زار رو کے یہ کہتی تہی۔

| | | |
|---|---|---|
| از پیش من آن ماه چو تعجیل کنان رفت | | دل نعره برآورد که جان رفت وروان رفت |

جناب وہب خنجر بیان اور اژدہاے دمانکی مانند تیغ آبدار ونیزہ جان شکار ہاتہہ مین لئے ہوئے میدان کارزار مین داخل ہوے اور نیزہ کی نوک سے اوس مبارز کو جو میدان جنگ مین تہا پشت مرکب سے گرادیا۔ نام اوسکا محکم بن طفیل اور وہ بڑا شہسوار اور تجربہ کار تہا۔ آپنے ایک ہی حملہ مین زمین پر لا اوسکے ٹکڑے ٹکڑے کرڈالے۔ دونون لشکرون سے ایک غل اوٹھا۔ اب کسی کی مجال نہ ہوئی کہ آپکا سامنا کرے۔ اوسوقت حضرت وہب گہوڑے کو للکار کے لشکر دشمن کے قلب پر جا پڑے اور دائین بائین حملہ کرنے لگے یہانتک کہ لشکرِ مخالف اونکے جنگ کرنے سے تنگ آگیا۔ آخر ابن سعد نے آواز دی اور تمام لشکر آپ پر ٹوٹ پڑا اور چارون طرف سے ہاتہہ پڑنے شروع ہوئے۔ ناگاہ کسی کا تیر آپکے مرکب پر لگا اور وہ گرا۔ حضرت وہب پیادہ رہگئے۔ دشمنون نے موقعہ پاکر آپکو زمین پر گرالیا اور سر مبارک تن سے جدا کردیا۔

والدہ ماجدہ آپکی یہ ماجرا دیکہکے دوڑین اور سر کو اوٹھا کے کلیجہ سے لگالیا اور فرمایا ای جان مادر

اور اے لخت جگر احسنت اب تیری ماں تجھسے راضی ہوئی پھر اوس سر کو لاکے دولہن کی گود میں رکھدیا۔ اوس بیچاری نے ایک چیخ ماری اور اوسی وقت سرد ہوکے رہگئی۔

ایک روایت ضعیف میں یوں بھی آیا ہے کہ دولہن فلک کی ستائی سر کو دیکھ کے میدان میں چلی گئی اور شوہر کے خون میں لوٹکے خاک و خون اپنے منہ سے ملنے لگی۔ شمر نے جو دیکھا تو اپنے غلام کی طرف اشارہ کیا۔ اوس مردود نے عورت بیگناہ کا بھی ایک ہی ضرب میں کام تمام کردیا

دوسری روایت یوں ہے کہ حضرت وہب کی ماں نے بیٹے کا سر اوٹھا کے اس زور سے اونکے قاتل کے سینہ پر مارا کہ وہ اوسی جگہ تڑپ کے رہگیا پھر خیمہ کی چوب اوکھاڑ کے فوج مخالف کی طرف دوڑیں اور تین آدمیوں کو مار ڈالا۔ جناب امام حسین نے بڑی مشکل سے آواز دیکے اونہیں اپنے پاس بلالیا۔ اونہوں نے آکے معذرت کی کہ اے فرزند رسول خدا۔ بیٹے اور بہو کی موت نے مجھے کہیں کا نہ رکھا معاف فرمائے۔ نور الائمہ فرماتے ہیں کہ وہ یہ زبان آہیں بھرتی تہی اور کہتی تھی داویلا۔ وہ زور جوانی بیر اکیا ہوا اور نہ آج میں ان ظالموں کو بتادیتی کہ اکلوتے بیٹے کی جوانی کو خاک میں ملادینا ایسا ہوتا ہے۔

## شہادت حضرت عمرو بن خالد ازدی رضی اللہ عنہ

جناب عمرو بلند بالا و زیبا لقا تھے۔ بعد حضرت وہب کے مرکب تازی پر شاہانہ اسلحہ سج کے میدان جنگ میں آئے اور شمشیر آتش بار سے خوب خوب جوہر مردانگی ظاہر فرمائے سنان جان ستان سے اوراق عمر دشمنان پراگندہ کرتے اور رجز پڑہتے جاتے تھے الغرض بہت سے فجار کو قتل کرکے متوجہ ریاض جنت تجری من تحتہا الانہار ہوئے۔

## شہادت جناب خالد بن عمرو ازدی رضی اللہ عنہ

اونکے بعد اونکے صاحبزادہ حضرت خالد نے میدان کی طرف رخ کیا۔ وہاں کی خاک خون تامردان

سے لعل بدخشان کی طرح درخشان ہوگئی اور صفحہ معرکہ تیغ آتش فشان سے خون فشان ہوگیا۔
آخرش اون کو بھی اہل بغی وعدوان نے ہر طرف سے گھیر گھار کے خلد کو روانہ کیا۔ رُباعی

| | |
| --- | --- |
| چون ذرہ بخورشید درخشان بپیوست | چون قطرہ سرگشتہ بعمان بپیوست |
| جان بود میان وے وجانان حایل | فی الحال کہ جان داد بجانان بپیوست |

## شہادت حضرت سعد بن حنظلہ تمیمی رضی اللہ عنہ

جناب سعد آج تک کسی لڑائی سے پیچھے نہین ہٹے تھے۔ شمشیر صاعقہ کردار ہاتھ مین لئے ہوئے میدان کارزار مین آئے عرصہ گاہ نبرد کو خالی پا کے شیر غران کی طرح دہاڑے صفحہ زمین کو خون اعداء سے گلنار کردیا آخر بہت سی کوشش کے بعد شہید ہوئے۔

## شہادت جناب عمرو بن عبداللہ مذحجی رضی اللہ عنہ

اونکے بعد حضرت عمرو بن عبداللہ مذحجی نے دریائے کشت وخون مین غوطہ مارا جدہر تیغ خون آشام لیکر جا کرتے تھے اوس وسیع زمین کا میدان دشمنون پر تنگ ہوجاتا تھا۔ عاقبت الامر اونپر بھی ایک جم غفیر نے نرغہ کرکے کثرت نیزہ وتیر سے روح پاک کو نشیمن خاک سے آشیانۂ افلاک کی طرف روانہ کردیا۔

## شہادت حضرت حماد بن انس رضی اللہ عنہ

پھر جناب حماد نے آکے میدان مین اپنے اسپ صبا رفتار کو گرم عنان وجولان کرنا شروع کیا۔ سرہائے دشمنان کو تن سے جدا کرکے مثل گیند کے لڑکانے لگے۔ یہانتک کہ بنائے صبر وقرار دل اشرار سے منہدم ہوگئی اور لوگ الامان الامان پکارنے لگے جب کچھ بس نہ چلا تو وہی اپنے بزدلانہ ہتکنڈے سے ایک شیر بر پلا کھون آن گرے اور جناب حماد بالب خندان ودل شادان شہیدون مین جا ملے۔

## شہادت حضرت وقاص بن مالک رضی اللہ عنہ

اونکے بعد حضرت وقاص نے اپنے بادپا کو تیز کیا اور پے در پے بارہ مردان کاری دشمنونکے چن چن کے ناپید کر دئے کہ اتنے مین ایک خدا ناشناس نے بڑھکے آپکو صفحہ خاک پر گرا لیا اور ستمگارون نے جسم پاک کو ریزہ ریزہ کر دیا۔

| | | | |
|---|---|---|---|
| جرعۂ از جام شہادت چشیدہ | | رخت بالوان سعادت کشید | |

## شہادت جناب شریح بن عبید رضی اللہ عنہ

بعد ازان حضرت شریح میدان کی طرف متوجہ ہوئے۔ مرکب تیز گام سمین لجام نے چپ و راست کی خاک اڑا کے ایک آندہی کی کیفیت پیدا کر دی۔ اور شمشیر خارا شگاف نے خون اعداء سے سیلاب کی صورت ہویدا کر دی۔ یکایک گھوڑے کا پاؤن رپٹا۔ آپ زمین پر گر پڑے اور فوج اشقیاء نے ہر طرف سے فراہم ہو کے جسم نازنین کو چورا چورا کر دیا۔

## شہادت حضرت مسلم بن عوسجہ اسدی رضی اللہ عنہ

حضرت مسلم ایک مرد مردانہ اور شجاع یگانہ ثابت راے اور لشکر آرا تھے۔ جنگ آذربایجان مین کارہاے عظیم سے مشرکون کا دم ناک مین کر چکے تھے اور کئی دفعہ قرآن مجید جناب امیر المومنین علی مرتضی رض سے پڑہا تھا۔ حضرت اسد اللہ الغالب اونکو ہمیشہ اپنا بھائی بتاتے تھے وہ جناب امام عالیمقام سے اجازت لیکر مانند بحر جوشان اور رعد خروشان کے مخالفون کے سامنے آئے اور رجز پڑھی۔ اون مین سے ایک ظالم صف کے باہر آکے اون سے لڑنے لگا۔ آپنے اوسکے حملہ کو رد کر کے نیزہ پہلوے راست مین مارا جسکی نوک جانب چپ کے گذر گئی۔ امام ہمام کے لشکر سے شور تکبیر اور نعرہ صلوات بلند ہو کے آسمان تک پہونچا اور سارے لشکر اشقیا کے سر نیچے نظر آئے۔ دوسرے مبارز نے بھی ابن سعد کے حکم سے آکے ذائقہ مرگ چکھا تیسرا بھی

آپکے اپنے مردہ ساتھیون مین جاملا۔ القصہ یون ہی ایک کے بعد دوسرا آتا تھا اور حضرت مسلم اوسے ملک الموت کی حراست مین سپرد کر دیتے تھے یہان تک کہ متواتر آپنے پچاس ناری گرا دئیے اور ابن سعد کے تہ تیغ بیدریغ کئے اونکے بعد چہہ آدمی باہم ملکے جناب مسلم کے مقابلہ کو نکلے آپنے اونہین بہی سید ہا دوزخ کو روانہ کیا جب یہ کیفیت دیکھی تو فوج مخالف پر لرزہ طاری ہوگیا اور کسی کو ہمت نہ رہی کہ اکیلا بپھرے ہوئے شیر کا مقابلہ کرے۔ ناچار ابن سعد نے کل لشکر کا دہاوا بولدیا۔ جناب مسلم بن عوسجہ زخم کاری کھا کے زمین پر گرے۔ جناب امام حسین اور حضرت حبیب بن مظاہر فوراً دوڑ کے اونکے سرہانے آکھڑے ہوئے۔ ایک رمق جان باقی پاکے جناب امام نے پکارا کہ اے مسلم۔ ایک گروہ تو ہمارے یارون کا جنت کو سدہارا۔ کچھہ لوگ ابھی اور باقی ہین اونہین بہی مرگ کا انتظار ہے۔ تم رنجیدہ نہوتا ہم بہی کوئی دم مین تمہارے پاس آئے جاتے ہین۔ سب ملکے ناناجان کی خدمت مین چلین گے۔ حضرت مسلم نے یہ آواز سنکے آنکھین کھولدین مسکراکر شاہزادہ کی طرف دیکھا اور عرض کی۔

اے خوش آن را ہے کہ در وے چون تو ہمراہے بود

اوسوقت حضرت حبیب ابن مظاہر بولے اے مسلم ابشر بالجنة یعنی بشارت ہو تمہین بہشت کی حضرت مسلم نے جوابدیا بشرك الله بالجنة یا حبیب یعنی اے حبیب ابن مظاہر خدا تمہین بہی جنت دے۔ یہ سنکر حضرت حبیب نے رونا شروع کیا اور فرمایا کہ ہائے افسوس۔ اے مسلم اگر مجھے یہ خبر ہوتی کہ تمہارے بعد مین زندہ رہونگا تو تم سے وصیت کی درخواست کرتا حضرت مسلم نے فرمایا کہ بہائی تمہارا رنج فضول ہے۔ میری وصیت بہی سنلو۔ لڑائی مین ان مردودون کے آگے ہرگز پیٹھہ نہ موڑنا خبردار کوئی دقیقہ شجاعت و مردانگی کا باقی نرہ جائے اور حسین کو اپنے سامنے کھڑا کرکے اور دکھلا دکھلا کے ان ظالمون کے گلو پر چھری پہیرتا یہان تک کہ

شاہزادہ کو مین پرنثار ہو جاؤ پھر تمہارے جنتی ہونے مین بھی کوئی شبہ نہین" حضرت حبیب نے جوابدیا- برب الکعبہ ایسا ہی کرونگا تمہاری وصیت بدل وجان مین نے منظور کی- حضرت مسلم نے اونہین دعادی اور امام عالیمقام سے عرض کی کہ ای ابن رسول اللہ مین رخصت ہوتا ہون- حضور کے ناناجان اور والد بزرگوار کو آپکی آمد آمد کی اطلاع کرونگا یہ کہکے آنکھین بند کرلین اور جنت کو سدھارے-

روایت ہے کہ جسوقت حضرت مسلم بن عوسجہ اسدی شہید ہوئے تو ابن سعد کے لشکر مین اکثر لوگون نے شور مچایا کہ وہ مارا اور بہت خوش ہوئے- شیث بن ربعی نے جو اونہین کے لشکر مین تھا اونہین گالیان دین اور کہنے لگا کہ تم اوس شخص کی موت پر اظہار شادمانی کرتے ہو جسنے جنگ آذربایجان مین مشرکون کی صفین درہم دبرہم کردین اور کسی سے منہ نہ پھیرا مجال نہ تھی کہ کوئی اوسکا سامنا کرے- تمہین شرم نہین آتی کہ ایسے شخص کے ضایع ہونے پر خوشی مناتے ہو- حیف صد حیف کہ شیث بن ربعی قتل مسلم پر تو اپنی فوج کو لعنت ملامت کرے اور شاد ہونے سے روکے مگر سبط ستودہ رسول اور فرزند پسندیدہ بتول کے قتل پر آستین چڑہائے تیار رہو- افسوس اون لوگون مین انصاف ہی نہ تھا-

## شہادت حضرت ابن مسلم بن عوسجہ اسدی رضی اللہ عنہ

نورالائمہ نے فرمایا ہے کہ جب حضرت مسلم کے فرزند دلبند نے دیکھا کہ باپنے شربت شہادت نوش فرمایا تو تلوار ہاتھہ مین لی اور روتے ہوئے لڑنے چلے- جناب امام نے پکارا- اے فرزند- واپس چلا آ- مین تجھے لڑنیکی اجازت نہین دیتا- اگر خدانخواستہ تجھپر آنچ آگئی تو مان تیری روتے روتے مرجایگی- لڑکا غریب مجبور ہوکے چاہتا تھا کہ لوٹ آوے مگر مان نے فریاد مچائی اور کہا- بیٹا- اگر تونے ایک قدم بھی پیچھے رکھا تو عمر بھر تیری صورت نہ دیکھونگی اور

نہ کبھی دودہ بخشونگی - اودہر ہی چلا جا - یہ سنکر لڑکا میدان جنگ ہی کی طرف بہاگا اور اوسکی ماں بہی اوس کے پیچھے دوڑتی جاتی تہی اور کہتی تہی کہ اسے جان مادر - اس دنیا کی تشنگی کی ذرا بہی پرواہ نہ کیجیو - جان اپنی فرزند ساقی کوثر پر صدقہ کردے - ابہی ابہی تو جام کوثر سے سیراب کردیا جائیگا - غرضکہ وہ شیر کا بچہ مثل ضیغم غضبناک میدان میں پہونچگیا اور ایک ہی حملہ مین دشمنون کے بیس آدمی مارے آخر کار خود بہی شہید ہوا - ظالمون نے اوسکا سر کاٹکے اوسکی مان کے آگے پہینکدیا - اوس دل سوختہ نے پیارے بیٹے کا سر گود مین لے کے بہت گریہ وزاری کی -

## شہادت جناب ہلال بن نافع بجلی رضی اللہ عنہ

اب ہلال بن نافع رن کو جاتے ہین - نام نامی اگرچہ آپکا ہلال ہے مگر جمال جہان آرا حضور کا بدر کامل کو بہی شرماتا ہے - انہین دنون مین آپکی بہی شادی ہوئی ہے تہوڑے ہی دن کے دولہا ہین - ہائے افسوس - جسوقت آپنے عزم جنگ فرمایا دولہن نے دامن پکڑا اور کہا - ہرگز ہرگز ایسا نہ کرنا ورنہ جیتے نہ پہروگے - حضرت ہلال نے چین بجبین ہوکر بیوی کو جہڑکدیا اور فرمایا اے ناقص العقل - دور ہو - مجہے نجات کے راستہ سے روکتی ہے مین تیری ہرگز نہ سنونگا اور دوسرون سے کبہی ہیٹا نہ رہونگا - مین نے تو حسین کی خدمت کے لیئے کمر چست باندہ لی ہے جناب ہلال بیوی کو اپنے سے دور کرتے تہے اور وہ لپٹی جاتی تہی اور آپکو کسی طرح نہین چہوڑتی تہی - آخرش یہ قضیہ جناب امام کے حضور مین پہونچا - آپ بہی بیوی کے ہی طرفدار بنگئے اور فرمایا اے بہائی - اس نئی دولہن کا دل کباب نہ کر تیرے بعد یہ کسکی ہوکے رہیگی - ابہی اسنے اپنے سہاگ کا کوئی پہل نہین پایا ہے اور تو نے دلمین مرنیکی ٹہان لی ہے مین نہین چاہتا کہ تم دونون اوٹہتی جوانی مین درد فراق کے صدمے سہو - حضرت ہلال نے عرض کی - اے ابن رسول اللہ مجہسے آپ ہرگز یہ امید نہ رکہین کہ آپکو اس مصیبت جانکاہ مین چہوڑ کے

عشق بازی اور عشرت سازی مین مصروف رہونگا۔ بھلا آپ ہی فرمائین کہ اوس حالت مین قیامت کے دن آپ کے ناناجان سے مجھے کچھہ امید ہوسکتی ہے۔ اگر وہ مجھہ سے شکایت کرین تو پھر مین کیا جواب دونگا۔ حضور کو مجھے اجازت دینی پڑیگی اور مین کسی طرح اس عورت کی نہ مانونگا اسے بکنے دیجئے۔ رو دہو کے چپ ہو رہیگی۔

پس جناب امام بھی مجبور ہوئے اور حضرت ہلال نے خود فولادی سر پر رکھکے اور سپر مدوّر مانند جرم قمر دست منور مین لیکے ترکش تیرون سے بھرا ہوا کمر سے باندہا اور تیغ یمانی جو ہر دار صاعقہ آثار حمایل کی۔ بدر ساطع اور برق لامع کو شرماتے ہوئے میدان جنگ مین آکے چکا چوندہ ڈالدی اور رجز فصیحانہ بیان فرماکے اپنا مدّ مقابل طلب کیا۔ لشکر شام سے قیس اونکے سامنے آیا ابھی وہ پاس بھی نہ آنے پایا تھا کہ جناب ہلال تیر کمان مین لگا نشانہ تاک کے جو چھوڑتے ہین تو اوسکی سپر چھیدتا ہوا سینہ سے پار ہو گیا۔ پشت سے نکلکے پیچھے جا گرا اور سوفار اوسکی زمین مین پیوست ہوگئی۔ لشکر ابن سعد حضرت ہلال کے ہاتھہ کے اس زور پر کانپ گیا۔ کسی دوسرے کو جرأت نہوئی کہ سامنے آوے۔ حضرت ہلال نے اون دنیا طلبون کی یہ بزدلی دیکھکے لشکر مخالف کے قلب پر حملہ کیا۔ ہر ہر تیر نے اونکے ایک ایک امیر کو اور ہر ہر خدنگ نے ایک ایک نہنگ کو بیجان کر دیا۔ روایت ہے کہ اسّی تیر آپ کے پاس تھے کوئی خالی نہین گیا اون سے اسّی ہی آدمی آپنے مارے۔ جب تیر تمام ہوئے تو شمشیر بُرّا کی باری آئی۔ جسوقت وہ ناگن میان سے باہر آئی ہے تو دشمنون کے سر آندہی کے آمون کی طرح زمین پر گرنے لگے اور تلاطم عظیم برپا ہو گیا۔ اتنے مین طائر جان پاک نے منادی غیب سے صدائے " ارجعی الی ربک " جو سنی تو آشیان فادخلی فی عبادی کی طرف توجہ کی اور جناب ہلال شہید ہو گئے۔



## شہادت حضرت عبداللہ یزنی رضی اللہ عنہ

اوسکے بعد جناب عبداللہ یزنی میدان مین آئے اور اٹھائیس ۲۸ بیدینون کو تہ تیغ فرما کے خود بھی اعلی علیئین کو سدھارے۔

## شہادت یحیی بن سلیم المازنی رضی اللہ عنہ

حضرت یحیی مرد پسندیدہ اور شجاع کاردیدہ تھے۔ بڑہ بڑہکے لشکر اشقیا پر وار کرتے تھے اور وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔ کہتے جاتے تھے۔ دم بھر مین لشکر مخالف کے میمنہ کو زیر وزبر کر دیا پھر آتش جنگ میسرہ مین جا لگائی آخر الامر شہید ہو کے دارالسلام مین جا پہونچے۔

## شہادت حضرت عبدالرحمن بن عروہ غفاری رضی اللہ عنہ

حضرت عبدالرحمن بن عروہ رجز پڑہتے ہوئے میدان جنگ مین تشریف لائے اور طرفۃ العین مین تیس ۳۰ آدمی دشمنون کے قتل کیئے ناگاہ کسی کا تیر پیشانی مبارک پر لگا۔ آپنے اوسے تو نکال کے پھینک دیا اور اوسی حالت مین بارہ آدمی اور مار کے شہید ہوئے۔

## شہادت حضرت مالک بن انس رضی اللہ عنہ

اب جناب مالک بن انس جناب امام عالیمقام سے اجازت لیکے ابن سعد کے سامنے آکھڑے ہوئے اور فرمایا اے عمرو اگر حضرت سعد ابن وقاص رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوتا کہ تجھ سے کسی زمانہ مین ایسا نامعقول کام بن پڑیگا تو تیرے پیدا ہوتے ہی تیری گردن مڑوڑ دیتے۔ یہ روز سیاہ تجھے نصیب نہوتا اور جہان تیرے وجود ناپاک سے پاک ہو جاتا ابن سعد یہ بات سنکے خجل و منفعل ہوا اور پکارا۔ کوئی ہے۔ جو اس شخص کو گستاخی کی سزا دے۔ ایک آدمی اودہر سے نکلا اور جناب مالک نے اوسے قتل کر کے دروازہ موت کا مخالفون کے لئے کھولدیا اور اہل شام کی صبح اقبال کو ظلمت ادبار سے تاریک کر کے جنت کا راستہ لیا۔

## شہادت حضرت عمرو بن مطاع الجعفی رضی اللہ عنہ

اونکے بعد حضرت عمرو بن مطاع زبان فصیح اور بیان ملیح سے رجز پڑہتے ہوئے میدان نبرد مین تشریف لائے جس طرف تیغ اژدہا پیکر لیکر جہک پڑتے تھے آدمی کا نشان تک نہین رہتا تھا یہانتک آپنے کوشش کی کہ دشمنون کو چارون طرف ملک الموت کی صورت نظر آنے لگی آخرش مرتبہ شہادت پر فایض ہو کے اپنے یاران گذشتہ سے جا ملے۔

## شہادت جناب قیس بن منبہ رضی اللہ عنہ

روایت ہے کہ حضرت قیس بن منبہ شیر شکاری اور پلنگ کوہساری کی طرح یہ رجز پڑہتے ہوئے لشکر اعدا کے سامنے پہونچے۔

| | |
|---|---|
| من قیس منبہ ام کہ در جنگ | کیوان ز سر زدار و گیسرم |
| گر رستم زال زندہ گردد ✤ | گردد بخم کمند اسیرم ✤ |
| در دوستی حسین و آلش | باکے نبود اگر بمیرم ✤✤ |
| امروز شوم شہید فردا ✤ | در خلد برین بود سریرم ✤ |

کمان کین بازوے باتمکین مین ڈالے اور کمند گیرو دار فتراک مین لگائے بازوے توانا کی قوت سے میدان کی خاک کو دشمنون کے خون سے لالہ زار کر دیا۔ پہر میسرۂ لشکر سے ایک کوئی سردار اون سے لڑنے نکلا اور تاب مقابلہ اپنے مین نہ پاکے سامنے سے بہاگا حضرت قیس بہی اوسکے پیچہے صحرا کی طرف چلے۔ ابن سعد نے حکم دیا کہ بہت سے سوار انکے پیچہے جائین سوار ابہی روانہ بہی نہ ہوئے تہے کہ جناب قیس نے اپنے دشمن کو جالیا چاہتے تہے کہ نیزہ لگائین اتنے مین سوار بہی جا پہونچے اور پیچہے سے زخم لگانے شروع کیے اور شہید کر ڈالا۔ وہ سردار کوفی صحیح وسلامت اپنی جگہہ آگیا۔

# شہادت جناب ہاشم بن عتبہ بن وقاص اور حضرت فضل بن علی اوراون کے ہمراہیون کی رضی اللہ عنہم اجمعین

اسوقت ناگاہ کیا دیکھتے ہین کہ جناب امام ہمام کے دائین ہاتھہ کی طرف سے ایک سوار اسپ تازی نژاد پر بیٹھا ہوا گنگا جمنی برگستوان اوسپر ڈالے باد تیز رفتار کی طرح چلا آتا ہے سرخ خفتان چہرہ مریخ کی مانند درخشان ہے اور ایک خود افسر کیوان سے بہی عمدہ سر پر ہے شمشیر یمانی زہر مین بجہی حمائل کیئے ہوئے اور نیزہ مار ارقم سے زیادہ ہیبت ناک ہاتھہ مین لئے تھا۔ کمان کیانی بازو مین ڈالے مثل شیر ژیان اور اژدہائے آتش فشان دشمنون کے پرے کے سامنے جاکے للکارا کہ اے لعینو۔ اگر تم نہ جانتے ہو تو جان لو اور تم نے نہ سُنا ہو تو خوب کان کہولکے سُنلو اور جو نہ دیکہا ہو تو دیکہہ لو کہ مین تمہارے روسیاہ سپہ سالار یعنی ابن سعد نابکار کا چچازاد بہائی ہاشم بن عتبہ بن وقاص ہون۔ یہ کہہ کے پہر لشکر حسین کی طرف مخاطب ہوا اور بولا السلام علیک یا بن رسول اللہ۔ ملاحظہ ہو کہ میرے حقیقی چچا کا بیٹا ابن سعد آپکے قتل پر آستین چڑہائے سامنے کہڑا ہے اور مین آپکی خاک پا پر سر قربان کیئے دیتا ہون۔ آپ پر روشن ہے کہ جنگ صفین مین مینے اپنے چچا کے ساتھہ بڑے بڑے کارنمایان کیئے تہے۔ اسوقت سے مجہے اجازت حرب مرحمت ہو۔

پس شاہزادۂ کونین سے اجازت لے کے حضرت ہاشم پکارے۔ اے فوج اشقیا مین تم مین سے کسی کو نہین چاہتا۔ میرے چچا کے نام کو دہبا لگانے والے ابن سعد کو میرے سامنے بہیجو۔ ہم دونون گہری گہرکے آپس مین فیصلہ کر لین گے۔ ابن سعد نے ہاشم کے جگر خراش طعنے جو سنے تو لرزنے لگا کیونکہ وہ ہاشم کی لڑائیان سُن چکا تھا اور اونکی دلیری و مردانگی سے خوب واقف تھا

پس منہ چھپا گیا اور اپنے لشکر کی طرف متوجہ ہو کے بولا کہ یہ میرا بھائی ہے مین اسکے سامنے جانا مناسب نہین سمجھتا تم مین سے کون ہے جو مجھے اسکے ہاتھہ سے رہائی دے۔

آخر سمعان بن مقاتل حاکم حلب اونکے سامنے آیا جسے یزید نے دمشق سے ہزار سوارون کے ساتھہ ابن زیاد کی مدد کو بھیجا تھا۔ مرد کار دیدہ اور سرد و گرم زمانہ چشیدہ تھا۔ وہ کہنے لگا کہ اے بزرگزادہ عرب۔ تیرے بھائی ابن سعد کو ابن زیاد نے ملک رے اور طبرستان دیدیا ہے اور حسین کے پاس نہ ملک ہے نہ مال تجھے اون سے کیا ملیگا تو بھی اپنے بھائی سے آمل تاکہ تیری قسمت بھی اوج موج پر آجاے۔ ہاشم نے جوابدیا اے کینہ ناکس۔ اس دو تین دنکی فانی زندگی کا کیا اعتبار ہے نہ دنیا والون کے دولت و اقبال کو ثبات و قرار ہے۔

| | | |
|---|---|---|
| گفتم بکسے کہ چیست دولت گفتا | | روزے دو سہ دو باشد و باقی ہمہ لت |

اے سمعان دیدۂ انصاف کھولکے دیکھہ اور بہشت کی باقی رہنے والی نعمتون کی طرف نظر کر کے اس مردار دنیا سے درگذر جو کتّون کے کھانے سے بچ رہی ہے اور فرزند مصطفیٰ و نور دیدۂ مرتضیٰ کی خدمت مین آجا تاکہ دولت رضاے الٰہی اور سعادت نامتناہی حاصل ہو۔ سمعان کی سمجھہ مین یہ باتین بھلا کب سماتی تہین۔ بولا۔ اے ہاشم۔ تجھے نہ اپنے چچازاد بھائی سے شرم آتی ہے نہ ابن زیاد کا ڈر ہے باپ کے نام اور قبیلہ کی ناموس مین دہبا لگاتا ہے اوسے لگا لے۔ تو ایک ہی خیال پر مغرور اور روش عقل و معاش سے دور ہے۔ ہاشم نے جوابدیا۔ نفرین ہے ابن زیاد پر جسنے میرے بھائی کو جال مین پھانس کے دین کو دنیا کے عوض بکوادیا۔ مین عالی ہمت ہون۔ دنیا کو آخرت کے بدلے لیتا ہون معیوب فانی کو دیکے مرغوب باقی خریدتا ہون۔ تم لوگون کو جاہ فانی پر ناز ہے جو جلدی سے گذر جائیگا بعد اوسکے عذاب الیم اور عقاب عظیم مین گرفتار ہو کے سر پیٹو اور دانت پیسو گے۔ سمعان بھی اسکے جواب مین کچھہ کہنا چاہتا تھا

مگر حضرت ہاشم برہم ہو کے بولے کہ اے ناستودہ اطوار۔ تو لڑنے آیا ہے یا بحث کرنے۔ خبردار ہو۔ تیرے جاہ وحشم کو تو اسی وقت مین مٹی مین ملائے دیتا ہون اور انشاء اللہ تیرے مایہ ناز یزید و ابن زیاد و ابن سعد وغیرہ بھی چندہی عرصہ مین اپنے کیے کو پہونچین گے۔ یہ فرما کے گھوڑے کو للکارا۔ دونون کے نیزے باہم لڑ گئے ہاشم نے نیزہ کو تو پھینکدیا اور تلوار سنبھالی اس وقفہ مین سمعان حلبی نے اپنا نیزہ ہاشم کے سینہ کی طرف راست کر لیا تھا کہ حضرت ہاشم نے پشت شمشیر اوسکے نیزہ پر ماری۔ وہ اُسکے ہاتھہ سے چھوٹ کے دور جا پڑا۔ سمعان چاہتا تھا کہ تلوار کھینچے لیکن ہاشم نے اوسے مہلت ندی اور ایک ہاتھہ صفائی کا اوسکے سر پر ایسا دیا کہ صمصام خون آشام نے خانہ زین تک دو ٹکڑے کر دئے ایک گھوڑے کے ادہر اور ایک ادہر ککڑی کے حصون کی طرح آن رہا۔ سپاہ امام دین پناہ سے غلغلہ تکبیر کا بلند ہوا جناب ہاشم ابن سعد کے سامنے جاکے پکارے۔ اے میرے چچازاد بھائی۔ آج کے دن مین خدا کی عجیب وغریب قدرتین مشاہدہ کر رہا ہون تو بھی اون پر غور کر لے یعنی جنگ اُحد کے دن عم مکرم حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ تعالی عنہ جو تیرے والد بزرگوار تھے جناب رسالت مآب پر جان فدا کر رہے تھے دشمنون کو بڑہ بڑہکے تیر لگاتے تھے اور آنحضرت صلعم کے پاس تک اونکو نہین پھٹکنے دیتے تھے حضور نے جناب چچا صاحب کی یہ جان نثاری اور خیرخواہی معائنہ فرما کے اونہین دعا دی اور بشیر بجنت فرمایا۔ میرے باپ عتبہ بن ابی وقاص نے اوسدن پتھر لب و دندان رسول اللہ پر مارا جس سے چہرہ مبارک مجروح ہوا اور دانت ٹوٹ گئے آنحضرت صلعم نے اوس کے لئے بددعا کی۔ آج ایسے متبرک باپ کا بیٹا دشمنون کے ساتھہ ملا ہوا فرزند رسول اللہ کی جان لینے کی فکر مین ہے اور کافر کا بیٹا اہلبیت رسول پر جان فدا کرنے کو تیار ہے۔ آج يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ کے معنی میری سمجھہ مین بخوبی آگئے۔ اوسدن زبان معجز نشان سید عالمیان کی تیرے باپ پر

آفرین کرتی تہی اور آج تجہپر نفرین کر رہی ہے اور اوسی دن وہی زبان میرے باپ پر لعنت کرتی تہی آج مجہپر آفرین پکارتی ہے عجب کارخانے ہین جو کسی کی سمجہہ مین نہین آتے - ابن سعد نے یہ کلام سُنا اور آہ سرد دل پر درد سے کہینچ کے سر نیچا کر لیا - ندامت سے آنسو جاری ہو گئے -

سمعان جب اس ذلت وخواری سے مارا گیا تو اوسکا بہائی نعمان بن مقاتل سمعان کے ہزار سوارون کے ساتہہ حضرت ہاشم پر حملہ آور ہوا - ہاشم کی تیوری پر بل بہی نہ آیا اور بیباکی کے ساتہہ اون سب کا مقابلہ کیا - اگر رستم بہی اونکی جنگ کو دیکہتا تو دنگ رہجاتا اور اون سے کچھہ سیکہنے کی تمنا کرتا - جو سام و نریمان کی نظر سے وہ رزم گذر جاتی تو بجاے طوق مرصع کے اونکی غلامی کا رشتہ اپنی گردن مین ڈال لیتے -

| | |
|---|---|
| ترکِ خنجر دار گردون ہر دم از چرخ برین | حرب اومی دید ومی گفت آفرین باد آفرین |

جب شاہزادہ عالم وعالمیان نے دیکہا کہ حضرت ہاشم تن تنہا ہزار سوارون سے لڑ رہے ہین تو اپنے یارون کی طرف متوجہ ہوے اور فرمایا کہ اس جوان دلاور جگر دار کی خبر لو - چنانچہ آپ کے بہائی حضرت فضل بن علی مرتضیٰ نو آدمی اپنے ہمراہ لے کے جناب ہاشم کی طرف چلے - یہ حالت دیکہہ کے ابن سعد نے دو ہزار سوار اور بہیجے کہ خبردار - یہ دسون آدمی ہاشم تک نہ پہونچنے پائین ان سوارون نے اثناے راہ ہی مین حضرت فضل رضی اللہ عنہ اور اون کے ساتہیون سے لڑنا شروع کر دیا - آواز گیر ودار کی فلک کجرفتار تک پہونچی - لشکر اعدا نے غالب ہو کے نو آدمیون کو شہید کیا اکیلے حضرت فضل رہ گئے - آپنے اپنے والد ماجد کی طرح تیغ زبانہ دار اور نیزہ جان شکار ہاتہہ مین لیکر حملہ کیا جو سامنے آتا اوسے عدم کا راستہ بتا دیتے تہے کبہی شعلۂ سنان آتش آہنگ سے بیدلونکے سینہ کباب کرتے اور کبہی تیغ بیدریغ سے رنگ رخ اعدا کو بی آب وتاب بناتے تہے آخرش دو ہزار سوارون نے اونکی حرب وضرب سے تنگ آ کے کمانین

ہاتھون مین لی ہین اور بزدلون کی طرح دور سے تیر پھینکنے لگے۔ دو ہزار تیر ایک ساتھ تین ڈنکے
بھوکے پیاسے پر آتے تھے اور جناب فضل کے وہی دم خم تھے ذرا نہ گھبراتے تھے۔ جدھر جھک
پڑے اشقیار کے پرے کائی کی طرح پھٹ جاتے تھے مگر حق سبحانہ تعالے کو اس لڑائی کا جو نتیجہ
کرنا منظور تھا وہ تو ہو کر رہتا ورنہ ان جھنجلائے ہوئے شیرون نے اپنی سی کرنے مین تو ذرا کسر
نہ رکھی۔ خدا کا کرنا کیا ہوتا ہے کہ جناب فضل کا گھوڑا بگڑ گیا اور آپ پیادہ رہگئے۔ قوم ستمگار نے
چارون طرف سے گھیر لیا عاقبت الامر آپنے دنیا کی سرائے بے اعتبار سے عقبی کے دار القرار کا
راستہ لیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون جناب امام عالیمقام کے بھائیون مین سے پہلے پہل
جناب فضل ہی نے شربت شہادت چکھا اور تشنہ لب اور سوختہ جگر ساقی کوثر کے پاس پہونچے

جب لشکر ابن سعد نے ان دسون دلاورون کو شہید کرلیا تو نعمان ابن مقاتل کی مدد کو چلے
اوسنے ہزار سوارون کے ساتھ حضرت ہاشم کو گھیر رکھا تھا۔ جناب ہاشم نے سبکو تنگ کردیا تھا
اور پیادہ و سوار کی جانین پے درپے جارہی تھین۔ جدھر گھوڑے کی باگ موڑ دیتے تھے بوئے
مرگ اعداء کے دماغون مین بھرجاتی تھی اور ہاتھ پیر پھولکے بیکار ہوجاتے تھے۔ جسطرف حملہ کرتے
مخالفون کے سینہ دھڑک کے موت کی صورت تکنے لگتے تھے۔ نعمان ہر وقت سپاہ کو للکارتا تھا
کہ کوشش بلیغ عمل مین لاؤ اور میرے بھائی کا عوض لو۔ اسی حالت مین ہاشم لپکے اور جاتے ہی
نعمان کی دوال کمر پکڑ کر خانہ زین سے اوٹھا کے زمین پر دے پٹکا کہ ہڈیان تک چورا ہو گئین۔
مرغ روح قالب شوم سے پرواز کرگیا۔ پھر علمدار کو بھی ضرب تیغ سے نعمان کے ہمراہ روانہ کردیا۔
علم اوسکا زمین پر نگونسار نظر آیا۔ نعمان کی سپاہ نے جب اپنے سردار کو مردہ اور علم کو زمین پر دیکھا
بھاگ نکلی اور نعرۂ الحذر الحذر آسمان تک پہونچا۔ ابن سعد نے جو یہ حالت دیکھی تو اپنا لشکر لیکے
دوڑا اور فراریون کو راہ سے ہی لوٹا لایا۔ پس تین چار ہزار آدمی جناب ہاشم کے گرد مجتمع ہوگئے

آپ نے زخم بے انتہا کھائے تھے۔ تھکن سے چور اور پیاس سے مجبور ہو کے ایک حملہ دلیرانہ کے بعد ضربت شہادت آپ کے خلعت سعادت ابدی پہنا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

## شہادت جناب حبیب ابن مظاہر رضی اللہ عنہ

حضرت حبیب مرد باجمال وکمال اور پیر کہن سال تھے۔ قرآن مجید کے حافظ بے بدل اور حدیث شریف کے عالم باعمل تھے۔ شام سے کلام اللہ شروع کرتے اور فجر کی نماز کے بعد صبح ہوتے ہی ختم کر لیتے تھے۔ جناب ختم المرسلین کی صحبت سے مشرف اور خاص اُنہین کی زبان سے سنکے حدیث و قرآن یاد کیا تھا۔ جناب علی مرتضیٰ اونکو بہت معزز و مکرم سمجھتے تھے۔ جس وقت حضرت حبیب نے جناب امام عالیمقام سے آکے اجازت حرب طلب کی تو آپ نے ایک ایسی دردناک چیخ ماری کہ سننے والون کے کلیجے ہل گئے اور فرمایا اے حبیب۔ تم میرا ساتھ نہ چھوڑو مین تمکو اپنے نانا جان اور پدر بزرگوار کی یادگار جانتا ہون اور اپنی جان سے زیادہ عزیز رکھتا ہون۔ علاوہ برین تم بڈہے ہو تمہین جہاد کی تکلیف معاف ہے۔ جناب حبیب نے جوابدیا۔ اے سید و سرور۔ بڈہے ہی کو لڑنے کی گھاتین خوب معلوم ہوتی ہین۔ تجربہ اونکا دقایق حرب و ضرب کا ماہر اور حقایق جنگ سے آشنا ہوتا ہے۔ میری خواہش یہی ہے کہ قیامت کے دن آپ کے جان نثارون کے ساتھ میرا حشر ہو۔ جناب امام منہ ڈہانک کے بہت روے اور چار و ناچار اونہین اجازت دی۔ جناب حبیب میدان مین آئے اور یون فرمایا۔

| | |
|---|---|
| حبیب مظاہر منم مرد مرد | برانگیزم از آتش و آب گرد |
| سرے دارم از دوستان پُر وفا | دلے دارم از دشمنان پُر نبرد |

جناب حبیب نے ایسی سخت جنگ کی کہ لشکر شام دنگ رہگیا۔ ناگاہ بنی تمیم مین سے کسی نے تلوار اونکے منہ پر ماری وہ گر پڑے۔ چاہتے تھے کہ اوٹھین لیکن حصین بن نمیر نے سر پر دوسری

ضرب لگائی۔ اوسکے ساتھہ ہی آپنے آواز دی یا ابن رسول اللہ دوڑو اور اپنا جمال جہان آرا مجھے دکھادو۔ یہ عاشق زار آپکا آپ سے جدا ہوتا ہے جناب حسین سنتے ہی اسطرح دوڑے جیسے شمع کی طرف پروانہ جاتا ہے جب پاس پہونچے ہین تو حضرت حبیب نے آنکھین کھولدین اور عرض کی۔

پیرانہ سر کشیدم سر در رہِ سگانت
موئے سفید کردم جاروب آستانت
لعلِ تو جان و من ہم دارم رسیدہ جانے
حرفے بگو کہ بادا جانم فدائے جانت

اے شاہزادہ دوعالم۔ اپنے نانا صاحب اور باباجان سے جو کچھہ کہنا ہو مجھہ سے کہدیجیے۔ جناب امام نے اونکو بشارت بہشت دی اور وہ پیر پاک ضمیر اس فقرہ دلپذیر کو سنتے ہی آخرت کو سفر فرما گئے

پیری مین جو دکھلائی جوانون کی شجاعت
تھرانے لگے عضو بدن گھٹ گئی طاقت
دم چڑھ گیا گرمی سے۔ ہوئی پیاس کی شدت
دل سے کہا اب عالم فانی سے ہے رخصت

کہتے تھے تن و جان شہِ دلگیر کے صدقے
ہر زخم پہ نعرہ تھا کہ شبیر کے صدقے

چھاتی ہی چھنی تیرون سے اور فرق دوپارا
رگ رگ جو کٹی پھر نہ رہا ضبط کا یارا
شیرازۂ اجزائے بدن کھل گیا سارا
گرتے ہوئے گھوڑے سے یہ آقا کو پکارا

یان آپکا آنا مری بخشش کی سند ہے
اے شیر الٰہی کے پسر وقتِ مدد ہے

ناگاہ صفین چیر کے آئے شہِ ذیشان
دیکھا کہ وہ مظلوم کوئی دم کا ہے مہمان
لاشہ سے لپٹ کر یہ پکارے بصد افغان
اے دوست مرے۔ تیری محبت کے مین قربان

دکھلا دو مجھے زخم کہان کہائے ہین بھائی
چھاتی سے لپٹ جاؤ کہ ہم آئے ہین بھائی

اس عالم پیری مین نہ منہ جنگ سے موڑا
کس طرح نہ روؤن ترا احسان ہے تھوڑا
میرے لیے تونے زن و فرزند کو چھوڑا
فرقت نے تیری۔ آہ۔ کمر کو مری توڑا

تنہا کوئی لاکھون سے لڑائی نہین کرتا
وہ تونے کیا مجھہ سے کہ بھائی نہین کرتا

آقا کی صدا سنکے اوسے ہوش جو آیا ❖
آنکھوں سے کف پائے مبارک کو لگایا
گردن کے تلے زانوئے شبیر کو پایا
اکبر کی طرف جوڑ کے ہاتھوں کو سنایا
کچھ اپنے نمکخوار پہ احسان نہین کرتے
حضرت پہ اوٹھا کے مجھے قربان نہین کرتے

للہ۔ مرے واسطے آنسو نہ بہاؤ
محبوب خدا آئے ہین خادم کو اوٹھاؤ
شہزادۂ عالم مرے کام اس گھڑی آؤ
حیدر یہ کھڑے ہین مجھے قدموں پہ گراؤ
بوئے حسن سبز قبا آتی ہے مجھکو
فریاد کی زہرا کی صدا آتی ہے مجھکو

یہ کہتے ہی بس گلشنِ دنیا سے سدھارے
بازو کو ہلا کر شہِ مظلوم پکارے
لٹکی رہی ہونٹوں پہ زبان پیاس کے مارے
چھوڑا ہمین اے یار وفادار ہمارے
ہم رہگئے تم ہمسے دغا کر گئے بھائی
صدقہ ابھی ہوتے تھے ابھی مر گئے بھائی

ہے ہے مرے عاشق۔ مرے شیدا مری یاور
ہے ہے مرے رستم مرے ضیغم مری صفدر
ہے ہے مرے سلمان۔ مرے مقداد و اباذر
ہے ہے مرے عمار۔ مرے مالکِ اشتر
تا زیست ترے ہجر مین فریاد کرونگا
خنجر کے تلے بھی مین تجھے یاد کرونگا

پھر لاش درِ خیمہ پہ لائے شہِ عالم
میدان مین حبیب ابن مظاہر ہوئے بیدم
سر پیٹ کے فرمایا کہ اے زینب پُر غم
ماتم کرو بیکس کا بچھا کر صفِ ماتم ❖
یان رونیکو اوسکے زن و فرزند نہین ہین
مظلوم مسافر کے اگر ہین تو ہمین ہین

روایت ہے کہ بدیل بن حریم نے جناب حبیب کو شہید کرکے سر مبارک اپنے پاس محفوظ رکھہ چھوڑا تھا جب یہ لڑائی ختم ہوگئی تو سر مطہر کو اپنے گھوڑے کی گردن سے لٹکا کے بدیل مکہ پہونچا۔ وہاں اوسکا ایک دوست حضرت حبیب کا جانی دشمن تھا بدیل چاہتا تھا کہ سر اوسکی نذر کرے۔ قضارا جناب حبیب کے صاحبزادہ مکہ کے دروازہ پر کھڑے تھے کہ بدیل پہونچا اونھوں نے

دریافت کیا یہ سر کسکا ہے - بدیل نہین جانتا تھا کہ یہ مرحوم کے خلف الصدق ہین بے ساختہ جوابدیا کہ حبیب ابن مظاہر کا - معرکہ کربلا مین انہین قتل کر کے سر کو بطور تحفہ اپنے فلان دوست کے لیے لایا ہون - صاحبزادہ کے دل سے بے اختیار ایک دہوان اوٹھا حالانکہ نابالغ تھے فوراً ایک بھاری پتھر زمین سے اوٹھا کے بدیل کے سر پر مارا کہ بھیجا اوسکا نکل پڑا اور وہ گھوڑے سے نیچے آن رہا - صاحبزادہ نے سر باپ کا گھوڑے کے گلے سے کھولا اور گورستان معلی مین دفن کر دیا - ابتک وہ مزار راس الحبیب کے نام سے مشہور ہے -

## شہادت حضرت جرہ (حریر) غلام آزاد جناب ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ

جناب حریر اگرچہ حبشی غلام تھے مگر دل اونکا مہر و ماہ سے زیادہ روشن تھا - میدان جنگ مین پیادہ پا یون فرماتے ہوئے آئے -

| | |
|---|---|
| چون من سوئے میدانِ شجاعت بخرامم | پس خصم کہ بیجان شود از ضرب حسامم |
| برگزیدۂ مردانم اگرچند سیاہم | بستودۂ شاہانم اگرچند غلامم |
| فردا بود آسان بشفاعت ہمہ کارم | وامروز بر آید بشہادت ہمہ کامم |

مردانہ حملے کیئے اور بہادرانہ قتال عمل مین لائے آخر شہید ہو کے حیات جاودانی پائی -

## شہادت حضرت یزید بن مہاجر جعفی رضی اللہ عنہ

اونکے بعد جناب یزید نے میدان مبارزت مین قدم رکھا اور محاربہ و مقاتلہ مین داد مردی و مردانگی دی آخر الامر حیاتِ مستعار کے لباس سے عاری ہو کر جامہ خانۂ عنایت حضرت باری مین داخل ہوئے -

## شہادت جناب انیس بن معقل اصبحی رضی اللہ عنہ

حضرت انیس نے محاربہ مین آگے جوے خون بہادی - دشمن الامان اور الحذر پکارتے تھے

آپ مدح حسین اور اپنی قوم کے مناقب بیان کرتے جاتے تھے اور اعداء کے گلون پر چھری پھیرتے جاتے تھے آخر ش روح مقدس تنگنا ئے جسمانی سے فضائے ریاض روحانی کی طرف پرواز کر گئی۔

## شہادت جناب عابس بن شبیث الشاکری اور اون کے غلام کی رضی اللہ عنہما

لڑائی مین جاتے وقت حضرت عابس نے اپنے غلام جناب شوذب سے پوچھا۔ بولو۔ تم کیا چاہتے ہو۔ اونہون نے عرض کی۔ میرا مطلب یہ ہے کہ آپ کے ہمرکاب چلون۔ اور ان مردودون کو بڑھ بڑھکے قتل کرون۔ جناب عابس نے فرمایا کہ مرحبا اور آفرین ہے تمہاری ہمت اور وفاداری پر۔ مجھے تم سے یہی اُمید تھی۔ یاد رکھو۔ آجکے دن خداوند کریم تمہین مزد عظیم دیگا۔ آج جو کچھہ تمہین کرنا ہے اوسکی خوشنودی کے کام کرلو کل کوئی عمل ہم سے نہو سکے گا۔ جناب شوذب نے جوابدیا۔ اے میرے بلند ہمت خواجہ۔ آپ سچ فرماتے ہین یہ وقت فرصت کا ہماری عمر مین غنیمت ہے چلو جو کچھہ ہو سکے کرلین۔ پس دونون بالاتفاق امام عالی جاہ کی خدمت مین حاضر ہوئے اور حضرت عابس نے دست بستہ ہوکر عرض کی۔ اے ابا عبداللہ۔ مین دنیا مین آپ سے زیادہ کسی کو عزیز نہین رکھتا ہون آج تک کوئی خدمت مجھہ سے حضور کی نہو سکی پس خجالت سے دل پاش پاش ہے۔ چاہتا ہون کہ آج موقع ہے حضور پر نثار ہو جاؤن اور پھر یہ بیکار صورت آپکو نہ دکھلاؤن۔

| | |
|---|---|
| چگونہ سر زخجالت برآورم بر دوست | کہ خدمتے بسزا برنیامد از دستم |

جناب امام حسین نے آفرین فرماکے اونہین جنگ کی اجازت دی۔ جناب عابس اپنے غلام کے ساتھہ صف اعداء کے سامنے آئے۔

مقتل دینوری مین ربیع بن تمیم نے روایت کی ہے کہ مین عابس کی جنگ بہت سے معرکون مین دیکھ چکا تھا مین نے جو دور سے اونہین جوش وخروش کے ساتھ میدان مین آتے دیکھا تو کانپ گیا اور پکارا اے بدبختو۔خبردار وہوشیار۔اسوقت وہ شخص تمہارے دانت جھاڑنے آتا ہے جس نے شیر ژیان اور پیل دمان کو بارہا للکار کے مار ڈالا ہے۔اسی اثنا مین جناب عابس قریب آ گئے اور پکارے رَجُلٌ بِرَجُلٍ یعنی مرد کے مقابل مین مرد ہی آوے۔لشکریان شام میری آواز سن چکے تھے چپ ہے کا بِل تاکنے لگے کیسکی ہمت نہ ہوتی تہی کہ مرنے کے سامنے آے۔جان دینے والون اور بہاڑے کے ٹٹوؤن مین یہی فرق ہوتا ہے جب ہی کتے بلیون کی سی موت زیادہ مارے جاتے ہین۔ابن سعد یہ پس وپیش دیکھکر چلایا کہ تم کیون اس سے نہین لڑتے۔اگر بزدلی سے ایک کی جراءت نہین ہوتی توسب ایک بارگی ٹوٹ پڑو۔یہ سنتے ہی سب کے سب اونکی طرف چلے۔عابس نے جو یہ حال دیکھا توخود سے سر اور زرہ تن سے اوتار کے پہینکدی اور ہمارے لشکر کی طرف لپکے۔شوذب پیچھے پیچھے اونکی حفاظت کرتے جاتے تھے۔خدا کی قسم۔چالیس آدمی میرے دیکھتے دیکھتے اونہون نے خاک مین ملا دیے۔

ربیع کہتا ہے کہ مجھ سے اور عابس سے ملاقات تہی مین نے اون سے کہا کہ اے یار عزیز تم اس طوفان بے تمیزی مین ننگے چلے آتے ہو نہ سر پر خود ہے نہ جسم پر زرہ۔کیا تم موت سے بالکل نہین ڈرتے۔حضرت عابس نے کہا۔

| | |
|---|---|
| چو من در بحر ہجر انم زخونریزی مترسانم | کسے کا بش زسر بگذشت از طوفان چہ غم دارد |

آخرکار لوگون نے اطراف وجوانب سے اکٹھا ہو کے ایسے ایسے زخم کاری داہنے بائین اور پیچھے سے دونون صاحبون کے لگاے کہ خواجہ وغلام دونون دار الملام سے دار السلام کی طرف متوجہ ہو گئے۔

## شہادت حضرت حجاج بن مسروق جعفی رضی اللہ عنہ

یہ صاحب لشکر امام عالیمقام کے موذن اور آنحضرت صلعم کے رکابدار تھے شاہزادہ کونین سے اجازت لیکے رن کو سدہارے۔ کمان مانند قوسِ قزح اور تیر مثل آہ مظلومان لیے رجز پڑھتے ہوئے میدان مین پہونچے۔ آتش شمشیر آبدار سے دشمنون کو پہونکنے لگے یہانتک کہ سپاہ مخالف نے تنگ آکر تیر برسانا شروع کیا اور جناب حجاج شہید ہوئے۔

## شہادت حضرت سیف بن حارث بن سریع اور جناب مالک بن عبد سریع رضی اللہ عنہما

یہ دونون صاحب باہم چچا زاد بھائی تھے۔ روتے ہوئے جناب امام ہمام کے قدمون پر آن گرے آپنے دریافت فرمایا کہ خیر تو ہے روتے کیون ہو۔ دونون نے بالاتفاق جوابدیا کہ ہم آپکی مصیبت پر روتے ہین۔ دشمنون نے حضور کو سب طرف سے گھیر رکھا ہے اور دوست اوسکو دفع نہین کر سکتے اسلیے کلیجہ منہ کو آگیا اور ہم رونے لگے۔ جناب امام نے اونکی ہمدردی پر آفرین کی اور اونکے حق مین دعاے خیر فرمائی۔ پس وہ دونون دلاور مانند شیر نر غضبناک میدان مین آے اور بہت سے سوار اور پیادون کو عرصہ حیات سے دروازہ فنا و فوات پر پہونچایا۔ آخرکار خود بھی اس ظلمت خانہ پر وحشت و ملال سے نزہت آباد قرب ذوالجلال مین پہونچے۔ شاہزادہ عالم وعالمیان اون نوجوانون کی لاشون پر بہت روے اور غفور منان سے اونکی آمرزش کیواسطے استدعا کی

## شہادت ایک غلام ترک کی

اونکے بعد ایک ترکی غلام جو قاری قرآن اور حافظ صحیفہ فرقان تھا روے رخشندہ اور چہرہ آفتاب کی طرح تابندہ رکہتا تھا آیا اور جناب امام حسین کے قدمون پر گر کے کہنے لگا۔ یا ابن رسول اللہ نفسی لنفسک الفداء یعنی میری جان آپکی جان پر قربان ہو۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ اشقیائ

ہرگز نہ باز آئینگے اور ہمارے لشکر مین سے کوئی بھی نہ بچیگا مجھے بھی اجازت ہو کہ اپنی جان آپ پر فدا کر کے سیدھا جنّت کو چلا جاؤن حضور نے فرمایا کہ مین نے تجھے زین العابدین کے لئے خریدا ہے تو اون سے اجازت طلب کر مین تجھے اجازت نہین دے سکتا حضرت زین العابدین رضی اللہ عنہ کو اوسدن مرض کا اشتداد تھا اور بیہوش بستر پر پڑے تھے۔ غلام آپکو بدقّت ہوش مین لایا اور عرض کی۔ اے میرے مخدوم زادہ آپ پر خوب روشن ہے کہ فاطمہ زہرا کے چاند پر آج بڑی مصیبت کی گھڑی ہے۔ مین نے فرزند رسول سے رنکی اجازت مانگی تھی۔ ارشاد ہوا کہ تو میرے نور بصر کی ملکیت ہے اون سے اجازت لے اسلئے آپکے آستانِ عرش نشان پر حاضر ہوا ہون اور اُمید ہے کہ حضور اس ناچیز کو سعادت ابدی اور فیض سرمدی سے محروم نہ کرینگے جناب زین العابدین نے فرمایا کہ مین نے تجھے خدا کی راہ مین آزاد کیا تجھے اختیار ہے جو چاہے سو کر۔ وہ ترک نیکو خصال پاکیزہ جمال خیمہ سے باہر آیا اور سب اہالی و موالی اہلبیت سے اپنے قصور معاف کرا کے کہنے لگا۔ عرض میری آپ سب بزرگوارون سے یہ ہے کہ قیامت کے دن مجھے فراموش نہ کرین اور اپنے ساتھ بہشت مین لے چلین۔ آپ لوگون کی خدمت مین جو تقصیرین مجھسے ہوئین اونہین دل سے محو کر دین۔ اوسکی باتون سے اہلبیت مین ایک کہرام پڑگیا اور غلام نے پھر خدمت امام مین حاضر ہو کے سارا حال عرض کر دیا۔ حضور نے اوسے رن کی اجازت دیدی۔ جناب زین العابدین نے جو سُنا کہ میرا غلام میدان کو گیا ہے تو حکم دیا کہ میرے خیمہ کا پردہ اوٹھا دو مین خود بیٹھکے اوسکے ہاتھہ دیکھونگا پس پردہ دور کر دیا گیا اور شاہزادہ صاحب اپنے غلام کی رزم آرائی ملاحظہ فرمانے لگے۔

دیکھتے کیا ہین کہ وہ ترک رخسار شگفتہ اور چہرہ مثلِ ماہ دو ہفتہ لئے ہوئے صف اعداء کے سامنے جا کھڑا ہوا۔ جاتے ہی شمشیر برق نشان اونکے سامنے چمکائی اور پکارا۔ ہے کوئی۔

جواپنی جان سے ہاتھہ دہو کے میرے آگے آئے۔ کبھی تو عربی مین رجز پڑہتا اور کبھی ترکی زبان مین یون کہتا۔

| | |
|---|---|
| اے حسین اے گہر روحانی | نسخہ مکرمت سبحانی |
| منم آن ترک کہ سلطان باشم | گر توام ہندوے حضرت خوانی |
| تیغ بردست من از معجز تو | بر سر خصم کند ثعبانی |
| چہ شود گر تو بروے خوش خویش | سرخ روئے ابدم گردانی |
| روئے بر روئے من غمگین نہ | چون کنم ترک سرائے فانی |

اوسی وقت ایک منچلا لشکر مخالف سے نکلکے اوس سے لڑنے لگا۔ بہادر ترک نے چشم زدن مین اوسے مار گرایا۔ پہر تلوار اور نیزہ اور تیر سے اوسنے دشمنون کو آڑے ہاتہہ لیلیا اور بہت سے رستم خانون کو دوزخ کی دعوت کے لئے سوغات بہیجدیا۔ آخرش واپس آکے حضرت زین العابدین کے قدمون پر آن گرا اور معذرت کرنے لگا کہ حضور کیا کرون مجہسے کچہہ نہین ہوسکتا۔ پیاس جان نکالے لیتی ہے ہاتہہ پاؤن کو چلنے نہین دیتی۔ ورنہ مین اکیلا ان دنیا کے کتون کے لئے کافی تہا۔ صاحبزادہ نے اوسکی بہت تعریف کی اور فرمایا۔ بہائی ست گہبرا۔ ساقی کوثر بڑی خاطر کے ساتہہ تجہے سیراب فرمائینگے۔ وہ وفادار صادق دل اس مژدہ سے باغ باغ ہوگیا اور حضرت زین العابدین کے قدم چومے اور اہلبیت سے پہر اپنے قصور معاف کراکے چلا گیا۔ خیمہ مین اوسکی مفارقت سے واویلا مچی ہوئی تہی۔ اوسنے جاتے ہی رن کی زمین کو سر پر اوٹھالیا اور اون سیاہ کارون کو خاک مین ملانے لگا جب اون سے کچہہ نہ بن پڑا تو ٹڈی دل کیطرح گہیر کے اوسکے مزرعہ حیات کو چاٹ گئے۔

حضرت امام حسین اوسکے گرتے ہی اوسکے پاس جا پہنچے۔ لاکے جناب زین العابدین

کے خیمہ کے دروازہ پر ڈالدیا۔ اوسکے سر کو زانو پر رکھکے آنسو بہانے لگے اور منہ اپنا اوسکے منہ سے ملادیا۔ ادہر جناب زین العابدین بھی اوسی شدت مرض مین لڑکھڑاتے ہوئے اوسکے سرہانے آکھڑے ہوئے۔ غلام نے آنکھین کھولین تو کیا دیکھتا ہے کہ سر میرا جناب امام کے زانوئے مبارک پر ہے اور سرہانے حضرت زین العابدین کھڑے ہوئے روتے ہین۔ خوش ہوگیا تبسم کرکے دونون باپ بیٹون کو سلام کیا اور جنت کو سدہارا۔

## شہادت حضرت حنظلہ بن سعد عجلی رضی اللہ عنہ

پھر جناب حنظلہ بن سعد شامیون کے آگے آے اور ندا کی اے لوگو۔ مین ڈرتا ہون کہ کہین تمپر قوم نوحؑ کا سا عذاب اور گروہ عاد و ثمود کا سا عقاب نہ نازل ہوجاوے۔ للہ اپنے ظلم و ستم سے توبہ کرکے قتل حسین سے درگذر کرو تاکہ مستحق عقوبت نہو۔ ناگاہ امام حسین کی آواز کان مین آئی کہ اے حنظلہ خاموش ایسی باتین زبان سے نہ نکالو۔

یہ لوگ تو مستحق عذاب الٰہی اور عقاب نامتناہی ہوچکے تمہاری باتین انکی سمجھ مین نہ آئینگی انہون نے بہت سے میرے اصحاب اور دو بھائی اور دو بھتیجے مارڈالے اب میرے سر کاٹنے کا ارادہ رکھتے ہین انکی اصلاح ناممکن ہے۔ حضرت حنظلہ نے فرمایا۔ صدقت یا ابن رسول اللہ اب مین اپنا کام شروع کرتا ہون۔ امام حسین بولے بہتر ہے تم اوس مقام کو سدہارو جو دنیا و مافیہا سے افضل و اعلیٰ ہے۔ حضرت حنظلہ پکارے کہ اب مین آپکی اور آپکے اہلبیت کی خدمت مین سلام عرض کرتا ہون اُمید ہے کہ حق سبحانہ تعالیٰ مجھے آپ لوگون سے بہشت مین ملائیگا جناب امام عالیمقام نے آمین کہی اور جناب حنظلہ نے تلوار صاعقہ کردار سنبہالکے مخالفون پر حملہ کیا اور داد شجاعت دی یہان تک کہ شہید ہوئے۔

## شہادت جناب یزید بن زیاد الشعبا رضی اللہ عنہ

حضرت ممدوح نے آٹھ تیر لشکر اعدا کی طرف چلائے۔ ہر تیر پر جناب امام عالی مقام اللھم سدد رمیتہ واجعل ثوابہ الجنۃ فرماتے تھے یعنی خدایا اس تیر کو نشانہ پر پہونچا اور چلانے والے کو جنت نصیب کر پس آٹھوں سے آٹھ آدمی مارے آخرش مخالفین نے غلبہ کر کے تیر اجل کا شکار بنالیا۔

## شہادت حضرت سعد بن الحنفی رضی اللہ عنہ

یہ صاحب محمد حنیفہ رضی اللہ عنہ کے رشتہ داروں میں تھے۔ جناب امام سے اجازت لیکے رخصت ہوئے۔ سمند بادپا خوشخرام پر سوار ہوکے تیغ خون آشام اور نیزہ خطی لئے ہوئے میدان میں آئے۔ جو اونکے سامنے آتا تھا نیزہ کی طعن سے فنا ہوجاتا تھا اور جو نزدیک پہونچتا تھا آپکی تلوار سے منہ کی کہاتا تھا آخر الامر راقم اجل نے اونکی زندگانی کے صحیفہ پر بہی رقم کل من علیہا فان لکھدی۔

## شہادت حضرت خبادہ (جنادہ) بن حارث اور اونکے فرزند کی رضی اللہ عنہما

اونکے بعد حضرت خبادہ انصاری مکمل و مسلح ہوکے میدان جنگ میں تشریف لائے بہت سی کوشش کرکے اور لڑبہڑ کے شہید ہوئے۔

پہر اونکے فرزند دلبند جناب عمرو بن جنادہ بموجب کلام حکمت نظام الولد سر لابیہ میدان کارزار میں آئے اور بہت سے اشقیاء کو زمین کا پیوند کرکے اپنے والد ماجد سے جاملے۔

## شہادت جناب مرہ بن ابی مرہ غفاری رضی اللہ عنہ

حضرت مرہ غفاری شیر شکاری کی طرح لشکر اعداء پر جہپٹے اور اپنی مردانگی سے سپاہ کوفہ

وشام کوزیروزبر کردیا۔ جس بدگوہر کے سر نحس پر تیغ جوہر دار لگاتے تھے اوٹھہ کے پانی بھی تو نہ مانگتا تھا جب لوگون نے یہ آفت آسمانی نازل ہوتے ہوئے دیکھی تو ہر طرف سے ہجوم کرکے تیر برسانے لگے اور حضرت مرہ محبس دار ناپائدار سے جنات تجری من تحتہا الانہار مین پہونچ گئے۔

## شہادت حضرات محمد بن مقداد و عبداللہ بن ابو دجانہ رضی اللہ عنہما

یہ دونون صاحب آپس مین بڑے دوست تھے دونون باہم ملکے میدان مین آئے اور حرب و ضرب کرکے بہت سے اعداء کو تہ تیغ بیدریغ کیا۔ چاہتے تھے کہ شاہزادہ کونین کی خدمت مین حاضر ہون کہ راستہ ہی مین کفار واشرار نے گھیر لیا۔ امیر المومنین جناب علی مرتضی کا غلام سعد معہ قیس بن ربیع۔ اشعث بن سعد۔ عمرو بن قرطہ۔ عنظمہ اور حماد کے اونکی مدد کو چلا چونکہ اعداء کی کثرت بے حد و حساب تھی یہ آٹھون بزرگوار ہشت گانہ بہشت کی سیر کو سدھارے۔ رضوان اللہ علیہم اجمعین۔

## خلاصہ

ابتک یاران و ملازمان حسین مین سے حرؓ بن صاحبون نے شربت شہادت پیا اور بڑی بڑی بہادریان دکھائین حق تو یہ ہے کہ معرکہ کربلا نے اسلام کے شیرون کا خاتمہ کردیا۔ اسکے بعد کوئی ایسا نرہا جسے ہم شجاع کہہ سکین۔ خدا اس دنیا طلبی اور خود غرضی کا منہ کالا کرے جسنے ایک صفت شجاعت کی بالکل قوم سے اوڑادی۔ اب سوائے زین العابدین کے شرعزیز اور ایک دوست اور ایک غلام جناب امام عالیمقام کے پاس باقی ہے سو اونکا حال بھی سن لیجئے۔

| | |
|---|---|
| چو نوبت بآل پیمبر رسید | جہان جامۂ صبر بر تن درید |
| زمین شد پر از فتنہ و ولولہ | فلک گشت پر شورش و غلغلہ |

جب جناب امام حسین رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ میرے یاروں اور ہواخواہوں مین سے کوئی نہ رہا تو ایک آگ آپکے دل مے مشتعل ہوئی اور آہ دردناک کھینچی اور بیہوش ہو گئے اہلبیت مین ماتم ہونے لگا۔ جب آپکو کچھہ ہوش آیا تو لوگون نے یہ سمجھا کہ رفقاے حسین کو اس غدر کی آگ نے خاک مین ملادیا اب امام عالی مرتبت کو اسکا رنج ہے کہ میرے عزیز و قریب بھی میرے ہاتھہ سے جاتے ہین بس سب نے متفق اللفظ ہوکر نور دیدہ صدر مسند رسالت اور سرور سینہ شاہ عرصۂ ولایت کی خدمت مین عرض کی کہ حضور ایک دن سبکو مرنا ہے کوئی باقی نرہیگا اس سے بہتر ہے کہ مردون مین نام کرکے مرین۔ آپکے رفقا اور اصحاب نے وہ وہ نام کئے کہ صفحہ تاریخ پر یادگار رہین گے پھر ہم آپکے خون وجگر ہوکے کیون اس ناموری سے بے بہرہ رہین ورنہ ساری دنیا ہمین طعنے دیگی کہ یار تو نثار ہو گئے مگر عزیزون نے حسین کے ساتھہ کچھہ نہ کیا چپکے بیٹھے دیکھتے رہے کل نہ مرے آج سہی۔ حضور ہمارا غم نہ کرین ہمین ایسے شجاعون کے بعد جنکے افسانے یاد رہین گے اور دنیا اونکی وفاداری اور شجاعت کی قسم کھائیگی۔ اب جینا بدمزہ معلوم ہوتا ہے۔ جناب امام یہ سنکے روے اور اونکے حق مین دعاے خیر فرمائی۔

| | |
|---|---|
| ناشدہ روز قیامت اہل عالم را چہ شد | نادمیدہ صور فرزندان آدم را چہ شد |

## شہادت حضرت عبداللہ بن مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہما

شاہزادۂ کونین کے اقارب قریبہ مین سب سے پہلے حضرت مسلم بن عقیل کے لخت جگر جناب عبداللہ خدمت اقدس مین حاضر ہوئے اور عرض کی چچا جان۔ میرے والد ماجد اور بھائی سب سے پہلے جنت کو سدھارے ہین مجھے اونکی مفارقت سے چین نہین۔ پہلے مجھے رنکی اجازت ملے۔ جناب امام نے جوابدیا۔ بیٹا۔ ابتک مسلم اور تمہارے دونون بھائیون کا داغ میرے دل سے دور نہین ہوا۔ تم میرے سامنے سے دور ہو مین تمہارے ہجر کی تاب نہ لاسکونگا۔ تم یادگار

مسلم بن عقیل ہو تمہارے باپ کا ہی داغ میرے لئے کافی ہے - جانمن - اپنی مان کا
ہاتھہ ہاتھہ مین لو اور جدہر خدا لیجاے چلے جاؤ - یہ لوگ تو میری جان کے خواہان ہین تم سے
متعرض نہونگے - حضرت عبداللہ نے عرض کی - یا ابن رسول اللہ - اوس معبود پاک ذات
کی قسم - جسنے تمہارے نانا کو رسول برحق بنایا - حضور مجھے رنکی رضا دین تاکہ آپکی خدمت مین
درجۂ پدر پاؤن جیسے والد ماجد نے سب سے پہلے آپ پر جان قربان کی ویسے ہی مین بھی
چاہتا ہون کہ حضور کے سب اقربا سے پہلے آپ پر نثار ہو جاؤن - جناب امام نے اونہین اپنے
گلے سے لگا کر فرمایا - اے مونس غمگسار اور اے میرے چچازاد بھائی کی یادگار - میری آنکھین
تیرے چہرہ کے نور سے روشن اور میرا دل تجھہ سے خوش و خورم تھا - اختیار ہے کہ یہ بھی مجھپر
حرام کردے - دنیا مین تیری صورت اب مجھے نظر نہ آئیگی - اچھا - الوداع - جناب عبداللہ رجز
پڑھتے ہوئے میدان کو سدہارے - مریخ تیغزن کی طرح شمشیر آبدار چمکا کے فرمایا کہ تم مین
جو اپنی زندگی سے سیر ہوچکا ہو اوسے میرے سامنے بھیجو - ابن سعد نے قدامہ بن اسعد فزاری
کی طرف دیکھکے کہا کہ رفقاے حسین کا خاتمہ ہوچکا اب ہاشمی آنا شروع ہوئے ہین اب ہمکو
خوب تن دہی کے ساتھہ لڑنا چاہئے - تو جا اور دلیرانہ اس جوان ہاشمی کا مقابلہ کرکے میرے
لشکر کی بلا دور کر اور کوفہ و شام کے لشکر مین اپنا نام روشن کردے - قدامہ پورے ہتھیار سج کے
گھوڑے پر سوار ہوا اور ابن سعد کی دلنوازی پر نازان ہو کے حضرت عبداللہ کے سامنے آیا -
آپنے نیزہ اوسکی طرف چلایا قدامہ نے اپنا گھوڑا ہٹا کے وار خالی دیا - اسیطرح آپ جب
اوسپر حملہ کرتے تھے وہ سامنے سے بھاگ جاتا تھا حضرت عبداللہ ہر چند کوشش کرتے
تھے مگر اوسکے برابر نہین پہونچ سکتے تھے کیونکہ آپکا گھوڑا کئی دن سے بھوکا پیاسا تھا - ناچار
آپنے نیزہ ہاتھہ سے پھینکدیا اور تلوار کھینچ کے اوسپر جھکے - پھر بھی اوسنے اپنے پاس نہ آنیدیا

آپ لاچار ہوکے ایک گوشہ مین کھڑے ہو رہے - قدامہ نے جب دیکھہ لیا کہ نیزہ آپکے پاس نہین ہے اور آپ بے حس وحرکت ایک طرف کھڑے ہین تو سمجھا کہ ہارے - خوش ہوکر اپنے گھوڑے کو ایڑ لگا پاس آگیا اور نیزہ اپنا آپکے سینہ کی طرف راست کیا - حضرت عبداللہ جھکے نیزہ اوپر ہی اوپر چلا گیا - پھر خانہ زین پر سنبھل کے ہو بیٹھے - قدامہ اپنے گھوڑے کو پھیر پھیر کرے گیا - چاہتا تھا کہ دوسرا حملہ کرے مگر حضرت عبداللہ نے فرصت نہ دی فوراً ایک ہاتھہ تلوار کا اوسکے منہ پر مارا کہ نصف کلہ اوسکا صاف اوڑ گیا پھر ہاتھہ مار کے کمربند پکڑ لیا اور جھٹکا دیکے پشت مرکب سے اوٹھا نیچے پٹک دیا اور خود اوسکے گھوڑے پر سوار ہوکر غلام سے فرمایا کہ میرے گھوڑے کو واپس لیجا مجھے خدا نے تازہ دم مرکب عنایت کر دیا ہے :

جب سلامہ بن قدامہ نے یہ حال دیکھا تو ابن سعد سے بولا کہ اے سپہ سالار - مین نے لڑائیان تو بہت سی دیکھی ہین مگر ایسا دلیر اور شجاع میری نظر سے نہین گذرا - غرضکہ ساری سپاہ مخالف اس حرب ضرب کو دیکھکر ڈر گئی اور کسی کو جرات نہوئی کہ ایسے شیر ژیان کے منہ لگے حضرت عبداللہ دیر تک منتظر کھڑے رہے لیکن کوئی باہر نہ آیا - پیاس سے تو گھبرا ہی رہے تھے لشکر کے میمنہ پر جھک پڑے اور اوسے درہم برہم کرکے اتنے سوار اور مرکب مارے کہ ڈھیر لگ گیا - اوسی ہلچل مین خوارج نہروان کے لشکر سے بچا ہوا ایک آدمی حمیر حمیری نامی اور اوسکا بیٹا کامل بن حمیر مارا گیا - اب میمنہ سے پھر کے آپنے قلب لشکر پر حملہ کیا - تلوار سے آپکے خون کے قطرات ٹپک رہے تھے اسی حالت مین بیس آدمی وہان بھی آپنے مارے جنمین صالح بن نصیر بھی شامل تھا - وہان سے پھر کے میسرہ کی طرف رُخ کیا اور داد مردانگی دی - یہان ابن سعد کے لشکر کے نامی پہلوان قدامہ حبشی کو قتل کیا - اب چاہتے تھے کہ اپنے لشکر مین واپس آئین لیکن اثناے راہ مین پیادون نے گھیر لیا - جداع دمشقی نے پیچھے سے آکے آپکے

گھوڑے کے دونو پانوں قلم کر دئے اور جناب عبداللہ پیدل رہگئے۔
روایت ہے کہ نوفل بن مزاحم حمیری یا عمرو بن صبیح صیداوی نے تیر مارا اور حضرت عبداللہ شہید ہوئے

## شہادت حضرت جعفر بن عقیل رضی اللہ عنہ

جب حضرت جعفر نے دیکھا کہ بھتیجا میرا قتیل خنجر جفا ہو کر جنت کو سدھارا تو زار زار روتے ہوئے جناب امام کے پاس آئے اور اجازت جنگ لیکر رن کو سدھارے۔ جو مبارز سامنے آتا فوراً اوسے بیجان کرتے جسطرف جھک پڑتے تھے کشتوں کے پشتے لگا دیتے تھے۔ اسطرح جب اون سگانِ مردم خوار کا دم ناک مین آگیا تو ایکبارگی خیبر کی مانند گویج کے اونکے پیچ مین جا پڑے اور طعن نیزہ و ضرب تلوار سے اونکے ہوش گم کر دئے۔ آخرالامر کشتی حیات اونکی گرداب اضطراب مین غرق ہوگئی اور دریاے شہادت مین غوطہ لگا کے گوہر شرف حاصل کیا۔

## شہادت حضرت عبدالرحمن بن عقیل رضی اللہ عنہ

جب حضرت عبدالرحمن نے دیکھا کہ بھائی کا چراغ زندگانی میری آنکھوں کے سامنے گل ہوگیا تو تاب نرہی۔ کمر ہمت چست باندہ کے مرکب تازی نژاد پر سوار ہوئے۔ شمشیر دشمن کش حمائل کرکے میدان جنگ مین آئے اور آتش حرب سے خرمن جانِ دشمنان کو پھونکنے لگے۔

| | |
|---|---|
| دمادم بدان حربۂ مردکش | ہمی دم کشتی دست می کرد خوش |

آخرکار عبداللہ بن عروہ خثعمی کے تیر سے شہید ہوئے۔ اور افسوس صد افسوس اونہین کے ساتھہ اولاد عقیل کا خاتمہ ہوگیا۔

## شہادت جناب عون و محمد پسران عبداللہ بن جعفر طیار رضی اللہ عنہم

اب سر پیٹنے کا مقام ہے کہ جناب سید معصوم اور امام مظلوم کی رانڈ بہن کے فرزندون کی باری ہے پیارے بھانجے چھوٹی چھوٹی سی عمرون مین ماموں کا ساتھہ چھوڑتے ہین۔ حضرت محمد بن عبداللہ

تنہا سا نیچہ کمر سے لگائے ماموں سے مصر ہیں کہ حضور۔ اماں جان دودھ نہیں بخشیں گی ہمیں جلدی اپنے قدموں پر سے نثار کر دیجیے۔ اور آہ۔ ماموں کا سر نیچے ہے کہ کیسے بیوہ بہن کے کلیجہ میں چھری بھونکدوں۔ ناظرین بڑی رقت کا مقام ہے۔

| | |
|---|---|
| او سوقت عجب غم تھا شہ جن و بشر کو | نے روح کو راحت تھی نہ آرام جگر کو |
| کھو سکتے تھے بھائی کو نہ اکبر سے پسر کو | نے عون و محمد کو نہ شبیر کے قمر کو |
| میوے تھے سب اک باغ کے پھول ایک چمن کے | وہ بھائی کا بیٹا تھا یہ بیٹے تھے بہن کے |
| ناگاہ ہوا شور مبارز طلبی کا | پھر قصد لعینوں نے کیا بے ادبی کا |
| منہ سرخ ہوا غیظ سے ہمشکل نبی کا | رایت بھی بڑھا فوج رسول عربی کا |
| حیدر کے نواسوں کے بھی ابرو پہ بل آیا | چھوٹا تو یہ بگڑا کہ پرے سے نکل آیا |
| گھبرا کے پکارے جو اوسے سید ابرار | بس پھر کے گرے پاؤں پہ آقا کے وہ جرار |
| کی عرض بصد عجز کہ اے کل کے مددگار | ہم دونوں غلام اب ہیں اجازت کے طلبگار |
| بیتاب ہیں دل جان لڑائی میں اڑی ہے | اے نور خدا۔ ذرہ نوازی کی گھڑی ہے |
| مرنے کو اگر پہلے گئے قاسم و اکبر | یاشاہ ہمیں دودھ نہ بخشینگی مادر |
| شبیر کی وہ تصویر یہ ہمشکل پیمبر | توقیر اسی میں ہے کہ ہم صدقہ ہوں انپر |
| مالک ہیں خداوند ہیں سردار ہیں دونوں | ہم انکے بزرگوں کے نمک خوار ہیں دونوں |
| ہم دونوں غلام اکبر و اصغر کے ہیں یاشاہ | الفت کو بس اب دل سے اوٹھا دیجئے للہ |
| اماں کا تو نازک ہے مزاج آپ ہیں آگاہ | بنت اسد حضرت باری ہیں وہ ذیجاہ |
| پوچھیں گی خفا ہو کے تو کیا اونسے کہینگے | آزردہ ہوئیں وہ تو کہیں کے نہ رہینگے |
| عورت ہیں یہ خو بو شہ مردانگی ہے ساری | شب کو بھی یہ فرمایا تھا ہم سے کئی باری |

تم یہ نہ سمجھنا کہ مین عاشق ہون تمہاری
بہائی سے مجہے جان - نہ اولاد ہے پیاری
کس کام کے پہر سر جو تصدق نکروگے
تب دودہ مین بخشونگی جو عزت سے مروگے

یہ کہکے جو رونے لگے زینب کے جگر بند
حضرت نے کہا مین ہون بہر حال رضامند
کہوے ہین کسی بہائی نے ہمشیر کے فرزند
کس منہ سے کہون آہ کہ ہو خاک کے پیوند
تنہائی کا دکہہ فاطمہ کالال سہے گا
لاشہ کے اوٹھانے کو بہی کوئی نرہیگا

اکبر کو تو ہمشیر نے مین نے تمہین پالا
ماموں سے جدا ہوتے ہو جب ہوش سنبہالا
اب کون ہے غربت مین میرا اٹھانے والا
دل کا کوئی ارمان بہی تم سے نہ نکالا
دس سال بہی پورے نہین دونونکی سنونمین
دنیا سے اجل لیچلی شادی کے دنون مین

دونون سے یہ فرماکے ادہر روتے تہے شبیر
چپ بیٹھی تہی رانڈون مین اودہر شاہ کی ہمشیر
سرزانو پہ تہا فکر مین اور لب پہ یہ تقریر
مجبور کیا بیٹون نے ہے ہے میری تقدیر
مین جانتی تہی پہلے اجازت وہی لینگے
اسکی نہ خبر تہی کہ دغا وقت پہ دینگے

بانو نے کہا دونون کی عمرین ابہی ہین کیا
نے گہر سے وہ نکلے نہ کوئی معرکہ دیکہا
میدان کی رضا دیتے نہونگے شہ والا
آزردہ نہون آپ یہ غصہ کی نہین جا
سن لیجئے گا رن مین جو کچہہ کام کرینگے
حیدر کے نواسے ہین بڑا نام کرینگے

فرمایا کہ ہان جو مجہے تقدیر دکہائے
جی جاؤنگی مر کر جو وہ میدان سے آئے
کیون شاہ سے رخصت کا سخن لب پہ نہ لائے
کیا جانئے کس فکر مین ہین وہ میرے جائے
جو چاہین کرین بیٹو نکے قابل مین کہان ہون
اب وہ میری فرزند نہ مین دونونکی مان ہون

یہ ذکر تہا فضہ جو خبر لے کے یہ آئی
فریاد کہ اب لٹتی ہے زینب کی کمائی
لو میرے عزیزون نے رضا جنگ کی پائی
اے بنت علی روتے ہین اب آپکے بہائی

| | |
|---|---|
| بیچے بھی شریک شہدا ہوتے ہین لوگو | دو بہانجے ماموں سے جدا ہوتے ہین لوگو |
| فضہ سے یہ سنتا تھا کہ بس رونے لگے سب | اور خاک پہ سجدہ کو جھکین حضرت زینب |
| فرمایا کہ صد شکر بر آیا مرا مطلب | عزت مرے بچون کی ترے ہاتھ ہے یارب |
| بہتر ہے جو لڑنیکو وہ پیارے گئے دونون | یہ خوش خبری آئے کہ مارے گئے دونون |
| بانو نے کہا دیکھہ تو لواون کو بلا کر ؛ | فرمایا نہین آئین گے خود برچھیان کھا کر |
| اصرار کیا سب نے تو گردن کو جھکا کر ؛ | فرمایا کہ اچھا کوئی کہہ آئے یہ جا کر ؛ |
| صدقہ گئی کچھ کام ہے یہان آکے سدہارو | جاتے ہو تو شکلین مجھے دکھلا کے سدہارو |
| فضہ گئی اور خیمہ مین لائی او نہین ہمراہ ؛ | آئے صفت مہر لرزتے ہوئے دو ماہ |
| قدمون پہ گرے ہاتھون کو جوڑے جو وہ ذیجاہ | لپٹا کے گلے کہنے لگی بنت ید اللہ ؛ |
| ماموں پہ فدا ہوتے ہو مین تم پہ فدا ہون | لو آؤ کہ مین اب تو نہ غصہ نہ خفا ہون |
| لو بخشدیا دودہ سدہارو مرے پیارو | الجھے ہوئے گیسو تو سنوارو مرے پیارو |
| میلی ہے یہ پوشاک اوتارو مرے پیارو | دولہا تو بنا لون مرے پیارو مرے پیارو |
| خوش ہونگی مین تب گھوڑون پہ جس آن چڑہو گے | شادی ہے بڑی آج کہ پروان چڑہو گے |
| فرما کے یہ لین دونون کے چہرون کی بلائین | اور تھام کے بازو کو پڑہین آپ دعائین |
| فرمایا کہ رخصت جنہین ہونا ہو وہ آئین | لو بی بیو سب آؤ تو بچے مرے جائین |
| رن مین یہ برات اپنی دکھانیکو چلے ہین | دونون دولہنین بیاہ کے لانیکو چلے ہین |
| سب بی بیان آئین جو کلیجون کو سنبہالے | تسلیم کو جہک جہک گئے وہ نازون کے پالے |
| جس وقت چلے خیمہ سے وہ گیسوؤن والے | در تک گئی مان خاک عزا فرق پہ ڈالے |
| ڈیوڑہی سے جو دونون در یکتا نکل آئے | نزدیک یہ تھا مان کا کلیجا نکل آئے |

حضرت محمد نے پہلے میدان کا رُخ کیا اور رجز فخریہ پڑھی۔

ناگاہ یہ بڑھ کر پسرِ سعد پکارا
تلوارین پکڑ کر یہ پکارے وہ دل آرا
اے شیر دلو۔ نام و نسب کیا ہے تمہارا
خالق نے ہمارے لیے دنیا کو سنوارا
خورشید زمین تاج سرِ عرش بریں ہین
بھلا یہ شرف ہے کہ غلام شہ دین ہین

دادا ہے شہنشاہِ دو عالم کا مددگار
وہ تُحفۂ طراز علم احمدِ مختار
سردار جہان فخر عرب جعفر طیار
آلودہ رہی خون میں جس شیر کی تلوار
ہاتھوں کے عوض حق سے سر دست لیے ہین
اللہ نے پر اونکو زمرد کے دیئے ہین

نانا اسد اللہ مددگارِ دو عالم
سلطانِ قضا منتظمِ کارِ دو عالم
دیندار نمودار جہاندار دو عالم
سر تاج فلک جیغۂ دستار دو عالم
سب امر اہم عقل کے میزان مین تُلتے تھے
عقدے وہ ہوئے حل جو کسی سے نہ کُھلتے تھے

ہم دونوں نواسے ہین اوسی فیض رسا نکے
دکھلائین گے جوہر تمہین تیغ دو زبان کے
فرزند ہین ہم شیر شہ کون و مکان کے
بڑھ بڑھ کے اولٹا دینگے پرے فوج گران کے
تم یہ نہ سمجھنا کہ ید اللہ نہین ہین
ہم شیر تو ہین گر اسد اللہ نہین ہین

صاحبزادہ دین پناہ رجز بیان کرکے حرب پر جو جُھکے تو بقول ظالمانِ بیدین میدان جنگ کو دلیرون کے مغز سے سرخ کر دیا۔

وہ مر گیا تلوار اوٹھا کر جسے ڈانٹا
گلہاے جراحت کو عجب حسن سے بانٹا
اس نخل کو تلوار سے کاٹا اوسے چھانٹا
نکلی نہ کوئی شاخ نہ اوبھا کوئی کانٹا
ابتک یہ ہوا باغ جہان مین نہین دیکھی
غل تھا کہ بہار ایسی خزان مین نہین دیکھی

آخرکار ظالمانِ نابکار کے نرغہ مین گھر کے بہشت کو سدہارے اور ماموں اور راتڈ مان کو

اپنا داغ مفارقت دیگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

جب حضرت عون نے بہائی کو قتل ہوتے دیکھا تو بے قابو ہوگئے فوراً تلوار لے قاتلانِ برادر پر حملہ آور ہوئے۔ بہائی کے قتل کرنیوالے کا ایک ہی ضرب مین فیصلہ کردیا اور امام عالیمقام کی خدمت مین حاضر ہوکے عرض کی کہ ماموں جان۔ میری تقصیر معاف ہو بہائی کی مرگ نے مجھے بیخود کردیا اور مین بے اجازت آپکے وہان چلا گیا اب مجھے بہی قدمون پر سر نثار کرنیکا حکم ہوجاے جناب امام نے اونکو اپنے گلے سے لگا کے رخصت کیا۔ آپنے میدان مین آتے ہی مبارز طلب کیا اور تیغ فولادی سے اون سیہ کارون کے گلے کاٹنے لگے۔

| | |
|---|---|
| مارا وہین جن جن کے جو تہے فوج مین چیدہ<br>زیادہ تہے کمان دارون سے حضرت جو کشیدہ | رہوار سے پامال تھے سرہاے بریدہ<br>بدکیش وخطاکار تھے سب زخم رسیدہ |
| سہمے ہوی تہے تیر کہ آفت تہی جہان پر | پیکان نہ سری پر تہا نہ چلہ تہا کمان پر |

آخرالامر اس عاریتی زندگی سے ناراض ہوکر منزل بل احیاءٌ عند ربہم کو اپنے قدم مبارک سے آراستہ کیا۔ میدان مین ڈہل فتح بجنے لگا۔ جناب امام حسین اور حضرت عباس لاشے اوٹھانے کو دوڑے۔

| | |
|---|---|
| عباس نے غصہ مین لعینون کو ہٹایا<br>پسپا ہوے کفار کوئی تاب نہ لایا | بجلی سے بہی کچھ بڑہکے گرا تیغ کا سایا<br>شبیر نے لاشون کو تڑپتا ہوا پایا |
| آلودۂ خون دو مہ کامل نظر آئے | گودیکے پلے خاک پہ بسمل نظر آئے |
| سرتا بہ قدم چور تہے زخمون سے تن زار<br>پیکانِ ستم پہلو تہے کئی چہاتیون کے پار | انگڑائیان لینے سے رگین کہچتی تہین ہر بار<br>تلوارین تہین قبضون مین مگر ہاتہ تہی بیکار |
| لب پر یہ سخن تہا شہ والا نہین آئے | دم ہونٹون پہ آئے مگر آقا نہین آئے |

لاشون کے قریب آکے پکارے شہ صفدر
اے بھائیو موجود ہے یہ بیکس و بے پر
یہ گرم زمین اور یہ گُل سے تنِ انور
ریتی سے اوٹھاکر مرے زانو پہ رکھو سر
ماموں سے عجب وقت مین منہ موڑ رہے ہو
کن آنکھون سے دیکھون مین کہ دم توڑ رہے ہو

اے شیر جوانو۔ مجھے طاقت تھی تمہین سے
اے تیز زبانو۔ مجھے طاقت تھی تمہین سے
اے مرتبہ دانو۔ مجھے طاقت تھی تمہین سے
اے تشنہ دہانو۔ مجھے طاقت تھی تمہین سے
ساتھ اپنے جہان سے مجھے لیتے نگئے تم
کاندہا مرے تابوت کو دیتے نہ گئے تم

اکبر نے لکھا عون کے بازو کو ہلاکر
بھیا تمہین چلاتے ہین شہ اشک بہاکر
ماموں کو پکارے ہی نہ تم برچھیان کھاکر
باتین شہِ والا سے کرو ہوش مین آکر
لوگھر مین چلو بی بیان سب غش مین پڑی ہین
سر ننگے پھوپی خیمہ کی ڈیوڑہی پہ کھڑی ہین

تم ہو کے یہ چھوٹے کو علمدار پکارے
اے تشنہ دہن اے مرے جانی مرے پیارے
کیا منہ مین زبان اینٹھہ گئی پیاس کے مارے
چونکو کہ عجب حال ہے ماموں کا تمہارے
ہاتھوں کو ذرا جوڑ کے کچھہ بات تو کرلو
بیٹا شہِ والا سے ملاقات تو کرلو

سنکر یہ صدا ہوش مین آئے وہ دلاور
سر رکھدئے گھبرا کے شہِ دین کے قدم پر
اٹکے تھے جو اوکھڑے ہوئے دم سینوں کے اندر
دو ہچکیاں لین دونون صغیرون نے برابر
فردوس معلی کے مسافر ہوئے دونون
کروٹ بھی نہ بدلی تھی کہ آخر ہوئے دونون

گودی مین سوئے وہ جنہین آغوش مین پالا
آنکھین تھین لہو اور جگر تھا تہ و بالا
بسمل کیطرح گر کے جو تڑپے شہ والا
عباس نے تھاما علی اکبر نے سنبھالا
رقت کا یہ تھا جوش کہ تھراتے تھے شبیر
ہر مرتبہ لاشون سے لپٹ جاتے تھے شبیر

عباس نے کی عرض یہ با دیدۂ خونبار
خیمہ سے نکل آئین نہ سیدانیان اکبار

لے چلئے انہیں خیمہ مین اب یا شہِ ابرار ؛ بہتر ہے کہ مان دیکھ لے فرزندون کا دیدار
لاشے جو نہ جائینگے تو غم کھائیگی زینب ؛ یہ قبر مین سوئے تو کہان پائیگی زینب

یہ سنتے ہی لاشے شہِ والا نے اوٹھائے ؛ خیمہ کے قرین دونون کو روتے ہوئے لائے
غل تھا کوئی جلدی صفِ ماتم کو بچھائے ؛ لو آئے شہنشاہ کی ہمشیر کے جائے
چھوٹے کو علی اکبرِ دلگیر لئے ہین ؛ اک لاش کو خود حضرتِ شبیر لئے ہین

ناگاہ شہِ عرش نشین لاشون کو لائے ؛ غل پڑ گیا لو سرورِ دین لاشون کو لائے
تھم کر صفِ ماتم کے قرین لاشون کو لائے ؛ ہمشیر تھی جس صف مین وہین لاشونکو لائے
دونون کا لٹانا تھا کہ غش کر گئی زینب ؛ ہر لب پہ یہ ثابت یہ ہوا مر گئی زینب

ہوش آیا تو پھر اُسنے کہا رانڈون کو سمجھاؤ ؛ ہے ہے نہ کرو صاحبو ایک لحظہ ٹھہر جاؤ
عباس کی زوجہ سے یہ بولین کہ ادہر آؤ ؛ کیا روتی ہو کپڑے علی اکبر کے بدلواؤ
بانو ہین کدہر آہ یہ کیا بیخبری ہے ؛ سب خون سے مرے لال کی پوشاک بھری ہے

حضرت سے کہا آپ کو ایذا ہوئی یا شاہ ؛ کس طرح لڑے دونون غلامانِ ہوا خواہ
حضرت نے کہا مدح مین قاصر ہے زبان آہ ؛ زینب مجھے یاد آ گئی جنگِ اسد اللہ
نانا کی طرح دونون نواسون نے وغا کی ؛ بچون کی تھی جنگ یہ قدرت تھی خدا کی

عباس نے کی عرض زبان لاؤن کہان سے ؛ جو کر گئے یہ لال وہ باہر ہے بیان سے
لڑتے تھے اسی طرح علی فوجِ گران سے ؛ افسوس کہ یون اوٹھ گئے یہ شیر جہان سے
تلوارین جب انکی مجھے یاد آتی ہین بھینا ؛ دو بجلیان آنکھون مین چمک جاتی ہین بھینا

یہ سنتے ہی سُرخی سی رخِ زرد پہ چھائی ؛ حضرت سے کہا آپکا صدقہ ہے یہ بھائی
کونین مین عزت مرے دلبندون نے پائی ؛ اب شاد ہوئی ان سے ید اللہ کی جائی

| | |
|---|---|
| آقا مجھے پیار آتا ہے اقبال پہ انکے | بیکس ہین خدا رحم کرے حال پہ انکے |
| فرما کے یہ لین اونکی بلائین کئی باری | شانون کو ہلا کر کے یہ آہستہ پکاری |
| کرتے ہین امامِ دوجہان مدح تمہاری | یہ کیا ہے جو تسلیم کو اوٹھتے نہین واری |
| صدقہ گئی یہ نیند ہے یا غش مین پڑے ہو | بیٹھے ہین حسین ابن علی اوٹھہ کو کھڑے ہو |
| کچھہ آج ہے غفلت عجب ای نیند کے ماتو | باعث ہے یہ بچپن کا سب ای نیند کے ماتو |
| چونکو میری خاطر سے اب اے نیند کے ماتو | پھر سوئیو آتی ہے شب اے نیند کے ماتو |
| پھر کیا ہے جو بچپن کی یہ انداز نہین ہین | گردن ہے کہین ہاتھہ کہین پانون کہین ہین |
| اب ضبط کی طاقت نہین امان کو سنبھالو | انگڑائیان لو بات کرو نیند کو ٹالو |
| سینہ مین اولجھتا ہے دم اے گیسوؤن والو | واری مجھے خدمت کے لیئے پاس بلالو |
| مین ہونگی تو راحت سے تمہین یاس نہو گی | کیا گذریگی منزل پہ جو مان پاس نہو گی |
| پہلا تو سفر اور نئے لوگ نئی راہ | کس طور سے گذرینگی یہ تاریک شبین آہ |
| صدقہ گئی رستہ سے بھی تم تو نہین آگاہ | پہونچاے تمہین خیر سے فردوس مین اللہ |
| پرہول ہے رستہ مجھے تشویش بڑی ہے | قربان ہو مان قبر کی منزل بھی کڑی ہے |
| لوٹ کے کوئی رستہ مین تو ڈریو نہ مری جان | ہان کلمۂ توحید پڑھے جائیو ہر آن |
| اقرار نبوت مین فصاحت کا رہے دہیان | دلبند ہو تم تین امامون کے مین قربان |
| کہنا کہ غلام ہین ولی ابن ولی کے | ہم آتے ہین لشکر سے حسین ابن علی کے |
| اے عون خبردار مرے چھوٹے پسر سے | شب کو یہ اکیلا کبھی نکلا نہین گھر سے |
| رستہ سے نہ واقف ہے نہ غربت کے سفر سے | محروم رہونگی مین صدا خیر و خبر سے |
| واماندون پہ ظاہر ہو یہ وہ بھید نہین ہے | اے وائے خط آنیکی بھی امید نہین ہے |

اب کون میرے پہلوؤن مین سوئیگا بچھو
تڑپیگا کلیجہ مرا دل روے گا بچھو

یہ داغ تو دنیا سے مجھے کھوئیگا بچھو
دن جاکے شب آئیگی تو کیا ہوئیگا بچھو

راحت کسی کروٹ کسی پہلو نہ ملیگی
مرجاؤنگی زلفون کی جو خوشبو نہ ملیگی

دنیا کو نہ دیکھا تھا کہ موت آگئی تم کو
خیمہ سے نکلتے ہی اجل پا گئی تم کو

مان صدقہ ہو جنگل کی ہوا بھا گئی تم کو
اے گلبدنو کس کی نظر کھا گئی تم کو

ہے ہے مجھے پوشاک شہانی نہ دکھائی
صدقہ گئی امان کو جوانی نہ دکھائی

غصہ ہوئی تھی تم پہ مین واری مجھے بخشو
مان اب نہین لونڈی ہون تمہاری مجھے بخشو

لب پر سخنِ عذر ہین جاری مجھے بخشو
صدمہ سے غشی ہوتی ہے طاری مجھے بخشو

مین بھی تو یہ جانون کہ دل افسردہ نہین ہین
لو کہدو بس اتنا کہ ہم آزردہ نہین ہین

یہ کہکے جو چھاتی پہ دو ہتڑ کئی مارے
سینہ ہوا شق ہاتھ بھی نیلے ہوئے سارے

ہمشکل نبی پاؤن پہ گرکر یہ پکارے
بس والدہ اب روئیو لاشہ پہ ہمارے

اب پیاس ہین آبِ دمِ شمشیر پئین گے
بھائی نہ رہے خلق مین ہم بھی نہ جئین گے

گھبرا کے وہ مخدومۂ عالم یہ پکاری
مرجائے یہ ناشاد بلا لیکے تمہاری

بن بیاہے ہو تم لاشون کے پاس آؤ نہ واری
تم روؤگے اس طور سے مین کرتی نہین زاری

بالو نہین بھی کچھ بین کے پہلو نہین نکلے
آنکھون سے مری دیکھلو آنسو نہین نکلے

فرما کے یہ غش کر گئین اور پھر ہوئین ہشیار
پوچھا کہ کدہر ہے علی اکبر مرا دلدار

بانو نے کہا شاہ سے بادیدۂ خونبار
اب فرق بصارت مین بھی ہے یا شہ ابرار

ابکی جو غش آیا تو گذر جائین گی زینب
لیجائیے لاشے نہین مرجائین گی زینب

یہ سنتے ہی لاشون کو اوٹھانے لگے سرور
رانڈین صفِ ماتم سے اوٹھین کھولے ہوئے سر

| | |
|---|---|
| بانونے کھڑے ہوکے ادہر روک لی چادر | چلائی سمجھکر شہ مظلوم کی خواہر |
| ٹھیرو ابہی کیون داغ دیئے جاتے ہو لوگو | ہے ہے مرے بچونکو لیئے جاتے ہو لوگو |
| دیکھا نہین جی بھر کے ابہی بیٹون کا دیدار<br>چھوٹے کو بہی چہاتی سے لگا لے یہ دل افگار | دونون کی بلائین مجھے پھر لینے دو اکبار<br>مادر سے مکدر نہون یہ آئینہ رخسار |
| گھر مین مرے کاہیکو یہ پھر آئینگے جا کے | دیتے دو کفن دونون کو زہرا کی ردا کے |
| درتک گئین لاشون سے پلٹنے کو کھلے سر<br>چلائین درِ خیمہ کے پردہ کو اوٹھا کر | پر رانڈون نے جانے نہ دیا خیمہ کے باہر<br>گاڑو گے کہان بہائیون کو اے علی اکبر |
| ڈر ہے کہ خفا مجھسے مرے لال نہو جائین | صدقہ گئی لاشے کہین پامال نہو جائین |

## شہادت حضرت عبداللہ بن امام حسن رضی اللہ عنہما

جب بہانجے امام مظلوم کے نہایت بیدردی کے ساتھ شہید ہوچکے تو بھتیجون کے قتل ہونیکی نوبت پہونچی اور حضرت عبداللہ بن حسن پہوپی کے دلبندون کے غم مین آنسو بہاتے امام عالیمقام کی خدمت مین حاضر ہوئے اور عرض کی۔ اے عم مکرم۔ اب سینہ پر صبر کا پتھر نہین دہرا جاتا مجھے بہی رنکی اجازت ملے۔ حضور نے فرمایا۔ اے لخت جگر واے یادگار برادر مین پتھر کا کلیجہ اور فولاد کا جگر کہان سے لاؤن جو سوئی مٹی کی نشانی سے کہدون کہ اپنا گلا کٹانیکو چلے جاؤ۔ صاحبزادہ نے آپکو قسم دی اور بڑی مشکل سے رخصت ہوئے۔ میدان مین آتے ہی قلب لشکر پر حملہ کردیا۔ ابہی ابن سعد کے نزدیک پہونچنے بہی نہ پائے تھے کہ بیاسی آدمیون کا فیصلہ تھا۔ ابن سعد نے جو ایک بپھرے ہوئے شیر کو اپنی طرف جھپٹتے ہوئے دیکھا تو جان لیکر بھاگا حضرت عبداللہ نے میدان مین آکر تھوڑی دیر دم لیا اور فرمایا کہ اب کوئی ہمارے مقابلہ کے لئے آئے۔ جب ابن سعد نے دیکھا کہ مین بال بال بچگیا تو باگ پہیر کے اگلی صف مین آیا اور لوگون کو اونکے

سامنے جانیکے لیئے ترغیب وتحریص دینے لگا۔ کہا کہ جوکوئی عبداللہ کو مار یگا زر وخلعت وغلام ومرکب پائیگا۔ یہ سنکر بختری بن عمرو شامی اوسکے پاس آکے کہنے لگا۔ افسوس ہے۔ تو فوج کی سپہ سالاری کا تو دعویٰ کرے لیکن ایک لڑکے کے ڈر سے بھاگتا پھرے کمبخت۔ تجھے شرم نہین آتی کہ دوسرون سے موت کے منہ مین جانیکو کہتا ہے اور خود اپنی جان چھپاتا پھرتا ہے ابن سعد نے ندامت سے سر جھکالیا اور جوابدیا۔ اے بختری۔ جان بڑی عزیز چیز ہے اگر مین اوسوقت بھاگ نجاتا تو عبداللہ بیشک سے مجھے مار ڈالتا اگر تجھے یقین نہین تو تو ہی اس لڑکے سے اولجھکر دیکھہ لے۔ تھوڑی ہی دیر مین معلوم ہوجائیگا کہ ہاشمیون سے الجھنا ایسا ہوتا ہے۔ بختری کو اوسکی یہ بات ناگوار ہوئی۔ کہنے لگا کہ رے کی حکومت تو تو لے اور ٹانگ برابر بچون سے بھاگتا پھرے اور جان ہم لوگ دین۔ ابن سعد اس بات سے برہم ہوگیا اور بولا کہ ابھی تم لوگون کی گستاخیان ابن زیاد کو لکھتا ہون۔ تم میرے اوپر طعن کرنے کو ہو یا تمہارا یہ کام ہے کہ جو مین حکم دون اوسکی تعمیل کرو۔ اچھا۔ اسوقت تجھی کو عبداللہ کے سامنے جانا پڑیگا۔ بختری ابن سعد کا یہ کلام سنکر اپنا سا منہ لیکے رہگیا اور اپنے پانچسو سوار خاصہ لیکر جناب عبداللہ کے سامنے آیا۔ یہ حال مشاہدہ فرما کے جناب امام عالیمقام نے حضرت محمد بن انس۔ اسد بن ابی دجانہ اور جناب امام حسن کے غلام پیروزان کو بھتیجے کی مدد کو بھیجا۔ پیروزان سب سے آگے بڑھکے بختری کے برابر جا کھڑے ہوئے اوسنے غلام کی اس جراءت پر ناک بھون سکوڑ کے اونپر وار کیا۔ جناب پیروزان بھی اوس سے اٹک گئے حضرت عبداللہ نے جو دیکھا کہ باپ کا غلام معرض خطر مین ہے تو نیزہ لیکر اوسکی مدد کو چلے۔ حضرت اسد و محمد بھی اونکے پیچھے ہی روانہ ہوئے۔ پیروزان نے جو دیکھا کہ خود شاہزادہ صاحب میری طرف آتے ہین تو سمٹ کے اونکے ساتھہ ہو لیئے ان سبھون نے حملہ کرکے بختری اور اوسکے پانچسو سوارون کو نوک دم بھگا دیا۔ یہانتک کہ انکی مار سے وہ لوگ ہائے توبہ

مچاتے ہوئے قلب لشکر مین ابن سعد کے پاس پہونچ گئے اوسوقت شیث ربعی نے پانچسو سوارون کے ساتھہ صف لشکر سے جنبش کی اور للکار کے بختری اور اوسکے ساتھیون سے کہا کہ اے نامردو۔ تم ایک جم غفیر ہوکے چار آدمیون سے بھاگ آے جنمین ایک تو لڑکا ہی ہے زبون ہے ایسی زندگی پر۔ دیکھو اب مین جاتا ہون۔ یہ کہکر اپنے پانچسو سوارون سے چارون صاحبون کو جا گھیرا حضرت عبداللہ شیث کی طرف جُھکے۔ جناب محمد و اسد بھی سایہ کی طرح اونکے ہمراہ ہولئے ادہر پیروزان نے دوبارہ بختری پر حملہ کرکے اوسکے لشکر کے پرخچے اوڑا دئے۔

ابن سعد نے خود لوگون سے جنگ کربلا کے بعد بیان کیا تھا کہ مین اوسدن خود پیروزان کی جنگ کو دیکھتا تھا اور تعجب کرتا تھا کہ آلہی۔ یہ کیا اسرار ہے اور ان بھوکھون پیاسون مین اتنی طاقت کہان سے آگئی ہے۔ خدا کی قسم۔ اگر ایک ایک کٹورہ پانی کا ان لوگون کو لڑنیکے وقت ملجایا کرتا تو پھر یہ لوگ یزید کی کُل فوج کے بس کے نہ تھے میرا لشکر تو درکنار۔ مین نے بذات خود اوسوقت کھڑے ہوکے گنا کہ اکیلے پیروزان نے ایکسو بیس[۱۲۰] آدمی تیر سے اور بیس[۲۰] تلوار سے مارے

روایت ہے کہ جب پیروزان لڑتے لڑتے تھک گئے تو چاہا کہ خدمت امام مین جاؤن اثنائے راہ مین عثمان موصلی نے پیچھے سے نیزہ اونکی کمر مین مارا۔ وہ اپنے گھوڑے سے زمین پر آے اور گھوڑے نے بھاگ کے جنگل کی راہ لی۔ لیکن واہ رے شجاعت۔ گرتے ہی پیروزان نے نیزہ ہاتھہ سے پھینکدیا۔ تلوار سنبھالکر سپر اپنی سر پر رکھلی اور اشقیاء کے ساتھہ پھر اولجھگئے۔ اسد بن ابودجانہ نے دیکھا کہ غضب ہوا۔ پیروزان پیادہ ہین اور پھر اونمین غُصّہ آگیا ہے۔ پس اپنے گھوڑے کو للکار کے فوراً اونکے پاس جا پہونچے اور پیروزان کے گرد کے آدمیون مین سے چودہ آدمی مار ڈالے۔ باقی بھاگ نکلے۔ حضرت اسد نے اون سے کہا کہ اے بھائی وقت نازک ہے۔ ہمت کرکے تم بھی میرے ہی گھوڑے پر سوار ہوجاؤ۔ پیروزان چڑہنا چاہتے تھے کہ ظالم

پھر چارون طرف سے گھر آے اور لڑنا شروع کر دیا حضرت اسد نے پیروزان کو تو چھوڑ دیا اور اونکے آگے ہو کے خود لڑنے لگے۔ اسی حال مین بختری نے پاس آکے اون کے داہنے پہلو مین نیزہ لگایا۔ اوسکی نوک بائین جانب نکل آئی اور نیزہ ہاتھہ سے گر پڑا حضرت اسد چاہتے تھے کہ تلوار سنبھالین مگر ہاتھہ نے کام ندیا۔ ازرق بن ہاشم نے آکے ایک ہی ضرب تیغ مین اونکا کام تمام کر دیا اور حضرت اسد جنت کو سدہارے۔

اسوقت حضرت عبداللہ بن حسن شیث ربعی کے ساتھہ مشغول پیکار تھے اور ستّرہ زخم اوسکی لگاے تھے آخرش یہان تک کوشش کی کہ وہ لوگ اون سے تاب مقابلہ نہ لاسکے اور چلتے پھرتے نظر آے۔ حضرت عبداللہ نے دیکھا کہ پیروزان اور اسد کو لشکر اعداء نے گھیر رکھا ہے پس اونکی طرف متوجہ ہوئے مگر آپکے پہونچنے سے پہلے حضرت اسد شہید ہو چکے تھے آپکو بڑا رنج ہوا۔ اونکے قاتل کو نیزہ کی ایک ہی طعن مین ہلاک کر ڈالا سب لشکر اونکے خوف سے بہاگ کھڑا ہوا۔ حضرت عبداللہ نے آگے بڑہکے پیروزان کو زمین پر پڑا دیکھکر فرط محبت سے ہاتھہ اونکی طرف بڑہا دیا اور اونہین اوٹھا کے اپنے آگے زین پر ڈال لیا۔ گھوڑا چند ہی قدم چلا تھا کہ عاجز ہو گیا کیونکہ اوسکے جسم پر بہی سو تیر سے زیادہ لگے تھے۔ اور بیچارہ بہوکھا پیاسا تھا اور چارون طرف بہت سی دوڑ دہوپ کر چکا تھا اسوقت دو آدمیونکی برداشت اوس سے نہو سکی کھڑا ہو گیا۔ حضرت عبداللہ اوتر پڑے اور پیروزان کو بہی اوتار لیا۔ اونکے چچا حضرت عون بن علی نے بھتیجہ کو پیادہ دیکھا تو گھوڑا دوڑا اونکے پاس آگئے۔ حضرت عبداللہ نے پیروزان کو اونہین دیا اور خود اونکے گھوڑے پر سوار ہو گئے۔ حضرت عون تھوڑی ہی دور گئے تھے کہ پیروزان زمین پر گر کے جان بحق تسلیم ہو گئے۔ حضرت عون و عبداللہ اونکی لاش پر بہت روے اور فرمایا۔

| | |
|---|---|
| از غم و حسرت یارانِ وفادار دریغ | ترکِ احباب گرفتند بیکبار دریغ |
| بالب تشنہ بخون غرق بر رفتند افسوس | ما بماندیم بصد حسرت و تیمار دریغ |

دوسری بار شاہزادہ عبد اللہ نے دنیا و مافیہا سے دل برداشتہ ہو کے عنان اختیار قبضۂ پاک پروردگار مین دی اور دشمنون پر جھپک پڑے مبارز طلب کیا لیکن کوئی بھی سامنے نہ آیا۔ ہر چند ابن سعد نے سر پٹکا لیکن سبھون نے سنی ان سنی کردی۔ وہ بہت جھنجھلایا اور غصہ مین تمام لشکر کو مغلظات سنانے لگا۔ گالیان سنکر یوسف بن الاحجار سے نہ رہا گیا گھوڑا بڑھا او سکے پاس آیا اور کہا کہ تو بڑا بیحیا ہے۔ حکومت کی سند اور سپہ سالاری کا عہدہ تو تو نے لے رکھا ہے اور گردنین ہماری کٹوآتا ہے تو خود بڑھکے اس لڑکے سے دوچار کیون نہین ہوتا یقین ہے کہ اسیوقت حکومت رہے اور سپہ سالاری کا مزہ آجائیگا۔ ابن سعد چارون طرف کے طعنے سنتے سنتے گھبرا گیا تھا کھسیانا ہو کے کہنے لگا کہ مجھے ابن زیاد کا یہ حکم نہین کہ خود لڑو بلکہ تم سب میری زیر حکومت کئے گئے ہو مین جسکو چاہون میدان مین بھیجون او سے جانا پڑیگا۔ یوسف نے جواب دیا کہ اگر تجھے جنگ کا حکم ہوتا بھی تو تو کیا کر سکتا تھا۔ تو اور ابن زیاد ان لوگون کو نظر نہین آتے ورنہ کبھی کا انھون نے تمہین ڈھیر کر دیا ہوتا اور یزید کے سامنے جا کھڑے ہوتے۔ چونکہ لاکھون کا ہجوم ان کئی دن کے تشنہ لبون کے درمیان حائل ہے اسلئے بے بس ہین۔ ابن سعد اپنے لشکر والون سے ایسی پتے کی سنکر کٹ گیا اور لال پیلا ہو کے بولا بس بس۔ خاموش اگر زیادہ بکیگا تو پکڑ کے ابن زیاد کے پاس بھجوا دونگا۔ یوسف بن الاحجار ڈر گیا۔ گھوڑے کو ایڑ لگا حضرت عبد اللہ کے سامنے آیا اور شہزادۂ عالی قدر کے سینہ کی طرف نیزہ چلایا۔ آپ نے اوسے رد کر کے اپنا نیزہ او سکے گلے پر مارا جسکی نوک گدی کے پیچھے نکل آئی اور وہ اوندھا زمین پر گر کے مر گیا۔

اوسکے بیٹے طارق بن یوسف نے باپ کا یہ حال دیکھا تو حضرت عبداللہ کے سامنے آسکے واہی تباہی بکنے لگا اور حیا و شرم کو ایک طرف کرکے گالیاں دینی شروع کین۔ حضرت عبداللہ نے نیزہ سنبھال کے طارق پر حملہ کیا۔ اوسنے بڑی سبکدستی سے تلوار چلائی اور شہزادہ کے نیزہ کے دو کر دئے۔ چاہتا تھا کہ وہی تلوار آپکے سر پر لگاے مگر آپنے دست مبارک سے ایسا جھٹکا دیا کہ تلوار کسن کہناتی ہوئی ہوا مین چلی گئی اور کلائی کی ہڈی ٹوٹ گئی۔ حضرت عبداللہ نے دوسرے ہاتھہ سے اوسکا کمربند پکڑ کے زمین پر چودے ٹپکا تو ہڈیان پسلیان سب چورا ہو گئین اب اوسکا چچا مدرک بن سہل بھتیجہ کے غم مین جھلایا ہوا آیا اور جناب حیدر کرار اور اونکے فرزندان نامدار کو فحش اور مغلظات سنانے لگا۔

| | |
|---|---|
| لگے منہ بھی چڑانے دیتے دیتے گالیان صاحب | زبان بگڑی تو بگڑی تھی خبر لیجئے دہن بگڑا |

حضرت عبداللہ نے برہم ہو کر تیغ محرت اوسپر لگائی کہ سر اور دونوں ہاتھہ اور نصف بدن تو زمین پر آن رہا اور باقی جون کا تون گھوڑے پر دھرا رہ گیا۔ آپنے اوسکی ٹانگ کھینچ کے زمین پر ڈالدیا اور خود اوسکے مرکب بیش بہا تازی نژاد پر چڑھکر فرمایا دیکھو۔ شجاعت اسکا نام ہے۔ اب کسی اور کو بھیجو۔ لشکر مخالف نے سر نیچے کر لئے اور ہول و ہیبت سے کانپنے لگے۔ حضرت عبداللہ نے جو دیکھا کہ کوئی نہین آتا تو لاچار خود فوج اعداء کی طرف چلے۔ ناگاہ ایک بڑا مضبوط نیزہ زمین پر پڑا دیکھا اوسے اوٹھالیا اور سر کے گرد پھراتے ہوئے میمنہ پر جا پڑے۔ صفوں کو زیر و زبر کر دیا۔ بارہ آدمی نیزہ کی طعن سے مارے پھر جناب امام حسین کے پاس آکر پکاری یا عم العطش العطش حضرت امام عالیمقام نے فرمایا۔ اے چچا کے نور بصر واے میرے لخت جگر۔ خاطر جمع رکھہ۔ تیرے دادا اور والد عنقریب تجھے آب کوثر سے سیراب کرینگے اور تیرے دل کے زخموں پر راحت کا مرہم رکھینگے۔ حضرت عبداللہ اس بشارت سے مسرور ہو کے پھر میدان مین آئے اب پانچ ہزار آدمیون

نے ایک ساتھہ اونپر حملہ کیا اور نیزہ و تیر و تلوار سے لیکر اونہین زخمی کرنے لگے آپ نے اونپر حملہ کرکے چاہا کہ نرغہ سے باہر نکلین مگر نکل نہ سکے ۔ جناب عباس نے یہ حالت دیکھہ کے علم حضرت علی اکبر کے سپرد کیا اور خود حضرت عون ابن علی کے ساتھہ بھتیجہ کی مدد کو دوڑے اور حضرت عبداللہ کو اون سے چھوڑا لائے ۔ چونکہ جناب عبداللہ نہایت مجروح ہو گئے تھے گھوڑے کو آہستہ آہستہ چلاتے تھے ۔ ناگاہ فیہان بن زہیر نے پیچھے سے آکے ایک ضرب اونکے شانہ پر ماری کہ آپ گھوڑے سے زمین پر گرے اور عالم قدس مین قدم رکھا ۔ حضرت عباس نے پیچھے پھر کے جو یہ حال دیکھا تو ایک ہاتھہ فیہان کے ایسا مارا کہ سر اوسکا کٹا ہوا دور جا پڑا ۔

اوسکے بیٹے حمزہ بن فیہان نے نیزہ جناب عباس کی طرف راست کیا مگر حضرت عون بن علی نے پیش دستی کرکے تیغ تیز سے نیزہ اور ہاتھہ حمزہ کا کاٹ ڈالا ۔ جناب عباس نے اوسکا کام تمام کر دیا اور حضرت عبداللہ کو جناب امام عالی جاہ کے خیمہ مین لے آئے ۔ اہلبیت نے مرحوم کے جمال اور جوانی پر رونا پیٹنا شروع کیا اور ماں نے آہ گرم سے کہرام ڈالدیا ۔

| | |
|---|---|
| از باغ تازہ رفتن سروے چنین دریغ | گنجے چنین نہفتہ بزیر زمین دریغ |

ہائے ایسا نہال گلشن کامرانی بہار جوانی کے شروع مین خزان اجل سے پژمردہ ہو گیا ۔

| | |
|---|---|
| دردا کہ دل از حادثہ غمناک افتاد | در دیدہ ز سیل اشک خاشاک افتاد |
| نوبادۂ باغ عمر از شاخ امید | بے آنکہ رسیدہ بود برخاک افتاد |

## شہادت حضرت قاسم بن الحسن رضی اللہ عنہما

جب حضرت قاسم نے بھائی کی یہ حالت دیکھی تو روتے پیٹتے گریبان چاک کرتے چچا کے پاس آئے اور عرض کی ۔ اے قبلہ دوجہان اب مجھے مفارقت اقربا کی تاب نہین مجکو اجازت دیجیئے تاکہ اپنے پیارے بھائی کے خون کا بدلا دشمنون سے لون ۔ حضرت امام حسین نے

فرمایا کہ اے چچا کی جان - تو اس صحرائے مصیبت مین میرے بھائی کی یادگار اور انیس دل داغدار ہے مین تجھے اجازت ہرگز نہ دونگا - تیرے فراق کا داغ مجھسے نہ سہا جائیگا - اتنے مین حضرت قاسم کی مان نے آکے اونکا دامن پکڑ لیا اور فرمایا -

| | |
|---|---|
| اے بدلم گرفتہ جا لطف کن از نظر مرو | مرہم سینہ چون توئی مرہم دیدہ ہم تو شو |

قصہ مختصر جناب قاسم کو کسی طرح جنگ کی اجازت نہ ملی اب امام عالیمقام کے بھائیون نے محاربہ کا ارادہ کیا حضرت قاسم مغموم و محزون روتے ہوتے خیمہ مین چلے آے اور سر زانو پر جھکا کے بیٹھہ رہے - اسی فکر و اندوہ مین آپکو یاد آیا کہ والد ماجد نے انتقال فرمانیکے وقت ایک تعویذ میرے بازو پر باندہ کے وصیت کی تہی کہ بیٹا - اپنی زندگی مین جب تجھپر ملال بیشمار اور اندوہ بسیار ہو تو اسکو کہول کے دیکھیو اور جو کچھ اسمین لکھا ہوا اوس پر عمل کیجیو انشاء اللہ وہ رنج دور ہو جائیگا وہ تعویذ آجتک بجنسہ میرے بازو پر بندہا ہے - مین دیکھتا ہون کہ آج کی سی مصیبت نہ مجھپر کبھی پڑی تہی نہ پڑیگی اوسے کھول کے دیکھنا چاہئے شاید کہ میری مشکل آسان ہو جاے اس خیال کا دماغ مین سمانا تہا کہ حضرت قاسم نے وہ تعویذ کہول ڈالا - دیکھتے کیا ہین کہ جناب امام حسنؑ نے اپنے خط خاص سے یون لکھا ہے - بیٹا قاسم - کربلا مین حسین پر جان فدا کر دینا مفتاح باب سعادت اور وسیلہ اقبال و شہادت ہے - بیٹا - جسدن تیرے پیارے چچا دشت کربلا مین شامیان پر دغا اور کوفیان بیوفا کے ظلم و ستم سہنے لگین تو اپنا سر اونکے قدمون پر نثار کر دیجیو - خبردار - ایسا نہو کہ اونکے یا اپنی مان کے روکنے سے تو گھر مین بیٹھہ رہے اگر ایسا کریگا تو نہ مین تیرا باپ ہون نہ تو میرا بیٹا ہے حضرت قاسم یہ وصیت پڑہکے چونک پڑے اور فرط خوشی سے قریب تہا کہ شادی مرگ ہو جائین دونون ہاتہون سے دلکو سنبہال کے چچا کی خدمت مین حاضر ہوئے اور عرض کی لو چچا صاحب میری مشکل خدا نے آسان کر دی - یہ کہکر وہ نوشتہ اونکے سامنے پیش کیا - امام حسین نے مضمون

پڑہا اور خط بھائی کا پہچان کے آہ سوزناک سینہ سے کھینچی اور زار زار رو کے فرمایا اے جان عم بیشک تیرے باپ کی وصیت تیرے لیئے یہی ہے اب میری مجال نہین کہ تجھے روکون۔ جاؤ اور اپنے والد ماجد کے حکم پر عمل کرو۔

مولانا کمال الدین حسین صاحب تفسیر حسینی فرماتے ہین کہ اوسوقت جناب امام عالیمقام نے فرمایا کہ بیٹا قاسم۔ مجھے بھی بھائی صاحب نے اپنے آخری وقت مین ایک وصیت کی تھی چاہتا ہون کہ مین بھی اوسپر عمل کرون تھوڑی دیر کے لیئے میرے ساتھ خیمہ مین چلے آؤ۔ یہ فرما کے بھتیجہ کا ہاتھ پکڑ کر خیمہ مین رونق افروز ہوئے۔ اپنے بھائیون حضرت عون و عباس کو طلب فرما کے مادر قاسم سے کہا کہ بیٹے کو اچھے اچھے اور نئے کپڑے پہناؤ۔ جناب زینب سے کہا کہ میرے بھائی حسن کے کپڑون کا صندوق لاؤ۔ حضرت زینب لے آئین۔ آپ نے عمامہ امام حسن کا اپنے ہاتھ سے بھتیجہ کے سر پر باندہا اور ایک قیمتی جامہ اپنا اونھین پہنایا۔ پھر اپنی بیٹی کا ہاتھ اپنے دست مبارک مین لیکے فرمایا کہ اے قاسم۔ یہ تیرے باپ کی امانت میرے پاس تھی مین اسے تیرے سپرد کیئے دیتا ہون۔ یہ کہکے عقد بیٹی کا بھتیجہ سے کر دیا اور ہاتھ اوسکا قاسم کے ہاتھ مین دیکر باہر چلے آئے۔ قاسم دولہن کا ہاتھ ہاتھ مین لیئے ہوئے اوسکا منہ تکتے تھے اور حیران تھے۔

| | | | |
|---|---|---|---|
| اک آفت سے تو مر مر کے ہوا تھا جینا | | پڑ گئی اور یہ کیسی مرے اللہ نئی | |

اتنے مین ابن سعد کے لشکر سے ہل من مبارز کی صدا کان مین آئی۔ حضرت قاسم نے دولہن کا ہاتھ چھوڑ دیا اور چاہتے تھے کہ خیمہ سے باہر آئین مگر دولہن نے دامن تھام کے کہا۔ اے میرے والی مجھے کسپر چھوڑے جاتے ہو اور کیا ارادے ہین۔ حضرت قاسم نے جواب دیا کہ عزم جنگ ہے مجھے اپنے والد پر سے صدقہ کر دو۔ دولہن نے دریافت کیا کہ فردائے قیامت کو مین

تمہیں کہاں پاؤنگی۔ فرمایا۔ اپنے والد بزرگوار اور دادا جان کے پاس مجھے دیکھہ لینا اور اپنی
آستین پھاڑ کے اونہیں دی کہ اس نشانی سے مجھے پہچان لوگی۔ یہ فرما کے باہر نکل آئے اور اہلبیت
مین ماتم کا شور مچگیا۔ جب جناب امام عالی جاہ نے دیکھا کہ حضرت قاسم مصاف کو جاتے ہین تو
فرمایا کہ اے جان عم۔ تو اپنے پیرون سے آپ قبر مین چلا ہے مین اسطرح تجھے نہ جانے دونگا۔
آ۔ تجھے اپنے ہاتھہ سے کفن پہنا دون۔ پھر گریبان اونکا چاک کر دیا اور دستار کے دونون سرے
داہین باہین لٹکا کے کفن کی صورت بنادی۔ تلوار اپنی ہاتھہ مین دیکے میدان کو رخصت کیا۔
حضرت قاسم نے وہان پہونچ کے رجز پڑہی۔ اشہب تیز رفتار کو گرم عنان کر کے فرمایا کہ ہان اب جسے
اپنا ہو میرے سامنے آئے۔ جب دیر تک کوئی نہ آیا تو آپ نے مخالفین پر حملہ کر کے اونکی اگلی صفون کو
درہم وبرہم کر دیا اور بہت سے دلیرون کو خاک مین ملا دیا۔ اعداء کے دل مین ایسا خوف بیٹھا کہ کسی نے
روبرو ہونیکا قصد نہ کیا۔ آخر آپ نے تنگ ہو کے پھر آواز دی کہ اے ابن سعد جفاکار۔ تیرہ
روزگار۔ تو نے بہت سے رفقا اور ہواداران حسین کو اس دشت کرب وبلا مین بھوکھا پیاسا شہید
کیا پھر اونکے خویش واقربا کی باری آئی اب تھوڑے سے بیکس وپریشان حال باقی ہین انپر بھی
تجھے رحم نہین آتا۔ اد نبحت۔ روسیاہ۔ تجھے لازم ہے کہ اپنا منہ کالا کر کے اپنے ان اخوان
الشیاطین کو ساتھہ لئے ہوئے کوفہ چلا جا۔ ہم بھوکے پیاسون کا پیچھا چھوڑ دے اور اپنے
کئے پر پشیمان ہو۔ ابن سعد نے جوابدیا کہ تم لوگ بھی تو اپنی سرکشی۔ سرتابی۔ نافرمانی سے باز نہین
آتے اور یزید سے بیعت نہین کر لیتے۔ حضرت قاسم نے یزید۔ ابن زیاد اور اونکے امرا پر نفرین
کی اور فرمایا کہ استغفر اللہ حسین۔ اور ایسے فاسقون فاجرون سے بیعت کرینگے۔ اے شقی۔ تم نے
دنیا کے عوض مین دین کو بیچ ڈالا ہے اور اس عجوزۂ غدار پر فریفتہ ہو کے مغرور ہو گئے ہو۔ سنلو کہ یہ
بیوفا دو تین دن سے زیادہ کسی کے پاس نہین رہتی۔ اے ابن سعد۔ مین تجھسے پوچھتا ہون

کہ آج تو نے اپنے گھوڑے کو پانی دیا ہے یا نہین - اوسنے کہا - ہان دیا ہے - حضرت قاسم نے کہا - افسوس ہے - اے ابن سعد - تو دعوی مسلمانی کا کرتا ہے اور گھوڑے کو سیراب رکھتا ہے لیکن تشنہ سواران میدان امامت تیرے سامنے ہو کے پیاسے تین دن سے پڑے ہین اور اطفال خوردسال و مستورات اس گرمی مین پیاس کے مارے ایڑیان رگڑتی ہین مگر تو اذکرکم اللہ فی اھلبیتی پر عمل نہین کرتا - ارے کمبخت - ہم آغوش رسول اللہ کے پلے ایک قطرہ آب کو ترسین اور تو تشنگی قیامت کا کچھہ خیال نکرے - اوس مصیبت کے دن ساقی کوثر کو کیسے منہ دکھائیگا - یہ سنکر ابن سعد کے دل مین ایک آگ سی لگ گئی اور آنکھون سے بے اختیار اشکون کی جھڑی برسنے لگی - چونکہ دین اپنا کھو چکا تھا کچھہ جواب ندیا اور اپنی سپاہ کی طرف متوجہ ہو کر بولا کہ اس سوار کو پہچانتے ہو - یہ قاسم بن حسن ہے - تم ایک ایک اسکے سامنے نہ جاؤ بلکہ سب ملکے چارون طرف سے گھیر لو - لوگون نے ترسان و لرزان اسی پر عمل کرنیکا ارادہ کیا - تدبیر مین دیر ہوئی حضرت قاسم نے جو دیکھا کہ کوئی مبارز نہین آتا خیمہ عروس کی طرف چلے اور گریہ وزاری دختر حسین کی سنی - آپنے اونکے خوش کرنے کو فرمایا -

| | |
|---|---|
| برون آمدکہ جانان کہ بسیار آرزو دارم | وداع عمر نزدیکست و دیدار آرزو دارم ⁂ |

دولہن جناب قاسم کی آواز سنکر دوڑی اور کہا -

| | |
|---|---|
| خوش آمدی زکجامی رسی بیا بنشین | بیاکہ می دہمت بردو دیدہ جا بنشین ⁂ |

حضرت قاسم اونکے پاس گئے اور فرمایا - اے انیس دل پر غم - سپاہ دشمن خیرگی اور ظلم پر مستعد ہے - فرصت بات کرنیکی نہین - چاہتا ہون کہ تیغ آبدار کی صولت اور آتش شجاعت و جرأت سے انکی شرارت کو فرو کر دون پس مین معذور ہون - چچا کی مصیبت دیکھی نہین جاتی مجھے معاف کرنا - غرضکہ عروس سے رخصت ہو کر میدان مین آکر مبارز طلب کیا - کوئی بھی نہ آیا - آپکی آتش غضب نے

اور اشتعال پکڑا۔ چار دفعہ میمنہ۔ میسرہ اور قلب پر حملہ کر کے بہت سے دلیرون کو فی النار والسقر کیا
اور ہر بار جب حملہ سے فارغ ہوتے تو میدان مین کھڑے ہو کر کسی کو طلب کرتے جب چوتھی دفعہ
ایسا ہی کیا تو ابن سعد ازرق کی طرف مخاطب ہوا اور کہا کہ تو یزید کے لشکر کا سپہ سالار ہے اور
ہر سال دس ہزار دینار اوس سے لیتا ہی۔ دلاوران شام و عراق مین تیری شجاعت کا شہرہ ہے
تو کیون نہین باہر جاتا اور اس جوان کا فیصلہ کر دیتا۔ ازرق نے جوابدیا۔ واہ۔ کیا قدر دانی ہے
مجھے مصر و شام مین سب لوگ جانتے ہین کہ اکیلا ہزار سوار کا منہ پھیر سکتا ہون۔ مین اس ٹانگ
برابر بچہ سے لڑکر اپنی مٹی خراب کیون کرنے لگا تھا۔ اگر مین نے اسے مار ہی لیا تو میری کیا ناموری
ہوگی۔ ابن سعد برہم ہوگیا اور بولا۔ اے نابکار۔ تو اسے ٹانگ برابر لڑکا بتاتا ہے نہین جانتا کہ
یہ جگر بند حسن مجتبیٰ اور نواسہ حضرت محمد مصطفےٰ کا ہے۔ یہ تیری چولین تک ڈھیلی کر دیگا۔ قسم ہے
خدا کی۔ اگر یہ بھوکھا پیاسا نہوتا تو ہم سے بات بھی نکرتا اور یون ہی دہادہ مچا دیتا۔ نامردی سے
بہانہ مت کر اور اس سے جاکے مقابل ہو اگر تو نے اسے مار لیا تو یزید کے آگے محترم اور ابن زیاد
کے سامنے محتشم گنا جائیگا۔ ازرق بولا کہ میرے اگر ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالو گے تب بھی اسکے منہ
نہ لگونگا۔ ہان اگر تمہین ایسا ہی اصرار ہے تو میرے چار بیٹے شجاع و دلیر اور جری ہین اون مین
سے کسیکو بھیجدو وہ جاکے اسکا سر اوتار لائیگا یہ کہکے سب سے بڑے بیٹے کو بلا خود گھوڑے سے
اوتر پڑا اور اوسے سوار کر کے اپنی تلوار اوسکی کمر مین باندھی۔ پسر ازرق کیل کانٹے سے درست
چاق چوبند ہو زرہ تنگ حلقہ اور خود فولادی اور ساقین و ساعدین لگا نیزۂ خطی ہاتھ مین لئے
اور سنہری ٹیکا باندہے میدان مین آن موجود ہوا۔ حضرت قاسم نے اوسکے شکوہ اور آراستگی
کا مطلق خیال نکر کے اپنے گھوڑے کو للکارا اور اوسکے آگے پہونچکے سینہ کی طرف نیزہ چلایا۔
اوسنے فولادی سپر اپنے آگے کر لی۔ حضرت قاسم کے نیزہ کی نوک سپر پر ٹوٹ گئی۔ آپنے

غصہ سے نیزہ پھینکدیا اور تلوار کھینچی اوسنے بھی نیزہ پھینک کے تلوار سنبھالی۔ آپنے اُدسے اپنی سپر پر لیا وہ دو ٹکڑے ہوگئی اور حضرت قاسم کا ہاتھ مجروح ہوا۔ لشکر امام مین سے حضرت محمد بن انس نے دیکھا کہ قاسم کے پاس سپر نہین ہے بے اختیار دوڑے اور ایک فراخ دامن اور مضبوط سپر اونہین پہونچادی۔ حضرت قاسم کی پشت دست پر جو زخم لگا تھا اوسپر اپنا عمامہ پھاڑ کے باندہ دیا اور اپنے لشکر مین واپس آگئے۔ جناب قاسم نے سپر ہاتھ مین لے اپنے دشمن پر حملہ کیا۔ ابن ازرق پھر چاہتا تھا کہ اونکے تلوار لگائے مگر یکایک اوسکے گھوڑے نے ٹھوکر کھائی اور وہ دہم سے زمین پر آن رہا۔ سر اُسکا برہنہ ہوگیا۔ بال اوسکے لمبے لمبے تھے حضرت قاسم نے گھوڑے سے جھک کے ہاتھ مین لپیٹ لئے اور گھوڑے کو اوڑایا۔ زمین سے اوٹھا چارون طرف چکر دیکے پٹکدیا اور گھوڑے سے پامال کرڈالا۔ تمام اعضا اوسکے چورا ہوگئے۔ تلوار اوسکی نہایت قیمتی تھی وہ آپنے لیلی پھر نیزہ سنبھالکے کھڑے ہوگئے اور مبارز طلب کیا۔ ازرق بیٹے کی یہ خواری دیکھکے بہت رویا۔

دوسرے بیٹے نے باپ کو جو روتے دیکھا تو بغیر اجازت لئے ہوئے میدان مین چلا آیا۔ حضرت قاسم کے گرد ایک چکر دیا اور کہا۔ اے بے رحم۔ تو نے ایسے جوان کو مار ڈالا جسکی نظیر شام مین نہ تھی۔ حضرت قاسم نے فرمایا اے عدو اللہ۔ اب تجھے بھی اوسیکے ساتھ کئے دیتا ہون گھبرایا کیون جاتا ہے یہ کہہ کے نیزہ اوسکے پہلو مین مارا جو دوسری جانب نکل آیا اور کباب کیطرح سیخ پر پھیر کے زمین پر دے پٹکا۔

تیسرے بھائی نے یہ ماجرا دیکھ کے کپڑے پھاڑ ڈالے اور خاک سر پر ڈالکے سانڈ کیطرح خوب ڈکرایا اور باپ سے اجازت مانگی۔ باپ کو اس سے بہت محبت تھی اجازت نہ دی۔ اوسنے باپ کی بات کا کچھ لحاظ نہ کر کے گھوڑے کو للکارا اور باپ پر نفرین کرتا ہوا میدان کارزار مین

آکھڑا ہوا حضرت قاسم نے جو اوسکے ہذیانات سُنے تو ہو لے سے نیزہ اوسکے شکم ناپاک مین ہو نکدیا جو پشت سے نکل آیا - وہ مردود جہنم مین داخل ہو گیا -

ارزق نے جب تین بیٹون کا مرنا آنکھون سے دیکھہ لیا تو پچھاڑ کھا کے زمین پر گرا اور گھوڑے سے نیچے آکے اپنے سر کے بال اور ڈاڑہی نوچی اور خاک سر اور منہ پر ڈالنے لگا - رو رو کے ہتیار تن پر سجے اور چاہا کہ قاسم کے آگے جاوین - اتنے مین چوتھے بیٹے نے باپ سے نہ کچھہ پوچھا نہ گچھا حضرت قاسم کے برابر جا کھڑا ہوا اور فحش گالیان دینی شروع کین - قاسم نے اونکے جواب کی طرف التفات بہی نکی اور لڑنیکا قصد کیا - ابن ارزق نے اونکے نیزہ مارا - شاہزادہ نے اوسے تلوار ماری جو سید ہے ہاتھہ اور نیزہ کو قطع کرتی ہوئی دوسری طرف نکل گئی اور وہ برگشتہ بخت بہاگا - خون کا فوارہ چہوٹتا جاتا تھا یہان تک کہ اپنے لشکر مین پہونچکے گھوڑے سے گر پڑا اور مر گیا -

چارون بیٹون کے مرنے سے ارزق کے حواس خمسہ مین فرق آگیا اور دنیا آنکھون مین سیاہ ہو گئی بہت جہنجہلا کے سلاح تن پر لگائے اور اسپ تازی نژاد پر سوار ہو کے میدان مین آیا - اور بولا اے سنگدل بے انصاف - تو نے چار بیٹے میرے مار ڈالے - جنکا مثل و مانند تمام عراق و شام مین نتہا - قاسم نے کہا معاف کر مجہسے غلطی ہوئی ورنہ اونہین پال لیتا وہ میرے پاس مجہے پیار کرنے آئے تہے خیر اب بہی اوسکی تلافی ہوسکتی ہے - لے - تو بہی بیٹونکے پاس پہونچ جا

جب امام حسین نے دیکھا کہ ارزق خود قاسم کے مقابلہ مین آیا ہے زمین پیرون کے نیچے سے نکل گئی اور سر پیٹ کے فرمایا کہ وہ پیلتن - جنگ آزمودہ اور مشہور نامی پہلوان ہے میرے گلبدن اور نازک تن سے اوسکا مقابلہ کیسے نبہیگا - پہر گھوڑے سے اوتر کے عمامہ سر مبارک سے پہینکدیا اور قاسم کی فتحیابی کے لئے حق سبحانہ تعالی سے دعا مانگنے لگے - دونون طرف کے لوگون کی

انکھین حضرت قاسم اور ارزق کی طرف تاک لگائے تھین۔

ارزق نے نیزہ سنبھالکے قاسم پر حملہ کیا قاسم نے بڑی خوبصورتی سے اوسے رد کردیا پھر جو بند وہ باندہتا تھا عجب چلت پھرت اور پھرتی سے یہ اوسے کھولتے تھے۔ یہان تک کہ اونہین بارہ طعنون کا ردوبدل ہوا۔ ارزق نے جھلاکے حضرت قاسم کے گھوڑے کے پیٹ مین نیزہ بھونکدیا وہ غریب بے زبان وہین تڑپکے رہگیا اور قاسم پیادہ ہوگئے۔ جناب امام نے محمد بن انس کو آواز دی کہ میرے دلبند پر آنچ نہ آنے پائے جلدی اوسکے پاس گھوڑا لیکر پہونچو۔ محمد بن انس جناب امام کا خاص گھوڑا لیکر اونکے برابر جا کھڑے ہوئے اور حضرت قاسم کو سوار کرادیا۔ وہ پھر ارزق پر حملہ آور ہوئے وہ شقی سامنے سے ہٹ گیا اور اب اون مین باہم تین طعن کا پھر ردوبدل ہوا جب کچھ بس نہ چلا تو ارزق نے ہار کے تلوار نکالی اور قاسم پر حملہ کیا۔ جناب قاسم نے بھی تلوار مانند برق سوزان کے نیام سے نکالی۔ ارزق نے خوب گھور کے دیکھا اور پوچھا۔ ای قاسم یہ تلوار جو تیرے ہاتھ مین ہے میری ہے مین نے اسے ہزار دینار مین خریدا تھا پھر ہزار دینار اور دیکے اسے زہر مین بجھوایا تھا یہ تیرے پاس کیسے آئی۔ حضرت قاسم نے جوابدیا۔ تیرا بیٹا اسکو بطور اپنی یادگار کے مجھے دیگیا ہے مین اسی کی آب کا شربت تجھے پلا کے بیٹون کے پاس بھیجے دیتا ہون۔ اے ارزق تجھے ہم مرد سپاہی سنتے تھے۔ تو نے اپنے گھوڑے کا تنگ بھی احتیاط سے نہین کھینچا قریب ہے کہ اس دارو گیر مین تو نیچے آن رہے۔ بڈھا لڑکے کے جل مین آگیا اور نم ہوکے گھوڑے کے تنگ کو دیکھنے لگا۔ پھر کیا تھا۔ حضرت قاسم نے بجلی کی طرح تڑپکے ایسی دو ہتھی کمر مین دی کہ لکڑی کی طرح دو ہوکے گر پڑا۔ دونون لشکرون سے غل اوٹھا کہ وہ مارا۔ حضرت قاسم اپنے گھوڑے سے اوچھل کے ارزق کے گھوڑے پر جا بیٹھے اور جناب امام کے گھوڑے کی باگ تھامے ہوئے اپنے لشکر مین چلے آئے اور عرض کی۔ چچا جان اپنا گھوڑا بجبرا

جناب امام نے گلے سے لگا کے پیار کیا اور پوچھا۔ جان عم تیرا کیا حال ہے۔ بھتیجے نے عرض کی وا عماہ العطش العطش اگر ایک دفعہ پیاس بھر کے مجھے پانی ملجائے تو اس تمام لشکر کو چٹکی مین پیس کے رکھدون۔ جناب امام حسین نے رو کے فرمایا کہ بیٹا صبر کرو۔ ذرا سی دیر مین تیرے دادا آب کوثر سے تجھے سیراب کرینگے جاؤ خیمہ مین ہو آؤ۔ تمہاری مان نے رو رو کے اپنا برا حال کر رکھا ہے

جناب قاسم نے خیمہ کی طرف رخ کیا۔ وہان اونکی مان اور دولہن دونون بیٹھی تھین۔ دور سے سُنا کہ والدہ ماجدہ فرما رہی ہین۔ اے فرزند ارجمند وائے آرام دل دردمند۔ تو کہان ہے۔ بیٹا۔ جلد اپنے دیدار عزیز سے میری آنکھون کو روشن کر۔

| | |
|---|---|
| رفتی از دیدہ و دستم بے سر و پایم بے تو | تو کجائی کہ ندانم کہ کجایم بے تو |

دلہن بھی زار زار روتی ہے اور بصد زاری کہتی ہے۔

| | |
|---|---|
| برفت آن ماہ ما را در دل از وے صد ہوس ماندہ | غم ہجران او با جان شیرین ہمنفس ماندہ |

قاسم نے یہ صدائین سنین اور بے اختیار ایک چیخ ماری۔ اونکی مان اور دُلہن دونون خیمہ سے نکل کے اونکے پیرون پر لوٹنے لگین۔ حضرت قاسم نے اونکی بہت سی دلداری کی اور عرض کی۔ اماں جان۔ صبر و تحمل اختیار کرو اور انکی بھی تشفی اور تسلی کرتی رہو۔ خدا اسکا تمہین اجر نیک دیگا۔ آج فاطمہ کے چاند پر ظلم کی گھٹا چھا رہی ہے جو اون پر اپنی جان قربان کردیگا رسول عربی اوسکے ممنون و مشکور ہونگے۔ اے مان۔ تم دل سے اپنے جگر بند کو اونپر صدقہ کرتی ہو تمہارے حشر کے دن بڑے مرتبے ہونگے۔ اے مکرمہ۔ دنیا چند روزہ ہے تمہین بھی ایک دن اسکو چھوڑنا ہے اور اولاد بھی ہمیشہ باقی نہین رہتی باری تعالی فرماتا ہے۔ كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ وَّيَبْقَىٰ وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ "پس دوری ضروری اور اضطراری ہے اور مفارقت لابدی اور بے اختیاری ہے پر جب وہ نجات بہشت کے تیقن کے ساتھ ہو تو بڑی خوشی کی بات ہے حق تعالی کا شکر ادا کرنا چاہئے

نہ کہ رونا دہونا یہ کہکے حضرت قاسم نے جانیکا عزم کیا۔ ماں کو بیٹے کی ان حکمت خیز باتوں سے صبر آگیا۔ بہو کے آنسو بہی پونچہ ڈالے اور فرمایا۔ اب نہ رو۔ خدا تیرے باپ کی بلا دور کرے۔

اسوقت جناب قاسم نے میدان جنگ مین آکے دیکھا کہ ابن زیاد کا چتر زرنگار اور مرصع ابن سعد کے سر پر لگا ہوا ہے۔ انہون نے اوسیکو تاکا اور سیدہے قلب سپاہ کی طرف چلے۔ علم پر جو اوسکے پاس کہڑا تہا نظر جمالی اور ارادہ کیا کہ پہلے علمدار کے پرنچے اوڑا دو اسی کو چو رنگ نہ کیا تو مزاہی کیا ہے۔ پیادے سدّ راہ ہوئے یہ اونکے ساتہہ مشغول تہے کہ سوارون نے آن گہیرا اور تیر و نیزہ و گرز و شمشیر کے وار جگر بند حسن مجتبیٰ پر ہونے لگے۔ حضرت قاسم نے دریاے حرب مین غوطہ لگا کے تیس ۳۰ پیادے اور پچاس سوار مارے اور سوارون کی صف درہم و برہم کر کے چاہتے تھے کہ باہر آجایین مگر اون ظالمون نے راکب کو چہوڑ کے مرکب کو تیرون سے چہیدنا شروع کیا۔ بے زبان غریب مجروح ہو کے گر پڑا اور اسی گڑبڑ مین شیث بن سعد نے نیزہ سینہ مبارک پر مارا۔ حضرت قاسم نے اوس حرب مین ستائیس ۲۷ زخم کہاے خون بہت سا ضایع ہوگیا آپ مایوس ہو کے پکارے "یَا عَمَّاہُ اَدْرِکْنِیْ اَدْرِکْنِیْ" یعنی اے چچا جان دوڑئے۔ یہ آواز دردناک جب امام عالیمقام نے سُنی تو بدحواس ہوگئے اور گہوڑے اور پیادون کی صفین چیرتے ہوئے بہتیجہ کے پاس پہونچے۔ دیکھا کہ تن نازنین خاک و خون مین غرق ہے اور شیث سرہانے کہڑا چاہتا ہے کہ سر تن سے جدا کرے۔ جناب امام نے ایک ہاتہہ کمر پر ایسا دیا کہ وُہ ہو کے آدہا ادہر اور آدہا اودہر گر پڑا۔ جناب قاسم نے آنکہین کہولکے امام کا روئے منور دیکہا اور تبسم فرما کے جان جہان آفرین کو تسلیم کی۔ امام عالی جاہ کے دل سے ایک خروش اوٹہا۔

| | |
|---|---|
| وہ لہاکی ماں جو در پہ کہڑی تھی جہکاے سر<br>چہاتی پہ مارے ہاتہہ لہو ہوگیا جگر | دیکہا کہ لاش لاتے ہین سلطان بحر و بر<br>جلدی حرم مین جاکے پکاری وہ نوحہ گر |

| | |
|---|---|
| ٹھہرا ہوا تھا دیر سے شاہِ زمن کے پاس | بولی یہ اب آتا ہے دولہا دولہن کے پاس |
| عباس بھی یقین ہے کہ نوشہ کے ساتھ آئین | چھپتی ہون جو- وہ بی بیان پردین اوڑھکے جائین |
| بہنون سے کہدے کوئی کہ پڑھتی ہوئی دعائین | دولہا بنے کو سایہ مین یان آنچلون مین لائین |
| اسدم کسی کے مرنیکا منہ سے نہ نام لین | بہو بیبیان کدہر ہین ہاتھونپہ سہرے کو تھام لین |
| یہ ذکر تھا کہ سامنے لاش آئی خون مین تر | ماتم کے غل سے ہلنے لگا چرخ کا جگر |
| دیکھا اولٹ پلٹ جو دولہن نے تمام گھر | مسند سے اوٹھہ کے خاک پہ آبیٹھی ننگے سر |
| افشان چھڑائی ماتھے کی گردنکو موڑ کے | ٹیکا زمین پہ سہرے کی لڑیون کو توڑ کے |
| مل مل کے خاک چاند سے منہ پر بحال زار | پیٹا یہ منہ کہ غش ہوئی وہ تازہ سوگوار + |
| میت وہین لٹا کے ہٹے شاہ نامدار + | مان لاش سے لپٹ کے یہ چلائی ایکبار |
| برپا ہے غل اور آنکھونکو تم کھولتے نہین | مان صدقہ غش پڑی ہے دولہن بولتے نہین |
| روتی ہے ساس دیر سے مان پیٹتی ہے سر | کیسی یہ نیند ہے کہ کسی کی نہین خبر |
| سونے کا یہ محل نہین اے غیرتِ قمر | اوٹھو دولہن کو لیکے چلو اب پدر کے گھر |
| منزل پہ جا کے چین سرِ شام کیجیو + | ٹھنڈی ہوا مین رات کو آرام کیجیو |
| قربان جاؤن بیگ کی بہنون کو ہے طلب | ہنس ہنس کے باتین کر لو کہ غمگین کھڑی ہین سب |
| گھٹ گھٹ کے دم نکلتا ہے امان کو تھامو اب | سوتے ہو گر تو سانس کے رکنے کا کیا سبب |
| دنیا سے کوچ سوئے عدم کر کے آئے ہو | امان تو جانتی تھی کہ اب مر کے آئے ہو |
| دولہا بس آج ٹوٹ گئی رانڈ مان کی آس | دولہا ترے الم مین ہوئی زندگی سے یاس |
| دولہا تجھے یہ بیاہ کی مہندی نہ آئی راس | دولہا تجھے مین روؤن کہ بیٹھون دولہن کے پاس |
| جینے کا اب مزا نہین دنیائے زشت مین | دولہا مجھے بھی پاس بلا لے بہشت مین |

اس درد کے بیان پہ جو رانڈ رونے کی لگا　　چونکی تڑپ کے غش سے دولھن غم کی مبتلا
دو بار سر پٹک کے کسا وا مصیبتا　　چہرہ پہ اپنے دولھا کے زخموں کا خون ملا
حسرت بھری نگاہ سے رخ پر نگاہ کی　　ماتھے کو رکھ کے پاؤں پہ اک سرد آہ کی

کرنے لگی یہ بین کہ اے میرے تاجدار　　تقصیر بخشیے کہ ہے لونڈی قصوروار
بولی نہ تھی حیا کے سبب یہ جگر فگار　　امید تھی کہ آؤگے پھر گھر میں ایک بار
جلتے ہیں غم سے داغ دل پاش پاش کے　　اب سات بار گرد پھرونگی میں لاش کے

صاحب میں اس رنڈاپے میں کس سے حیا کروں　　جی چاہتا ہے جان قدم پر فدا کروں
کیا کہکے روؤں لاش پہ۔ کیونکر بکا کروں　　مجھکو تو بین بھی نہیں آتی۔ میں کیا کروں
ہر دم غریب راہ فنا کہہ کے روؤنگی　　ناشاد و نامرادینا کہہ کے روؤنگی

ہے بچپنے کی رانڈ کا جینا بڑا ستم　　جلدی نکل چکے کہیں کمبخت تن سے دم
صاحب کے چپکے رہنے سے ہوتا ہے اور غم　　تھامو ہمارے ہاتھ کو سر پیٹتے ہیں ہم
سیدھی نہ وہ نظر نہ وہ گفت و شنید ہے　　یہ بیرخی تمہاری وفا سے بعید ہے

رخصت کے وقت تک تو وہ کچھ تھا ہمارا پیار　　مڑ مڑ کے ہمکو دیکھتے جاتے تھے بار بار
سہرے تلے بندھا ہوا تھا آنسوؤں کا تار　　مقتل سے آکے بات بھی پوچھی نہ میں نثار
بے بس ہو آنکھ کھولنے دیتی نہیں تمہیں　　لونڈی سے موت بولنے دیتی نہیں تمہیں

دی تم نے عقد ہوتے ہی صاحب دغا مجھے　　ٹکڑے ہے جسم شکل دکھائی یہ کیا مجھے
صدقہ حسن کا اے مرے والی بلا مجھے　　دولھا بتا دے اپنی لحد کا پتا مجھے
ممکن نہیں کہ مجھسے اس آفت میں صبر ہو　　صاحب تمہاری پائنتی میری بھی قبر ہو

یہ بین کرکے خاک پہ تڑپی بصد ملال　　مٹی میں اٹ گئے وہ گندھے گیسوؤں کے بال

| | |
|---|---|
| بانو پکاریں غیر ہے لو گود دولہن کا حال | باہر سے آئیں جلد شہنشاہِ خوش خصال |
| شق ہو گیا ہے غم سے جگر ضبط خاک ہو | ایسا نہو کہ فاطمہ کبرا ہلاک ہو |
| فضہ نے شاہ دین کو خبر دی کہ آئیے | عباس ہی اور آپ بھی تشریف لائیے |
| لاشہ مراد والے بیٹے کا اوٹھائیے | دولہا کو لیکے گنج شہیداں میں جائیے |
| سر پیٹتے ہیں آل پیمبر کھڑے ہوئے | ماں ہیں دولہن کی جان کو لالے پڑے ہوئے |
| یہ سنکے آئے روتے ہوئے شاہ کربلا | ماں نے دولہن کو گود میں جلدی اوٹھا لیا |
| جاکر الگ زمین پہ بٹھایا بصد بکا | زینب نے سر پہ ڈالدی رنڈسالے کی ردا |
| دولہا کی ساس خاک پہ تھرا کے گر پڑی | جس جا تھی لاش ماں وہیں غش کھا کے گر پڑی |
| ہوش آیا جب ۔ تو روکے پکاری وہ دلفگار | بیٹا چلو سوار ہو جلدی یہ ماں نثار |
| باہر جنیز جا چکا اب کیا ہے انتظار | مجرا کرو کھڑے ہیں شہنشاہِ تاجدار |
| کرلو سلام زینب گردوں اساس کو | تسلیم کرلو آخری رخصت کی ساس کو |
| لو صاحبو قریب ہے اب تیسرا پہر | رخصت کرو کہ جائیں براتی سب اپنے گھر |
| ملنا جسے دولہن سے ہو مل لے بچشم تر | بیچین مارے نیند کے ہے اب مرا پسر |
| جلدی سواریاں ہوں کہ عرصہ سوا ہوا | ڈیوڑھی پہ ہے دولہن کا محافہ لگا ہوا |
| بولی یہ روکے شاہ سے بانوئے خستہ تن | ہے ہے سلامی دے نہ سکی کچھ یہ بیوطن |
| دیجو تم اسکے بدلے اسے قیمتی کفن | شہ نے کہا کفن سے ہے یہی شرح پیرہن |
| کھائینگے رنج دھوپ شہ کربلا کے ساتھ | جہلم کو دفن ہونگے یہ بیکس چچا کے ساتھ |
| ترپاکے یہ جو رونے لگے شاہِ خوش خصال | منہ بی بیوں نے ہاتھوں سے پیٹے بصد ملال |
| نعرے یہ تھے بلند کہ ہے ہے حسن کے لال | دیکھا گیا نہ شاہ سے اون غمزدوں کا حال |

| | |
|---|---|
| تشریف گھر سے آپ بصد یاس لے چلے | لاشہ اوٹھا کے حضرت عباس لے چلے |
| پھوپھیان تو بال کھولے ہوئے تھین ادہر ادہر | جاتی تھی مان جھکی ہوئی پیچھے برہنہ سر |
| چلاتی تھی کہ لٹ گیا لوگو حسن کا گھر | دو بی بیان دولہن کو سنبھالے تھین نوحہ گر |
| بہنین لہو ملے ہوئے تھین روئے پاک پر | دولہا کا چھوٹا بہائی تڑپتا تھا خاک پر |
| فضہ جو تھام لیتی تھی کہتا تھا وہ یتیم | تڑپین نہ کس طرح کہ جگر ہو گیا دو نیم |
| دل رو رہا ہے روح پہ ہے صدمۂ عظیم | جلدی کہین ہمین بھی اوٹھا لے بس اے کریم |
| ہے ہے شفیق بھائی جہان سے گذر گیا | سر ہمکو پیٹنے دو کہ باپ آج مر گیا |

## جناب امام حسین کے بہائیون کی شہادت

اے محبان حسین۔ اوس دن اون ظالمان نابکار نے ایسی شرارت پر کمر باندہی تھی کہ بہانجون بھتیجون اور احباے باوفا کے بعد امام بیکس کے بہائیون کی نوبت آئی۔ حضرت قاسم کے بعد ابوبکر بن علی امام عالی مقام سے اجازت لیکے زنکو سدہارے۔ آپ بڑی شجاعت سے بعد اکیس زخم کہا کے قدامہ موصلی کے نیزہ سے شہید ہوئے۔ بعض مورخین کا قول ہے کہ عبداللہ بن عقبہ عنقری (غنوی) یا زجر بن بدر نخعی کے تیر سے جنت کو سدہارے۔

(٢) اونکے بعد حضرت عمر بن علی رخصت ہو کے میدان مین آے اور بڑی کوشش اور جد و جہد کے ساتھہ روضہ رضاے پروردگار مین داخل ہوئے۔ بعضون نے کہا ہے کہ جناب عمر بن علی جنگ کربلا مین موجود نہ تھے۔ علماے نسب اسی قول کو صحیح بتاتے ہین مگر مشہور یون ہی ہے کہ آپ کربلا مین شہید ہوئے۔

(٣) پھر حضرت عثمان بن علی رضی اللہ عنہ سبط نبی کی اجازت سے حرب بیکران کے بعد یزید ابطحی کے ہاتھہ سے زخم گران کہا کے بادِ اجل سے منطفی ہو گئے۔

(۸۴) اونکے بعد جناب عون بن علی جو ایک خوبصورت۔ زیبا سیرت۔ پاکیزہ نیت جوان تھے دشمنون کی سپاہ کے قلب پر حملہ آور ہوئے۔ ابن الاحجار نے دو ہزار پیادہ و سوارون کے ساتھ اونہین گھیر لیا۔ حضرت عون نے ذراسی دیر مین اون سبکو درہم و برہم کرکے بھگا دیا اور جناب امام حسین کے پاس آئے۔ آپنے اونکی شجاعت کی بڑی تعریف فرمائی اور کہا کہ تم نہایت مجروح ہو گئے ہو خیمہ مین آرام کرو۔ حضرت عون نے عرض کی اے برادر بزرگوار۔ احمد مختار کے سامنے جانیکے لایق ہی میرا منہ رہنے دو۔ پھر پیاس سے یون ہی جان بلب ہون کب تک جیونگا مجھے تو جانے ہی دیجئے۔ امام ہمام بہت روے اور فرمایا کہ جناب امیر نے اپنی حیات مین اسپ ادہم تمھین دیا تھا اوسے کسوالو۔ پس وہ گھوڑا مکمل ہو کے آیا۔ آپ اوسپر سوار ہو کر میدان مین آئے۔ صالح بن سیار اونہین دیکھتے ہی آگ بگولا ہو گیا۔ باعث اوسکی دشمنی کا یہ تھا کہ صالح جناب علی مرتضی کی خلافت کے زمانہ مین شراب سے مخمور محکمہ عالیہ مین گرفتار ہو کے آیا تھا جناب امیر نے حضرت عون کے ہاتھہ سے اسی تازیانہ اوسے لگوائے اوسیدن سے کینہ اوسکے سینہ مین جاگزین ہو گیا۔ انتقام کے لئے اوسنے فحش بکنا اور گالیان دینا شروع کیا۔ آپ اوسکی سفاہت سے غصہ مین آئے اور ایک ہی طعن نیزہ سے اوسے زمین پر گرالیا۔ اوسکے بھائی بدر بن سیار نے اپنے بھائی کو اس خواری مین گرفتار دیکھہ کے جناب عون پر حملہ کیا اور برابر آکے گالیان دینے لگا۔ آپنے اوسکے سینہ پر نیزہ مارا جو پیچھے نکل آیا پھر ہزار سوار میمنہ کے اور ہزار میسرہ کے آپکے داہن بائین آ گئے حضرت عون جدہر حملہ کرتے تھے میدان صاف ہو جاتا تھا۔ آخر الامر بڑی دلیری ظاہر فرماکے اور بہت سے زخم کھاکے خالد بن طلحہ کے نیزہ سے زمین پر آئے اور فرمایا "بسم اللہ وباللہ وعلی ملۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم" اے ابن رسول اللہ آپ ہی کے عشق مین دنیا مین آیا تھا اور آپ ہی کی وفا مین میدان آخرت کو جاتا ہون۔

(۵) اب جناب جعفر بن علیؓ بھائیون کے غم سے سراسیمہ ہوکے امام حسین کی اجازت سے میدان مین آئے اور مردانگی اور جرأت ذوفرزانگی کی داد دیکر شہید ہوئے۔

(۶) سبکے بعد حضرت عبداللہ بن علی دیدۂ گریان اور سینہ بریان کے ساتھ شاہزادہ دوجہان کی خدمت مین آئے اور عرض کی اے برادر معظم۔ بھائیون کی مفارقت مین دنیا سیاہ معلوم ہوتی ہے اجازت ہو کہ میدان کو جاؤن۔ جناب امام نے اونہین زنکا اذن دیا۔ آپنے ایک سو آدمیون کو قتل کیا اور ہانی بن ثویب حضرمی کے ہاتھ سے زخمی ہوکے گھوڑے سے گرے اور درجات جنات کی طرف متوجہ ہوئے۔

## (۷) شہادت جناب حضرت عباس بن حضرت علی رضی اللہ عنہما

جب حضرت عباس ابن حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جو علمدار حسینی تھے دیکھا کہ میرے بھائیون کا یہ حال ہوا تو سیل خون آنکھون سے بہاتے ہوئے جناب امام حسین کی خدمت مین حاضر ہوئے اور عرض کی اے اخی۔ علمداری تو میری قیامت کے دن پر گئی اب مجھے اجازت ہو حضرت امام عالی مقام نے روکر فرمایا کہ میرے لشکر کی قوت تمہین سے تھی اب تم ایک ایک کرکے مجھے اکیلا چھوڑے جاتے ہو حضرت عباس نے عرض کی۔ اے فرزند رسول اللہ میری جان آپ پر سے قربان۔ دل میرا زندگی سے تنگ آیا ہے۔ ان ظالمون نے آئینہ سینہ کو غبار آلود کردیا ہے چاہتا ہون کہ اپنی داد ان ستمگارون سے لون اور اشقیائے کوفہ اور منکران شام کو تیغ انتقام سے جہنم روانہ کرون سب رفیق طریق اور عزیز و قریب ساتھ چھوڑ چھوڑ کر اپنی منزل مقصود کو سدہار گئے۔

| | | | |
|---|---|---|---|
| کاروانم ہمہ بگذشت ز میدان شہود | | ہمچو نقش کف پا تام و نشانم باقیست | |

جناب امام نے فرمایا۔ خیر۔ اب جاتے ہی ہو مین جو کچھ تم سے کہتا ہون اوس سے کہدینا

تاکہ پھر حجت تمام ہو جاے - اگر وہ تمہارا کہنا نہ مانین تو اون سے لڑائی شروع کر دینا - پس چند باتین اون سے فرما کے اجازت حرب دی حضرت عباس ہبا رزنامدار و شجاع عالی مقدار تھے - قوت بازو حیدر کرار سے میراث مین پائی تھی اور معرکون اور مقاتلون مین کبھی کسی سے نہین ہٹے تھے مرکب تیز پا صبا رفتار پر تیغ مصری و سپر ملکی اور خود رومی پہنکے روانہ ہوئے -

| | |
|---|---|
| کس شیر کی آمد ہے کہ رن کانپ رہا ہے | رن ایک طرف چرخ کہن کانپ رہا ہے |
| رستم کا بدن زیر کفن کانپ رہا ہے | ہر قصر سلاطین زمن کانپ رہا ہے |
| شمشیر بکف دیکھکے حیدر کے پسر کو | جبریل لرزتے ہین سمیٹے ہوئے پر کو |

جب حضور میدان جنگ مین پہونچے تو عنان اسپ کھینچ لی اور فرمایا - اے قوم ستمگار - یہ سید و سرور اور فرزند ستودہ پیمبر فرماتا ہے کہ تمنے میرے عزیزون - بھائیون اور ہوا دارون کو مار ڈالا - خون پاک بہت سے بزرگان دین اور صحابہ و تابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین کا زمین پر بہا دیا اب مجھے اتنا پانی دیدو کہ میرے بچے اور عورتین پی لین اور پیاس اونکی بجھہ جاے - میرا پیچھا چھوڑ دو تاکہ مین اپنے باقی ماندہ آدمیون کے ساتھہ روم یا ہندوستان کی طرف چلا جاؤن اور جزیرہ عرب اور ولایت حجاز کو تمہارے لیے چھوڑ دون - وعدہ کرتا ہون کہ فردائے قیامت کو مین تمہیر نالشی نہونگا تم جانو اور تمہارا خدا - وہ جو چاہے تمہارے ساتھہ کرے - جسوقت جناب عباس نے یہ پیام جانسوز اون لوگون کے سامنے بیان کیا تو لشکر مخالف مین ہاے ہاے کا شور مچگیا - کچھہ لوگ خاموش ہو رہے اور کچھہ اول فول بکنے لگے - بعضے نہایت پشیمان ہوئے اور ایک گروہ زار وقطار رونے لگا - مگر شمر بن ذی الجوشن - شیث ربعی اور حجر بن الاحجار یہ تین آدمی سب آگے آن کھڑے ہوئے اور بولے - اے ابن ابو تراب - اپنے بھائی سے جاکے کہدو کہ اگر تمام روے زمین پر پانی ہی پانی ہو جاے تو بھی اوسمین سے ایک قطرہ ہم تمہین نہ دینگے - ہان اوسوقت

تم پانی پاسکتے ہو جبکہ یزید سے بیعت کرلو اور ابن زیاد کے مطیع ومنقاد ہو جاؤ۔ جناب عباس اونپر نفرین کرتے ہوئے واپس آے اور جواب اونکا امام ہمام کی خدمت مین عرض کردیا۔ حضور نے سر جہکالیا اور آنکہون مین آنسو بہر لاے۔ ناگاہ خیمہ سے فریاد وفغان کی آواز آئی اور صداے العطش العطش آسمان تک پہونچی۔ حضرت عباس اہلبیت کی گریہ وزاری سنکر تڑپ گئے مشک کاندہے پر ڈال۔ نیزہ ہاتہہ مین لے دریاے فرات کی طرف چلے۔ اور فرمایا کہ یا تو پانی لاؤنگا یا خود دریاے خون مین غرق ہو جاؤنگا۔

روایت ہے کہ چار ہزار آدمی فرات کے کنارہ پر محافظ مقرر تھے اونکے علاوہ دو ہزار پیادے اور دو ہزار سوار اوس یوم عشرہ کو متعین کردئے گئے تہے کہ پسر ساقی کوثر کو پانی نہ پہونچنے پاے جسوقت حضرت عباس نے دریا کا رخ کیا یہ چار ہزار آدمی سد راہ ہوئے۔ آپنے فرمایا۔ اے لوگو تم مسلمان ہو یا کافر۔ اونہون نے جوابدیا۔ ہم مسلمان ہین۔ حضرت عباس نے فرمایا۔ مذہب اسلام مین کب روا ہے کہ جنگلی جانور چرندے و پرندے کتے اور سور تو پانی پیئین لیکن فرزندان محمد مصطفےٰ ص اور جگر گوشگان فاطمہ زہراؑ پیاسے رہین۔ تمہین تشنگی قیامت کا بہی کچھہ اندیشہ ہے یا نہین۔ اوسدن کی خجالت وندامت کا تم کچہہ بہی خیال نہین رکہتے خود فرات کے کنارہ پر سیراب پڑے رہتے ہو مگر تشنگان صحراے کربلا کی خبر نہین لیتے۔ جب اون محافظون نے یہ باتین سنین تو اون مین سے پانچسو پیادون نے حضرت عباس پر حملہ کیا۔ آپنے سپر سامنے کرکے اور نیزہ گھوڑے کے کان پر رکہہ کے اونکا مقابلہ کیا۔ اونمین سے اسّی آدمیون کو مار گرایا۔ باقی سب بہاگ گئے۔ حضرت عباس نے آگے بڑہکے اپنا گھوڑا دریا مین ڈالدیا۔ اتنے مین سوارون نے وہان پہونچکے جنگ کا قصد کیا۔ حضرت عباس گھوڑے کو للکارکے دریا سے باہر آگئے۔ رجز پڑہنے لگے اور اونپر حملہ کیا۔ لوگ اونکے شمشیر ونیزہ کے خوف سے پہر بہاگے۔ آپنے دوبارہ گھوڑا دریا مین ڈالا۔ سوارون نے

پھر ل نلا کے اوپر حملہ کیا۔ جناب عباس نے تیرہ کو تو پانی مین پھینکا اور تلوار کھینچ کے باہر آ گئے جسطرف جھک پڑتے تھے اچھے اچھے بھاگتے نظر آتے تھے یہانتک کہ لب دریا سے اونکی عملداری اور قبضہ بالکل اوٹھا دیا۔ مشک کو پُر آب کر کے چاہتے تھے کہ پانی نوش فرمائین مگر تشنگی حسین جو یاد آئی تو آنسو ٹپک پڑے بچون کی پیاس پر زار قطار روتے ہوئے پیاسے ہی دریا سے باہر نکل آے اور مشک شانہ مبارک سے لٹکالی۔ سوار و پیادون نے راستہ گھیر لیا۔ آپ اونکے ساتھہ مشغول پیکار ہو گئے۔ ناگاہ نوفل بن ارزق نے بیخبری مین پیچھے سے آکے تلوار آپکے دستِ راست پر ماری کہ ہاتھہ بدن سے جدا ہو گیا۔ پھر بھی آپنے رجز پڑھی جسکا ایک شعر یہ ہے

| | |
|---|---|
| واللہ لو قطعتم یمینی ٭ | لاحمین صابرا عن دینی |

ترجمہ اوسکا کسی اوستاد نے فارسی نظم مین یون کیا ہے۔

| | |
|---|---|
| اگر کاست دشمن ز من دست راست | ز دین و ز مہر حسینم چہ کاست |
| ز زخم تیغ و نندیشم از مرگ ہیچ ٭ | کہ بے آب برگشتن از من خطاست |
| اگر آب یابم و گر نہ کنون ٭ ٭ | سر اندر سرِ آب کردن رواست |

حضرت عباس نے سیدھے ہاتھہ کے ضایع ہو جانے پر جوش مردانگی سے کچھہ خیال نہ کیا اور مشک کو اولٹے کندھے پر ڈال لیا۔ افسوس صد ہزار افسوس ظالمان تیرہ بخت نے دست چپ کو بھی الگ کر دیا آپنے مشک دانتون سے پکڑ لی اور رکاب سے دشمن کو پہلو سے دور کر دیا۔ ناگاہ ایک تیر مشک پر لگا اور سارا پانی بہگیا۔ حضرت عباس نے حسرت سے آسمان کی طرف دیکھا اور بولے۔ یا آلہی معلوم نہین۔ تیری کیا حکمت ہے کہ پانی ہم پیاسون کے حلق تک نہین پہونچنے پاتا۔ اوسی وقت غیب سے آواز آئی کہ اے جگر بند مرتضی۔ بہشت کے شربت تمہارے لئے تیار ہین اس پانی کو پیکر کیا کروگے۔

غرضکہ جناب عباس کو دو زخم سخت تو لگ ہی چکے تھے پانی بہ جانے سے دل آپکا بیٹھ گیا اور گھوڑے سے زمین پر گر کے پکارے یا اخا ادرک اخاک یعنی اے بھائی دوڑو اور اپنے بھائی کو سنبھالو۔ امام حسین کے گوش مبارک مین جو یہ آواز پہونچی ایک آہ سوزناک دل سے کھینچی اور سر پیٹ لیا کہ زمین ہل گئی۔

بہت سی کتب سیر مین مسطور ہے کہ جناب امام عالیمقام نے حضرت عباس کی لاش پر کھڑے ہو کر فرمایا والآن انکسر ظہری وقلت حیلتی یعنی اب میری کمر ٹوٹ گئی اور میرا کوئی مددگار نہ رہا۔

| | |
|---|---|
| برفت آن ماہ و من بیچارہ گشتم | زکوئے خوشدلی آوارہ گشتم |

روایت ہے کہ جسوقت رن سے حضرت عباس کی آواز آئی ہے جناب محمد بن انس شاہزادہ کونین کے سامنے کھڑے ہوئے تھے۔ امام مظلوم و سید معصوم کی گریہ وزاری دیکھکے پا پیادہ چلدیے اور جناب عباس کی لاش پر پہونچے۔ دیکھا کہ خاک وخون مین تڑپ تڑپ کے آپنے جان دی ہے حضرت محمد نے اونکی لاش پر گر کے شور وشیون آغاز کیا اتنے مین بہت سے پیادے وسوار ادہر اودہر سے جمع ہوئے اور اکبارگی حملہ کرکے تیرہ کے سرون سے اون کے اعضا پارہ پارہ کردئے اور گوشت تک کی تکا بوٹی کرکے لے گئے۔

| | |
|---|---|
| چلّائے گر کے لاش پہ شبیر نامدار<br>اس نزع مین بھی تھا تمہین بھائی کا انتظار | بھیا تمہاری نرگسی آنکھون پہ مین نثار<br>آنکھین پھرا کے ڈھونڈتے ہو مجھکو بار بار |
| شاید زبان ہی بند جو لب کھولتے نہین | روتے ہوئے ہم آئے تو اب بولتے نہین |
| مرجائیگا حسین برادر جواب دو<br>اب جان بلب ہے سبط پیمبر جواب دو | اے مرے نوجوان مرے صفدر جواب دو<br>اے نور چشم ساقی کوثر جواب دو |
| لکنت زبان خشک کو ہے تشنہ کام ہین | بھیا تمہارے سر کی قسم ہم تمام ہین |

سنلو تمہیں دیا ہے سکینہ نے کچھ پیام
ایسا نہو کہ پانی چلی آوے وہ تشنہ کام
جنبش ہوئی لبوں کو بھتیجی کا سنکے نام
کی عرض اب غلام کی رخصت ہے یا امام
قدموں پہ آنکھیں ملنے کو دل بیقرار تھا
مولا کے دیکھنے کا فقط انتظار تھا

منہ رکھکے منہ پہ کہنے لگے شاہ خوشخصال
کیوں چپ ہوئے کچھ اور کہو اپنے دلکا حال
ان سوکھے سوکھے ہونٹوں پہ صدقہ علی کا لال
بھیا مدد کو آئے ہیں اب شیر ذوالجلال
رخ کیوں ہے زرد کون سی ایذا گذرتی ہے
کیوں دمبدم کراہتے ہو کیا گذرتی ہے

گودی میں ہے مری دم آخر تمہارا سر
اور پائنتی جوان بھتیجہ ہے نوحہ گر
گذرے گی ہم پہ جو تمہیں اوسکی بھی ہے خبر
سینہ پہ ہوگا تیغ لئے شمر بد گہر
شمشیر حلق خشک پہ چلتی ہے کسطرح
دیکھیں ہماری جان نکلتی ہے کسطرح

یہ بات سنکے نزع میں عباس تھرتھرائے
قطرے لہو کے آنکھوں سے عارض پہ بہہ آئے
دو بار سر ٹپک کے پکارے کہ ہائے ہائے
پرخون دہن حسین کے قدموں کے پاس لائے
ہچکی کے ساتھ موت کا خنجر بھی چل گیا
سر پاؤں پر دھرا رہا اور دم نکل گیا

اکبر نے عرض کی کہ چچا جان مر گئے
جھک کر پکارے شاہ کہ بھیا کدھر گئے
منہ تو اوٹھاو خاک سے رخسار بھر گئے
واحسرتا حسین کو بے آس کر گئے
اب کون دیگا دکھ میں نبی کی پسر کا ساتھ
دم بھر میں تم نے چھوڑ دیا عمر بھر کا ساتھ

اے میرے شیر صف شکن اے میرے نوجوان
پاؤں گا تمسا چاہنے والا میں اب کہاں
شیر خدا کا آج جہاں سے مٹا نشان
تمکو حسین جانتا تھا اپنے تن کی جان
تیغوں میں اب سپر نہیں بھائی کی ہوتے ہو
بازو کٹائے شیر سے دریا پہ سوتے ہو

آتے ہی بھا گئی تھی ترائی کی جا تمہیں
اللہ کیا پسند تھی پانی کی ہوا تمہیں

بخشی خدانے قبر بھی سب سے جدا تمہین — آخر وہی ہوا کہ جو منظور تھا تمہین ۞
اتنی جگہہ کیواسطے بچھڑے حسین سے — بھیّا ہوا ہے سر دین اب سوؤ چین سے

قسمت مین ہے کہ دہوپ مین جنگل کی اور ہم — کیا تفرقہ دکھایا ہے گردون نے ہے ستم
کیا خوب ہو اگر یہین سے نکلے ہمارا دم ۞ — الفت یہ چاہتی ہے کہ قبرین بھی ہون بہم
روئین سرہانے بیٹھکے جو سوگوار ہون — ہم دونون بھائیون کے برابر مزار ہون

آئی صدائے حضرت خاتون کردگار — ہے ہے جہان سے اوٹھگیا ایسا وفا شعار
اے میرے لال تیرے تڑپنے کے مین نثار — میرا پسر ہے آج سے عباس نامدار
بیٹیا بلائین لاشکی لینے کو آئی ہون — پرسا تمہارے بھائی کا دینے کو آئی ہون

واری تم اب یہ مشک و علم لے کے جاؤ گھر — ایسا نہو نکل پڑے زینب برہنہ سر
چلاّئے تب یہ رو کے شہنشاہ بحر و بر — امان کمر تو ٹوٹ گئی جائین اب کدہر
ہم مر گئے کہ خلق سے بھائی گذر گیا — بازو ہمارا تھامنے والا تو مر گیا

اکبر سے پھر کہا کہ علم خاک سے اوٹھاؤ — پر خون یہ مشک خیمۂ عصمت مین لیکے جاؤ
بیوہ ہوئی چچی اوسے پرسا دو خاک اوڑاؤ — بیٹا چچا کے بچون کو جا کر گلے لگاؤ ۞
پوچھین جو سب کہ سبط پیمبر کدہر گئے — کہدیجیو کہ بھائی کے لاشہ پہ مر گئے

اکبر یہ شہ سے سُنکے جو روے بصد بکا — تڑپے اک آہ کر کے شہنشاہ کربلا
ناگاہ آئی در سے سکینہ کی یہ صدا — بابا مین اب نکلتی ہون گھر سے برہنہ پا
روتے ہین آپ کیون مرے عمو کدہر گئے — حضرت نے دی صدا کہ جہان سے گذر گئے

فرماکے یہ زمین سے اوٹھے شاہ انس و جان — روکر علم سے باندہی وہ مشک خون چکان
پہونچے حرم سرا کے جو نزدیک ناگہان — سر پیٹ کے سکینہ نے تب یہ کیا بیان

| | |
|---|---|
| اندھیر ہے جہان مجھے کچھ سوجھتا نہیں | ہے ہے علم تو آیا ہے میرے چچا نہیں |
| ڈھونڈھون کہاں مین ای مرے عمّو کدھر گئے | مجھکو پتا دیا نہ وہان کا جدھر گئے |
| دریا سے مشک بھیجدی اور خود گذر گئے | پانی پیا نہ۔ تشنہ دہن کوچ کر گئے |
| شانے کٹے تھے مشک بھی تیغوں سے کٹ گئی | وہ کیا کرین ہماری ہی قسمت اولٹ گئی |
| غُل پڑ گیا کہ شہ کے علمدار ہاے ہاے | اے نورِ چشم حیدرِ کرّار ہاے ہاے |
| اے ابنِ فاطمہ کے مددگار ہاے ہاے | اے فوجِ شہ کے جعفرِ طیّار ہاے ہاے |
| چھوٹے سے ہاتھہ رکھکے دلِ دردناک پر | دے مارا سر کو بالی سکینہ نے خاک پر |
| حضرت نے لاکے گاڑ دیا صحن مین علم | اور گر پڑے زمین پہ شہنشاہِ باکرم |
| سب سے کہا کہ جینے نہ دیگا ہمین یہ غم | جن سے جدا ہوئے تھے کھو آئے اونکو ہم |
| پوچھو ہماری دل سے مصیبت جدائی کی | بھائی ہی جانتا ہے محبت کو بھائی کی |
| بھائی سے ساتھہ بھائی کا چھوٹا ہزار حیف | چھوڑا نہ پھل نہ پھول نہ بوٹا ہزار حیف |
| بازو مرا قوی تھا سو ٹوٹا ہزار حیف | امّت نے میرے باغ کو لوٹا ہزار حیف |
| فریاد ہے لعینون نے ہم پر ستم کیا | تیغوں سے سروِ باغِ علی کو قلم کیا |
| زیرِ علم تھا زوجۂ عباس کا یہ حال | ماتھا بھرا تھا خاک سے بکھرے ہوئے تھے بال |
| چلاتی تھی یتیم ہوئے میرے دونون لال | دنیا سے کھو گئے مجھے عباس خوشخصال |
| ہے ہے علی کا نور نظر مجھسے چھٹ گیا | مین رانڈ ہوگئی مرا اقبال لٹ گیا |
| ناگہ صدا علی کی یہ آئی کہ اے بہو | زانو پہ تھامے سرِ عباس نیک خو |
| آئی ہے تیرے پرسے کو زہرا کشادہ مو | بی بی بس اب حسین کو رو کر رولا نہ تو |
| بھائی کے غم مین لال مرا دردمند ہے | اب صبر کر کہ صبر خدا کو پسند ہے |

# شہادت حضرت علی اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ

اب جناب امام ہمام کے صرف تین فرزند رہگئے - علی اکبر - زین العابدین اور علی اصغر جنکا اصلی نام عبداللہ تھا - اونہین کے باعث سے حضور کی کنیت ابا عبداللہ مشہور ہو گئی تھی -

جب جناب امام نے دیکھا کہ میرے یاران وفادار اور عزیز واقربا وخویش سب شہید ہو گئے تو خود سلاح جنگ جسم مبارک پر سجے اور ارادہ لڑنیکا کر کے گھوڑے پر سوار ہوئے - اوسیوقت جناب علی اکبر قدمونپر آکے گر پڑے اور رو رو کے عرض کی - بابا جان - وہ گھڑی خدا نہ لائے جو مین آپکے بعد ایک دن تو کیا ایک ساعت بھی زندہ رہون - آپ ان ظالمون مین مجھے تن تنہا چھوڑے جاتے ہین ایسا تو نہ کیجئے - آپ اتنا توقف کرین کہ مین اپنی جان حضور پر نثار کرلون اور اپنے دل کڑھیون کو ان کمینون کے قتل سے خوش کرون - سب یار و آشنا - خویش وبیگانہ - بھائی بھتیجے اپنے اپنے مقام مقصود کو چلے گئے - ایک مین ہی باقی رہگیا ہون مجھے بھی اجازت ہو کہ اونکی پاس پہونچون اب یہان رہکر کیا کرونگا -

| | |
|---|---|
| نہ شگفتے ز گل ونے خراش از خارے | درین چمن بچہ دل خوش کند گرفتارے |

یہ بات جب مشہور ہوئی تو حرم امام حسین اور حضور کی بیٹیان اور بہنین خیمون سے نکل نکل کے حضرت علی اکبر کے پیرون پر آن پڑین اور مصر ہوئین کہ ہم تمہین میدان جنگ مین نہ جانے دینگے جناب امام عالیمقام بھی کسی طرح اونہین اجازت نہین دیتے تھے - حضرت علی اکبر زار و قطار روتے تھے اور تضرع وزاری کرتے تھے اور والد بزرگوار کو سخت قسمین دلا رہے تھے -

قصہ مختصر بیٹے کی گریہ وزاری سے امام حسین مجبور ہو گئے اور اپنے ہاتھون سے سلاح جنگ حضرت علی اکبر کے جسم نازنین پر آراستہ کئے - جناب امیر کی چمڑہ کی پیٹی کمر سے لگائی - مغفر فولادی سر پر رکھا اور گھوڑے پر سوار کر دیا - مان بہنین آکے رکاب اور لگام سے چمٹ گئین اور

آنسوؤن کے بجاے خون آنکھون سے بہانے لگین۔ جناب امام نے سبکو سمجھا دیا کہ اب لڑکے کو نہ روکو۔ موت اسکے سر پر سوار ہوگئی یہ کسی طرح نہ مانیگا۔

پس حضرت علی اکبر سب سے رخصت ہوکے میدان مین آے۔ واضح ہو کہ اوسوقت اونکی عمر صرف اٹھارہ برس کی تھی۔ صورت اور سیرت رسول خدا سے نہایت مشابہ تھین۔ اہل مدینہ پر جب شوق لقاے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم غالب ہوتا تو علی اکبر کی صورت آکے دیکھہ لیا کرتے تھے۔ جب شوق استماع کلام سید انام علیہ الصلوٰۃ والسلام ہوتا تو شاہزادۂ عالی قدر سے باتین کر لیتے تھے۔ لشکر مخالف نے وہ جمال جہان آرا دیکھکے ابن سعد سے پوچھا کہ یہ کون ہے اور کس سے تو نے اوسوقت ہمارا پالا ڈالا ہے۔

| | | |
|---|---|---|
| این کیست سوارہ کہ بلاے دل ودین است | | صد خانہ برانداختہ و رخانہ زین است |
| ماہیست درخشندہ چو بر پشت سمند است | | سرویست خرامندہ چو بر روئے زمین است |

ابن سعد نے جو نظر اوٹھا کے آپکو اسپ عقاب پر دیکھا تو بولا کہ یہ حسین کا بڑا بیٹا ہے اسے بالکل جناب رسالت پناہ کی تصویر سمجھو۔ اوسوقت شاہزادہ والا تبار نے پانچ شعر بطور رجز کے پڑھے جنمین سے ایک یہ ہے۔

| | | | |
|---|---|---|---|
| انا علی بن حسین بن علی | | نحن وبیت اللہ اولی بالنبی | |

روایت ہے کہ ہر چند حضرت علی اکبر نے مبارز طلب کیا مگر کوئی سامنے نہ آیا۔ آخرش شہزادہ نے خود میمنہ ومیسرہ وقلب وجناح کی خوب ہی خبر لی۔ لوگ الامان الامان پکارنے لگے بعد ازان ڈر سے بھاگنا شروع کیا۔ جناب علی اکبر نے باپ کی خدمت مین حاضر ہوکے عرض کی وا ابتاہ ذبحنی العطش واثقلنی الحدید فھل الی شربۃ ماء من سبیل یعنی اے پدر بزرگوار تشنگی مجھے ہلاک کیے ڈالتی ہے اور ان ہتیارون کا لوہا مجھے بہت تکلیف دیتا ہے پانی کے ملنے کی کوئی

بہی صورت ہوسکتی ہے - اے ابّاجان - اگر پانی مجھے ملجاے توان بدسرشتون کو اسی وقت
مین زمین کا پیوند کرسکتا ہون - جناب امام حسین بیٹے کا یہ کلام سُنکے بہت روے اور اپنے
پاس بلا کے میدان کی خاک سے اونکے چہرہ اور لب ودہن کو پاک کیا اور انگشتری رسول خدا کی
اونکے منہ مین رکہدی حضرت علی اکبر نے اوسکے چوسنے سے بہت تسکین حاصل کی اور پہر زنکو سدہارے
اب جو ہمارے شاہزادہ نے مقابل طلب کیا تو ابن سعد نے طارق بن شیث کو حکم دیا کہ
توجا اور ابن حسین کو ٹہکانے لگا یہ مین رقہ اور موصل کی حکومت ابن زیاد سے تجہے دلوا دونگا -
طارق بولا - اگر مینے فرزند رسول اللہ کو قتل بہی کیا اور تو نے اپنا وعدہ وفا نہ کیا تو مین کیا کرسکتا
ہون ابن سعد نے قسم کہائی اور بولا - لے - مین اپنی یہ انگوٹھی تیرے پاس رہن رکہتا ہون
اسے حفاظت سے رکہیو - طارق نے وہ انگوٹہی لے کے اپنی اونگلی مین ڈال لی اور موصل
ورقہ کی حکومت کے لالچ سے جناب علی اکبر کے سامنے آیا - اور نیزہ مارا - جناب علی اکبر نے اوسے
رد کردیا پہر آپنے جو نیزہ لگایا تو دو بالشت پیٹہہ سے پار ہوگیا طارق گہوڑے سے گرا اور
آپنے اپنے گہوڑے سے اوسے روندڈالا یہانتک کہ تمام اعضا اوسکے گہوڑے کے سم سے
چور ہوگئے پہر اوسکا بیٹا عمر وبہی آپکے سامنے آکے باپ کے پاس چلدیا - اوسوقت دوسرا بیٹا
طلحہ بن طارق باپ اور بہائی کے غم مین آگ بگولہ ہوکے مقابل ہوا اور فوراً حضرت علی اکبر کا
گریبان پکڑ کے چاہا کہ گہوڑے سے گرالے مگر آپنے ہاتہہ بڑہا کے اوسکی گردن پکڑ لی اور اسطرح
مروڑی کہ دم فنا ہوگیا پہر زمین پردے پٹکا - دونون لشکرون مین غل مچگیا اور دشمنون نے
خوف سے بہاگنا شروع کردیا -
ابن سعد یہ حالت دیکہکے سہم گیا اور مصراع بن غالب سے بولا کہ توجا کے اس جوان ہاشمی
کو مار ڈال - مصراع نے آتے ہی نیزہ چلایا آپنے اوسکا وار خالی دیکے نیزہ کو قلم کردیا مصراع چاہتا تہا

کہ تلوار ہاتھ میں لے مگر آپ نے مہلت ندی اور خدا کا نام لیکر ایسا ہاتھ سر پر مارا کہ بیچ میں سے دو ہو گئے۔ ابن سعد نے محکم بن طفیل اور ابن نوفل کو ہزار ہزار سوار دیکر علی اکبر کے سامنے بھیجا۔ ان لوگوں نے آتے ہی اکبارگی حملہ کردیا۔ علی اکبر نے ایک ہی حلہ میں رگید کے اونکو قلب تک بھگا دیا پھر جناب امام کے پاس آکر بولے۔ واابتاہ العطش العطش جناب حسین کا کلیجہ بیٹے کی فریاد سے ہلگیا اور فرمایا۔ بیٹا۔ صبر کر۔ دمبدم حوض کوثر تجھسے قریب ہوتا جاتا ہے خوب سیراب ہو کے پی لیجیو۔ حضرت علی اکبر اس مژدہ سے نہال ہوکر پھر میدان میں آئے۔ اعداء نے یمین و یسار سے ایک دفعہ ہی آپ پر حملہ کر کے سخت مجروح کردیا۔ ابن نمیر کے نیزہ یا منقذ بن مرہ عبدی کی تلوار کے زخم سے آپ زمین پر گر کر پکارے کہ بابا جان۔ جلد اس پادر افتادہ کی خبر لو۔ جونہی یہ آواز دردناک امام ہمام کے کان میں پہونچی آپ دوڑے ہوئے گئے اور لاش لا کے درخیمہ پر رکھدی اور سر گود میں لیکر فرمایا۔ اے فرزند ارجمند واے آرام دلِ دردمند۔ ماں باپ سے ذرا تو باتیں کرلو اوس شہیدِ خنجر بیداد نے آنکھیں کھولیں اور سر اپنا آغوش پدر میں پایا۔ دیکھا کہ ماں بہنوں نے ایک کہرام مچا رکھا ہے۔ اشارہ سے کہا کہ خاموش۔ جب سب چپ ہو گئے تو کہنے لگے۔ بابا جان میں اچھی طرح سے دیکھتا ہوں کہ آسمان کے دروازے کھولدئے گئے ہیں اور حوریں شربت کے جام ہاتھوں میں لئے میری طرف اشارہ کر رہی ہیں۔ اتنا کہا اور آنکھیں بند کرلیں۔

ایک روایت یہ ہے کہ جب لشکر اعداء نے علی اکبر کو نرغہ میں کرلیا تو آپ باپ کی نظر سے غائب ہو گئے۔ جناب امام کے دل کا چین جاتا رہا اور علی اکبر علی اکبر پکارتے ہوئے فوج مخالف کی طرف چلے۔ ناگاہ کان میں یہ صدا آئی۔ یا ابتاہ ادرکنی ادرکنی آپ اوسی طرف چلے اور پکارے بیٹا علی اکبر۔ کدھر ہو کہ دوسری سمت سے سنائی دیا۔ ادرکنی یا ابتاہ پھر پیچھے سے بھی آواز آئی آپ نہایت حیران ہوئے باعث اسکا یہ تھا کہ منقذ نے آپ کے سر کو زخمی کر کے اکو گھوڑے سے

گرانا چاہا تھا لیکن آپنے کمال جوانمردی سے اپنے کو سنبھالا اور گھوڑے کے ایال پکڑ کے باگ اوسکی چھوڑ دی تھی۔ گھوڑا آپکو امام حسین کے خیمہ کی طرف لیکر بھاگا علی اکبر تھوڑی دور جاکر زمین پر گر پڑے اور گھوڑا پھر میدان کو چلا۔ جب امام حسین نے باوجود آواز دینے کے جواب نپایا تو بیتاب ہوگئے اور لشکر کی صفین چیرتے ہوئے بہت دور تک چلے گئے اور میدان جنگ مین بہی چارون طرف ڈھونڈھا لیکن گوہر مقصود کا پتا نملا۔ ناگاہ جناب امام کے گھوڑے نے لشکر اشرار سے نکلکر جنگل کی راہ لی۔ حضور ہر چند روکتے تھے مگر وہ نہ رُکتا تھا۔ یکا یک راہ مین علی اکبر کا گھوڑا نظر پڑا۔ اوس گھوڑے نے امام حسین کے مرکب کو ہوا مین بہرے دیکھکر اوسکا ساتھ دیا اور دونون بیزبانون نے رحم کھاکے غمزدہ باپ کو بیٹے کی لاش پر لیجاکر کھڑا کردیا۔ آپ اونہین اسپ عقاب کی پشت پر باندھکے در خیمہ پر لے آئے۔ ماں بہنون نے صف ماتم بچہاکے شور گریہ وزاری آسمان تک پہونچایا۔ غمزدہ صاحب اولادون سے انصاف طلب ہے کہ اوسوقت امام بیکس کے دل حزین پر کیا گذر رہی ہوگی۔

| | |
|---|---|
| چلائے روکے شاہ کہ مرجائے گا پدر<br>سینہ سے دونون ہاتھ اوٹھائے جو خونمین تر | دیکھون تو کیسا گھاؤ ہے اے غیرتِ قمر<br>دیکھا کہ پسلیون سے ہے نکلا ہوا جگر |
| تھرائے ہاتھ پانون لہو تن کا گھٹ گیا | صدمہ ہوا کہ شہ کا کلیجہ اولٹ گیا |
| چھاتی کو پیٹ پیٹ کے رونے لگے جو شاہ<br>دو تین بار آئی صدا یہ کہ آہ آہ | آنکھون کو پھیر پھیر کے تڑپا وہ رشکِ ماہ<br>بس مر گئے حسین کا گھر ہوگیا تباہ |
| دولت لُٹی تمام امامِ دلیر کی | کاندہے پہ لاش لیکے چلے آئی خیر کی |
| پہونچے قریب خیمہ جو کرتے ہوئے بکا<br>شہ نے لٹا کے خاک پہ میت کو دی صدا | زینب بھی اور بانو بھی دوڑین برہنہ پا<br>ماتم کرو کہ مر گئے ہمشکلِ مصطفے |

سر پیٹیو خاک اوڑاو تن پاش پاش کر　　رو لو نہین تو رو ئیو پہر میری لاش پر

بنتِ علی نے زخم جگر پر جو کی نظر　　بس گر پڑی کلیجہ پکڑ کے وہ نوحہ گر
چہاتی پہ ہاتہہ مار کے ٹپکا زمین پہ سر　　بانو پکاری لٹ گیا غربت مین میرا گہر
مان سے چہڑا کے لیگئی موت اس دلیر کو　　لو آکے رو ئی بیبو اب میرے شیر کو

تم سبکو حسرتین تہین بڑی انکے بیاہ کی　　لو آئی چاند سی دولہن اس رشک ماہ کی
غش آگیا ہے دولہا کو گرمی سے راہ کی　　پوشاک سرخ جسم مین ہے قتل گاہ کی
پروان چڑہکے آے یہ شادی بڑی ہوئی　　زخمون کی بدہی دیکہو گلی مین پڑی ہوئی

سب بی بیان نکل پڑین کرتی ہوئین فغان　　خاک عزا تہی بالون پہ اور لب پہ یہ بیان
ہے ہے شبیہ ختم رسل ہاے نوجوان　　بہنین پکارتی تہین کہ بہیا گئے کہان
دیکہا جو مانکو خاک بسر چہاتی پہٹ گئی　　لاشہ سے آکے بالی سکینہ لپٹ گئی

چلائی مان ہٹو مجہے لاشہ پہ رونے دو　　اس برچہی کہائی چہاتی پہ قربان ہونے دو
اب جی کے کیا کرونگی مجہے جان کہونے دو　　شب بہر پدر کے ساتہہ یہ جاگے ہین سونے دو
وہ کہتی تہی کہ اشک نہ کیونکر بہاؤن مین　　بہیا مجہے گلے سے لگا لین تو جاؤن مین

مان کہتی تہی صدا تمہین بی بی ستاے کون　　ہنس ہنس کے کون بات کرے مسکراے کون
چہاتی سے خون بہری ہوئی باہین اوٹھاے کون　　بیجان پڑے ہین تمکو گلے سے لگاے کون
جائینگے اب یہ قبر مین سونیکے واسطے　　یہ مان رہیگی پیٹنے رونیکے واسطے

ہے ہے شباب لٹگیا یوسف جمال کا　　جنگل مین باغ اوجڑ گیا زہرا کے لال کا
دل چہد گیا سنان سے میرے نونہال کا　　ہے ہے ریاض لٹ گیا اٹہارہ سال کا
گل سے یہ گال تیغون سے صد چاک ہو گئے　　اب بلبلون کے حوصلے سب خاک ہو گئے

کیسا یہ سال قہر کا آیا کہ مر گئے
سبزہ نمود ہونے نہ پایا کہ مر گئے
کیسا یہ گھاؤ سینہ پہ کھایا کہ مر گئے
سہرہ بھی بیاہ کا نہ دکھایا کہ مر گئے
مقتل سے موت خاک پہ تڑپا کے لے گئی
ہے ہے تمہیں عروسِ اجل آ کے لے گئی

ماں صدقہ جائے ہائے علی اکبرِ جوان
جینے نہ پائے ہائے علی اکبرِ جوان
تم مر کے آئے ہائے علی اکبرِ جوان
خون میں نہائے ہائے علی اکبرِ جوان
صدقہ گئی یہ حال دمِ جنگ ہو گیا
سبزہ بھی گورے گالوں کا گلرنگ ہو گیا

یہ کہکے سر زمین پہ جو مارا بصد ملال
غش آ گیا ہاتھ پانوں ہوئے سرد جی نڈھال
شق ہو گئی جبین ہوئے عارض لہو سے لال
دیکھا گیا نہ شاہ سے بیکس بہن کا حال
یوسف کو اپنے قتل کے میدان میں لے گئے
لاشہ اوٹھا کے گنج شہیداں میں لے گئے

جب خاک پر لٹا چکے لاش پسر امام
میں ابنِ بوتراب ہوں مظلوم و تشنہ کام
تا دیر روئے اور یہ زمین سے کیا کلام
اور ہے اونہیں کا لختِ جگر یہ مہِ تمام
ایذا نہ دیجیو کہ مرا گلعذار ہے
برچھی کے پھل سے اسکا کلیجہ فگار ہے

حسرت زدہ جہان سے اوٹھا ہے یہ حزین
تیغوں سے پاش پاش ہے سب جسم نازنین
سن سنکے اسکا واقعہ روئیں گے مومنین
رکھیو یہ احتیاط سے دامن میں ای زمین
اٹھارہ سال کی ہے یہ دولت حسین کی
اب ہے ترے سپرد امانت حسین کی

اے خاک تیرہ خاطر مہمان نگاہ دار
شعر
این نور چشم ماست کہ در بر گرفتہ

## شہادت جناب علی اصغر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

جب جناب امام مظلوم نے دیکھا کہ اب کوئی یار و مددگار نہ رہا اور مخدرات حجرات عصمت وطہارت نے خیمہ میں فغان وشیون برپا کر رکھا ہے تو فرمایا کہ اے پردگیان حرم نبوت خاموشی

اختیار کرو اور صبر و شکیبائی کو اپنا شعار بناؤ - بلا مین جزع کرنا موجب محرومی ثواب اور صابرونکا مرتبہ حق تعالی کے نزدیک بیرون از حساب ہے - پہر سکینہ کو گلے لگایا اور اپنی بہنون سے کہا کر میری بالی سکینہ عنقریب یتیم ہونے والی ہے - کبہی اس سے چلاّ کے نہ بولنا اور ہر وقت اسکی خاطر ملحوظ رکہنا کیونکہ یتیم کا دل بہت نازک ہوجاتا ہے - میرے بعد سر برہنہ نکرنا اور چہرہ پر تپانچے نہ مارنا - نہ منہ اور سینہ پٹینا نہ کپڑے پہاڑنا - ہان تمہاری بیکسی و غربت اور مظلومیت رونے کی مانع نہین ہے میرے بعد تم طرح طرح کے آلام و مصائب مین گرفتار ہوگے - یہ فرماکر امام مظلوم گہوڑے پر سوار ہو رنکے عازم ہوئے - ناگاہ خیمہ سے خروش عظیم سنائی دیا - آپنے سبب پوچہا - معلوم ہوا کہ علی اصغر فرط تشنگی سے ایڑیان رگڑ رہے ہین - فرمایا کہ اونکو میرے پاس لاؤ حضرت زینب نے لاکر گود مین دیدیا حضور اونہین اپنے آگے رکہے ہوئے صف اعداء کے سامنے جا کہڑے ہوئے اور فرمانے لگے - اے قوم پر جفا - اگر گنہگار ہے تو تمہارے زعم مین یہ حسین ہے اس طفل شیرخوار نے تمہارا کیا بگاڑا ہے - اسکو تو ایک گہونٹ پانی کا دیدو اسکی مانکا دودہ اس گرمی مین ہو کہہ پیاس سے خشک ہوگیا ہے - ہائے افسوس - اون سنگدلون کو ذرا بہی ترس نہ آیا بلکہ حرملہ بن کاہل نامرد نے اوسکے جواب مین ایک تیر مارا جو معصوم کے گلے کو چہیدتا ہوا جناب امام کے بازو مین پیوست ہوگیا - حضور نے یاس سے آسمان کی طرف دیکہا اور تیر کو باہر نکالا - تیر کا نکالنا تہا کہ خون کا فوارہ معصوم کے گلے سے چہوٹنے لگا - آپ اوس خون کو دامن پاک مین لیتے تہے زمین پر گرنے نہ دیتے تہے آخر خیمہ کا رخ کیا اور شہربانو سے فرمایا کہ اپنے بچہ کو لو اب یہ آب پیکان سے سیراب ہو آیا ہے تم سے پانی نہ مانگیگا -

| | | |
|---|---|---|
| رکی جو سانس تو چلاّ سے اصغر مہرو | | ترٹپ کے کہولدیا منہ ٹپک پڑے آنسو |
| دہن سے دودہ بہا حلق نازنین سے لہو | | ہلال بنگیا خون کی شفق مین طوق گلو |

دکھائی شکل اجل نے تو ڈر گئے اصغر
لپٹ کے باپ کی چھاتی سے مر گئے اصغر

پھرے وہان سے جو لاشہ لیئے ہوئے شبیر
کھڑی تھی ڈیوڑھی پہ سر ننگے بانوئے دلگیر
قریب آکے یہ چلائے شاہ عرش سریر
سدہارے اصغر بے شیر کھا کے حلق پہ تیر

ہمارا ماہ لقا خون مین بھر گیا بانو
تڑپ تڑپ کے یہ معصوم مر گیا بانو

پکاری کو کہہ پکڑ کے وہ بیکس و بے پر
یہ کسکا نام لیا اسے امامِ جن و بشر
چھری سی دل پہ لگی مر گئی یہ خستہ جگر
جہان سے اوٹھہ گیا کسکا یہ نامراد پسر

بتاؤ تیرِ ستم کس پہ چل گیا صاحب
یہ کیا کہا کہ کلیجہ نکل گیا صاحب

لہو مین ڈوب گیا میرا ہنسلیون والا
وہ سو رہا ہے جسے راتون کو جاگ کر پالا ✽
نکل پڑون گی کلیجہ سے اب تہ و بالا ✽
یہ خون بھرا ہوا دامن ہے اسپہ کیون ڈالا

یہ شرم کیسی ہے اللہ بولیئے صاحب
مرے پسر کا ذرا منہ تو کھولیئے صاحب

اوٹھایا منہ سے جو بچہ کے شاہ نے دامن
لہو مین سرخ تھا گل کی طرح وہ رشک چمن
انگوٹھا ہونٹون پہ تھا اور کھلا ہوا تھا دہن
کبود گال تھے کچ تھی چھدی ہوئی گردن

منہ اپنا بانو نے پیٹا تو کٹ گئے شبیر
لٹا کے خاک پہ میت کو ہٹ گئے شبیر

حرم کا قافلہ سر پیٹنے لگا اک بار
زمین ہلی یہ ہوئی وا مصیبتا کی پکار ✽
پچھاڑین کھا کے یہ چلائی بانوئے ناچار
ارے مین لٹ گئی مارا گیا مرا دلدار ✽

نہ تھا موصاجو مجھہ خستہ جان کو رو دو
جو انکو رو چکی اب لے زبان کو رونے دو

کلیجہ پھٹ گیا کرنے دو گریہ و زاری ✽
مین اپنے ننھے سے پیاسے شہید کے واری
لہو مین بھر گیئن ہے ہے یہ ہنسلیان ساری
یہ حلق ہے غضب اور زخم اسقدر کاری

کسے دکھاؤن یہ منکا ڈہلا ہوا لوگو
بچھڑ گیا میرا بچہ پلا ہوا لوگو ✽

ذرا سی جان پہ صدمہ گذر گیا ہے ہے
جہان سے اصغرِ تشنہ گذر گیا ہے ہے
صراحی دار گلا خون مین بھر گیا ہے ہے
یہ لاڈلا مرا بِن دودھ مر گیا ہے ہے

فدا کرو مجھے ان بھولے بھولے گالون پر
نثار ہاتھو نپہ صدقہ جھنڈولے بالون پر

کسے مین لوریان دیدیکے اب سلاؤنگی
سر اپنا پھوڑونگی تڑاپونگی خاک اوڑاؤنگی
لٹا کے چھوٹے مین اب کسکے صدقہ جاؤنگی
کہان سے اب علی اصغر مین تجھکو پاؤنگی

چھٹے مہینہ مین یون موت آگئی بیٹا
ان انکھڑیون کو نظر کسکی کھا گئی بیٹا

اشارے کرکے بلاتے نہین علی اصغر
یہ ننھے ہاتھ اوٹھاتے نہین علی اصغر
صدا ئین اپنی سناتے نہین علی اصغر
ہمک کے گود مین آتے نہین علی اصغر

ابھی تھے زندہ ابھی مردہ ہوگئے واری
گھٹا جو دودھ تو آزردہ ہوگئے واری

یہ دالئ دستِ تاسف نہ کیون ملے اصغر
ہماری چھاتی پہ استنے دنون پلے اصغر
نہ دانت نکلے نہ تم گھٹنیون چلے اصغر
رہوگے حشر تک اب خاک کے تلے اصغر

کریگا کون اوجالا جو روؤگے بیٹا
اندھیری قبر مین کس طرح سوؤگے بیٹا

## شہادت امام مظلوم سید معصوم جگر بند علی مرتضی المخت دل فاطمہ زہرا شاہزادہ کونین ابی عبد اللہ الحسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما

دل مکدر ہے آج واویلا
روح مضطر ہے آج واویلا
فرش سے لیکے عرش تک برپا
شور محشر ہے آج واویلا

گلستان جہان مین خاک نشان
باد صرصر ہے آج واویلا
کربلا مین برہنہ سر گریان
خود پیمبر ہے آج واویلا

بوسہ گاہِ محمد عربی
وقفِ خنجر ہے آج واویلا
کیا غضب ہے الم تنہا پر
جور لشکر ہے آج واویلا

نہ پدر ساتھ ہے نہ جد ہمراہ
نہ برادر ہے آج واویلا
تین دن سے جو گرسنہ تشنہ
ابن حیدر ہے آج واویلا

لبِ آبِ فرات پر بیتاب
بیر کوثر ہے آج واویلا
سامنے باپ کے شہید ہوا
علی اکبر ہے آج واویلا

| | | | |
|---|---|---|---|
| ہدفِ تیرِ ظالم بیدین | حلقِ اصغر ہے آج واویلا | تاجدارِ عرب کا پیراہن + | خون مین تر ہے آج واویلا |
| نازپروردۂ رسالت کا | نیزہ پر سر ہے آج واویلا | دین و دنیا کے گھر کے مالک کا | لُٹ گیا گھر ہے آج واویلا |
| ہے جو خاتون روزِ محشر کی | وہ کھلے سر ہے آج واویلا | کتی ہے خاک و خون مین ہو غلطان | تہرادن پہ ہے آج واویلا |
| لعل میرے ترے لہو مین تر | میری چادر ہے آج واویلا | جو مصیبت گذرتی ہے تجھپر | سب وہ مجھپر ہے آج واویلا |
| بولی زینب کہ قبر مین بھیا | تیری خواہر ہے آج واویلا | کل میرے سر پہ تیرا سایہ تھا | خاک سر پر ہے آج واویلا |
| عابدِ ناتوان کی اس غم سے | جان لب پر ہے آج واویلا | جسکا زنجیر و طوق مین جکڑا | جسم لاغر ہے آج واویلا |
| | شعلۂ آہِ آتشین سے شہید | سینہ مجمر ہے آج واویلا + | |

اسم مبارک جناب کا حسین- کنیت ابوعبداللہ اور مشہور لقب ذکی و سبط ثانی ہے- آپ سینہ سے پائون تک بالکل سرورِ عالم سے مشابہت رکہتے تہے- علوم ظاہری و باطنی حضرت علی مرتضیٰ اور دیگر صحابہ اجلہ سے حاصل کئے- خلق و غیرت- تقویٰ و عبادت- عرفان و سخاوت و زہد و شجاعت سے آراستہ تہے- مشہور ہے کہ پچیس حج آپنے پاپیادہ ادا کئے- رات دن مین ہزار رکعت نماز پڑہتے تہے اسوقت تک معہ علی اصغر کے بہتر آدمیون نے شربت شہادت نوش فرمایا اب سوائے جناب زین العابدین کے از قسم ذکور اور کوئی نہ رہا وہ بہی اس زمانہ مین نہایت بیمار اور ضعیف تہے جب اونہون نے والد بزرگوار کو بے یار و مددگار دیکہا تو نیزہ لیکر عازم میدان کارزار ہوئے لیکن نقاہت سے دو قدم بہی بغیر لڑکھڑائیکے نہین چل سکتے تہے- امام حسین نے جو بیٹے کو باین حال آمادہ پیکار پایا تو آبدیدہ ہوکر بولے- بیٹا خدا کے لئے واپس ہو اور ایسا نکر اگر تونے بہی جان دیدی تو دنیا سے رسول اللہ کی نسل منقطع ہو جائیگی- مین تجھے اپنا وصی کرکے مستورات کو تیری حفاظت مین چہوڑتا ہون اور ساری امانت نانا اور باپ کی تیرے سپرد کرتا ہون- یہ فرماکر زین العابدین کو خیمہ مین لائے اور سب امانتین سپرد کرکے تقویٰ اور طلب رضائے مولےٰ کی وصیت کی پہر

حضرت شہربانو سے فرمایا کہ ہتھیاروں کا صندوق منگاؤ۔ اب ہماری باری ہے۔

| | |
|---|---|
| اینک آمد نوبت من الوداع | الوداع اے عترت من الوداع |
| زود دلہاے شما خواہد شدن | سوزناک از فرقت من الوداع |
| دمبدم خواہید چون ابر بہار | گریہ کرد از حسرت من الوداع |

حضور نے خز مصری کی قبا تن پر پہنی۔ عمامہ رسول خدا کا سر پر باندھا۔ سپر سید الشہدا حمزہ کی پشت پر ڈالی اور ذوالفقار شاہ ولایت کی حمائل کر کے ذوالجناح پر سوار ہو کر میدان کا قصد کیا۔ حرم محترم نے بصد نالہ و بکا عرض کی۔ اے شاہ۔ واویلاہ ہمیں کس پر چھوڑے جاتے ہو اور ہم غریبا بیکسوں کو کسے سونپا ہے۔ امام المہدے نے فرمایا۔ مینے تمکو حافظ حقیقی کے سپرد کیا ہے وہی میرا وکیل ہے وکفیٰ باللہ وکیلا۔ یہ فرما کر صف اعداء کے سامنے جا کھڑے ہوئے اور نیزہ زمین پر گاڑ کر حجت تمام کرنے لگے۔

| | |
|---|---|
| جدمن خیر الوریٰ فاضلترین انبیاست | آفتاب اوج عزت شمع جمع اصفیاست |
| منقبتہاے پدر گر بر شمارم دور نیست | دُرِّ دُرج لافتیٰ و بدر برج ہل آتاست |
| مادرم خیر النسا دلبند خاص مصطفےٰ | بر کمال او کلام بضعۃ منّی گواست |
| وز برادر گر بپرسی ہست شاہ دین حسن | آنکہ سبط مصطفےٰ و نور چشم مرتضاست |
| ہست عم جعفر طیار کاندر باغ خلد | دائماً پرواز او تا آشیان کبریاست |
| حمزہ سرخیل شہیدان یا شدم عم پدر | این چنین اصل و نسب در جملہ عالم کراست |

اے لوگو۔ اوس خدا سے ڈرو جو رات کو دور کر کے اوسکی جگہہ دنکو لے آتا ہے وہی زندہ کرتا اور مار ڈالتا ہے۔ روزی دینا اور پالنا اوسیکا کام ہے۔ اگر اوس خدا پر اور اوسکے رسول پر جو میرے نانا ہیں ایمان لائے ہو تو اوسکے نواسہ کو نہ ستاؤ۔ یاد رکھو کہ میدان حشر میں تمہیں میرے

نانا ہی سے کام پڑیگا اگر اونہون نے داور محشر کی عدالت مین میرے خون کا دعوی کیا تو کیا جوابدہی کروگے۔ اب تک تمنے میرے بھائیون بھتیجون۔ اور اعزا و اقربا مین سے بہتر آدمی خنجر ظلم سے شہید کر ڈالے اور اب میری جان کی فکر مین ہو۔ مین تم سے پھر کہتا ہون کہ میرا پیچھا چھوڑ دو۔ مین روم یا حبش یا ترکستان کو چلا جاؤنگا۔ میرے متعلقین اس گرمی کی شدت مین پیاس سے بن آئی مرے جاتے ہین اونہین پانی دیدو مین تم سے لا دعوی ہو جاؤنگا۔ اگر یہ منظور نہین تو الحکم للہ و رضینا بقضاء اللہ اور فرمایا۔

| | |
|---|---|
| جمشید و کیقباد و سکندر کہان ہین آج | تاج و نگین و رایت و افسر کہان ہین آج |
| قارون سے تھے جو کل وہ تونگر کہان ہین آج | جو فرد تھے وہ مالکِ دفتر کہان ہین آج |
| آئی اجل تو آپ اکیلے چلے گئے | سب کچھ تھا گھر مین جمع مگر کچھ نہ لے گئے |
| اہل دول کا جاہ و حشم جاودان نہین + | سکہ تھا جنکے نام کا اونکا نشان نہین |
| ڈنکا نہین علم نہین تخت رواں نہین + | قبرون پہ شامیانہ بجز آسمان نہین + |
| کسریٰ کا وہ جلال وہ سامان کیا ہوا | فرعون کیا ہوا ارے ہامان کیا ہوا |
| دنیا کا ابتدا سے یہی کارخانہ ہے + | کل تھا کسیکا آج کسیکا زمانہ ہے + |
| کوئی یہان مقیم ہے کوئی روانہ ہے | قابض ہے کوئی اور کسیکا خزانہ ہے |
| آ ہوش مین ارے یہ زمانہ کا حال ہے | اور اسپہ تجکو خواہش جاگیر و مال ہے |

شامیون نے تو ان باتون کو سنا ہی نہین بلکہ کانو نمین اونگلیان دے لین لیکن کوفی سر پکڑ پکڑ کے خوب روئے۔ بختری بن ربیعہ۔ شیث بن ربعی اور شمر بن ذی الجوشن نے جب دیکھا کہ کام بگڑا چلا تو امام المومنین کے سامنے آکے کہنے لگے کہ اے ابن ابی تراب۔ یہ طول و طویل قصہ طے کر رکھو اور ہمارے ساتھ ابن زیاد کے پاس چلکے یزید سے بیعت کر لو تو تمکو رہائی ملجائیگی

ورنہ پیاسا ہی مرنا ہوگا - آپ نے یہ خشک جواب سنکر سر نیچا کر لیا - ابن سعد نے پیادون کو للکار کر کہا کہ بہت جلد ان پر تیرون کی بارش کر دو چنانچہ پندرہ ہزار کماندارون نے ایک ساتھ تیر چھوڑے لیکن قدرت خدا سے ایک بھی حضور کے یا آپ کے گھوڑے کے نہ لگا - آپ خیمہ سعلّی مین واپس چلے آے جب امام الہدیٰ نے دیکھا کہ یہ ظالم کسی طرح نہین مانتے تو ناچار میدان مین آکر مقابل طلب کیا تمیم بن قحطبہ جو امراے شام مین مرد نامدار اور اپنی قوم مین ذیوقار تھا سامنے آیا اور کہا اے ابن علی تمہارے سب خویش و یگانے تو لباس فنا پہن چکے اب تم کب تک تن تنہا اس بیس ہزار فوج سے لڑو گے بہتر ہے کہ ہمارا کہنا مان لو - امام المومنین نے فرمایا اے شامی تو ہی انصاف کر کہ مین تمسے لڑنے آیا ہون یا تم مجھپر چڑھ آے ہو - تمنے میری راہ بند کی ہے یا مینے - تمنے ہی ناحق میرے بھائی بند خنجر جفا سے مار ڈالے اب سواے تلوار کے میرا تمہارا فیصلہ کون کر سکتا ہے - بس اب گفتگو کو طول نہ دے اور مقابل ہو - یہ فرما کر جوش شجاعت سے ایسا نعرہ مارا کہ دشمنون کے پتّے پانی ہو گئے - تمیم پر ایسی سراسیمگی طاری ہوئی کہ گویا فالج نے مارا ہے - امام الہدیٰ نے ایسا ہاتھ اوسکی گردن پر دیا کہ سر پچاس قدم دور جا پڑا - پھر لشکر جفا پر جھکے - وہ کرایہ کے ٹٹو خوف جان سے بھاگنے لگے - یزید الطبی نے لشکر کو للکارا اور خود سلاح حرب جسم پر لاد کے امام مظلوم کے سامنے آکھڑا ہوا - یہ شخص بہادری مین تمام عراق و شام مین مشہور اور جراءت و شجاعت مین سارے مصر و روم مین معروف تھا - اعداء نے جو اوسے جناب امام کے مقابل دیکھا تو خوشی سے نعرہ مارا - اہلبیت اطہر کو جب یہ حال معلوم ہوا تو سہم گئے اور سر برہنہ کر کے دعائین فتح کی مانگنے لگے - امام المومنین نے للکارا کہ اے الطبی - تو مجھے نہین جانتا جو گستاخانہ سامنے آیا ہے - اوسنے بجاے جواب کے تلوار چلائی - آپ نے اوسکی پرواہ نکر کے ایک ہاتھ جو کمر پر دیا تو ایک سے دو ہو گیا - لشکر اشقیا سے ایک غل اوٹھا اور پھر کسی کی جراءت نہوئی کہ اوس ہژبر نیستان وغا کا سامنا کرے - چونکہ آپ پر

تشنگی کا سبب غلبہ تھا اسلیے دریا کا رخ کیا۔ شمر نے لشکر کو للکارا کہ ہشیار حسین کو پانی نہ لینے پاوے اگر انہون نے پانی پی لیا تو سمجھ لینا کہ ہم مین سے ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑینگے۔ پس کل لشکر چارون طرف سے سمٹکے امام حسین اور دریا کے درمیان حائل ہوگیا۔ آپنے ذوالجناح کو ایڑ لگا کے تلوار کھینچی اور دشمنون کے سرون کو مانند برگہاے درخت خزان رسیدہ زمین پر گرانے لگے تین صفون کو چیر کر لب دریا پہونچگئے۔ پانی چلو مین لیکر پینا چاہتے تھے کہ کسی شقی نے آواز دی۔ اے حسین۔ تم تو پانی پی رہے ہو اور لشکر نے تمہارے خیمہ کو لوٹنا شروع کر دیا ہے۔ حضور کو غیرت دامنگیر ہوئی اور پانی پھینک کر معاً خیمہ کی طرف آے دیکھا کہ وہان کوئی بھی نہین ہے۔ سمجھے کہ یہ مخالف کا مکر وحیلہ تھا اور حکم خدا یون ہی تھا۔ اوسوقت لب دریا سے خیمہ تک آتے آتے چار سو آدمی مارگئے اگر فرمایا کہ اے پردگیان حرم۔ چادرین سرون پر ڈال لو اور کمرون کو مضبوط باندھ کے میری مصیبت کے لیے تیار رہو۔ حضرت زین العابدین کو گلے سے لگا کر فرمایا۔ بیٹا۔ جب مدینہ پہونچنا۔ دوستون سے میرا سلام کہنا اور یہ پیام پہونچا دینا۔ میرے باپ حسین نے تم سے کہا ہے کہ اگر خدانخواستہ تم کسی مصیبت مین مبتلا ہو تو میری غریبی پر ضرور آنسو بہانا جب کوئی کشتۂ بیداد تمہین نظر آے تو میرے گلوے تا حق بریدہ کو بھول نجانا خصوصاً جسوقت ٹھنڈا اور صاف پانی پیو تو میرے لب تشنہ اور جگر برشتہ کی یاد ضرور کر لینا۔

جناب شہربانو نے التماس کی۔ اے میرے سرتاج مین اس ملک مین محض پردیسی اور غریب ہون۔ حضور کی بہنین اور بیٹیان تو اولاد جناب رسالت مآب ہین سب اونکی عزت وقعت کرینگے مگر مین یزدجرد کی بیٹی ہون میرا اس غیر ملک مین کوئی نہین شاید دشمن آپکے بعد مجھپر دست درازی کرین امام عالی جاہ نے فرمایا۔ اے شہربانو۔ اسکا رنج نکرو تم ہمیشہ مکرم ومحترم رہو گی۔ ایک روایت یہ بھی ہے کہ جناب امام نے ان سے فرمایا جب مین بیجان ہو کر پشت مرکب سے گر پڑونگا تو وہ سیدھا تمہارے پاس

آجائیگا تم اوسپر سوار ہوجانا وہ تمہین خدا کے حکم سے ایک جاے محفوظ اور پرامن مین پہونچا دیگا۔ صحیح روایت یہی ہے کہ حضرت شہربانو اہلبیت کے ہمراہ شام گئی تھین۔

القصّہ شاہزادہ کونین نے ایک ایک کو وداع کیا اور سوار ہو گئے۔ آہ صد آہ کہ یہ وداع آخرین اور دیدار یار پسین تھا۔

جب جگر بند حیدر کرار کو لوگون نے دوبارہ میدان جنگ مین دیکھا تو گھبرا کے ایک دوسرے کا منہ تکنے لگے کسیکی جرات نہوئی کہ بپھرے ہوئے شیر کے منہ لگے۔ ہرچند آپنے آواز دی مگر کوئی نہ نکلا۔ ابن سعد نے جو دیکھا کہ میرے سارے لشکر کو سانپ سونگھہ گیا ہے تو بڑھکے بولا کہ اے لوگو اسوقت پیاس اور بہوکھہ نے انہین ہلاکت کے قریب پہونچا دیا ہے سب ملکے ایکبارگی انپر ٹوٹ پڑو۔ یہ سنتے ہی سارے بیدین کالی گھٹا کی طرح امام مظلوم پر چھا گئے۔ آپ بہی انا ابن رسول اللہ فرماتے ہوئے مصروف پیکار ہو گئے۔

بعض روایات مین ہے کہ اسطرح لڑتے لڑتے حضور دوبارہ دریا پر پہونچگئے اور چاہتے تھے کہ پانی نوش فرمائین مگر ننھے ننھے بچون اور ستم رسیدہ مستورات کی پیاس یاد کرکے پانی نہ پیا۔ ایک روایت اسطرح بہی ہے کہ پانی کا چلو ہونٹون تک لائے ہی تھے کہ حصین بن نمیر نے دہن مبارک پر تیر مارا۔ جس سے ایک گھونٹ بہی حلق مین نہ پہنچنے پایا اور منہ سے ایک ندی خون کی جاری ہو گئی۔ پہر اون ظالمون نے حملہ کرکے تن نازنین کو چھلنی کر ڈالا یہانتک کہ ہاتھہ آپکے لڑنے سے رہگئے۔ گھوڑا بہی بیکار ہو گیا۔ آپنے اوسکی باگ کھینچ لی اور جہان تھے وہین کھڑے رہگئے۔ اسوقت ابن سعد نے آپکو جو ضعیف پایا تلوار کھینچ کے پاس آیا۔ آپنے اوسکا ارادہ دریافت کرکے فرمایا۔ کیا آپکے ارادے ہین کہ مجھے قتل کرین۔ اوسے شرم آئی اور لوٹ گیا۔ شمر نے پیادون کو للکارا وہ چارون طرف سے سمٹ آے اور بتول کے چاند کو گھیر لیا۔ آپ اس ردی حالت مین بہی اونپر جھپٹنا چاہتے تھے

کہ وہ سب ڈر کر بھاگ نکلے۔ شمر کو بڑی خجالت ہوئی اور ایک گروہ سنگین دلوں کا ساتھ لیکے آپ کی طرف چلا۔ بعض لوگوں سے جو کچھ نہ بن پڑا تو خیمہ اطہر کے لوٹنے کو دوڑے۔ امام ہمام نے آواز دی۔ اے آل ابو سفیان۔ تمنے دین کو تو کھو ہی دیا تھا اب بیحیائی پر بھی تلگئے ہو جو عورتوں سے متعرض ہوتے ہو اب شمر بھی قریب آگیا اور بولا۔ اے حسین اپنا مطلب بیان کرو۔ حضور نے جوابدیا۔ اگر تم لوگ مجھے قتل کیا چاہتے ہو تو میرا سر تن سے اوتار لو میرے حرم کی طرف کیوں جاتے ہو۔ یہ سنکر شمر نے ڈانٹ ڈپٹکر لوگوں کو واپس بلالیا۔

جتنے سوار اور پیادے اوسوقت پیش قدمی کرکے شاہزادہ کونین کے پاس پہونچ گئے تھے اون مین سے کوئی بھی ڈر سے قدم آگے نہین بڑہاتا تھا آخر کار تیر برسانا شروع کردیا۔ جناب امام کو اپنے گھوڑے پر ترس آیا فوراً اوتر پڑے اور اوسے آزاد کردیا۔ اعداء کو آپکے پیادہ ہوجانے سے کچھہ زیادہ دلیری ہوئی اور آپکے پاس آنیکا قصد کیا یہانتک کہ کسی نے پیشانی نورانی پر تیر مارا۔ حضور نے جو اوسے نکالا تو خون کی ندی بہگئی آپنے ہاتھہ او سجگہہ رکھلیا۔ جب وہ خون مین تر ہوجاتا تھا تو سر اور منہ پر پھیر کے فرماتے کہ اسی ہیئت سے نانا صاحب کی خدمت مین جاؤنگا اور تمہارا سلوک بیان کرونگا۔

روایت ہے کہ بہتر ۷۲ زخم تیر و نیزہ و شمشیر کے آپکو لگے تھے۔ آپ روبقبلہ ہو بیٹھے اور دل خدا کی طرف لگالیا۔ ایک ایک اور دو دو آپکو شہید کرنیکے قصد سے آگے بڑہتے تھے مگر جب نظر روئے مبارک پر پڑتی تھی تہرا کے واپس چلے آتے تھے۔

جب شمر نے دیکھا کہ لوگ آپکو قتل کرنا نہین چاہتے تو للکارا کہ اے نمک حرامو یہ توقف اور تاخیر کیسی۔ یہ سنکر زرعہ بن شریک آگے بڑہا اور ایک زخم آپکے ہاتھہ پر لگایا۔ سنان بن انس نے نیزہ آپکی پشت پر مارا۔ حضور گر پڑے۔ خولی بن یزید اصبحی نے گھوڑے سے اوتر کے سر مبارک کاٹنا چاہا جب ہاتھہ اوسکے کانپنے لگے تو اوسکا بھائی شبل بن یزید اس امر قبیح کا مرتکب ہوا۔

امام اسمٰعیل بخاری فرماتے ہین کہ جب امام حسین زمین پر گر پڑے تو ایک آدمی اونہین شہید کرنے آیا آپ نے اوسے غور سے دیکھکر فرمایا کہ چلا جا مجھے تجھپر رحم آتا ہے کہین تو آتش دوزخ مین گرفتار نہو جاے - وہ شخص یہ سنکر رونے لگا اور وہی تلوار چمکاتا ہوا ابن سعد کے پاس دوڑا چلا گیا - اوسنے پوچھا کیون آیا ہے - حسین کا کام بھی تمام کر آیا یا نہین - اوسنے جوابدیا کہ پہلے تجھے دوزخ روانہ کردونا پھر جو کچھ ہوگا دیکھا جائیگا یہ کہکے تلوار اوسکی طرف چلائی - ابن سعد کے نوکر ادھر اودھر سے گھر آے اور اوسے زخمی کیا -

مشہور ہے کہ جب امام ہمام سخت زخمی ہوکر پشت زین سے سطح زمین پر آے تو فوراً دس آدمی تلوارین کھینچ کے باین ارادہ چلے کہ شاہزادہ کونین کا سر لائینگے اور اوسکے صلہ مین خلعت و انعام پائینگے اونمین سے جو حضور کے پاس آتا آپ آنکھ کھولکے اوسے دیکھتے اور فرمادیتے تھے کہ تو اس کام کے لئے نہین ہے چلا جا وہ خوف زدہ ہوکے وہان سے چلدیتا تھا اسی طرح آٹھ آدمی چلے گئے دو باقی رہے - سنان اور شمر - سنان جانا چاہتا تھا مگر شمر پیش قدمی کر کے حضور کے سینہ پر چڑھ بیٹھا آپ نے آنکھین کھولین اور پوچھا - اے شخص تو کون ہے - اوسنے جوابدیا مجھے شمر بن ذی الجوشن کہتے ہین - آپ نے فرمایا کہ زرہ کا دامن اپنے منہ سے اوٹھادے - جسوقت اوسنے اپنا منہ برہنہ کیا ہے تو آپ نے دیکھا کہ سؤر کی طرح اوسکے دانت منہ سے باہر آگئے ہین ارشاد ہوا کہ یہ ایک علامت ٹھیک پائی گئی اب اپنا سینہ کھولدے - جب اوسنے جامہ اوٹھادیا تو سینہ پر کوڑہ کا داغ نظر آیا فرمایا صدق جدّی رسول اللہ دوسرا نشان بھی تجھ مین موجود ہے - اے شمر - شب گذشتہ کو خواب مین مجھے نانا جان کی زیارت نصیب ہوئی - فرمانے لگے "بیٹا - کل عصر کی نماز تو ہمارے ساتھ پڑھیگا اور اس شکل کا آدمی تیرا قاتل ہوگا" پس جو نشانیان دکھائی گئی تہین سب تجھ مین موجود ہین - اے شمر - تو جانتا ہے کہ آج کونسا دن ہے - اوسنے عرض کی - آج جمعہ اور روز عاشورہ ہے - ارشاد ہوا

تجھے یہ بھی خبر ہے کہ یہ وقت کیا ہے۔ اوسنے جوابدیا کہ مسجدون مین اسوقت جمعہ کی نماز ہو رہی ہوگی اور خطبے پڑہے جاتے ہونگے۔ جناب امام بولے۔ مجھے تیری تباہی پر رونا آتا ہے خطیب تو اسوقت منبرون پر کھڑے ہوئے میرے نانا کی نعت بیان کرتے ہونگے اور تو میری چھاتی پر بیٹھا ہوا میرا گلا کاٹنے کی فکر مین ہے۔ اے شمر۔ اسی سینہ پر رسول اللہ نے لاکھون کروڑون بار منہ رکھکے بوسے لیئے ہین۔ آہ اوسی پر تو بے غل وغش بیپر رکہے بیٹھا ہے۔ اے ظالم جس گلے کے جناب رسالت مآب بوسے لیا کرتے تھے اوسی پر تو اپنی تلوار چلا رہا ہے۔ اے شمر۔ میرے سینہ سے اوٹھہ جا۔ یہ نماز کا وقت ہے۔ مجھکو نماز پڑہ لینے دے تاکہ باپ کی میراث سے محروم نہ رہون۔ شمر یہ سنکر اوتر گیا۔ شہزادہ عالم مین اسوقت تک اتنی طاقت باقی تہی کہ آپ اوٹھکے روبقبلہ ہو گئے اور نماز شروع کی جسوقت حضور سجدہ مین گئے ہین اوسیوقت اوس بیرحم نے شہید کر ڈالا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون اوسیوقت صوامع ملکوت مین غلغلہ پڑگیا اور اہل خطایر جبروت سے ولولہ اوٹھا۔ آفتاب عالم افروز کی روشنی جاتی رہی اور مہتاب جہان آرا چاہ محاق مین ڈوب گیا۔ لخت دل زہرا کے غم مین زہرہ نے طرب سے کنارہ کیا۔ کیوان نے ساتوین آسمان پر لواے تعزیت بلند کرکے مصیبت زدگان دشت کربلا کا ساتھہ دیا۔ آسمان نے اپنا دامن خون سے رنگ لیا۔ زمین غضب الٰہی کے نازل ہونیکے خوف سے کانپنے لگی۔ پرندے آشیانون سے غل مچاتے ہوئے نکل پڑے۔ مچھلیان تڑپ تڑپ کے پانی سے باہر آگئین اور خاک پر لوٹنے لگین۔ دریاؤن نے موج حسرت اوج فلک تک پہونچا دین۔ پہاڑون سے دردآمیز اور رقت انگیز صدائین آنے لگین۔

حضرت اعثم کوفی فرماتے ہین کہ جناب امام حسین کے شہید ہوتے ہی غبار سرخ ظاہر ہوا جس نے تمام جہان کو تاریک کر دیا پاس کھڑے ہوئے آدمی کی صورت نظر نہین آتی تھی۔ لوگون کو یقین ہو گیا کہ یہ عذاب خداوند تعالےٰ کا مقدمہ ہے مگر ایک ساعت کے بعد وہ غبار دور ہو گیا۔

امام ہمام کے گھوڑے نے شہادت کے تھوڑی دیر بعد اپنی پیشانی کے بالون کو حضور کے خون مین رنگا اور آنکھون سے پانی بہاتا ہوا خیمہ پر حاضر ہوا۔ جب اہل حرم نے گھوڑے کو خون مین ترپایا تو اوس سے مخاطب ہو کے کہنے لگے کہ اے ذوالجناح۔ تو ہمارے والی وسرتاج کو کہان چھوڑ آیا جیسا یہان سے لے گیا تھا ویسا ہی لا کے کیون نہ دکھایا۔ تیرے دل نے کیسے گوارا کیا کہ اپنے مالک کو دشمنون مین چھوڑ کر خود یہان چلا آیا۔ گھوڑا سر پٹکتا ہوا امام زین العابدین کے پاس آیا اور اپنا منہ اون کے قدمون پر ملا۔ ابوالموئد خوارزمی نے لکھا ہے کہ گھوڑے نے ایسے ایسے کرب سے زمین پر سر پٹکا کہ مر گیا۔ ابوالمفاخر نے لکھا ہے کہ اوس نے جنگل کی راہ لی اور پھر کسی کو اپنا منہ نہ دکھایا۔ افسوس۔ بے زبان جانور کا تو فرقت حسین مین یہ حال ہو مگر اونکو انسان ہو کر بھی رحم نہ آیا اور بیدھڑک اپنے پیمبر کے کلیجہ مین چھری بھونک دی۔

امام حسین کے قتل کے بعد شمر نے اپنے اخوان الشیاطین کو ساتھ لے کے خیمون کیطرف رخ کیا اور جو کچھ پایا لوٹ لیا مستورات سے کوئی نہ بولا۔ جب شمر نے امام زین العابدین کو دیکھا تو تلوار کھینچ کے قتل کرنا چاہا کہ حمید بن مسلم نے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا ارے ظالم۔ تو سب کچھ تو کر چکا اس بیمار پر تو رحم کر۔ بعضے کہتے ہین کہ ابن سعد نے خود شمر کے دونون ہاتھ تھام لئے اور بولا خدا سے ڈر اور شرما۔ کیون اس بیگناہ مریض کے خون مین ہاتھ رنگتا ہے۔ پس شمر ابن سعد کے مبالغہ سے باز رہا پھر اشقیا نا ظلم حرم محترم اور سرہاے شہدا کو لیکر کوفہ روانہ ہوئے۔

| | |
|---|---|
| نیزہ لگا جو سینہ مین تھرا کے رہگئے<br>شکر خدا زبان سے فرما کے رہگئے | بیٹھا جو تیر ماتھے پہ تیورا کے رہگئے +<br>کرنے لگے تو ہاتھون کو لٹکا کے رہگئے |
| اکبر نہ تھے جلو مین نہ عباس پاس تھے | مظلوم بیچ مین تھا عدو آس پاس تھے |
| آیا سرہانے تیغ بکف شمر روسیاہ | بولا گلا کہ مین ہون پیمبر کی بوسہ گاہ |

دل نے کہا یہ سینہ ہے گنجینۂ الٰہ
بیٹھا وہ اوس جگہہ کہ نہین جاے غم آہ

اس ظلم نو سے چرخ کہن کانپنے لگا
ایسا حسین تڑپے کہ رن کانپنے لگا

زینب نے بال کہولکے رن کو قدم بڑہاے
سیدانیان بہی ساتھہ چلین گردنین جہکاے
زینب پکاری ہاے میرے بہائی جان ہاے
بہیا پکارلو یہ بہن کس طرف کو آے

بہیجون کسے تلاش کو سب میرے مرگئے
آنکہین بہن کی ڈہونڈہتی ہین تم کدہر گئے

کٹتی تہین وہان گلے کی رگین کون دے جواب
ریتی پہ لوٹ لوٹ کے بولی وہ دل کباب
اے آسمان کہان ہے حسین فلک جناب
اے آفتاب کیا ہوا زہرا کا آفتاب

کہہ اے فرات پیاسونکا سلطان کدہر گیا
اے کربلا بتا ترا مہمان کدہر گیا

وہ رونا بیکسی کا وہ گہبرانا یاس کا ✤
وہ تہرتہرانا دلکا وہ اوڑنا حواس کا
کسنا بلک بلک کے یہ کلمہ ہراس کا
اے شمر واسطہ علی اصغر کی پیاس کا

للہ تین روز کے پیاسے کو چہوڑ دے
صدقہ نبی کا اونکے نواسے کو چہوڑ دے

اے شمر مصطفیٰ کی رسالت کا واسطہ
اے شمر مرتضیٰ کی امامت کا واسطہ
اے شمر اہلبیت کی حرمت کا واسطہ
اے شمر کبریا کی عدالت کا واسطہ

صدقہ نبی کی روح کا حیدر کی گور کا ✤
تو گل نکر چراغ پیمبر کی گور کا ✤

تہم جا خدا کو مان حبیب خدا کو مان
زہرا کو مان حضرت مشکلکشا کو مان ✤
سوگند فقر و فاقۂ آل عبا کو مان ✤
اپنے رسول زادی کی تو التجا کو مان

سارے بزرگ مرگئے مجہہ بدنصیب کے
میرا کوئی نہین ہے سوا اس غریب کے

اے شمر پاس بہائی کے آؤن جو تو کہے
زخمون سے جلتی ریت چہڑاؤن جو تو کہے
چادر بدن کے نیچے بچہاؤن جو تو کہے
بیکل ہے سر مین آکے اوٹھاؤن جو تو کہے

پانی تو یان ملیگا نہ زہرا کے جانی کو ۔ آنسو چھڑک کے ہوش مین لاؤنگی بھائی کو

اے شمر مین گلے سے لگا لون تو ذبح کر ÷ بھائی سے مل کے خیمہ مین جا لون تو ذبح کر
کچھ درد اپنے دلکا سنا لون تو ذبح کر ۔ سید کو قبلہ رو مین لٹا لون تو ذبح کر

پانی نہ ہو کے پیاسے کو ای بد خصال دے ۔ پر وقت ذبح آنکھو پہ کپڑا تو ڈال دے

سونپا کسے بن کو یہ پوچھونگی بھائی سے ۔ پردیس مین بچھڑتے ہو زہرا کی جائی سے
یہ بے خطا ہے پوچھ لے ساری خدائی سے ۔ دعوی ہے کیا تجھے مری مان کی کمائی سے

کچھ قرضہ ہو تو بیچکے گھر کو ادا کرون ÷ سمجھاؤن کس طرح سے تجھے آہ کیا کرون

آگے مرے ہوئے تہ شمشیر بھائی جان ۔ خون مین بھری یہ چاند سی تصویر بھائی جان
مجھکو تباہ کر گئی تقدیر بھائی جان ÷ روئی تمھین بھی آج یہ ہمشیر بھائی جان

تدبیر کوئی موت سے چلتی نہین مری ۔ لاچار ہون کہ جان نکلتی نہین مری

ہے ہے گلے سے تمکو لگانے نہ پائی مین ۔ زخمون سے جلتی ریت چھڑانے نہ پائی مین
افسوس درد دلکا سنانے نہ پائی مین ÷ چادر بدن کے نیچے بچھانے نہ پائی مین

ہے ہے یہ میرے آتے ہی بیداد ہو گئی ۔ تم ہو گئے شہید مین ۔ برباد ہو گئی

بھیّا پڑا ہے ہاتھ ۔ گلے سے مجھے لگاؤ ۔ بھیّا مرا کوئی نہین ۔ ساتھ اپنے لیتے جاؤ
بھیا مین بدحواس ہون ۔ ڈھارس مجھے بندھاؤ ۔ بھیا سکینہ پاس ۔ کب آؤگے یہ بتاؤ

تنہا سدھارے ساتھ کسیکو نہ لیگئے ۔ ڈھونڈھون کہان پتہ بھی کہین کا نہ دے گئے

ہے ہے نہ پھر مدینہ مین جانا ہوا نصیب ۔ صغرا کو پھر گلے نہ لگانا ہوا نصیب ÷
پانی ہوا نصیب نہ کھانا ہوا نصیب ÷ بستر دو تن کا داغ اوٹھانا ہوا نصیب

اب دونون وقت فاتحہ کو کون جائیگا ۔ اب کون شمع قبر نبی پر جلائیگا ÷

| | |
|---|---|
| تمسا کوئی غریب نہین خستہ تن نہین | مرنے کے بعد گور نہین اور کفن نہین + |
| ہے ہے پرائی بستی مین اپنا وطن نہین | واقف یہان کسی سے یہ بیکس بہن نہین |
| لاکر کفن پہناتی مین مظلوم بھائی کو | ہوتا اگر وطن تو نکلتی گدائی کو + |
| پھرتی بی بال کھولے ہوئے خاک اڑاتی تھی | پر بانوئے حسین کو کچھ بن نہ آتی تھی + |
| جب سر کے کھولنے کیلئے ہاتھ اوٹھاتی تھی | کچھ اپنے دل مین سوچکے وہ ٹھیر جاتی تھی |
| چھریان سی پھر رہی تھین تنِ پاش پاش پر | اک آہ آسمان پہ تھی ایک لاش پر |
| آخر تڑپ کے حضرتِ زینب کو دی صدا | اکدن وہ تھا کہ بخت ہوئے خواب مین رسا |
| جنت سے آئین لونڈی کے گھر اشرف النسا | سر گوندھا اور پھولنے پھلنے کی دی دعا + |
| عاشق جو مجکو پایا شہ مشرقین کا + | دکھلا دیا جمال جنابِ حسین کا + |
| اکبر کا صدقہ اب تو مرے کام آئیے + | آخر ہوا سہاگ مری نتھ بڑھائیے + |
| لونڈی کے بال کھول کے بیوہ بنائیے | بھابی حسن کو روتی تھین کیونکر بتائیے |
| رنڈ سالہ مین طلب نہین کرتی جناب سے | محروم تو نہ رکھئے عزا کے ثواب سے |
| زینب پکاری آؤ گلے سے لگاؤن مین + | مان نے دولہن بنایا تھا بیوہ بناؤن مین |
| آؤ جبین پہ خاک ملون نتھ بڑھاؤن مین | مانگو دعا زمین پہ بیٹھے اور سماؤن مین + |
| ہے ہے بچھڑ کے گور کنارے گئے حسین | جیتی ہون اور یہ سنتی ہون مارے گئے حسین |

## اسامی شہدائے کربلا جو معتبر روایت سے ہمین ملے ہین ہدیہ ناظرین ہین

(حُر بن یزید) (مصعب برادر حُر) (علی بن حُر) (عروہ غلام حُر) (زہیر بن حسان) (عبد اللہ بن عمر) (بریر بن حضیر) (وہب بن عبد اللہ) (عمرو بن خالد) (خالد بن عمرو) (سعد بن حنظلہ تمیمی) (عمرو بن عبد اللہ مذحجی) (حماد بن انس) (وقاص بن مالک)

(شریح بن عبید) (مسلم بن عوسجہ مع پسر) (ہلال بن نافع بجلی) (عبدالرحمن بن عبداللہ یزنی) (یحییٰ بن سلیم المازنی) (عبدالرحمن بن عروہ غفاری) (عمرو بن مطاع الجعفی) (قیس بن منبہ) (ہاشم بن عتبہ) (حبیب ابن مظاہر صحابی) (حرّہ یا حر آزاد کردہ ابوذر غفاری) (انیس بن معقل اصبحی) (عابس بن شبیب الشاکری مع غلام) (حُجاج بن مسروق جعفی موذن لشکر امام) (سیف بن حارث بن سریع مع پسر عم خود) (قاری غلام ترک آزاد کردہ حضرت امام زین العابدین) (حنظلہ بن سعد بجلی) (یزید بن زیاد الشعبانی) (سعد بن عبداللہ) (جنادہ بن حارث انصاری مع پسر) (مرّہ بن ابی مرّہ غفاری) (محمد مقداد بن عبداللہ دجانہ) (سعد غلام حضرت علی) (قیس بن ربیع) (اشعث بن سعد) (عمرو بن قرظ) (عنظلہ) (حماد) (محمد بن انس) (اسعد بن ابی دجانہ) (فیروز غلام حضرت امام حسین) (عبداللہ پسر مسلم بن عقیل) (جعفر بن عقیل) (عبدالرحمن بن عقیل) (عون و محمد فرزندان جعفر طیار) (عبداللہ بن حسن) (عمرو بن حسن) (ابوبکر بن حسن) (عباس بن حضرت علی) (عثمان بن حضرت علی) (عبداللہ بن حضرت علی) (محمد بن حضرت علی) (جعفر بن حضرت علی) (علی اکبر فرزند حضرت امام حسین) (علی اصغر فرزند امام والامقام)

ان سب کے بعد خود جناب امام حسین رضی اللہ عنہ بروز عاشورہ بوقت نماز جمعہ بعمر (۵۶) سال و پانچ ماہ اور پانچ دن کربلا مین شہید ہوئے رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین۔

شارح سر الشہادتین مولفہ مولانا شاہ عبدالعزیزؒ و مولانا کمال الدین حسینؒ صاحب تفسیر حسینی و ترجمہ تاریخ ابن خلدونؒ اور روایت مندرجہ بالا سے شہدائے کربلا کے نام ہماری کتاب مین لکھے گئے۔ اکثر ان مین اختلاف پایا جاتا ہے کوئی صاحب ہم پر اعتراض نہ کرین اگر سہو ہے تو مورخین موصوفہ بالا کا ہے۔



## قطعہ تاریخ ولادت و وفات جناب امام فلک مقام

سال مولود آن شہنشہ دین
گر بحرف نخست بسم اللہ
سخن مختلف زعام این است
جمعہ و عاشر محرم بود ÷
سورۂ فاتحہ تمام بخوان ÷
بیشک و ریب بنگری دو گواہ
سال نقلش بگفت نگینے ÷

می بر آید ازین دو حرف بہ بین
سر الحمد را کنی ہمراہ ÷ ÷ (سنہ ۴ھ)
سال مولود او سر دین است
کہ سوئے خلد امام نقل نمود
بعد از آن ہر دو حرف منقطع آن
بہر سال شہادت آن شاہ
سر دین را بُرید بید ینے ÷ (سنہ ۶۱ھ)

ف ن

## نسب نامہ جناب امام حسین رضی اللہ عنہ

ناخنون سے گوشت جدا ہونا اور خون سفید ہو جانا اسکا نام ہے جو کربلا کے حالات مین آپنے دیکھا۔ عبد مناف کے دو بیٹے ہاشم اور عبد شمس۔ وہ بہی توام جنکی پیشانیان ولادت کے وقت ایسی جوڑی ہوئی پیدا ہوئین کہ تلوار کے سوا اور کسی طرح جدا نہو سکین۔ ہاشم کی اولاد مین جناب امام اور عبد شمس کی اولاد مین یزید۔ جسوقت ہاشم و عبد شمس کی پیشانیان تلوار سے الگ کی گئین تو ایک کاہن نے نہایت صحیح پیشین گوئی کی کہ ان دونون کی اولاد کی قسمتون کا فیصلہ بہی ہمیشہ تلوار سے ہوا کریگا چنانچہ ایسا ہی ہوتا رہا یعنی آنحضرت صلعم اور ابو سفیان بن حرب مین اچھی طرح چلا کی حالانکہ جناب رسالتمآب ابو سفیان کے داماد بہی تہے اسی باعث سے بیٹی نے نکاح کے بعد باپ کو منہ نہ لگایا۔ پہر ابو سفیان کے بیٹے جناب معاویہ اور حضرت علی مرتضی مین وہ وہ چہری و کٹاری رہین جنکا بیان نہین ہو سکتا۔ اسکے بعد یزید ابن معاویہ اور حسین ابن علی کے

خطرناک جھگڑے نے خاندان بنی ہاشم اور بنی امیہ کا فیصلہ ہی نہین چکادیا بلکہ اسلام کی عمارت ڈہادی۔ پس صاف ظاہر ہے کہ نفاق وہ آگ ہے جو گھر ہی کو پھونک کے خاک سیاہ نہین کردیتی بلکہ دور دور تک اوسکے گردنواح کو بھی بارود کی سرنگ کی طرح اڑا دیتی ہے فاعتبروا یا اولی الابصار۔ حضرات ناظرین باہمی اتفاق اور قومی میل جول کے بغیر آپ اس دنیامین ہرگز زندہ نہین رہ سکتے۔ یہ گل کھلائے ہوئے نفاق ہی کے تہے جو آپنے دیکہے اور اسی ضرورت سے ہمنے یہ نسب نامہ لکھا ہے۔ وہو ہذا۔

اسمین اوپر باپ کا اور نیچے بیٹے کا نام ہے

(۸۶) عبد مناف

| | |
|---|---|
| ہاشم | عبد شمس |
| عبد المطلب آنحضرت کے دادا | اُمیّہ |
| ابو طالب | حرب |
| علی مرتضیٰ | ابو سفیان |
| حسین شہید کربلا | معاویہ |
| زین العابدین | یزید |

## واقعات جو حرب کربلا کے بعد اہلبیت پر گذرے

اے محبان اہلبیت مصطفوی و اے عاشقان جگر گوشگان مرتضوی جانو اور آگاہ ہو کہ جسدن سے دنیا پیدا ہوئی ہے آج تک کوئی حادثہ واقعہ کربلا سے پُر آشوب تر اور کوئی مصیبت شہادت امام حسینؑ سے پُر سوز تر صفحہ روزگار پر ظہور پذیر نہین ہوئی۔ تیرہ ۱۳ سو برس گذر گئے ہر سال محرم مین

قلوب اہل اسلام وہواداران سیدانام علیہ الصلوٰۃ والسلام اس ماتم مین چاک چاک ہوجاتے ہین اور ہاتف غیبی اور ندائے لاریبی سے یہ صدا کانون مین آنے لگتی ہے۔

| | |
|---|---|
| کاے عزیزان در غم سبط نبی افغان کنید | سینہ را از سوز شاہ کربلا بریان کنید |

ماہ محرم ماہہاے حرام سے اور روز عاشورہ روز ہاے باحترام سے اور جمعہ کا دن سید ایام اور نماز جمعہ کا وقت محل اجابت دعا اور حصول مدعا و مرام کا تھا کہ امام محتشم اور سید مکرم کو ظالمان سنگین دل اور دشمنان متکبر و جاہل نے تیغ بیدریغ سے بلا تامل شہید کیا۔

| | |
|---|---|
| بیا بگری کہ عاشوراست امروز | جہان تاریک و بے نوراست امروز |
| بریدہ حلق و تشنہ لب جگر خون | سر از تن - تن ز سر دوراست امروز |

ہاے کیا دن تھا کہ ارواح انبیاء و مرسلین و گروہ ملائکہ مقربین سید اولین و آخرین کے ساتھ گریان تھے اور حوران بہشت اور جنیان پاکیزہ سرشت مصیبت و غم اور تعزیت والم مین جناب بتول عذرا کے ساتھ دل کباب اور سینہ بریان تھین۔

روایت ہے کہ عمرو لیث خراسان کا بادشاہ تھا اوسکا جو امیر ہزار سوار سجا کے اوسکے سامنے پیش کرتا بادشاہ اوسے گرز زرین دیتا۔ ایک دن بادشاہ نے اپنے لشکر کو جمع کیا تو اکسو بیس [۱۲۰] امیر زرین گرز لئے ہوئے اپنے سامنے کھڑے دیکھے اور ہر ایک امیر کے تحت مین ہزار سوار مکمل موجود پاے۔ یہ دیکھتے ہی عمرو لیث تڑپ کر گھوڑے سے گر پڑا اور خاک پر لوٹنے لگا۔ روتا تھا اور بے اختیار سر پٹیتا تھا۔ لوگ حیران کھڑے تھے اور کسی کے سمجھ مین نہ آتا تھا کہ یہ کیا بات ہے جب بڑی دیر مین بادشاہ کو ہوش آیا تو امرا نے دست بستہ ہو کر دریافت کیا کہ جہان پناہ یہ وقت شادی و مبارکباد کا تھا یا گریہ و فریاد کا۔ حضور کا ملک وسیع اور امرا و وزرا مطیع۔ ایکسو بیس [۱۲۰] ہزار سوار آراستہ زیر اختیار اور ساری رعیت فرمانبردار و جان نثار ہے۔ ایسے خوشی کے زمانہ مین دشمنوں کا

کیا حال ہوگیا۔ عمرو لیث نے جواب دیا کہ اس حشم و خدم اور لشکر کمل و مسلح کو دیکھکر معرکہ جگر سوز کربلا میری آنکھوں کے آگے آگیا اور افسوس ہوا کہ اوسدن مین کیون اس لشکر جرار کے ساتھ اوس صحرائے خونخوار مین شاہزادہ کونین کے ساتھ نہ تھا تاکہ دشمنان اہلبیت کو خاک مین ملا دیتا یا اپنی جان بھی اون نازنین قدمون پر نثار کردیتا اب یہ جاہ و ثروت میرے کس کام کی ہے۔ خیال دل مین سماتے ہی مین اپنے قابو مین نرہا اور میرا وہ حال ہوا جو تم نے دیکھا پس جلدی سے اس لشکر کو میرے سامنے سے دور کردو ورنہ مین پاگل ہوجاؤنگا۔ خیر۔ یہ وقت تو گذر گیا اور عمرو لیث نے وفات پائی۔ موت کے بعد لوگون نے اوسے خواب مین دیکھا کہ تاج مکلل سر پر ہے اور پٹکا مرصع کمر مین بہشتی گھوڑے پر سوار غلمان نازک بدن پس و پیش روان۔ اور ولدان سیمین تن دائین بائین دوان ہین۔ پوچھا۔ اے امیر۔ مرنیکے بعد تجہپر کیا گذری۔ عمرو لیث نے کہا کہ لشکر کے معائنہ کے دن جو مین نے شہید کربلا کی بیکسی کا غم کیا اور معاونت امام حسین کی تمنا کی اوسکے صلہ مین خداوند کریم نے میرے گناہون سے چشم پوشی کی اور میرے دشمنون کو مجھ سے راضی کردیا اور یہ مرتبہ عطا فرمایا جیسے تم دیکھتے ہو۔ پس اے مومنین جو کوئی غم حسین مین روتا ہے قیامت کے دن خداوند کریم اوسکی آنکھون کو اشکبار نہ دیکھہ سکیگا۔ شہادت امام ہمام کے دن بیت المقدس کے جس پتھر و کنکر کو اوٹھاتے تھے اوسکے نیچے خون پایا جاتا تھا۔ جب زمین اور شجر و حجر روے ہین تو آدمی کا نہ رونا عجیب تاسف کی جگہہ ہے۔

| | | | |
|---|---|---|---|
| مرغان کربلا نہ پئے ماتم حسین | | خون بر لب فرات زمنقار ریختند | |

امام ہمام کا سر تن سے جدا ہوتے ہی روئے عالم غبار اندوہ سے تیرہ۔ اور غم دون کی آہون کے دہوئین سے چشم فلک خیرہ ہوگئی۔ عرش عظیم لرزنے اور کرسی وسیع کپکپانے لگی۔ دریا جوش مین آگیا۔ مچھلیاں خروش مین آئین اور مرغان ہوا فریاد و فغان کرنے لگے۔ اوسی وقت ایک

کبوتر سفید ہوا سے اوترا اور خون حسین مظلوم مین لوٹ کے اوڑگیا - مدینہ مین پہونچکے گرداگرد روضہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوڑتا تھا - قطرات خون اوسکے پروبال سے ٹپکتے تھے - اہل
مدینہ یہ صورت دیکھکے متحیر ہوئے مگر سمجھہ مین نہ آیا کہ یہ کیا اسرار ہے - جب چند روز کے بعد حادثہ
کربلا کی خبر اونہین پہونچی تو سمجھے کہ وہ کبوتر شہیدان کربلا کے حال کی خبر روضہ سید انام پر لایا تھا -
روایت ہے کہ شاہزادہ کی شہادت کے بعد شمر ذی الجوشن نے خیمہ اطہر کے لوٹنے کا حکم دیدیا
جب یہ خبر ابن سعد کو پہونچی تو اوسنے منادی کرادی کہ خبردار کوئی آدمی عورتون کے خیمہ کے پاس
نہ پھٹکنے پاے - مال و اسباب امام حسین کا اور اونکے اصحاب کا نہ لوٹا جاے اور امام زین العابدین
کو کوئی نہ ستاے - جو مال و اسباب لوگون نے لوٹا ہے واپس کردیا جاے - اس منادی
پر کسی نے عمل نہ کیا البتہ اتنا ہوا کہ آگے کو لوٹ ہونا بند ہوگئی - ابو حنیفہ دینوری نے لکھا ہے
کہ ابن سعد نے امام حسین کا سر خولی بن یزید اصبحی کو دیکے ابن زیاد کے پاس روانہ کیا - خود دو دن
کربلا مین رہکے اپنے لشکر کے مقتولون کی لاشین جمع کرکے اونپر نماز پڑہی اور دفن کیا - جسم
مقدس شاہزادہ کونین اور جمیع شہداے کربلا کو ویسے ہی خاک و خون مین ریت پر چھوڑ دیا
تیسرے دن صبح کو خاندان اہلبیت سے کہا کہ کپڑے پہن کے اور منہ لپیٹ کے اونٹون پر
سوار ہو جاؤ اور چلو - جب یہ قافلہ اوس جگہہ پہونچا جہان شہدا کی لاشین بیگور و کفن پڑی تہین
اور سر اونکے تندار دتھے تو جناب زینب نے بھائی کی لاش دیکھکے فریاد کرنا شروع کی واجداہ وامحمداہ
یا رسول اللہ یہ تمہارے پیارے حسین کی لاش ہے جسکے روئے انور کے بوسے آپ لیا
کرتے تھے اور جسکے سینہ پر اپنا منہ ملا کرتے تھے - نانا جان - آج تمہارے اہلبیت بدین خواری
و زاری غربت کی مصیبت مین گرفتار ہین اور یہ تمہارا جگر گوشہ صحراے لق و دق مین خاک پر پڑا ہے
غرضکہ جناب زینب نے ایسے ایسے بین جگر خراش کئے کہ دوست دشمن سب رو پڑے -

روایت ہے کہ خولی سر امام حسین کو لیکر کوفہ گیا تھا۔ اوسکا مکان کوفہ سے ایک فرسخ ادہر تھا وہ اپنے گہر ٹہیر گیا۔ خولی کی بیوی انصار مین سے تہی اور اہلبیت پر دل وجان سے قربان تہی خولی نے اوسکے ڈر سے جناب امام کے سر کو تنور مین چہپا دیا اور بیوی کے پاس جا بیٹہا۔ اوسنے پوچہا کہ اتنے دن کہان رہے۔ خولی نے جوابدیا کہ ایک شخص یزید سے باغی ہوگیا تہا اوسکی سرکوبی مین مشغول تہا۔ بیوی یہ سنکر خاموش ہورہی اور بات گئی آئی ہوئی۔ سارا گہر کیا بی کے سورہا۔ اوس نیکبخت کو تہجد کی نماز کی عادت تہی رات کو اوٹہی اور مکان کے اوس قطعہ مین پہونچی جسمین تنور تہا۔ تمام مکان منور پایا۔ معلوم ہوتا تہا کہ لاکہون شمعین اور چراغ روشن ہین۔ عورت حیران رہگئی کہ الٰہی یہ کیا ماجرا ہے اور ہکا بکا ہو کے چارون طرف دیکہنے لگی۔ خوب غور سے جو دیکہا تو سمجہہ مین آیا کہ تنور مخزن روشنی ہورہا ہے اور بہی دریائے تعجب مین غرق ہوگئی کہ مین نے تو آج اس تنور مین آگ بہی نہین ڈالی نہ کسی خادم کو حکم دیا پہر یہ کیسی روشنی ہے۔ اسی حیرت مین دیکہتی کیا ہے کہ وہ نور تنور مین سے نکل نکل کے آسمان کو جارہا ہے اور بہی زیادہ پریشانی ہوئی کہ یکایک چار عورتین آسمان سے اوتر کے تنور پر آکہڑی ہوئین۔ ایک نے جہک کر اوسمین سے ایک سر نکالا۔ اوسے خوب پیار کیا۔ اپنے سینہ پر رکہکے رونے لگی اور کہتی تہی کہ اے میرے مظلوم بیٹے۔ اے میرے بیکس و بے بس۔ قیامت کے دن خدا میری داد تیرے قاتلون سے دلوائے جب تک میری داد نہ ملیگی عرش کا پایہ اپنے ہاتہہ سے نہ چہوڑونگی۔ اتنا کہا اور رونے اور فریاد وفغان کرنے لگی۔ اون تینون بی بیون نے بہی اوسکا ساتہہ دیا۔ پہر اوس سر کو تنور مین رکہکے چارون غائب ہوگئین۔ زن انصاریہ نے یہ ماجرا دیکہکے اور بہی زیادہ تعجب کیا کہ سر اس تنور مین کہان سے آیا۔ آخر تنور کے کنارہ پہونچی اور جہانک کے دیکہا۔ چونکہ جناب امام حسین کو بیسیون بار دیکہہ چکی تہی اور خوب پہچانتی تہی سر کو دیکہتے ہی ایک نعرہ مارا اور ماہی بے آب کی طرح تڑپنے لگی

زمین پر گر پڑی اور بیہوش ہوگئی اوسی غش کے عالم مین ہاتف غیبی کی آواز کان مین آئی کہ اے عورت۔ تیرے بخت کا ستارہ اوج اقبال پر جا پہونچا۔ اوٹھہ بیٹھہ۔ تو اپنے شوہر کے گناہ مین ہرگز ماخوذ نہوگی۔ عورت نے جوابدیا کہ مین ہرگز نہ اوٹھونگی جب تک مجھے یہ نہ معلوم ہوجائیگا کہ یہ چارون عورتین جو اس تنور پر آئی تہین کون تہین۔ آواز آئی کہ وہ عورت جس نے سر کو پیار کیا اور اوسے سینہ سے لگایا اس مظلوم کی فلک ستائی ماں فاطمہ زہرا تہی۔ دوسری اوسکی ماں خدیجۃ الکبریٰ اس مظلوم شہید کی نانی تہی۔ تیسری مریم عیسیٰ علیہ السلام کی ماں۔ چوتہی آسیہ زن فرعون تہی۔ یہ سنکے انصاریہ ہوش مین آئی اور اپنے گہر مین کسیکو نہ دیکہا۔ پروانہ وار دوڑی ہوئی تنور پر پہونچی اور سر کو نہایت ادب و تعظیم سے نکالکے بوسہ دیا اور مشک و گلاب سے خاک و خون دہویا۔ غالیہ وکافور اوسپر ملا۔ شاہزادہ کے گیسوئے مبارک مین شانہ کیا اور ایک پاک وصاف مقام مین رکہکے اپنے شوہر کے پاس پہونچی اور جاتے ہی ایک دوہتڑ مارا۔ وہ ہڑبڑا کے جاگ اوٹھا۔ عورت نے کہا۔ اے کمبخت ناشدنی۔ تونے یہ کسکا سر لاکے میرے گہر مین چہپایا ہے۔ اے ملعون دون اور اے مطعون زبون۔ کیا صاحب سر فرزند رسول نہ تہا۔ تونے زمین وآسمان سے شور فریاد و فغان کا بلند کرادیا ہے۔ افواج ملائکہ اس سر کی زیارت کو آتی ہین اور گریہ وزاری کرکے تجہپر لعنت کرتی ہین۔ مین تجہ سے بیزار ہوگئی تیرا منہ نہ اس جہان مین دیکہونگی نہ اوس جہان مین۔ یہ کہکے چادر اپنے سر پر ڈالی اور روتی پیٹتی جنگل کی راہ لی۔ خولی نے پکارا۔ اے عورت کیون بیوقوف ہوئی ہے اپنے ان ننہے ننہے بچون کو یتیم کئے جاتی ہے۔ اوس نیک نہاد نے مڑکے اتنا تو جوابدیا کہ اے لعین تجہے فرزندان رسول کو یتیم کرتے وقت یہ خوف نہ آیا کہ کہین تیرے بچے بہی یتیم نہ ہوجائین۔ پہر اوس نیک بخت کا حال کسی کو نہ معلوم ہوا کہ کیا ہوئی اور کدہر گئی۔

جب صبح ہوئی خولی نے سر امام ایک طبق مین رکہا اور ابن زیاد کے پاس لے پہونچا اوس

یحییانے وہ چھڑی جو اوسکے ہاتھ مین تھی شاہزادہ کونین کے دانتون پر ماری زید بن ارقم صحابی سے جو اوسوقت وہان موجود تھے نرہا گیا واویلا کرکے فرمایا اے ابن مرجانہ خبردار۔ ایسی بے ادبی نہ کر۔ بخداے کعبہ۔ مین شمار نہین بتا سکتا کہ رسول اللہ نے کتنی بار ان لب و دندان پر میرے سامنے بوسہ دیا ہے۔ یہ کہکر جناب زید زار و قطار رونے لگے اونہین دیکھکر تمام مجلس مین کہرام پڑ گیا۔

یہ دیکھکے ابن زیاد آپے سے باہر ہوگیا اور بولا کہ اے زید۔ اگر تم مسن نہ ہوتے تو اسی وقت تمہارا سر اوڑوا دیتا۔ حضرت زید اوٹھہ کھڑے ہوئے اور حاضرین دربار کی طرف مخاطب ہو کے فرمایا "اے معشر عرب۔ خدا تم سے سمجھے کہ تم نے ابن فاطمہ کو بھوکا پیاسا مارا اور ابن مرجانہ کو اپنا امیر بنایا۔" یہ فرما کے جناب زید دار الامارہ سے باہر نکل آئے۔ ابن زیاد نے حکم دیا کہ اس سر کو لشکر مین واپس لیجاؤ۔ جب مین پھر منگواؤن تو دیگر شہداے کربلا کے سرون کے ساتھہ نیزون پر رکھکے اس سر کو بھی شہر مین لانا۔

روایت ہے کہ جب ابن سعد شہدا کے سرون کو لیکر اور اونکے جسمون کو کربلا مین چھوڑ کے چلدیا۔ تو بنی طے یعنی اہل غاضرہ (غاضریہ) وہان آئے اور دو روز کے بعد اونہون نے بے سر لاشون کو دفن کیا۔ اونکو وہان کوئی نہین دکہائی دیتا تھا مگر چارون طرف سے نوحہ اور گریہ وزاری کی آواز سنتے تھے وہ بلاشک و شبہ جنات کا ماتم تھا۔ شواہد مین ہے کہ ایک ثقہ نے قبیلہ طے کے ایک آدمی سے پوچھا۔ کیا تمنے جنات کو امام حسین پر نوحہ کرتے سنا ہے۔ اوسنے جوابدیا۔ ہان۔ ہان۔ ہمارے قبیلہ مین کوئی آزاد اور بندہ ایسا نہین ہے جس نے اونکا نوحہ کان دیکے نہ سنا ہو۔

ابن سعد جب کوفہ کے نزدیک پہونچا اور کوفہ اوس سے ایک فرسخ رہگیا تو امام کا سر اوسکے پاس لیگئے۔ اوسنے اوسے اور سب شہدا کے سرون کو نیزون پر رکھوا کے کوفہ کا رخ کیا۔

جب ابن زیاد کو خبر ہوئی تو اوسنے تمام شہر مین منادی کرا دی کہ کوئی کوئی مسلح ہوکے شہر سے باہر اونکے دیکھنے کو نہ نکلے - دس ہزار سوار سب دکانون - گلی کوچون - ہر مکان اور گُل پر متعین کردئے کہ کہین غدر یا فتنہ وفساد نہ ہونے پائے اسپر بھی لوگ شہر سے باہر نکل آئے - جسکی نظر سرون پر پڑتی تھی اور پس ماندون کو اونٹون پر تشہیر ہوتے دیکھتا تھا سر پیٹ لیتا تھا اور بے اختیار گریہ وزاری کرتا تھا - شہر والون کا یہ حال زار دیکھکے بعضے لشکریون کو بھی تاب نہ رہی اور اپنے کئے پر پشیمان ہوکے پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے - حضرت سید الساجدین جناب امام زین العابدین نے جو لشکر مخالفت کا یہ حال دیکھا تو بآواز بلند فرمایا کہ جب لشکر یزید میرے پدر و برادر اور رشتہ دارون پر فریاد و بکا کرتا ہے تو معلوم نہین کہ اونکو قتل کسنے کیا ہے - یہ سُنتا تھا کہ لوگ اور بھی زیادہ سر دُھننے لگے اور اہلبیت کے اونٹون کو گھیر لیا - جناب زینب نے فرمایا - اے اہل کوفہ - اے بانیان مکر وحیل وائے سر چشمہاے دروغ و دغل - بخدا تم نے فاطمہ وعلی کے گھر کو بے چراغ کردیا اب تمہارے نبی کے مزار پر کوئی روشنی کرنے والا نہ رہا تم ہی جھوٹے وعدے کرکرکے اور دنما کے خط بھیج بھیج کے آل رسول کی تباہی کے باعث ہوئے - تم ہی نے میرے بھائی کو اکیلا کرکے بیرحمی سے قتل کرایا - اب کیون دریاے اشک بہاتے ہو اور جناب رسالتماب کی روح مقدس سے نہین شرماتے - کوفیون مین ایک بڈھا تھا خواجگان شہر مین سے - وہ سب سے زیادہ روتا تھا یہانتک کہ آنسوؤن کا مینہ اوسکی ڈاڑھی سے برابر برستا تھا - حضرت زینب کی باتین سُنکے کہتا جاتا تھا کہ اے دختر خاتون قیامت - آپ سچ فرماتی ہین - آپکے بزرگ ہمارے بزرگون سے بہتر - آپکے گھرانیکے جوان ہمارے جوانون سے شریف تر - آپکے یہان کی خواتین سب خاتونون سے پاکیزہ تر ہین - یہ جانگداز حادثہ جو واقع ہوا قیامت تک کوفیون کی بدعہدی اور بدنامی کا باعث ہوگا -

روایت ہے کہ جب کسی کی نظر سر مبارک امام پر پڑتی تہی وہ ہیبت وسطوت سے بیہوش ہوجاتا تھا حضور کا سر اور سرون مین ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے ستارون مین چاند چمکتا ہے۔

جب شہداے کربلا کے سر ابن زیاد کے پاس پہونچے تو اوسنے دوبارہ امام حسین کے سر کو اوٹھالیا اور منہ اور بالون کو دیکہنے لگا۔ ہاتھون مین اوسکے رعشہ آگیا اور ایسی ہیبت چہائی کہ وہ اچھی طرح دیکھ نہ سکا ڈر کے مارے سر کو زانو پر رکھ لیا۔ چہرہ کے نور سے چودہوین رات کا چاند ماند تھا اور گیسوے مشکین کی خوشبو سے مشام جان معطر ہوتا تھا فوراً ایک قطرہ خون سر سے اوسکی ران پر گراکہ کپڑون سے گذر کے ران کو چہیدتا ہوا زمین پر غائب ہوگیا اور زخم اوسکا ران مین باقی رہگیا۔ سینکڑون علاج کئے مگر اچھا نہوا۔ ہوتے ہوتے اوس سے نہایت ناگوار بدبو آنے لگی جو دنیا کی کسی خوشبو سے نہ چہپ سکتی تہی آخر کار جب وہ مارا گیا تو ابراہیم اشتر نے اوسکی لاش کو مقتولان جنگ کے ڈہیر مین اوسی بدبو سے شناخت کیا۔ سر دربار حضرت زینب اور جناب زین العابدین نے اوسے بہت لعنت ملامت کی۔ ابن زیاد نے گہبرا کے اپنے ملازمون سے کہا کہ ان لوگون کو میرے سامنے سے لیجا کے جامع مسجد کے پاس فلان مکان مین رکہو۔ لوگون نے اس مصیبت زدہ قافلہ کو اوسی مکان مین جا اوتارا کوئی کوفی ابن زیاد کے خوف سے اونکے پاس اوس مکان مین نہ جاتا تھا۔

چند روز مین ابن زیاد نے سامان سفر درست کر کے زحر بن قیس۔ محصن بن ثعلبہ اور شمر بن ذی الجوشن کو پانچ ہزار سوار کے ساتھ قافلہ اہلبیت کے ہمراہ ملک شام کو روانہ کیا۔ اثناے راہ مین جہان یہ لوگ قیام کرتے تھے نئی نئی کرامتین ظاہر ہوتی تہین جنکے بیان کے لئے ایک مستقل کتاب کی ضرورت ہے۔ مشتے نمونہ از خروارے چند کا ذکر اختصاراً کیا جاتا ہے۔

جب یہ لوگ حران کے قریب پہونچے تو ایک یہودی یحیٰی حرانی نام اس لشکر کے استقبال

کے لیئے بستی سے باہر نکلا اور شہدا کے سرون کو دیکھنے لگا۔ ناگاہ اوسکی نظر جناب امام کے سر مبارک پر پڑی۔ دیکھتا کیا ہے کہ لبہاے اقدس جنبش مین ہین۔ تعجب سے پاس گیا تو سنا کہ یہ آواز آتی ہے وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون۔ یحیٰی حیران ہوا اور پوچھا کہ یہ کسکا سر ہے۔ معلوم ہوا کہ حسین ابن علی کا۔ اوسنے کہا کہ صاحب سر کی مان کا کیا نام ہے۔ لوگون نے جوابدیا۔ فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ یحیٰی اوسیوقت کلمہ شہادت پڑھکر مسلمان ہوگیا اور بولا کہ اگر اسکے نانا کا دین حق نہوتا تو یہ کرامت اس سر سے ظاہر نہوتی۔ فوراً عمامہ مصری کپڑے کا جو سر سے باندہے ہوے تھا اوتار کے ٹکڑے ٹکڑے کرڈالا اور خاتونان اہلبیت کے نذر کیا۔ جامۂ خز جو پہنے تھا حضرت امام زین العابدین کے سامنے پیش کیا اور ہزار درم دیکے التماس کی حضور جسطرح سے چاہین انہین صرف مین لائین۔ یہ حال دیکھکے لشکریون نے غل مچایا کہ تو والی شام کے دشمنون کی خاطر کرتا ہے مورد عتاب ہوگا۔ یہان سے دور ہوجا۔ یحیٰی ذوق محبت مین ایسا سرشار تھا کہ فوراً تلوار نیام سے باہر نکال لی اور اونپر حملہ آور ہوا۔ پانچ ملعونون کو جہنم رسید کرکے خود بھی شہید ہوا۔ مزار اوسکا آج تک حران کے دروازہ پر مرجع خاص وعام ہے اور جو دعا وہان کی جاتی ہے مستجاب ہوتی ہے۔

جب یہ لشکر منحوس شہر موصل کے پاس پہونچا تو اشقیا نے وہان کے حاکم امیر عماد الدولہ کے پاس اطلاع کرادی کہ ہم حسین کے اور اونکے بیٹون۔ بھائیون۔ اقربا اور دوستون کے سر اور اونکے اہلبیت کو لائے ہین تم تزک واحتشام کے ساتھہ ہمارا استقبال کرو۔ شہر کو آراستہ وپیراستہ کرکے آئینہ بندی کراؤ اور زر وجواہر ہمپر سے نثار کرتے ہوئے ہمین شہر مین لیچلو۔ عماد الدولہ نے یہ سنکر دانتون مین اونگلی دبلی اور شہر والون کو جمع کرکے کہا کہ بھائیو۔ سنگ آمد وسخت آمد۔ ان نابکارون کو شہر مین بلا کے خاطر کرنا اور انکی منحوس صورتون کو دیکھنا بدنامی کی بات ہے اگر تم

سبکی صلاح ہو تو مین اون سے یہ کہلا بہیجون کہ تمہارے شہر مین آنے سے مجھے احتمال فساد ہے جسکا انتظام میرے بوتے کا روگ نہین بہتر ہے کہ تم باہر فلان مقام پر ٹہیرو ہم سامان دعوت تمہین بہیجدینگے - تمام اہالیان شہر نے اپنے لائق حاکم کی بات کو پسند کیا - اون کمبختون کے لئے رسد وہین بہیجدی گئی - وہ شہر سے ایک فرسنخ کے فاصلہ پر شب باش ہوئے - رات کو سر مبارک ایک پتھر پر رکہدیا بعد ازان ہر سال عاشورہ کے دن اوس پتھر سے خون تازہ ظاہر ہو جاتا تھا - لوگ اطراف و جوانب سے اوسکی زیارت کو آتے تہے - عبدالملک ابن مروان نے اپنی عہد حکومت مین اوس پتھر کو اوٹہوادیا پہر کسیکو اوسکا پتا نہ چلا مگر وہان کے باشندون نے اوس جگہہ ایک گنبد بنوادیا جسکا نام ابہی تک مشہد نقطہ مشہور ہے -

موصل سے چلکر یہ قافلہ نصیبین مین پہونچا - وہان کے امیر منص (مونس) ابن الیاس نے اونکی خاطر سے شہر کو آراستہ کیا - قدرت الٰہی سے اوسپر ایسی بجلی گری کہ پہر کوئی شہر والا ڈر کے مارے ان ناپاک لوگون کے گرد بہی نہ پہٹکا -

امام اسمعیل نے ابوالخنوق سے روایت کی ہے کہ ہر شب پچاس آدمی سرون کی حفاظت کے لئے مقرر کئے جاتے تھے اور وہ تمام رات جاگتے رہتے تھے - ابوالخنوق کہتا ہے کہ ایک رات مجہے بہی شمر ذی الجوشن نے زبردستی اونہین پچاس آدمیون مین کر دیا - باوجود ممانعت کے سب ایسے سو گئے جیسے سانپ سونگہہ جاتا ہے - مجہے نیند نہ آئی مین جاگتا رہا - تہوڑی دیر کے بعد دیکہتا کیا ہون کہ ایک آدمی بلند بالا - گندم گون - نورانی صورت - سفید کپڑے پہنے آیا اور صندوق سے جناب امام کا سر نکالا چونکہ مین چوکیدارون مین تھا اسلئے جہپٹا کہ سر کو چہین لون - ناگہان کسی نے ڈانٹ بتائی کہ او گستاخ - آگے نہ بڑہیو - یہ حضرت آدم علیہ السلام ہین - فرزند حبیب خدا کے ماتم کے لئے تشریف لائے ہین - اتنے مین دوسری آواز کانون

آئی کہ اب جناب نوح علیہ السلام رونق افروز ہوئے۔ پھر حضرات ابراہیم و اسمٰعیل و اسحٰق علیہم السلام نے قدم رنجہ فرمایا اونکے بعد حضرت سید الانبیا نے معہ جناب علی مرتضٰی و امام حسن و جعفر طیار کے نزول اجلال فرمایا۔ سب انبیا تعظیم کے لئے سروقد اوٹھہ کھڑے ہوئے۔ ایک کرسی نور کی آئی اوسپر حضور بیٹھے اور سب انبیا چارون طرف کھڑے ہو گئے۔ اب ایک فرشتہ ایک ہاتھہ مین ننگی تلوار اور دوسرے مین عمود آتشین لئے آیا اور آتے ہی میرا ہاتھہ پکڑ لیا۔ مین نے واویلا کرنی شروع کی کہ یا رسول رؤف و رحیم۔ مین اہلبیت کا دوست ہون مجھے زبردستی اشقیا نے پکڑ کے اپنے ساتھہ لیلیا ہے۔ فرشتہ نے میرے منہ پر طمانچہ مارا کہ میرا منہ سیاہ ہو گیا۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ اسے چھوڑ دو یہی سزا اسکے لئے کافی ہو جائیگی۔ فرشتہ نے مجھے چھوڑ دیا۔ مین بیہوش ہو کے گر پڑا۔ صبح ہوتے مجھے ہوش آیا۔ دیکھتا کیا ہون کہ نگہبانون مین سے کوئی بھی نہین ہے مگر انچاس ڈھیر راکھہ کے صندوق کے گرد پڑے ہین اور سر مبارک امام حسین اوسمین رکھا ہے۔

راوی کہتا ہے کہ جب صبح کو شمر نے ابوالخنوق کو بلا کے یہ حال سنا تو وہ یہ سب ماجرا بیان کر کے زمین پر گر پڑا اور مر گیا۔ تحقیق سے معلوم ہوا کہ پتہ اوسکا پھٹ گیا ہے۔ تمام لشکر مین ہلچل پڑ گئی اور بہت آدمی ساتھہ آنے سے پشیمان ہوئے مگر اب سوائے آگے بڑھنے کے اور کوئی چارہ نہ تھا مجبوراً آگے کو کوچ کیا۔

ابوسعید دمشقی سے روایت ہے کہ مین اوسی جماعت کے ہمراہ تھا جو سر امام کو یزید کے پاس لئے جاتے تھے۔ جب یہ لوگ دمشق کے قریب پہونچے تو اون مین کسی نے یہ خبر اوڑا دی کہ مسیب بن قعقاع خزاعی نے اس ارادہ سے ایک لشکر جرار جمع کیا ہے کہ تمپر شبخون مارے اور سرہائے شہدا اور اہلبیت کو تم سے چھین لیجائے۔ یہ سنکر سرداران لشکر کے پیٹ مین پانی پڑ گیا

اور باحتیاط تمام سفر کرنے لگے۔ایک دن شام کو منزل پر پہونچے۔اوس جگہہ ایک مستحکم دیر تھا سبکی یہ راے ہوئی کہ رات کی رات اسی دیر مین بسر کر و صبح ہوتے ہی اپنی راہ لینگے اگر کوئی حملہ کریگا تو یہ مضبوط قلعہ ہے کچھہ نہو سکیگا۔پس شمر نے فصیل کے نیچے کھڑے ہو کے آواز دی دیر کے بڈہے سردار نے اوپر آکے دیکھا کہ ایک لشکر عظیم گرداگرد دیر کی فصیل کے کھڑا ہے۔ پوچھا کہ یہ لشکر کہان سے آیا ہے اور تم کون ہو۔شمر نے جوابدیا کہ یہ ابن زیاد کا لشکر ہے اور کوفہ سے دمشق جاتا ہے۔بڈہا بولا کیون۔شمر نے کھا کہ عراق مین ایک شخص یزید سے باغی ہو گیا تھا۔ اوسے اور اوسکے ساتھیون کو قتل کر کے مقتولون کے سر یزید کے پاس لئے جاتے ہین۔سردار دیر نے سرون کو نیزون پر دیکھا اور دریافت کیا کہ انکے سردار کا سر کدہر ہے۔لوگون نے جناب امام ہمام کا سر اوسے دکھلادیا۔بڈہے نے نظر غور سے دیکھا تو ہیبت طاری ہو گئی اور کانپنے لگا پوچھا۔اب تم یہان کس غرض سے آے ہو۔شمر نے جوابدیا۔ہمین خبر ملی ہے کہ مقتولون کے حمایتیون نے ایک لشکر جرار جمع کیا ہے اور ارادہ ہے کہ رات کو ہمپر شبخون مار کے سرون کو لیجائین۔تمہارا دیر ایک محفوظ مقام ہے رات بہر ہمین یہان رہنے دو صبح چلے جائینگے۔سردار نے جوابدیا کہ اتنے بڑے لشکر کی اسمین سمائی کہان۔البتہ سرون کو اور اسیرون کو ہمارے ہان بہیجدو اور تم لوگ رات بہر دیر کے گرد چوکسی کرتے رہو صبح چلدینا۔اس صورت مین اگر آج رات مین تم پر کسی نے حملہ بہی کیا تو جب سر اور قیدی تمہارے پاس نہونگے تو وہ بے نیل مرام واپس ہوگا۔خاطر جمع رکھو کہ آج تک کسیکی دسترس ہمارے دیر پر نہین ہو سکی ہے۔یہ بات سبکی سمجھہ مین آگئی۔شمر نے سر امام کو ایک مضبوط صندوق مین مقفل کر کے معہ اور شہدا کے سرون اور اہلبیت کے وہان جانیکو تیار کر دیا۔اب جس سے کہتے ہین کہ تم رات کو انکے ساتھہ وہان رہنا وہی کانون پر ہاتھہ دہرتا ہے کیونکہ سب ابوالخنوق کے واقعہ سے ڈر گئے تھے۔آخر یہ قرار پایا

کہ صندوق وغیرہ کو کسی مضبوط مکان مین مقفل کر کے چلے آؤ صبح دیکھا جائیگا - ایسا ہی کیا گیا -
پیر دیر نے امام زین العابدین کو نہایت اچھے مکان مین رکھا - چاہتا تھا کہ سر امام حسین کو
پاس سے دیکھون ناگاہ اوس گھر کی طرف جو نظر کی جسمین کہ سر شہداء رکھے تھے تو اوسے بے چراغ
روشن اور بے شمع منور پایا - متحیر ہوا کہ الٰہی یہ کیا ماجرا ہے - اسے تحقیق کرنا چاہیئے - اوسکے
پاس ایک دوسرا گھر تھا جسکی ایک کھڑکی سے تمام حال اوسکے اندر کا بخوبی معلوم ہو سکتا تھا - یہ
اوس کھڑکی مین جا بیٹھا - کیا دیکھتا ہے کہ وہ روشنی ساعت بساعت زیادہ ہوتی جاتی ہے
اور چکاچوندہ سے آنکھ نہین سامنے کی جاتی - القصّہ غلبۂ نورانیت کے بعد ایک عماری
نازل ہوئی اور جناب حوا علیہا السلام اور حضرت سارہ مادر اسحٰق و ہاجرہ مادر اسمٰعیل و راحیل مادر
یوسف و صفورا بنت شعیب و کلثوم خواہر موسیٰ و آسیہ زن فرعون و مریم مادر عیسیٰ بہت سی کنیزون
کے ساتھ تشریف لائین - حضرت خدیجۃ الکبریٰ اور بعض ازواج مطہرات آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم و علی جمیع الانبیا والمرسلین آئین اور سر امام کو صندوق سے نکالکے ہر ایک نے زیارت کی - اب
یکایک شور واویلا اور وامصیبتا کا بلند ہوا اور نالہ و زاری کی آواز سے چارون طرف ایک شور
عظیم برپا ہو گیا اور ایک نورانی عماری نمودار ہوئی - کسی نے بڈہے کو للکارا کہ یہان سے ہٹ جا
خاتونِ قیامت تشریف فرما ہوتی ہین - مرد پیر بیہوش ہوکے گر پڑا جب ہوش مین آیا تو کیا دیکھتا
ہے کہ ایک پردہ حجاب کا اوسکے پیش نظر ہے اور کوئی دکھائی نہین دیتا البتہ آوازین کان مین
آتی ہین اور گریہ و زاری سنائی دیتی ہے اور کوئی عورت سر و سینہ کوٹکے یہ بین کرتی ہے -
السلام علیک اے مظلوم مادر - وا اے شہید مسموم مادر - وا اے غریب مغموم مادر - اے میرے
نور دیدہ - ہاے میرے فرزند پسندیدہ - غم نہ کہا مین تیرے دشمنون سے خاطر خواہ بدلا لونگی -
روایت ہے کہ حضرت فاطمہ نے اوس دن مرثیہ کے طور پر چند اشعار بھی فرمائے تھے جنکا فارسی

ترجمہ ہدیہ ناظرین کیا جاتا ہے۔

| | |
|---|---|
| گریہ نسبت ابر نیسان ہمچو من بگریستے | چشم پروین بر سحاب قطرہ زن بگریستے |
| کاشکے صد دیدہ بودے مردم چشم مرا | تا بصد دیدہ بران فخر زمن بگریستے |
| رشتۂ موئے حسین آغشتہ شد در خاک و خون | چشم شب کو تا بران مشکین رسن بگریستے |
| یوسف مصر نبی را جامہ پر خون شد کجاست | دیدۂ یعقوب تا بر پیرہن بگریستے |
| کوہ را گر گوش بودے تا شنیدے نالہ اش | با ہمہ سنگین دلی کوہ از حزن بگریستے |
| طفل خرد شہر بانو تشنہ لب شد آب کو | تا بران لب تشنہ شیرین دہن بگریستے |

پیر ترسا یہ ماجرا دیکھکے بیہوش ہو گیا جب ہوش مین آیا تو کچھہ بہی نہ تھا۔ اوٹھا اور اوس جگہہ گیا جہان جناب امام کا سر صندوق مین رکھا تھا۔ اوسکا تالا توڑ ڈالا اور سر مبارک باہر نکالکے اوسکے آگے زمین پر لوٹنے لگا اور حد سے زیادہ رویا پیٹا۔ پہر اوسے مشک و گلاب سے دہوکے سجادہ پر رکہا دو شمعین جلا کے اوسکے سامنے رکہدین اور دو زانو ہو کر دور ادب سے جا بیٹھا سر کی طرف دیکہتا تھا اور بکمال گریہ و زاری کہتا تھا کہ اے سر سروران عالم و اے بہترین بنی آدم مین جانتا ہون کہ تو اوس جماعت سے ہے جنکا وصف توریت موسیٰ اور انجیل عیسیٰ مین مذکور ہے۔ اوس خدا کیواسطے جس نے تجہے یہ جاہ و منزلت دی ہے کہ محرمان سرادقات عصمت تیری زیارت کو آتی ہین اور خاتونان سرا پردۂ نبوت تیرے لئے آہ و زاری کرتی ہین۔ مجہے بتادے کہ تو کون ہے۔ اوسی وقت فرمان رب ذی الجلال سے امام ہمام کے سر نے جوابدیا انا مظلومٌ انا مہمومٌ انا مقتولٌ انا غریبٌ یعنی ستم رسیدہ و غمدیدہ و محنت کشیدہ ہون اور قتیل تیغ دشمنان اور خانمان آوارہ ہون۔ یہ سنکر بڈہے نے عرض کی کہ حضور ابہی مین نہین سمجہا کچھہ اور ارشاد ہو۔ سر امام نے فرمایا۔ اے شخص میرا حسب و نسب دریافت کرنا چاہتا ہے یا میرا سوز تشنگی

و تعب سنیگا۔ اگر نسب سے غرض ہے تو سُنلے انا ابن النبی المصطفےٰ انا ابن الولی المرتضیٰ مین پسر پیغامبر برگزیدہ ہون مین پسر ولی پسندیدہ ہون۔

| | |
|---|---|
| من نورِ دو چشم مصطفےٰ ام | فرزندِ علیِ مرتضےٰ ام ٭ |
| سر دفترِ خاندانِ خویشم ٭ | برگزیدۂ حضرتِ خدا ام ٭ |
| نے نے کہ غریب و مستمندم | مظلوم و شہید کربلا ام ٭ |

پیر دیرانی مے یہ اندوہناک حال سُنکے فوراً اپنے مریدون کو بلایا جو شمار مین بہتر تھے اور من وعن سب حال اونہین کہہ سنایا۔ سبہون نے اپنے کپڑے چاک کر ڈالے۔ روتے ہوئے جناب امام زین العابدین کی خدمت مین حاضر ہوئے اور زنار توڑ توڑ کے کلمہ شہادت پڑھکر مسلمان ہو گئے۔ سبھون نے بالاتفاق عرض کی کہ اے ابن رسول اللہ آپ ہمین حکم دین تو ہم سب باہر نکلکے ان ملعونون پر شبخون مارین۔ ہمارے دلون کے بخار تو نکلجائینگے ہم مارینگے اور مر جائینگے۔ جناب امام زین العابدین نے فرمایا جزاکم اللہ خیرا۔ بھائیو۔ یہ شقی دمبدم اپنے کیئے کی سزا پا رہے ہین اور آگے بھی پائینگے۔ خداوند تعالےٰ عزاسمہ قیامت مین بھی اون سے انتقام لیگا۔ تم تکلیف نہ کرو جانے دو۔

جب صبح ہوئی تو سرون اور اہلبیت کو دیر سے باہر نکالکے اپنی راہ لی اور منازل و مراحل طے کرتے ہوئے شہر عسقلان تک پہونچے۔ وہان کا حاکم یعقوب عسقلانی امراے شام مین سے تھا۔ معرکہ کربلا مین یزیدیون کے ساتھ امام حسین سے لڑا تھا اور کوفہ سے اسی لشکر کے ساتھ یہانتک پہونچا تھا اوسنے اپنے شہر مین آتے ہی حکم دیدیا کہ سارے شہر مین آئینہ بندی کرو۔ ہر گلی کوچہ آراستہ ہو۔ جابجا چوراہون اور بالاخانون پر ناچ گانے کی محفلین برپا کی جائین۔ شراب و کباب اوڑاے جائین اور عیش و نشاط کے جلسے قائم ہون افسوس

صد افسوس اونہین گلیوں مین شہدا کے سر اور اہلبیت کو چارون طرف گلی گلی پھرانے لگے۔ اتفاقاً ایک نوجوان زریر خزاعی نام اوسیدن سوداگری کے ارادہ سے شہر مین وارد ہوا تہا۔ اوسنے تمام شہر مین مبارک و سلامت اور خوشی و خرمی کی دہوم جو دیکھی تو پوچہا کہ اس مسرت و فرحت کا باعث کیا ہے۔ لوگ یہ سنکے حیران ہوئے اور کہنے لگے۔ معلوم ہوتا ہے کہ تم یہان کے رہنے والے نہین ہو۔ زریر بولا مین آج ہی یہان آیا ہون۔ شہریون نے جوابدیا کہ عراق مین ایک گروہ نے یزید کی مخالفت مین علم بغاوت بلند کیا تھا۔ امرا ے شام و کبرا ے کوفہ نے اونہین اپنے کئے کو پہونچایا اور قتل کیا۔ دیکہو اون باغیون کے سر نیزون پر ہین اور اونکی مستورات اونٹون پر تمام شہر مین تشہیر کی جاتی ہین۔ اس فتح کی خوشی آج ہو رہی ہے۔ زریر نے سوال کیا کہ یہ لوگ مسلمان ہین یا مشرک۔ لوگون نے جوابدیا کہ ہین تو مسلمان مگر امام زمان کی اطاعت سے گردن کشی کی تہی زریر بولا آخر اس بغاوت کی کوئی وجہ بہی تہی۔ شہر والون نے کہا وجہ یہ تہی کہ ان لوگون کا سردار دعوی کرتا تھا کہ بمقابلہ یزید کے مین امامت کا زیادہ مستحق ہون کیونکہ میرے باپ اور بہائی بہی امام تھے۔ اس بات سے زریر کے کان کھڑے ہوئے اور پوچہنے لگا کہ اونکے سردار کا اور اوسکے ماں باپ اور بہائی کا نام کیا تھا۔ لوگون نے جوابدیا کہ سردار انکا حسین ابن علی ابن ابی طالب تھا۔ اوسکی ماں کا نام فاطمہ زہرا بنت محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم اور بہائی اوسکا حسن ہے جس نے یزید کے باپ سے صلح کر لی تہی۔ زریر نے یہ باتین سنین اور نعرہ آہ کا مارا پہر دوڑا ہوا اہلبیت کے اونٹون کے پاس چلا گیا۔ جون ہی اوسکی نظر امام زین العابدین پر پڑی ڈاڑہین مارکے رونے لگا۔ شاہزادۂ عالم نے فرمایا اے جوان۔ آج تمام شہر مین بزم طرب آراستہ ہے لیکن تو کیون مغموم ہے۔ زریر نے عرض کی۔ حضور مین اس شہر مین آج ہی مسافرانہ وارد ہون۔ خدا نکرے کہ مین ان بدبختون مین سے ہون۔ مین حضور کی قدر و منزلت جانتا ہون اور نادم و خجل

ہون کہ آج یہان کیون آن پہنسا جو یہ اندوہناک ماجرا دیکہا اگر آج اپنے قبیلہ مین ہوتا تو ان ملعونون کو گستاخیون کا پورا پورا مزا چکہا دیتا۔

| | |
|---|---|
| چہ کنم چہ چارہ سازم کہ اسیر و دردمندم | بکجا روم چہ گویم کہ غریب و مستمندم ✢ |
| سر گریہ دارم اکنون لب خندہ گشت بستہ | بہ ز ارغم بگریم بچہ خوشدلی بخندم ✢ |

اوسکی ہمدردی سے حضرت زین العابدین بہی رونے لگے اور فرمایا۔ اے جوانمرد۔ تجہسے بوئے آشنائی آتی ہے حق جل وعلی تجہے جزائے خیر دے۔ زریر نے ہاتہہ جوڑ کے عرض کی۔ اے مخدوم زادہ والاشان میرے لائق کوئی خدمت فرمایئے تاکہ تعمیل کر کے اپنی خوش قسمتی تصور کرون شاہزادہ نے ایک آہ سرد بہر کے ارشاد کیا۔ اے بہائی۔ اگر تجہسے ہو سکے تو اوس آدمی کو جسکے پاس میرے باپ کا سر ہے اہلبیت کے اونٹون کے پاس سے ہٹا دے تاکہ نامحرمون کا ہجوم ہماری عورات سے دور ہو جائے تیرا بڑا احسان ہوگا۔ زریر نے جاکے اوس آدمی کو پچاس اشرفیان دین اور اوسے آگے بڑہا دیا اوسکے ساتہہ ہی وہ لوگ بہی دور ہو گئے جو سر کا تماشا دیکہنے کو ساتہہ لگے ہوئے تہے۔ زریر نے آکے پہر پوچہا۔ اے ابن رسول اللہ۔ کچہہ اور فرمایئے جسے بجالاؤن۔ حکم ہوا۔ اگر کچہہ کپڑا ہو تو ہماری عورتون کے لئے دیدے۔ زریر نے فی الفور دو دو جامے لاکے نذر کئے اور جناب امام زین العابدین کی خدمت مین ایک جبہ و عمامہ و عبا پیش کی۔ اسی اثنا مین زریر نے دیکہا کہ بازار مین ایک شور برپا ہوا اور شمر ذی الجوشن ایک جماعت کے ساتہہ نعرے مارتا اور خوشی مناتا ہوا گہوڑے پر آیا۔ غیرت دین اور حمیت اسلام نے زریر کے دل مین جوش مارا اور بے اختیار ہاتہہ بڑہکے شمر کے گہوڑے کی باگ تہام کر کہا۔ اے لعین بے دین اور اے شقی بدکین۔ تو جانتا ہے کہ تو نے کسکے سر کو نیزہ پر چڑہا رکہا ہے۔ اور یہ فرزندان رسول اور نور دیدۂ بتول ہین جو اس ذلت و خواری سے اونٹون پر سوار ہین۔ خدا تم

لوگون کے دونون ہاتھہ قطع کرے اور تمہاری دونون آنکھین بے نور ہوجائین۔ تم پر عقوبت
کی مار ہوا اور دل تمہارے ہمیشہ پریشان وپراگندہ رہین۔ یہ سُنکے شمر نے اپنے ملازمون کو للکارا کہ
اس بے ادب کو تیغ وخنجر سے سزا دو۔ لوگون نے زریر پر حملہ کیا اور مردمان شہر نے اینٹون اور
پتھرون سے اوس غریب کی خبر لی۔ بیچارہ سخت مجروح ہو کے گرپڑا اور بیہوش ہوگیا۔ لوگ اوسے
مردہ سمجھکے چھوڑ گئے۔ آدہی رات کو آنکھین جو کھلین تو لنگڑاتا ہوا بہزار خرابی ایک طرف چلا گیا۔

ابوالعباس نے حضرت سہل ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جب اس لشکر اور
سرون کے آمد آمد کی خبر دمشق مین پہونچی تو حکم ہوا کہ سارے شہر کو آراستہ کرو۔ مین تجارت
کے لیئے ولایت شام مین گیا ہوا تھا جب دمشق مین داخل ہوا تو یہ دہوم دہام دیکھی دلمین سوچا
کہ آج کسی عید کا دن بہی نہین ہے شاید یہان والون نے اپنے ہان کوئی نئی عید تصنیف کرلی
ہے۔ اسی حیرت مین تھا کہ ایک شخص نے مجھہ سے سلام علیک کی۔ مین نے اوس سے دریافت
کیا۔ کیون صاحب۔ آج تمہارے شہر مین یہ شادی اور دہوم کس باعث سے ہے۔ اوسنے پوچھا
کہ جناب کیا آپ اعرابی ہین۔ مین نے کہا۔ ہان۔ مین اصحاب رسول اللہ صلعم سے ہون اور میرا نام
سہل ساعدی ہے۔ یہ سنتے ہی وہ رونے لگا اور کہا کہ آج مین اس تعجب مین ہون کہ آسمان اہلبیت
کی مصیبت پر خون کیون نہین برساتا اور زمین ان لوگون کو نگل کیون نہین جاتی۔ مین نے کہا۔
خیر تو ہے یہ کیا کہتے ہو۔ اتنے مین ایک ہلڑ برپا ہوا۔ بہت سے سوار نیزون پر سر چڑہائے ہوئے
آے جنکے پیچھے کچھہ عورتین اونٹون پر سوار تھین اور سبکی آنکھون سے آنسوؤن کی جھڑی لگی
ہوئی تھی۔ اوس مرد بزرگ نے مجھسے کہا۔ دیکھو یہ سر حسین نیزہ پر دہرا ہوا ہے اور خاتونان
اہلبیت اونٹون پر ہین۔ یہ سنکے مین آپے مین نہ رہا اور شتران اہلبیت مین دوڑا ہوا چلا گیا۔
ایک نیزہ پر ایک سر تھا جسکی شکل بالکل آنحضرت صلعم سے ملتی تھی۔ اوسے دیکھتے ہی مین بھی

پھوٹ پھوٹ کے رونے لگا۔اہلبیت مین سے کسی عورت نے مجھ سے دریافت کیا کہ اسے پیر مرد تم کیون روتے ہو۔کیا خدانخواستہ تمہارے دشمنون پر بھی کوئی مصیبت پڑی ہے یہ سنکے مجھے اور بھی زیادہ رونا آیا لیکن اپنے دلکو سنبھالکے اوس سے پوچھا من انت یعنی آپ اپنا حسب نسب بیان فرمائین۔اوس فلک کی ستائی نے جوابدیا۔مین سکینہ بنت امام حسین ہون یہ سنکے میرا سینہ شق ہونے لگا اور عرض کی۔اے دختر خاتون قیامت۔مین سہل ساعدی آپکے ناناصاحب کے صحابہ مین ہون۔اگر کوئی حکم ہو تو بجالاؤن۔شاہزادی نے فرمایا۔ہان ہمپر اتنا رحم کرو کہ نیزہ دارون سے کہدو۔میرے باباکے سرکو آگے لیجائین تاکہ شامی لوگ اوسکی تماشے کو بڑہین اور ہم نظر خلق سے تھوڑی دیر کے لئے بچین۔مین سر مبارک امام حسین کے پاس پہونچا اور حامل سر سے کہا۔مین تجھے چارسو درم دونگا تو آگے بڑھجا اوسنے درم لیلئے اور آگے چلاگیا۔وہان سے مین چاہتا تھا کہ واپس ہون اور پھر دختران اہلبیت کے پاس پہونچ جاؤن مگر ممکن نہوا۔اتنی بھیڑ تھی کہ ریلے اور دھکون کے مارے زمین پر پاؤن نہ جمتے تھے۔پہلے سے مقرر ہوچکا تھا کہ سر اور قافلہ اہلبیت باب ساعات سے شہر کے اندر داخل ہونگے۔مگر ہجوم کے باعث دروازہ کے اندر گھسا ہی نہ گیا۔اسلئے وہان سے بڑھکے دروازہ تو ما سے شہر مین آئے۔راوی لکھتا ہے کہ جب اونکا گذر جامع مسجد کے آگے سے ہوا تو ایک بڈھے نے امام زین العابدین کو دیکھکے کہا۔شکر ہے خدا کا جسنے تمہارے اکابر کو ہلاک کیا۔تم لوگون کے فتنہ وفساد سے دنیا کو آزاد کردیا اور یزید تمپر مستولی ہوگیا۔جناب امام زین العابدین اوس بڈھے کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اے شخص تو نے قرآن پڑھا ہے۔اوسنے کہا ہان۔**جناب امام**۔تو نے یہ آیت دیکھی ہے قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربیٰ **بڈھا**۔ہان پڑھی ہے۔**جناب امام**۔فنحن ذوی القربیٰ یعنی پس ہم ہی تمہارے رسول کے وہ قرابت دار ہین جنکا ذکر اس آیہ کریمہ مین ہے

اور ہان اے پیر مرد تونے یہ آیت بہی دیکہی ہے انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس اھل البیت یطھرکم تطھیرا ۔

بڈہا ۔ ہان پڑہی ہے ۔ **جناب امام** ۔ ہم وہی اہلبیت ہین جنکے حق مین یہ آیت نازل ہوئی ہے یہ سنکے بڈہے نے تہوڑی دیر کے لئے سر جہکا کے غور کیا اور پہر ہاتہہ جوڑ کے التماس کی ۔ اے ابن رسول اللہ معاف فرمائیے مین نہین جانتا تہا کہ آپ ایسے لوگ ہین اور دعا کے لئے ہاتہہ اوٹہا کے بولا کہ الٰہی ان لوگون کی دشمنی سے مین نے توبہ کی ۔ مین انکے دشمنون کا دشمن ہون اور انکے دوستون سے محبت رکہتا ہون ۔ اسکے بعد گر پڑا اور امام زین العابدین کے اونٹ کے پیرون مین لوٹنے لگا روتا تہا اور کہتا تہا کہ اے خدا ۔ اگر تو نے میری دعا قبول کر لی ہے تو اسی وقت میری روح قفس عنصری سے پرواز کر جاے ۔ یہ دعا بہی اوس پیر مرد کی ملک قدیر نے قبول کر لی ۔ اہلبیت سے ایک شور واویلا کا اوٹہا اور جناب امام زین العابدین بہی اوسکے لئے بہت روے ۔

روایت ہے کہ یزید نے پہلے سے حکم دے رکہا تہا کہ میرا محل آراستہ کیا جاے پردے زربفت کے آویزان ہون ۔ ہاتہی دانت کا مرصع تخت ایک صُفہ مین بچہایا جاے اور دیباے رومی و شُشتری اوسپر ڈالدیجاے ۔ امراے شام کی کرسیان حوالی تخت مین ہون جب شمر معہ اپنے ساتہیون کے پہونچا تو حکم ہوا کہ اندر آئین اور سرون کو بہی لائین ۔ اہلبیت کو الگ صُفہ مین اوتروا دیا اور اوسکے آگے ایک پردہ ڈالدیا گیا ۔ سر لا کے تخت کے آگے رکہدئے گئے یزید ایک ایک سر کو دیکہتا تہا اور اوسکا حال پوچہتا تہا جب سب سرون کو دیکہہ چکا تو کہا کہ اب امام حسین کا سر لاؤ ۔ شمر آدمی غدار اور چالیا تہا بشیر ابن مالک سے بولا کہ تم امام کا سر یزید کے سامنے لیجاؤ ۔ رجز پڑہتے جانا اور قتل امام پر بڑا فخر کرنا اور کہنا کہ مجہے معقول انعام ملے ۔ غرض شمر کی اس چال سے یہ تہی کہ قاتلان امام کی نسبت یزید کی راے معلوم ہو جاے ۔

بشیر نے امام حسین کا سر جا کے تخت کے آگے رکہدیا اور یہ رجز شروع کی ۔

| | | |
|---|---|---|
| قتلت خیر الناس اما و ابا | انی قتلت الملک المحجبا | املاء ركابی فضۃ و ذهبا |

یعنی میرے چارپایون کو سونے چاندی سے پُر کر دے کیونکہ مین نے ایک بادشاہ عظیم الشان کو مارا ہے جو اپنے مان باپ کی طرف سے بہترین مردم تھا-

اسی طرح سے چند شعر اور جناب امام حسین کی فضیلت اور عالی خاندانی کے ثبوت مین پڑہے جنکے سنتے ہی یزید جل بھن کے کباب ہوگیا اور بولا- اگر تو حسین کو ان صفات سے موصوف سمجھتا تھا تو کیون قتل کیا مین تجھے کچھہ نہ دونگا بلکہ اُلٹا اوسکے پاس پہونچائے دیتا ہون پھر حکم دیا کہ اسے محل سے باہر لیجا کے گردن اوڑا دو- دل جلے تو وہان ہی موجود تھے اونہون نے فوراً تعمیل کر دی اور اس ہاتھہ دے اُس ہاتھہ لے کا سودا کر دکھایا- بشیر اون دس آدمیون مین سے تھا جنہون نے قتل امام حسین پر اتفاق کیا تھا- بعض مورخون نے لکھا ہے کہ یہ صورت ابن زیاد کی مجلس مین واقع ہوئی- واللہ اعلم بالصواب-

اسکے بعد یزید نے امرائے کوفہ سے پوچھا کہ تمنے حسین کو کیسے قتل کیا- زحر بن قیس و بروایتے شمر بن ذی الجوشن نے بیان کیا کہ یہ شخص معہ اپنے چند اقربا اور دوستون کے کربلا مین آیا- ہم لوگ لشکر عظیم کے ساتھہ اسکے سامنے جا پڑے اور بہت کچھہ سمجھایا کہ تم یزید سے بیعت کر لو اور ابن زیاد سے جا ملو مگر اوسنے ہماری ایک نہ مانی- ہمنے اوسپر حملہ کر دیا اور اوسے اور اوسکے ساتھیون کو مار ڈالا- سر اونکے آپکے پاس لے آئے ہین اور لاشون کو وہین پڑا چھوڑا ہے یہ سنکے یزید نے سر جھکا لیا اور بڑی دیر تک سوچتا رہا- پھر ایک طشت زرین مین جناب امام کے سر کو رکھوا کے اپنے سامنے منگوایا اور چوب دستی سے لبہائے امام کو چھو کے بولا کہ حسین کے لب و دندان بہت خوب تھے-

روایت ہے کہ ایک ترسا بطور ایلچی کے قیصر روم کے دربار سے یزید کے پاس آیا تھا-

اور بہت سے تحائف اور ہدایا بھی لایا تھا۔ اسوقت وہ بھی موجود تھا۔ سر امام کو دیکھتے ہی آبدیدہ ہوکر بولا۔ اسے یزید۔ میں آنحضرتؐ کی حیات میں سوداگری کے لئے مدینہ گیا تھا۔ چاہا کہ حضور کی خدمت میں کوئی ہدیہ پیش کردں لہذا اصحاب سے پوچھا کہ آپ کیا چیز پسند فرماتے ہیں معلوم ہوا کہ خوشبو کی طرف بہت مائل ہیں۔ میں نے دو نافہ مشک اور تھوڑا سا عنبر اشہب لیا اور روانہ ہوا۔ آپ اوسوقت جناب ام سلمہ کے ہاں تشریف فرما تھے میں نے جاکر سلام کیا اور وہ خوشبوئیں حضور میں حاضر کیں۔ ارشاد ہوا کیا ہے۔ میں نے عرض کی۔ ہدیہ محقر خدمت اقدس میں لایا ہوں۔ جناب اقدس نبوی نے فرمایا تمہارا نام کیا ہے۔ میں نے کہا عبد الشمس کہتے ہیں ارشاد ہوا کہ ہمنے تیرا نام عبد الوہاب رکھا اور اگر تو اسلام قبول کرے تو تیرا ہدیہ بھی لیلیا جائیگا۔ یہ سنکر میں نے نظر غور سے چہرہ مبارک کو دیکھا اور سمجھا کہ آپ وہی نبی ہیں جسکی خبر جناب مسیح نے انجیل میں دی ہے۔ فوراً ایمان لے آیا اور واپس چلا گیا۔ اب میں اور میرے پانچ بیٹے اور چار بیٹیاں مسلمان ہیں مگر کفار کے خوف سے روم میں اپنا مذہب پوشیدہ رکھتے ہیں حالانکہ وزیر سلطنت روم ہوں مگر کوئی میرے حال سے واقف نہیں۔ اوسدن ام سلمہ کے گھر میں نے اس صاحب سر کو اچھی طرح دیکھا تھا۔ اوس زمانہ میں یہ بہت خورد سال تھا۔ جب یہ سامنے آیا تو حضور نے اپنے دونوں ہاتھ پھیلا دیئے اور بغل میں لیکر لب و دندان کے بوسے لئے اور فرمایا۔ اے میرے نور نظر جو تجھے ناحق قتل کرے خدا اوس پر کبھی اپنی رحمت نازل نکرے۔ دوسرے دن حضور مسجد میں تھے اور میں پہونچا۔ دیکھتا کیا ہوں کہ یہ اور اسکا بڑا بھائی دونوں آئے اور بولے آج ہم دونوں کشتی لڑے کوئی کسیکو پچھاڑ نہ سکا۔ آپ ہمارا فیصلہ کردیں کہ کون ہم میں سے زیادہ قوت رکھتا ہے۔ حضور نے اپنے دونوں دلبندوں کو پیار کیا اور فرمایا۔ تمہیں کشتی لڑنا مناسب نہیں۔ جاؤ تھوڑا سا لکھہ لاؤ جسکا خط اچھا ہوگا وہی زیادہ

توی ہے - بچے تو تھے ہی دونون چلے گئے اور تھوڑی دیر مین کچھہ لکھہ لائے - حضور نبوی نے دونون کی تحریر کو ملاحظہ فرمایا اور بولے - بٹیا - تمہارے باپ اس فن کے بڑے مبصر ہین اون سے جا کے رائے لیلو - دونون چلے گئے - آنحضرت بہی اوٹھہ کھڑے ہوئے اور ہم لوگ بہی حضور کے ساتھہ باہر نکل آئے - سلمان سے میرا بڑا دوستانہ تھا مین نے اون سے دریافت کیا کہ آج رسول مقبول نے دونون لڑکون کی تحریر مین محاکمہ کیون نہین کر دیا اونہون نے جواب دیا کہ بہائی تم سمجھے نہین - اپنے دونون نواسون سے حضور کو ایسی قلبی محبت ہے جو نہین چاہتے کہ ایک کے بہی دل پر حضور کی کسی بات سے میل آئے اسلیئے اونکے جھگڑے کو اونکے والد ماجد کے سر ڈالدیا - مین نے متعجب ہو کے سلمان سے کہا کہ برائے خدا مجھے اسکی خبر لا دو کہ جناب علی مرتضی نے کیا فیصلہ کیا - سلمان نے کہا - ابکی ملاقات مین اوسکے نتیجہ کی خبر مین تمکو کر دونگا - دوسرے دن جو ملاقات ہوئی تو سلمان سے معلوم ہوا کہ جب صاحبزادے اپنے والد ماجد کے پاس گئے تو اونہون نے بہی یہی خیال کیا اور فرمادیا - بٹیا - یہ تو ذرا سی بات ہے اپنی مادر شفقہ سے جا کے پوچھہ لو - بچے اپنی مان کے پاس پہونچے - جناب فاطمہ سمجھگئین کہ نانا اور باپ نے اپنے دلبندون کی دل شکنی گوارا نہ کی اور میرے اوپر چھپّر رکھا - فرمایا کہ بٹیا مین عورت ذات خوشخطی کو کیا جانون - لیکن میرے پاس یہ سات موتی ہین انہین پہینکتی ہون جو انہین سے زیادہ موتی میرے پاس چُن لائیگا اوسیکا خط بہی اچھا ہے اور وہی بہت قوی ہے - ادہر جناب فاطمہ نے موتیون کے پہینکنے کا ارادہ کیا اودہر فرمان رب جلیل حضرت جبریل امین کو پہونچا کہ اے جبریل - جلد جاؤ اپنے پرون کے اشارہ سے ایک موتی کے برابر برابر دو دو ٹکڑے کر کے ساڑھے تین موتی حسن کی طرف کر دو - اور ساڑھے تین حسین کی طرف تاکہ دونون بچون مین کسیکا دل ملول ہونے سے میرے حبیب کو صدمہ نہو - جناب جبریل نے

آدھے موتی انکے پاس اور آدھے اونکے پاس کر دئے اور دونون صاحبزادے خوش خوش
اپنی والدہ مکرمہ کی گود مین چلے آے۔ پس اے یزید جن بچون پر محمد مصطفےٰ اور علی مرتضیٰ اور
فاطمہ زہرا اپنی جان قربان کرین اور خدا کو ایسی خاطر اون کی منظور ہو اونمین سے ایک کو تم لوگون
نے شربت الماس پلا کے اوسکے جگر کے ستر اور دو بہتر ٹکڑے کر دئے اور دوسرے کو بھوکا
پیاسا دشت کربلا مین ذبح کر ڈالا جسکے سر کو آج ذلت وخواری سے مین تیرے سامنے دھرا ہوا
دیکھتا ہون۔ اے کمبخت۔ قیامت کے دن تو کیا منہ لیکر خدا اور رسول کے سامنے جائیگا۔ یہ سنکر
تمام دربار والون نے اپنے سینہ کوٹ لیئے اور در و دیوار سے رونیکی صدا آنے لگی۔ یزید ڈرگیا
اور کہنے لگا۔ اے عبدالشمس۔ تو میرے ملک مین غدر کرانا چاہتا ہے اگر تو قیصر روم کا رسول نہ ہوتا
تو ابھی تجھکو مروا ڈالتا۔ عبدالوہاب نے جوابدیا۔ اے بے شرم۔ ظالم۔ بے انصاف۔ لعنت ہے
تجھپر کہ رسول قیصر کی تو ایسی حرمت کرتا ہے اور رسول داور کی عزت تیری نگاہ مین ذرا بھی نہین۔
یزید چلاّ اوٹھا کہ اس آدمی کو میرے سامنے سے دور کرو۔ لوگون نے عبدالوہاب کو باہر کردیا۔ اب
دن بھی ختم ہونے کو آیا۔ حکم دیا کہ چند قیدی عورتون کو بھی ہمارے سامنے لاؤ۔ ام کلثوم۔ زینب
و زین العابدین لای گئے۔ یزید نے ہرایک کا حال پوچھا۔ لوگون نے کہا کہ یہ ام کلثوم۔ یہ زینب اور یہ علی بن الحسین
ہے یزید نے کہا ہمنے سنا ہے کہ علی بن الحسین قتل ہوا اب یہ کہان سے آیا۔ لوگون نے جوابدیا کہ
حسین کے تین بیٹے تھے اونمین سے علی اکبر و علی اصغر مارے گئے یہ علی اوسط بیمار تھا اسلئے اوسے
گرفتار کرکے یہان لائے ہین۔ یزید کہنے لگا۔ ای لڑکے تو نے دیکھا کہ تیرا باپ اپنے نام کا خطبہ منبرون پر
پڑہوانا چاہتا تھا اور مسند خلافت پر بیٹھنا اوسے منظور تھا شکر ہے خدا کا کہ وہ اپنی مراد کو نہ پہونچا
امام زین العابدین نے فرمایا کہ اے یزید۔ گریبان مین منہ ڈالکے سچ بتلا کہ یہ منبر ہمارے آبا و اجداد
کے رکھوائے ہوئے ہین یا تیرے باپ دادون نے انہین بنوایا تھا مسند خلافت ہمین زیبا ہے

یا تجھے - خیر - ہمارا تیرا جھگڑا قیامت مین فیصل ہوگا - یزیدان باتون سے برہم ہوگیا اور ایک سپاہی کو حکم دیا کہ اسکو باہر لیجا کے قتل کردے اور سر میرے سامنے لے آ - سپاہی نے اونکا ہاتھ پکڑا ہی تھا کہ حضرت ام کلثوم نے دوہتڑ اوسے مارا اور فرمایا کہ اے ابن ہند - اس بچہ کو تو چھوڑ دے - واللہ - سوا اسکے اب کوئی محرم دختران رسول اللہ کا نہین رہا ہے اور ایک آہ دردناک کھینچکے یہ شعر پڑہا -

| | | | |
|---|---|---|---|
| انا دیک یا جداہ یا خیر مرسل | | حسینک مقتول ونسلک ضایع | |

یعنی اے ناناجان تم سید المرسلین ہو - فریاد ہے تمہارے حسین کو ان ظالمون نے قتل کر ڈالا اب تمہاری نسل کو بھی ضایع کئے دیتے ہین -

اس بیت کو سُنکے یزید کا ہر جزو بدن کانپنے لگا اور قتل سے دست بردار ہوا - شاہزادہ کو پاس بلا کے اپنے بیٹے کے پاس بٹھا لیا اور بولا - اے علی - میرا بیٹا اور تم ہمسن ہو اس سے کشتی لڑو گے - جناب زین العابدین نے فرمایا - کشتی کیا - ہم دونون کے ہاتھ مین تلوار دیدے پھر تماشا دیکھہ -

راوی لکھتا ہے کہ اب شام ہوگئی اور نوبت خانہ بجنے لگا - پسر یزید امام زین العابدین کی باتون سے جلا تو بیٹھا ہی تھا بول اوٹھا کہ اے ابن حسین - یہ نوبت میرے باپ کے نام کی ہے یا تیرے باپ کے نام کی - جناب امام نے فرمایا کہ ذرا تامل کر - ابھی ابھی جواب تجھے ملا جاتا ہے کہ اتنے مین نقار خانہ بند ہوگیا اور موذن نے ندائے اللہ اکبر بلند کی - شاہزادہ عالم نے فرمایا - اے پسر یزید سُنلے یہ نوبت میرے آبا و اجداد کی ہے جو قیامت تک قائم و برقرار رہیگی اور تو ناحق اس سرائے فانی مین پنج روزہ نوبت پر پھولا جاتا ہے - اے نادان لڑکے - دار الضرب امامت مین سکہ سعادت ہمیشہ ہمارے نام پر رہیگا اور منابر عزت وکرامت پر قیامت تک ہمارے

نام کا خطبۂ فضیلت پڑھا جائیگا۔

| | |
|---|---|
| تا دورِ روزگار بود دور ماست | تا نام کائنات بود نام نام ماست |

پھر حضور یزید کی طرف متوجہ ہو کے فرمانے لگے۔ اے یزید بتا تو سہی کہ جبریل امین ہمارے گھر آیا کرتے تھے یا تیرے۔ آیہ تطہیر ہم لوگون کے حق مین نازل ہوئی ہے یا تمہارے۔ لزوم محبت ذوی القربیٰ ہمارے باب مین ہے یا تمہارے لئے۔ یہ سُنکے لوگ شہزادۂ زین زمان کی فصاحت پر عش عش کرنے لگے یزید کے بدن پر رعب سے رعشہ طاری ہو گیا اور بولا۔ اے ابن الحسین۔ مانگ کیا مانگتا ہے۔ حضور نے ارشاد کیا۔ میرے والد بزرگوار کے قاتل کو مجھے دیدے تا کہ اوسے اسیوقت جہنم واصل کرون یزید نے سرداران کوفہ کو بلا کے پوچھا کہ حسین کو کسنے مارا ہے۔ اونہون نے جوابدیا کہ خولی بن یزید نے۔ حکم ہوا کہ خولی حاضر ہو۔ خولی پہلے سے بشیر بن مالک کا مآل دیکھ چکا تھا ڈرا اور سامنے آکے محض انکار کر گیا کہ حاشا و کلا مین نے اونہین نہین مارا۔ یزید نے اوس سے کہا کہ پھر کسنے قتل کیا۔ خولی بولا۔ سنان بن انس نے۔ اوسے جو بلایا تو وہ کہنے لگا کہ لعنت بر قاتلانِ حسین۔ یہ سنکر یزید آپے مین نہ رہا اور بولا کہ اے ملعونو۔ بتاتے نہین کہ حسین کو کسنے ذبح کیا۔ لوگون نے جوابدیا کہ شمر بن ذی الجوشن نے اونکا سر اوتارا ہی اب شمر بلایا گیا اور یزید نے اوس سے دریافت کیا کہ تو نے ہی حسین کو شہید کیا ہے۔ اوسنے بھی صاف یہی جوابدیا کہ معاذ اللہ۔ مین کیون اس ناشائستہ حرکت کا عذاب اپنے سر لیتا۔ یزید نے کہا۔ اے شقی۔ سب اسی بات پر متفق ہین کہ تو نے مارا ہے۔ شمر نے جوابدیا۔ سب جھوٹے ہین اور مجھے تہمت لگاتے ہین۔ اوسوقت یزید پر حد سے زیادہ غضب مستولی ہو گیا اور لال پیلا ہو کے شمر سے کہنے لگا کہ نہین۔ تجھی کو قاتل حسین کا پتا بتانا پڑیگا۔ نہین تو ابھی تیرا سر بھٹے کی طرح اوڑا دیتا ہون۔ شمر سوچا کہ اب سر پر آپڑی۔ تم کیون چپ کتے ہو۔ سارے دربار کو اپنی

طرف مخاطب کیا اور بآواز بلند کہا- ایہا الناس- قاتل حسین وہ ہے جسنے قبائل عرب کو جمع کرکے بیت المال کے دروازے کھولدئے اور لشکر کو گھوڑے- ہتیار- خرچ اور خلعت دئے اور کہدیا کہ شوق سے جاؤ اور حسین سے لڑو- اب آپ سب حاضرین دربار سمجھ لیں کہ قاتل حسین کون ہے مین نام نہیں لونگا- یہ سُنکے یزید نے شرم سے سر جھکالیا اور بولا- تم سب میرے سامنے سے دور ہو لعنت خدا کی تم سب پر- پھر امام عالی مقام سے پوچھا کوئی اور حاجت رکھتے ہو تو بیان کرو- حضور نے ارشاد کیا- میرے باپ کا سر مجھے دیدے تاکہ سب سرون کو لیجا کے اونکے تنون سے ملادون- یزید بولا کہ اچھا یہ بات تمہاری مان لی کچھ اور مانگو- صاحبزادہ نے فرمایا کہ مجھے اور اہلبیت کو مدینہ بھیجدے تاکہ ناناجان کے روضہ منورہ پر طاعت وعبادت الٰہی مین مشغول رہون- یزید بولا کہ یون ہی ہوگا اور جو مرضی ہو بیان کرو- شہزادۂ عالم وعالمیان نے فرمایا کہ بس ایک خواہش یہ اور باقی ہے کہ کل جمعہ ہے مجھے اجازت ملے کہ منبر پر خطبہ پڑہون- یزید نے کہا- یہ آرزو بھی آپ کی برآئیگی کل کی خطابت آپ ہی کے ذمہ ہے مگر جب دوسرا دن ہوا تو کچھ سوچ سمجھ کے وعدۂ خطابت سے پشیمان ہوا- ایک اور شخص شامی کو جو بڑا فصیح وبلیغ تھا خطبہ کے لئے مقرر کردیا- منادی ہوگئی کہ سب لوگ جامع مسجد مین حاضر ہون- جب نماز جمعہ مین سب جمع ہوگئے تو خطیب منبر پر گیا اور آلِ ابوسفیان کی تعریف ومدح کرنے لگا اور آلِ ابوطالب کی مذمت شروع کی- بطلان حسین اور احقیت واولیت یزید عیان کی- حضرت زین العابدین سے نرہ گیا- آواز دی- یاشامی بئس الخطیب انت یعنی اے شامی- تو برا خطیب ہے- اس قوم نے تو رضائے مخلوق کو غضب خالق سے مقدم سمجھا ہے اور دین کو دنیائے دون سے بدل لیا ہے تو اخیار کی مذمت اور اشرار کی مدح کرتا ہے- لاحول ولا قوۃ الا باللہ اسکے بعد جناب زین العبا نے یزید سے فرمایا کہ اپنا وعدہ وفا کر تو نے کل مجھسے عہد کیا تھا

یزید نے جواب دیا کہ تمہارے منبر پر جانیکی مین کوئی ضرورت نہین دیکھتا۔ تم یہین سے جو چاہتے ہو کہہ لو۔ یہ سنتے ہی اہل دمشق نے شور مچانا شروع کیا اور اشراف شام کھڑے ہو گئے کہ نہین ہم تو اہلِ حجاز کی باتین سنینگے اور دیکھینگے کہ حجازیون کی فصاحت و بلاغت کس درجہ کی ہے۔ یزید بولا۔ اے اہل شام۔ یہ لڑکا ہاشمی ہے جو افصح عرب ہین۔ منبر پر جاتے ہی آلِ ابوسفیان کی فضیحتی کر ڈالیگا اور بنی امیہ کو برا بھلا کہیگا۔ اکابر دمشق نے کہا کہ نہین۔ بچہ ہے اس سے یہ کب ہو سکیگا جانے دو۔ شاید یہ اپنے نانا کے کچھ اقوال بیان کرے جن سے ہمین بھی کچھ نہ کچھ استفادہ حاصل ہو جائے۔

جب دمشق کے بڑے بڑے لوگ اصرار کرنے لگے تو یزید اونکی فرمائش رد نکر سکا اور شاہزادہ والا تبار منبر پر جلوہ افروز ہوئے یہ معلوم ہوا کہ منبر مین جان پڑ گئی۔ مسجد جگمگانے لگی اور محراب مین زبان حال سے عرض کرتی تہین۔

| | |
|---|---|
| گر بر سر و چشم من نشینی | نازت بکشم کہ نازنینی |

سب سے پہلے آپنے حمد الٰہی اور نعت حضرت رسالت پناہی صلی اللہ علیہ وسلم اس فصاحت و بلاغت سے بیان کی کہ فصحائے شیرین زبان اوسکی تعریف سے قاصر اور بلغائے زیبا بیان اوسکی توصیف سے عاجز ہو گئے۔ حمد و صلوٰۃ کے بعد پند و نصایح کی باتین اس طرح سے فرمائین کہ حاضرین کے دل اونکی تاثیر سے نرم اور سامعین کے سینے اونکے تصرف سے گرم ہو گئے۔ اسکے بعد فرمانے لگے۔

| | |
|---|---|
| دوستان شرح پریشانی من گوش کنید | داستان غم پنہانی من گوش کنید |
| قصۂ بے سر و سامانی من گوش کنید | گفتگوئے من و حیرانی من گوش کنید |

اے اہل شام۔ جو کوئی مجھے پہچانتا ہو جانے اور جو نجانتا ہو پہچان لے کہ ہم فرزند رسول مختار

اور ہم ابن المصطفےٰ سید الاخیار ہین - ہم پسر صاحب معراج - ہم مالک تاج وو دواج ہین - ہم جگر گوشۂ صاحب براق - ہم افضلترین آدمیان بالاتفاق ہین - ہم لخت جگر مسافر سفر سبحان الذی اسریٰ اور مجاور حرم قاب قوسین او ادنیٰ ہین - ہم نازپروردۂ آغوش خطیب فاوحیٰ الیٰ عبدہٖ ما اوحیٰ اور عندلیب گلشن علمہ شدید القویٰ ہین - ہم سوار دوش خواجہ یثرب و بطحا اور صدر مسند اجتبا واصطفا ہین - ہم نور دیدۂ حبیب حضرت اللہ یعنی پسر محمد رسول اللہ ہین - ہم سرور سینۂ شہسوار مضمار ہل اتیٰ - و شہریار تختگاہ لافتیٰ ہین - ہم مفتاح خزانۂ انا مدینۃ العلم و علی بابہا ہین - ہم پسر صاحب مناصب و مظہر العجائب و الغرائب یعنی علی ابن ابی طالب ہین - جسوقت شاہزادہ والا مناقب کے منہ سے "انا ابن" یعنی ہم نکلتا تھا خلق اللہ مین ایک شور مچ جاتا تھا - پھر فرمایا ہم فرزند دختر خیر المرسلین - سیدۃ النساء العالمین ہین - ہم قرۃ العین گوہر درج فاطمہ بضعۃ منی اور اختر برج من اذاہا فقد اذانی ہین - ہم پسر مادر سادات اور شفیع عرصہ عرصات بتول عذرا یعنی فاطمہ زہرا ہین - ہم فرزند سبط رسول و چشم و چراغ بتول امام مسموم ممتحن یعنی امیر المؤمنین حسن ہین - ہم دلبند شہید مظلوم اور غریب و مہموم نور دیدۂ مصطفےٰ و سرور سینہ مرتضیٰ مبتلائے میدان کرب وبلا یعنی حسین شہید کربلا ہین -

اسوقت ساری محل سے فریاد و فغان کا شور اوٹھہ کھڑا ہوا - لوگون کے رونے پیٹنے سے تمام شہر دمشق مین کہرام پڑگیا - یزید اس واویلا سے ڈرا اور عام غدر کے خوف سے کانپنے لگا مؤذن سے اشارہ کیا کہ اذان دینا شروع کردے تاکہ جناب امام آگے کچھہ نہ کہہ سکین اور خاموش ہوجائین -

**مؤذن** - اللہ اکبر - اللہ اکبر -

**امام زین العابدین** - نعم لاشئی اکبر منہ - یعنی ہان ہان کوئی چیز اللہ سے بڑی نہین ہے

مؤذن ۔ اشہد ان لا الٰہ الا اللہ ۔

امام ۔ نعم شہد بہا لحمی وشعری ودمی وبشرای یعنی ہان ہان اسکی گواہی میرا گوشت ۔ پوست میرے بال ۔ میرا خون اور سارا جسم دیتا ہے ۔

مؤذن ۔ اشہد ان محمداً رسول اللہ ۔

یہان پر حضرت زین العابدین نے اپنا عمامہ سر سے اوتار کے مؤذن کے آگے ڈالدیا اور گیسوئے مشکین پریشان کر کے فرمایا ۔ اے مؤذن ۔ تجھے اسی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی قسم ۔ ذرا ٹھیر جا ۔ مین دو کلمے اور کہہ لون ۔ مؤذن خاموش ہو گیا اور حضرت فرمانے لگے ۔

اے پسر معاویہ ۔ یہ رسول کریم تیرا نانا تھا یا ہمارا ۔ اگر تو کہے کہ میرا تھا تو جھونٹ ہے اگر تو اپنا بتا بھی دیگا تو سارا عالم تجھے جھونٹا کہیگا ۔ وہ تو ہمارے نانا تھے کیونکہ مین علی بن الحسین ہون پس تو نے میرے پیارے باپ کو جو بہترین عترت آن حضرت تھے کیون قتل کرادیا اور حیف صد حیف مخدرات سرادقات عصمت وطہارت کو ہر شہر اور بستی مین در بدر اور کوچہ بکوچہ پھرایا ۔ اسپر دعویٰ ہے کہ مین کلمہ گوے رسول عربی ہون اور قبلہ کی طرف منہ کرکے نماز پڑھتا ہون اے کمبخت ۔ تجھے ذرا بھی شرم نہین آتی ۔ اتنا کہکے فرط حزن وملال سے حضور نے اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے اور فرمایا ۔ اے لوگو سچ کہنا ۔ آیا تم مین کوئی ایسا ہے جسکا نانا رسول خدا ہو ۔ یہ سنکر لوگون نے اپنے سر پیٹ لیئے اور گریہ وزاری نے اہل دمشق پر اپنا عمل دخل کرلیا ۔ بعضے تو پچھاڑ کھاتے کھاتے بیدم اور بیہوش ہو گئے ۔ جامع دمشق مین قیامت قایم ہو گئی ۔ کوئی ایسا سنگدل نہ تھا جسکی آنکھون سے جوئے اشک نہ روان ہو ۔

یزید گھبرا کے اوٹھ بیٹھا اور مؤذن کو ایک ڈانٹ بتائی کہ کمبخت ۔ اقامت کہہ ۔ پس اذان تمام کی گئی ۔ لوگون نے جون تون نماز پڑھی ۔ بعد نماز لوگون نے غم وغصہ سے یزید کو برا بھلا کہنا

شروع کر دیا جسکا غلغلہ اور دبدبہ عوام مین پڑگیا۔ اب یہ وہ جگہہ ہے جہان ہمارا دل قابو مین نہین رہتا اور آنسوؤن کے گلے کتنے ہی گھونٹتے ہین مگر نہین تھمتے اور نکلے ہی پڑتے ہین۔ اب یزید لعلین چہانکنے لگا۔ جب کچھہ نہ سوجھی تو لوگون کی تالیف قلوب کے لئے اکابر شام کو سمیٹ بیٹھا اور حکم دیا کہ شمر اور امراے کوفہ کہان ہین۔ میرے سامنے حاضر کرو۔ ملعونون نے کیسا غضب کیا کہ دنیا مین میرا نام بدنام کر دیا۔ جب وہ لوگ آئے تو اونکے منہ پر اونکو بہت سخت وسست کہا اور بولا کہ اگر تم لوگ امام حسین کو زندہ میرے پاس لے آتے تو مین تمہاری اطاعت سے راضی ہو جاتا اور اونکی خدمت کرتا۔ لعنت ہے ابن مرجانہ پر جسنے ایسی انہونی کی۔ پس اب مار کے بعد دکھانیکو سنوار ہونے لگی اور اہلبیت کو اوسنے بڑی خاطر و مدارات سے اپنے ہی محل مین رکھا۔

روایت ہے کہ جناب امام حسین کی ایک صاحبزادی چہار سالہ تھین جنہین حضور اپنی جان سے زیادہ عزیز رکھتے تھے۔ جب سے آپنے شربت شہادت نوش فرمایا صاحبزادی ہمیشہ آپکو یاد کرتی تھین اور اَینَ اَبِیُ اَینَ اَبِیُ کہا کرتی تھین یعنی میرے ابا جان کہان ہین اونہین بلادو۔ لوگ اوسے تسلی دیدیا کرتے تھے کہ وہ کہین گئے ہوئے ہین اب آجاینگے۔ اب کہ یہ سب لوگ یزید کے محل مین تھے رات کو صاحبزادی نے خواب مین اپنے والد ماجد کو دیکھا۔ فوراً جاگ پڑین اور فریاد و فغان کرنی لگین کہ میرے ابا کہان گئے ابھی تو اونہون نے مجھے گود مین لیا تھا مجھے چھوڑ کے کدھر گئے۔ اب طاقت جدائی نہین مجھے اونکے پاس پہونچا دو ورنہ مین رو رو کے اپنی جان دیدونگی۔

| | |
|---|---|
| بجز خون شربتے در خورد در دخود نمے بینم | بجز غم راحتے در روزگار خود نمے بینم * |

یہ سنکر اہلبیت مین کہرام پڑگیا۔ یزید اوسی محل مین تھا جاگ اوٹھا اور پوچھا یہ کیا ماجرا ہے۔ لوگون نے حال بیان کیا۔ یزید نے حکم دیا کہ اوسکے باپ کا سر لیجا کے اوسے دکھا دو تا کہ

اوسے ایک گونہ تسلی ہو- خادمان یزید سرمبارک کو ایک طبق سیمین مین رکھکے اور اوسپر ایک رومال سندس کا ڈہانک کے وہان لے پہونچے - شہزادی نے پوچہا یہ کیا ہے عرض کیا گیا کہ رومال اوٹھا کے ملاحظہ کر لیجئے - صاحبزادی کا سر کو اوٹھا کے دیکھنا تھا کہ چہاتی پہٹگئی اور سر کو کلیجہ سے لگا کے جان دیدی - اہلبیت مین پہر غم حسین تازہ ہو گیا -

جب یزید کے پاس اس اندوہناک حادثہ کی خبر پہونچی تو ماتم پرسی کے لئے خود حاضر ہوا - دوسرے دن سامان سفر مہیا کر کے نعمان بن بشیر کے ساتہہ اہلبیت کو مدینہ روانہ کر دیا - امام زین العابدین نے ۲۰ صفر کو کربلا مین پہونچکے پدر بزرگوار کے سر اور دیگر شہدا کے سرون کو اونکے جسمون سے ملا دیا -

اثنائے راہ مین نعمان بن بشیر نے اہلبیت کی خدمت گذاری مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہین کیا - اہلبیت جہان چاہتے وہان قیام کرتے اور جب چاہتے سفر کرتے تھے - یہ اور اسکے ہمراہی مثل غلامون کے ساتہہ ساتہہ تھے کسی بات مین کان نہین ہلاتے تھے - غرضکہ نعمان بکمال ادب اونہین مدینہ پہونچا کے اور اون سے دعائین لیکے دمشق واپس گیا -

روایت ہے کہ جب اہلبیت کی واپسی کی خبر مدینہ پہونچی تو وہ خاک سر پر اوڑاتے اور فریاد و زاری کرتے استقبال کو روانہ ہوئے - اولاد مہاجر و انصار اور صغار و کبار یہان تک کہ عورتین اور بچے بہی ہزار اضطراب و بیقراری سے گریہ کنان باہر نکلے - جب امام زین العابدین اور اونکی بہنین اور پہوپہیان سامنے آئین تو لوگ فرش خاک پر لوٹنے لگے اور دیدۂ گریان اور سینۂ سوزان سے قیامت بپا کر دی - اہل مدینہ تو استقبال مین تعزیت کر رہے تھے کہ اہلبیت نے اپنی سواری روضۂ مقدسہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف موڑ دی اور وہان پہونچکے آواز دردناک اور جگر چاک چاک سے نعرے کئے - واجداہ وامحمداہ واسیداہ واسنداہ ہم آپکے یتیم خاندان اور غریب

دودمان ہین۔ ہم آپکے فرزندون کے غم مین سوزان وگریان ہین۔ ہم بادیہ ہجران کے محنت کشیدہ ہم صحرا سے کربلا کے ظلم ومصیبت دیدہ ہین۔ اے ناناجان ہمنے کوفیون کی بیوفائی سے بڑے بڑے رنج پاسے ہین۔ ناناجان۔ ہمنے شامیان بے شرم وحیا کے ہاتھہ سے بڑے بڑے ظلم اوٹھاسے ہین۔ اے نانا۔ ہم تشنہ لب آب فرات ہین۔ اے ناناجان ہم گرمازدگان دشت عقوبات ہین۔ اے ناناجان ہم آپکے فرزند دلبند حسین کا سلام آپکے دربار مین لاے ہین اور اے ناناجان۔ اشقیا کی شقاوتین آپکے ننھّے ننھّے سے بچون پر آپکو سنانے آے ہین۔

اہلبیت نے اسطرح روضہ رسول اللہ کو اپنے نالہ جانکاہ سے ہلا رکھا تھا۔ ناگاہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا اپنے حجرۂ طاہرہ سے نالان وگریان ہاتھہ مین وہ شیشہ خاک کربلا کا لئے ہوئے جو خون ہوگئی تہی برآمد ہوئین اور دوسرے ہاتھہ مین حضرت امام حسین کی بیمار بیٹی کا ہاتھہ تھا۔ اہلبیت نے جو ام المومنین کو دیکھا اور نظر کی کہ خاک بہی ہمارے غم مین خون ہوگئی ہے تو اونکا سوز ودرد اور بہی زیادہ ہوگیا۔ جناب امام مظلوم کی بہنون اور صاحبزادیون نے جناب ام سلمہ سے لپٹ کے ایسے ایسے بین کئے کہ تپھر کا جگر شق ہوتا تھا۔ بیمار صاحبزادی سے جو ملتا تھا اوسکے سینہ سے آگ کے شعلے نکلتے تھے۔

ابن وعبل خزاعی سے روایت ہے کہ نزع کیوقت میرے باپ کی زبان بند ہوگئی اور منہ تمام سیاہ تھا۔ مین یہ حال دیکھکر ڈر گیا اور سب سے اسے پوشیدہ رکہا۔ ہمنے چھپا کے اونہین غسل دیا اور چپ چپاتے دفن کردیا۔ مین اونکے لیئے نہایت رنجیدہ رہتا اور دل ہی دل مین گھٹا جاتا تھا۔ ایک رات کو مین نے اونہین خواب مین دیکھا کہ منہ آفتاب نصف النہار کو بہی شرماتا تھا اور کپڑے نہایت سفید نورانی تھے۔ مین نے متحیر ہوکے پوچھا۔ اباجان۔ حق سبحانہ تعالےٰ نے تمہارے ساتھہ کیا کیا۔ فرمایا۔ کیا تو نہین دیکھتا کہ بخشدیا۔ مین نے عرض کی کہ

مرتے وقت تو بہت بُری حالت تھی اوس سے توکسی طرح کی امید نہ تھی - فرمایا - بیٹا - تونے سچ کہا مین شراب کا عادی تھا اور یہ اوسی عادت کی شامت تھی کہ میرا منہ کالا ہوگیا اور زبان بند ہوگئی - جب تم لوگ مجھے دفن کر آے ہو تو ناگاہ جناب رسول خدا نے قدم رنجہ فرمایا اور پوچھا کہ دعبل تیرا ہی نام ہے - مین نے عرض کی - ہان - ارشاد ہوا کہ وہ مرثیہ ہمین سُنا جو تونے شہیدان کربلا کے حق مین لکھا ہے - مین نے اپنی وہ نظم حسب الارشاد التماس کردی جسکا ایک شعر یہ ہے -

| | |
|---|---|
| لا اضحک الله سن الدھران ضحکت | وال محمد مظلومون قد قھروا |

اودہر تو مین اشعار پڑہتا تھا اودہر حضور کی آنکھون سے آنسو روان تھے - ختم ہونیکے بعد فرمایا اچھا کہا ہے پھر میری شفاعت کی جس سے بخشش ہوگئی جسکا نتیجہ تو یہ دیکھتا ہے - پس حسین مظلوم کے لئے رونا موجب اجر جمیل وجزاے جزیل ہے -

## قاتلانِ حسین کا حال

ناظرین ہماری اتنی سمع خراشی سے خود سمجھ گئے ہونگے کہ ایسے لوگون کا مال کار کیا ہوا ہوگا کیونکہ مثل مشہور ہے مصرع ع بسا ے کہ نکوست از بہارش پیداست - اسلئے زیادہ خامہ فرسائی کی ضرورت نہ تھی لیکن اس بیان کے بغیر کتاب ناتمام تھی اور زمانہ کا حال ہی عجیب ہے کوتہ نظری اور خود رائی کا بھلا ہو - انہون نے ہر سر وہر سودا کا معاملہ کر رکہا ہے - لہذا ہمکو اسکا لکہنا ضرور اور نہایت ضرور ہے -

حاکم نے بصحت ابن عباس روایت کی ہے کہ حق سبحانہ تعالے نے وحی بیجی اپنے جبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کہ اے میرے سچے رسول - تحقیق مین نے یحیی ابن زکریا ع کے انتقام مین ستر ہزار یہودی قتل کئے مگر تیرے پیارے دلبند حسین کے خون کے بدلے

ہین اون سے دو گنے یعنی ایک لاکھہ چالیس ہزار آدمی قتل کرونگا اور اون سے سخت انتقام لونگا
پس اے ناظرین باتمکین۔ ملاحظہ ہو کہ حق جل وعلا قاتلان حسین سے کس درجہ ناراض
ہے یعنی حضرت یحییٰ علیہ السلام مسلم الثبوت نبی ہین اون سے مرتبہ جناب مظلوم کربلا کا بڑہا
دیا۔ پہر جب ہم دیکھتے ہین کہ یہ حکم جناب باری کا من وعن پورا بہی ہو گیا تو ہمارا خیال اور بہی زیادہ
پختہ ہو جاتا ہے یعنی اول تو جنگ مختار مین بیشمار مخالفین حسین کا قلع وقمع ہو گیا۔ دوسرے
ابتداے سلطنت عباسیہ یعنی علی سفاح کے عہد مین دشمنون کا ناس ہوا۔ تفصیل اسکی
کتب تاریخ سے اظہر من الشمس ہے۔

کتب تاریخ کے دیکہنے والون پر بخوبی ظاہر ہے کہ جو لوگ شریک قتل امام ہوئے اونمین سے
کوئی بہی بغیر عذاب شدید کے دنیا سے نہ گیا۔ بعضے قتل ہوئے بعضے اندہے ہو گئے اور بعضونکا
کا منہ کالا ہو گیا۔ بعضے امیر کبیر تھے مفلس ہو کے بہیک مانگنے لگے اور وہ بہی کوئی نہین دیتا
تھا۔ بعض پانی پیتے پیتے مرگئے مگر پیاس نہ بجہی۔ چنانچہ روایت ہے کہ ایک جگہہ بڑا مجمع تھا
اور سب یہ کہہ رہے تھے۔ ہمنے خوب دیکہہ لیا کہ دنیا مین کوئی دشمن حسین مصیبت سے نہین
بچا۔ اوس جماعت مین سے ایک بڈہا بول اوٹھا۔ سب جہوٹ ہے مین بہی قتل حسین مین شامل
تھا آج تک ہٹا کٹا اور تندرست ہون وہ یہ کہہ ہی رہا تھا کہ چراغ ٹمٹمانے لگا۔ وہی بڈہا اشتعالک دینے
کو اوٹھا۔ ناگاہ چراغ سے ایک شعلہ بلند ہوا اور اوس بڈہے کو گہیر لیا۔ سارا جسم اوسکا جلتا تھا اور
وہ چارون طرف چلاتا پہرتا تھا کہ ہاے مین مرا ہاے مین مرا۔ لوگ بجہاتے بہی تھے مگر وہ آگ
اوسکا پیچہا نہ چہوڑتی تہی۔ وہ بہاگ کے دریا مین گر پڑا وہان بہی پانی اوسکے حق مین تیل ہو گیا۔
اوس آتش غضب الٰہی نے اوسے جلا کے خاک سیاہ کر دیا۔ حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے سچ فرمایا ہے

| | |
|---|---|
| آتش سوزان نکند با سپند | انچہ کند دود دل دردمند |

اسیطرح ایک روایت سدی رضی اللہ عنہ نے کی ہے کہ ایک شخص نے میری دعوت کی مجلس مین اور بہی بہت سے لوگ جمع تھے۔ وہان باتون باتون مین معرکہ کربلا کا بہی ذکر آگیا۔ کسی نے یہ کہدیا کہ جتنے آدمی روز عاشورہ قتل امام حسین مین شریک تھے وہ ضرور عذاب الٓہی مین گرفتار ہوئے۔ استنے مین میر مجلس بول اوٹھا کہ مین بہی تو معرکہ مذکورہ مین موجود تھا یارون کا تو بال تک بیکا نہوا۔ وہ اپنی بات تمام نہین کر چکا تھا کہ چراغ سے شعلہ لپکا اور اوسے جلادیا۔

| | | | | |
|---|---|---|---|---|
| بترس از آہِ مظلومان کہ ہنگامِ دعا کردن | | اجابت از درِ حق بہرِ استقبال می آید | | |

روایت ہے کہ جس بدبخت نے سر مبارک جناب امام حسین کا شکار بند سے باندہا تھا وہ بڑا شکیل و خوبصورت تھا اوسکے حسن و جمال کا شہرہ دور و نزدیک پہونچ گیا تھا۔ معرکہ کربلا کے بعد اوسکی صورت ایسی بگڑی کہ کوئی اوسکے چہوئے بیر نہ کہاتا تھا اور رنگت اوسلٹے تو سے کو شرماتی تہی۔ لوگون نے اوس سے پوچہا کہ تیرا کیا حال ہے۔ اوسنے بیان کیا کہ ہر روز دو شخص آکے مجھے پکڑ لیجاتے ہین اور آگ پر اوندہا لٹکا دیتے ہین اور پہر یہان چہوڑ جاتے ہین چنانچہ وہ کمبخت اسی عذاب مین گہل گہل کر مرگیا

واقدی سے روایت ہے کہ ایک بڈہا معرکہ کربلا مین شامل تہا۔ بعد شہادت امام ہمام کے اندہا ہوگیا۔ اوس سے جو اسکا سبب دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ اوسنے ایک دن آنحضرت صلعم کو خواب مین دیکہا کہ حضور آستین چڑہاے اور شمشیر برہنہ ہاتھہ مین لئے تشریف لاے ہین اور سامنے ایک چمڑا بچہا ہے جسپر دس قاتلان حسین ذبح پڑے ہین۔ جب حضور کی نظر اس شخص پر پڑی تو اوسکو نہایت لعنت ملامت کی اور ایک سلائی مقتولون کے خون کی اوسکی آنکہون مین پہیر دی وہ اندہا ہوگیا۔

روایت ہے کہ شام مین قاتلانِ حسین مین سے ایک شخص کا منہ سوئر کا سا ہوگیا تھا۔ لوگ اوسے دیکہتے تھے اور عبرت کرتے تھے۔

روایت ہے کہ حسین ظالم بیرحم نے جناب علی اصغر کے حلقِ مبارک پر تیر مارا تھا اوسے ایسا عجیب وغریب مرض ہوا کہ پیٹ کی طرف حد سے زیادہ حرارت اور پیٹھہ کی جانب کمال سردی تھی آگے پنکھا جہلتے تھے اور پیچھے آگ مشتعل رہتی تھی مگر اسپر بھی تسکین نہین ہوتی تھی برابر یکسان واویلا مچاے چلاجاتا تھا۔ اس بلا کی پیاس اوسے تھی کہ مشکین کی مشکین چڑہاجاتا تھا مگر پیاس نہ بجھتی تھی۔ آخرش ایک دن اوسکا پیٹ پھٹا اور واصلِ جہنم ہوگیا یہان تک تو اختصار کے ساتھہ آپنے عام لشکریون کا حال سنا جو قتل امام عالیمقام مین شریک تھے۔ زہری رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ اونمین سے کوئی متنفس دنیا ہی مین سزا سے نہ بچا۔
اب تہوڑا ساحال خواص کا بھی سُن لیجیے۔
پہلے یزید کو لو۔ وہ جب قتل امام حسینؑ سے فارغ ہوا تو جامہ مین پھولا نہین سماتا تھا۔ علاوہ سخت ترین امراض جسمانی کے اوس سے اور اور افعال شنیعہ بھی ایسے سرزد ہوئے جن سے کتّے کوّے بھی گھن کھاتے تھے۔ یعنی سب سے پہلے اوسنے مدینہ منورہ کے خراب اور تباہ کرنے کا قصد کیا۔ یہان تک کہ تین دن کامل مدینہ دھڑی دھڑی کرکے لوٹا گیا۔ حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا گھر ملیامیٹ کردیا گیا۔ افسوس صد ہزار افسوس۔ اون ظالمان بیحیا نے ذرا اس بات کا پاس نہین کیا کہ یہ خانہ مبارک جناب ختم المرسلین کا ہے۔ خاص مدینہ کے اندر سات سو صحابہ کو گاجر مولی کی طرح کاٹ ڈالا اور جو جو حرکات ناشائستہ یزید کے لشکر نے مسجد نبوی اور روضہ رسول مقبول کے سامنے کین اونکا بیان کرنا بھی کسی بیحیا ہی کا کام ہے۔ اون اشقیا کو مسلمان ہوکے اتنا خیال نہ آیا کہ یہ فرشتون کے نازل ہونے کا مقام ہے۔ غرضکہ اس ظلم اور بے شرمی کے باعث تین دن متواتر مسجد نبوی مین نماز نہو سکی۔
اسکے بعد شامیون نے مکہ معظمہ کی طرف رخ کیا اور کعبہ شریف کی ہتک مین بھی کوئی بات

اوٹھا نہ رکھی۔ اتنے پتھر پہاڑون پر چڑھ چڑھکے منجنیقون سے کعبہ مین پھینکے کہ سارا صحن اٹ گیا اور کعبہ کے ستون ٹوٹ گئے۔ لباس کعبہ جلادیا اور دروازون کے پردے تنورون مین جھونککے کھانے پکائے۔ کئی دن تک کعبہ بے لباس رہا اور تمام اہل مکہ کو کہانا پینا نہ ملا اور نہایت ہی اذیت رہی۔ زنا۔ اغلام۔ شراب خواری۔ بہن کا نکاح بھائی سے اور اسی طرح کی اور خلاف شریعت باتین وہان اور تمام یزید کی عملداری مین مباح اور حلال کردی گئی تہین جسکا ثبوت تاریخون سے بخوبی ہوسکتا ہے۔

غرضکہ جب پیمانہ اوسکے ظلمون کا لبالب ہوکے چھلکنے لگا تو خاص اوسی دن جسدن کہ اوسکے لشکر نے خانہ کعبہ کے ساتھہ ایسی انھونیان کی تہین یعنی ۱۵ ربیع الاول ۶۴ھ ہجری کو تین برس سات مہینے کی سلطنت کے بعد مقام حمص مین منتقم حقیقی جل جلالہ نے زنجیر نکبت یزید کے گلے مین ڈالکے اوس جگہہ مین ڈالدیا جو اوسکے لایق تہی فاعتبروا یا اولی الابصار خداوند حقیقی سب مسلمانون کو اپنی ہدایت اور نگہبانی مین رکھے۔

یزید ہی اپنے بیٹے معاویہ کو اپنے حین حیات مین ولی عہد کرچکا تھا۔ لوگون نے اوسے تخت سلطنت پر بٹھادیا۔ معاویہ نے منبر پر جاکے خطبہ پڑھا اور حمد خداے برتر اور نعت سید البشر کے بعد بیان کیا۔ ایہا الناس۔ خلافت ایک بڑا بھاری بوجھہ ہے جو ہر ایک سے نہین اوٹھہ سکتا یہ کام خلفاے باصدق وصفا ہی کا تھا جو بڑی خوبصورتی اور خوش اسلوبی سے اسے کرگئے۔ میرے دادا معاویہ بن ابی سفیان ناحق علی مرتضی سے لڑے۔ اسمین کچھہ شبہہ نہین کہ علی ابن ابی طالب بہرصورت خلافت حقہ کے مستحق اور لایق تھے۔ اسیطرح میرا باپ یزید جو ہرگز ہرگز اہلیت اور کسی طرح کا استحقاق نہین رکھتا تھا تخت سلطنت پر متمکن ہوگیا اور اپنی حکومت کے استحکام کے لیئے امام حسین فرزند رسول الثقلین کو شہید کیا اور اہلبیت اطہار کو ذلت

اور تکلیف دی آخر اپنے کئے کو پہونچا اور جوان اس جہان سے گیا۔ مین خوب جانتا ہون کہ حسین کو قتل کرنا بہت بُری بات تہی اور اسکا مواخذہ میرے باپ سے ضرور ہوگا۔ نیز اوسنے مدینہ منورہ کو لوٹا۔ کعبہ کے ساتھہ بے ادبیان کین۔ منہیات شرعی کو مباح کردیا۔ جب سلطنت کی خاطر ایسی ایسی بے اعتدالیان ہوجاتی ہین تو مین ایسی چیز کو کبھی قبول نہ کرونگا۔ آل ابوسفیان مین سے جو چاہے اسے لیلے مین نے اپنی بیعت سے سب مسلمانون کو آزاد کردیا یہ کہکے معاویہ منبر سے اوترآیا اور گوشہ نشین ہوکے عبادت الٰہی مین مشغول رہا۔ پھر کسیکو اپنا منہ نہ دکہلایا اور مرتے دم تک گھر سے باہر نہ نکلا۔ وَاللّٰہُ یَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ اللہ اکبر۔ باپ ویسا بیٹا ایسا۔ کسیکا اسمین کیا اجارہ ہے۔

روایت ہے کہ ابن زیاد بدنہاد جنگ مین مختار بن عبید ثقفی کے ساتھہ لڑکے بہزار ذلت وخواری مارا گیا۔ جب مختار نے کوفہ پر قبضہ حاصل کیا تو حکم عام دیدیا کہ جو لوگ شریکِ قتل امام تھے اونہین چن چن کے اور ڈہونڈہ ڈہونڈ کے لاؤ چنانچہ کئی سو آدمی لاے گئے اور قتل ہوکے اپنے کئے کو پہونچے۔ جب ابن سعد کا پتا نہ لگا تو اپنے خاص آدمیون کو حکم دیا کہ جہان سے بنے اوسے پیدا کرو۔ اونہون نے اوسکے بیٹے حفص کو لا موجود کیا۔

**مختار**۔ تیرا باپ کہان ہے۔

**حفص**۔ خانہ نشین ہوگیا ہے۔

**مختار**۔ کیا خوب! یہ رے کی حکومت اب اوس سے کیسے چھوٹی جسکی خاطر اوسنے حسین کے گلے پر چھری پھیری تہی۔ اگر پہلے سے خانہ نشین ہوجاتا تو یہ آخرت کا وبال اوسکی گردن پر کیون پڑتا۔

آخرش ابن سعد اور شمر دونون تلاش کرکے لاے گئے۔ اونہین بڑی تکالیف کے ساتھہ

اس دنیا سے آزاد کر دیا۔ اونکے ساتھ حفص بیٹا ابن سعد کا بھی مقتول ہوا اور اونکے سر محمدؑ حنیفہ کے پاس روانہ کر دئے گئے۔

بعد ازاں حکم عام دیدیا کہ معرکہ کربلا مین جو لوگ ابن سعد کے ممد و مددگار اور شریک و یار تھے اونھین جہاں پاؤ بلا تکلف مار ڈالو۔ جب مختار کا یہ حکم چارون طرف مشہور ہوگیا تو مجرم کوفہ سے بصرے کی طرف بھاگنے لگے۔ مختار کے لشکر نے بھی اونکا پیچھا کیا۔ جہاں کسیکو پایا مار ڈالا۔ اور اسکے گھر کو جلا دیا اور لوٹ لیا۔

جب خولی ملعون جس نے امام حسین کا سر مبارک اپنے ہاتھ سے جدا کیا تھا قید ہو کے آیا تو مختار نے پہلے اوسکے دونون ہاتھ کٹوائے پھر دونون پیر جدا کرائے بعد ازاں جلوا دیا اور کسی مجرم کا نام تک نہ چھوڑا۔

روایت ہے کہ مختار نے اپنے لشکر کے سپہ سالار ابراہیم بن مالک اشتر کو ابن زیاد کے قتل اور گرفتاری کو بھیجا تھا۔ ابراہیم کا لشکر جب شہر موصل کی حدمین پہونچا ہے تو معلوم ہوا کہ ابن زیاد دریا کے کنارہ موصل سے پانچ فرسنگ کے فاصلہ پر اپنا لشکر لئے پڑا ہے۔ دوسرے دن صبح سے شام تک برابر سخت لڑائی ہوئی۔ شام کو لشکر ابراہیم فتحمند ہوا۔ ابن زیاد لوکدم بھاگا۔ ابراہیم نے حکم دیدیا کہ مخالفین کا تعاقب کرو اور جو ملے مار ڈالو۔ المختصر بہت سی فوج ابن زیاد کی ماری گئی اور وہ خود بھی قتل ہوا۔ لوگ ابن زیاد کا سر ابراہیم کے پاس لائے اوسنے اوسے مختار کے پاس کوفہ بھیجدیا۔ مختار نے تمام اہل کوفہ کو جمع کر کے وہ سر دکھایا اور کہا۔ اے لوگو دیکھو اور عبرت پکڑو کہ آخر خونِ حسین نے ابن زیاد کو نہ چھوڑا اور اس درجہ کو پہونچا دیا۔

روایت ہے کہ جب ابن زیاد اور اوسکے سردارون کے سر کوفہ مین مختار کے سامنے رکھے گئے تو ناگہاں ایک بڑا سانپ نمودار ہوا۔ وہ اون سب سرون مین ہوکر ابن زیاد کی ناک مین

گھس گیا اور منہ سے نکل آیا۔ ذرا ٹھیر کے پھر گھسا اور نکل آیا اسی طرح تین بار اوسنے کیا پھر غائب ہوگیا۔

غرضکہ ابن زیاد و ابن سعد۔ شمر ذی الجوشن۔ ابن الحجاج۔ قیس بن اشعث کندی۔ حکم بن طفیل اور زید بن مالک وغیرہ تمام اشقیا معہ اپنے ساتھیوں کے جو یزید کے اعوان و انصار تھے ہزاروں خرابیوں کے ساتھہ قتل کیئے گئے۔ قاتلوں نے اونکی لاشوں پر گھوڑے دوڑا کے اونہیں سرمہ سا کردیا۔ اللھم احفظنا من کل بلآء۔

مفتاح النجاۃ سے روایت ہے کہ یہ واقعہ ۱۰ محرم ۶۷ھ کا ہے اسمین ستر ہزار آدمی شام کے لشکر مختار کے ہاتھہ سے خاک مین ملگئے اور اپنے کیئے کو پہونچے۔ مصرع

کانٹا کسی کو مت لگا گو مثل گُل پھولا ہے تو

روایت ہے کہ جب مختار کا قبضہ کوفہ اور اوسکے گرد و نواح پر ہوگیا تو اوسنے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے لڑنے کا ارادہ کیا۔ ابن زبیرؓ نے اپنے بھائی مصعب کو مختار کے مقابلہ کو بھیجا۔ مصعب بن زبیر بصرے سے روانہ ہوکر مختار سے لڑے۔ اوسپر غالب آے اور مختار مارا گیا۔

بعد ازان عبدالملک نے صاحب حکومت و ثروت ہوکے مصعب کو مغلوب کیا۔ مصعب بن زبیر اور ابراہیم بن مالک اشتر مارے گئے۔

ابن عمرو لیثی سے روایت ہے کہ مین نے کوفہ کی دار الامارۃ مین امام حسین کا سر مبارک ابن زیاد کے سامنے۔ ابن زیاد کا سر مختار کے پیش نظر۔ مختار کا سر مصعب کے آگے اور مصعب بن زبیر کا سر عبدالملک کے روبرو دیکھا تھا۔ مین نے یہ بات عبدالملک کے سامنے بیان کی۔ اوسنے اوسیوقت دار الامارۃ کو کھدوا کے پھنکوا دیا کہ یہ مکان بڑا منحوس ہے۔ غرضکہ جس مکان مین امام حسین کا سر آیا تھا اور ابن زیاد نے بیٹھکے اوسمین حکومت کی تھی اوسکا نام و نشان بھی نرہا۔

بالکل لاپتا ہوگیا ۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

حضرت عبداللہ بن زبیر اوس زمانہ مین مکہ معظمہ مین تشریف رکھتے تھے ۔ عبدالملک نے اون سے لڑنا چاہا لیکن اوسکی فوج صاف انکار کرگئی کہ ہم لوگ مکہ مین ہرگز خونریزی نکرینگے اسلئے عبدالملک خاموش ہورہا ۔ ایک دن حجاج نے آکراوس سے کہا کہ مین نے رات کو خواب مین ابن زبیر کا سرکاٹ لیا ہے ۔ یہ سنکر عبدالملک سمجھگیا کہ حجاج اون سے لڑنیکو راضی ہے پس اوس نے اپنی فوج ساتھہ کرکے حجاج کو مکہ روانہ کیا ۔ طائف اوسکا وطن تھا وہان سے اوسنے اور بہت سے آدمی اپنے ہمراہ لیلئے اور ابن زبیر پر چڑہائی کردی ۔ اس معرکہ مین بھی کعبہ کی بہت بے حرمتی ہوئی اور تمام حرم محترم شہیدون کے خون سے لال ہوگیا اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ شہید ہوئے ۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ۔

اب شام وعراق وحجاز ودیگر ممالک مین مروانیون کی حکومت قائم ہوئی اور بنی امیہ کی سلطنت ہزار مہینے رہکے غارت ہوگئی ۔ جناب امام حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ آیہ کریمہ لیلۃ القدر خیر من الف شھر مین حکومت بنی امیہ کے ہزار مہینے کی طرف اشارہ ہے ۔

روایت ہے کہ حضرت ہارون کی وفات کے بعد جناب موسیٰ علیہما السلام نے دعا کی تھی ۔ یا الٰہی میرے بھائی ہارون نے انتقال کیا اوسے اپنی رحمت کاملہ سے بخشدے ۔ وحی آئی کہ اے موسیٰ ۔ تیری دعا سے مین اولین وآخرین سکو بخش سکتا ہون بجز قاتل حسین ابن علی کے کہ مین خود اوس سے انتقام لونگا ۔ پس کشندہ حسین آگ کے صندوق مین آتشین زنجیرون سے جکڑا ہوا عقوبات بیحساب مین گرفتار ہے اور قیامت تک یونہی رہیگا ۔

امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین کہ ایک شخص میرے پاس آیا اور درخواست کی کہ مجھے مسائل شرعیہ تعلیم کیجئے ۔ مجھے اوس سے کمال نفرت تھی کیونکہ باتین کرنے کیوقت

اوسکے منہ سے ایسی بدبو آتی تھی کہ میری قوت شامہ کو طاقت اوسکی برداشت کی نہ تھی۔ اوسکا سبب پوچھنے مین بھی مجھے شرم آتی تھی۔ آخر ایک روز مجھ سے نہ رہا گیا پوچھا کہ اس تعفن کا کیا باعث ہے۔ وہ نہایت منفعل اور خجل ہوکر بولا کہ مین اپنا حال زار آپ سے تو بیان کرتا ہون مگر برائے خدا اوسکا اظہار کسی اور سے نہ کرنا۔ مین عاشورہ محرم کے دن اون لوگون مین تھا جو دریائے فرات پر اسلئے متعین تھے کہ لشکر حسین مین پانی نہ جانے پائے۔ جو کوئی پانی کی طرف آتا تھا ہم اوسے روکتے تھے اور پانی نہین لینے دیتے تھے۔ واقعہ کربلا کے بعد مین نے آنحضرت صلعم کو خواب مین دیکھا اور یہ معلوم ہوا کہ گویا قیامت قایم ہے اور مجھے ایسی پیاس لگی ہے کہ تڑپا جاتا ہون جدہر دیکھتا ہون اور دوڑ دہوپ کرتا ہون پانی کا نشان نہین ملتا۔ اسی تلاش و جستجو مین دیکھا کہ آنحضرت و علی و فاطمہ و حسن و حسین ایک حوض کے کنارہ تشریف فرما ہین اور پانی پلا رہے ہین مین آنحضرت صلعم کے سامنے گر پڑا اور پانی مانگا۔ حکم ہوا کہ اسے بھی سیراب کرو۔ کسی نے پانی نہ دیا۔ مین نے پھر عرض کی۔ کچھہ نتیجہ نہ نکلا۔ اسی طرح تین دفعہ ہوا۔ جب چوتھی بار مین نے استغاثہ کیا تو جناب رسالتمآب نے فرمایا کہ اس غریب کو پانی کیون نہین ملتا۔ حاضرین نے عرض کی۔ یا رسول اللہ یہ اون شخصون مین ہے جو لب فرات پر تشنگان لشکر حسین کو پانی کے پاس نہین پھٹکنے دیتے تھے۔ ارشاد نبوی ہوا اسقوہ قطرانا پس قطران مجھے پلادیا گیا۔ جب مین جاگا تو یہ بدبو مجھہ مین تھی۔ امام حسن بصری فرماتے ہین کہ یہ حال سنکے میرے رونگٹے کھڑے ہوگئے مین نے اوسے منع کردیا کہ اب میرے پاس ہرگز ہرگز نہ آنا۔ اسکے تھوڑے ہی دن بعد وہ شخص کتے کی موت مر گیا

ابوالمفاخر سے روایت ہے کہ ایک شخص منہ پر نقاب ڈالے طواف خانہ کعبہ مین مشغول تھا کہتا تھا کہ یا الٰہی۔ میرا قصور معاف کردے گو مین خوب جانتا ہون کہ تو ہرگز نہین بخشیگا۔ سادات ومشائخ حرم نے جمع ہوکے اوس سے کہا کہ اے عزیز۔ رحمت خدا سے ناامید ہونا کفر ہے۔

چاہے گناہون کا پشتارہ کتنا ہی بڑا کیون نہو بندہ جب درگاہ حق جل وعلا کی طرف توبہ کرکے رجوع ہوتا ہے خدا اوسے بخش دیتا ہے۔ یہ سنکر وہ آدمی زار و قطار رونے لگا اور بولا کہ اے لوگو۔ میرا گناہ ناامیدی ہی کے قابل ہے کیونکہ مین اون لوگون مین سے ہون جو حسین کے ساتھہ لڑے تھے اور بعد اونکی شہادت کے اوس گروہ کے ساتھہ ہوگیا جو سرہاے شہداے کربلا کو شام لیگئے تھے۔ ہم لوگ منزل پر پہونچکے سرون کے گرد حلقہ کرکے بیٹھہ جاتے تھے۔ خوب شرابین پیتے تھے اور جو جیمین آتا وہ کرتے تھے ایکدن اور سب تو شرابین پی پی کے سورہے مین اکیلا جاگتا رہا۔ کیا دیکھتا ہون کہ دروازہ آسمان کا کھلا اور ایک خیمہ نور کا آکے حسین کے سر کے پاس ہوا مین ایستادہ ہوگیا۔ تین نورانی شکلون نے آکے سر امام کی زیارت کی۔ دیکھتا کیا ہون کہ ایک بزرگ جامہ سبز زیب بدن اور عمامہ سفید نورانی سر پر کیے میرے اوپر کھڑے ہین مین نے کمال ادب سے دریافت کیا کہ حضور یہ تینون بزرگوار کون ہین۔ کہا۔ اے ملعون۔ یہ مقربان درگاہ صمدیت جناب جبرئیل امین و میکائیل و اسرافیل ہین۔ ہم یہ بات تمام نہین کرچکے تھے کہ جناب جبریل نے خیمہ کے نیچے جا کی آوازدی انزل یا صفی اللہ جناب آدم و شیث و ادریس نے تشریف لاکے سر مبارک کی زیارت کی۔ پہر جناب روح الامین نے فرمایا انزل یا نبی اللہ حضرت نوح و سام رونق افروز ہوئے۔ پہر آوازدی انزل یا خلیل اللہ حضرت ابراہیم و اسمعیل و اسحاق جلوہ فرما ہوئے دگر بارہ کہا انزل یا کلیم اللہ جناب موسیٰ و ہارون نے نزول اجلال فرمایا۔ اسکے بعد ندا کی انزل یا روح اللہ حضرت مسیح و شمعون تشریف فرما ہوئے جو پیغمبر آتا تھا سر مبارک کی زیارت کرتا جاتا تھا۔ آخرش جناب جبریل امین نے فرمایا انزل یا حبیب اللہ جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی و حسن و حمزہ و جعفر طیار کے ساتھہ قدم رنجہ فرمایا۔ سر حسین نے ناناکے قدم پر گرکے فریاد کی۔ اے نانا جان۔ ملاحظہ ہو کہ ان ستمگاران بیوفا اور نابکاران پر جور و جفا نے میرے ننہے ننہے بچون پر کیسے کیسے ظلم کئے ہین۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے

سرمبارک کو قدمون سے اوٹھا کے کلیجہ سے لگالیا۔ خوب روے اور فرمایا۔ بیٹا یہ سب اپنے کرتوتون کا مزا چکھینگے۔ تمام انبیاء علیہم السلام نے گریہ وزاری مین حضور کا ساتھہ دیا۔ اسوقت جناب جبریل سامنے آے اور کہا کہ اے رسول اللہ۔ اگر حکم ہو تو اس گروہ نابکار کے ساتھہ وہ کرون جو قوم لوط کے ساتھہ کیا تھا۔ حکم ہوا کہ صبر کرو۔ اسکے بعد حضرت روح الامین بولے۔ حضور اسوقت اور فرشتے بہی آے ہین اور کہتے ہین کہ ان پچاس آدمیون کو جو سرون کے گرد بدست پڑے ہین۔ مار ڈالنے کا حکم ہوا ہے۔ جناب سید الثقلین نے فرمایا کہ اگر فرمان ایزدی یہی ہے تو تعمیل کرو۔ فرشتون نے گرز آتشین لیے۔ جسکے مارتے تے وہ راکھہ ہو جاتا تھا۔ جب میری نوبت آئی تو مین نے آنحضرت سے پناہ مانگی اور معافی چاہی۔ حضور نے فرمایا لاغفر اللہ لک یعنی اللہ تجھے کبھی نہ بخشیگا۔ اے اہل حرم۔ آنحضرت کی زبان مقدس سے یہ بات سُنکے مجھے ناامیدی ہوگئی ہے اونکے فرمانیکے خلاف میری مغفرت نہوگی۔ اہل حرم نے دریافت کیا کہ یہ نقاب تو نے اپنے منہ پر کیون ڈال رکہا ہے۔ اوسنے نقاب جو اوٹھایا تو صورت اوسکی بالکل سؤر کی سی تہی اور دانت باہر نکل آے تھے۔ مشائخین وسادات حرم نے اوسے باہر نکلوادیا کہ کہین اسکے وبال مین ہم نہ گرفتار ہو جائین ابہی وہ حد حرم سے باہر ہو کے دس قدم ہی آگے نہ بڑہا تھا کہ یکایک اوس پر بجلی گری اور وہ آگ کا ڈہیر ہو کے رہگیا۔

کنز الغرائب مین ہے کہ شاہزادہ کونین جناب امام حسین کی شہادت کے بعد جابر بن یزید نے حضور کا عمامہ اپنے سر پر رکھہ لیا تہا۔ معاً دیوانہ ہوگیا۔ لوگون نے اوسے آہنی زنجیرون سے جکڑا۔ اوسی قید وسلاسل مین اپنی بوٹیان کاٹ کاٹ کے مرگیا۔ جعونہ حضرمی نے قمیص مطہر اوتار کے پہن لی تہی وہ مبروص ہوگیا۔ اوس کرتہ پاک مین ایکسو ستر سوراخ تہے جن سے معلوم ہوا کہ اتنے زخم حضور کے جسم نازنین پر لگے تھے۔ بعضے کہتے ہین کہ حضور کی قمیص عبد الرحمن بن حصین

نے پہنی تھی وہ لعین مبروص ہوگیا اور سر اور ڈاڑھی کے بال گر کے ایسی صورت ہوگئی کہ لوگونکو عبرت ہوتی تھی - اسود بن حنظلہ نے ایک تلوار آپکی لیلی - اوسکو جذام ہوگیا اور تمام اعضا گلنے لگے - بڑی تکلیف سے موت واقع ہوئی - مالک بن یسار نے شاہزادہ عالم کا جوشن لیا تھا - اوسکی عقل جاتی رہی اور یاوہ گو بنگیا - کوچہ و بازار مین آدمی اوس سے دل لگی کرتے تھے اور لڑکے اینٹین پتھر پھینکتے تہے - آخرالامر کسی نے دل لگی مین ایسا پتھر مارا کہ سر اوسکا پھٹگیا اور وہ مرگیا - شواہد مین روایت ہے کہ شمر ذی الجوشن نے کچھہ اشرفیان حضور کے اسباب مین پائین - چند اون مین سے اپنی بیٹی کو دین کہ انکا زیور اپنے لیئے گڑھوا لے - زرگر نے جسوقت اونہین آگ مین رکھا غور غائب ہوگئین - جب شمر کو اس بات کی خبر ہوئی تو زرگر کو بلا کے باقی اشرفیان اوسے دین اور کہا کہ انکو بھی گلا دے - چنانچہ اوسکی آنکھون کے سامنے وہ بھی اوسیطرح غائب ہوگئین

جناب امام عالی مقام کے ہمراہ چند اونٹ بھی تھے - بدبختون نے اونکو ذبح کر کے جب پکایا تو وہ ایسے تلخ ہو گئے کہ کوئی ایک نوالہ بھی منہ مین نہین رکھہ سکتا تھا -

## نوحہ کرنا جنات کا امام حسین کے غم مین

حبیب بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مین نے اپنے کانون سے اچھی طرح سنا کہ ایک جنیہ غم حسین مین روتی تھی اور یہ اشعار پڑھتی تھی -

| | | |
|---|---|---|
| مسح النبی جبینہ ولہ بریق فی الخدود | | ابواہ من علیا قریش وجدہ خیر الجدود |

جنکا اردو ترجمہ یہ ہے -

| | | | |
|---|---|---|---|
| تھا بوسہ گاہ رسول کریم منہ اوسکا<br>تھے والدین شریف اوسکے قوم ہاشم سے<br>اور اوسکا جد بھی بہتر جدود عالم سے | | وہ تھا جمال منور سے اپنے ماہ لقا<br>قریش مین تھا بلند اوسکا جاہ اور رتبا<br>محمد عربی ہاشمی رسول خدا | |

روایت کی ابو نعیم نے عبد اللہ بن لہیعہ سے اور اونہون نے ابی قبیل سے کہ جب کربلا سے چلکر پہلی منزل پر قیام کر کے لوگ کہانے پینے مین مشغول ہو گئے تو ایک آہنی قلم غیب سے نمودار ہوا - اور یہ اشعار خون سے زمین پر لکھکر غائب ہو گیا جنکا ترجمہ یہ ہے -

اے جاہل و بے خرد قاتلانِ حسین مین تمکو عذاب دوزخ اور سجین کی قید کا مژدہ سناتا ہون -

| | |
|---|---|
| امید رکہتے ہین وہ لوگ جن لعینون نے | حسین بیکس و مظلوم کو شہید کیا |
| کہ روزِ حشر شفاعت نبی کی حاصل ہو | چہٹین عذاب الٰہی سے وہ بروزِ جزا |
| جو یہ خیال اونہین ہو تو زعم باطل ہے | کہ اون سے ناخوش و ناراض ہین رسولِ خدا |

روایت کی ابو نعیم نے مزیدہ بن جابر سے اور اونسے اپنی مان سے کہ ایک جن غم حسین مین روتا تھا اور کہتا تھا

| | |
|---|---|
| خبر حسین کے مرنیکی مین سناتا ہون | اور اپنا چاک جگر بہی تمہین دکہاتا ہون |
| بیان حسین کا مین کیا کرون ہر ایک کمال | غرض حسین تہا اک کوہِ صبر و استقلال |

روایت کی ابو نعیم نے حبیب بن ثابت سے اور اونہون نے جناب ام سلمہ سے کہ جب سے آنحضرت نے وفات پائی ہے مین نے نوحہ جن پہر نہین سنا مگر ایک شب مینے جنیہ کو روتے سنا جب لونڈی کو بہیجا تو اوسنے آکے کہا کہ وہ یون کہہ رہی ہے

| | |
|---|---|
| خوب رو اے چشمِ محزون زار زار ٭ | کر غمِ حسنین سے دل کو فگار ٭ |
| کون رویگا شہیدون پر بہلا | کربلا مین جنکا ہے لاشہ پڑا ٭ |
| عہد مین میرے ہوا یہ اونکا حال ٭ | کیون نہ مجہکو اس الم سے ہو ملال |

اہل عارضہ ذکر بلا مین شہدا کی لاشون پر جنیہ کو نوحہ کرتے سنا ہے جنمین سے ایک شعر یہ ہے -

| | |
|---|---|
| نساء الجن یسعدن نساء الہاشمیات | بنات المصطفیٰ احمد امام للبریات |

یعنی زنانِ جن ماتم و نوحہ گری مین زنانِ بنی ہاشم کا ساتہہ دیتی ہین جو زنان برگزیدہ احمد مختار و سید ابرار ہین -

یا اللہ العالمین - خونِ ناحق حسین کیواسطے اور شہیدانِ کربلا کی طفیل سے مسلمانونکو سوائے غم حسین کے اور کوئی رنج و غم نہو - آمین ثم آمین -



